الخطب المنبرية
فی المناسبات العصرية

تالیف:

فضیلۃ الشیخ دکتور صالح بن فوزان الفوزان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبات کی فہرست

۞ ہجرت کی مشروعیت اور اسکی اقسام

۞ کسی کو نقصان پہنچانا حرام ہے

۞ **معنی قوله ﷺ: "إن الحلال بين والحرام بين"** اللہ کے رسول ﷺ کا قول: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے.

۞ سود کا بیان اور اسکا حکم

۞ مسلمانوں کو ان کی فائدہ مند چیزوں میں اور راستے میں تکلیف دینا حرام ہے

۞ بارش نہ ہونے کی مناسبت سے

۞ بعض ممالک اور شہروں میں جو حادثات اور سیلاب آتے ہیں اس سے نصیحت حاصل کرنا

۞ شادی کرنے پر ابھارنا اور شادی کو آسان بنانا

۞ اس دنیا میں انسان کی حالات

۞ حقیقی اور سچا دین

۞ ایڈز کی بیماری کی مناسبت سے

۞ سورہ عصر میں غور وفکر کرنا

۞ عبادات کی شرعی شکل صورت کو تبدیل کرنے کی ممانعت کا بیان

۞ صحیح عقیدہ ومنہج پر قائم رہنا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسلام جیسی عظیم نعمت کی یاد دہانی اور تباہ کن عناصر سے اسے بچانا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے رسول کو سچے و برحق دین و ہدایت کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام ادیان ومذاہب پر غالب کر دے،...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسلام جیسی عظیم نعمت پر اللہ کا شکریہ ادا کروں۔

اللہ کا فرمان: ﴿ اَلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الۡإِسۡلَامَ دِينًا ﴾

آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا۔(سورۃ المائدہ:3)

اللہ کا فرمان: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجۡتَبَاكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّينِ مِنۡ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمۡ إِبۡرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الۡمُسۡلِمِينَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعۡتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوۡلَاكُمۡ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلَى وَنِعۡمَ النَّصِيرُ﴾

اور اللہ کے بارے میں جہاد کرو جیسا اس کے جہاد کا حق ہے۔اسی نے تمھیں چنا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، اپنے باپ ابراہیم کی ملت کے مطابق۔اسی نے تمھارا نام مسلمین رکھا، اس سے پہلے اور اس (کتاب) میں بھی، تاکہ رسول تم پر شہادت دینے والا بنے اور تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو۔سو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لو، وہی تمھارا مالک ہے، سو اچھا مالک ہے اور اچھا مددگار ہے۔(سورۃ الحج:78).

اللہ نے اس عظیم دین کے ذریعے اس امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور اس امت کو دوسری تمام امتوں پر فوقیت وفضیلت دی ہے تو اس نعمت پر بہت زیادہ شکریہ ادا کرنا واجب وضروری ہے اور اللہ نے اس امت کو مسؤلیت کے منصب سے بھی نوازا کہ کل قیامت کے دن یہ امت مسلمہ تمام لوگوں پر گواہ رہے گی۔

اللہ کا فرمان: ﴿لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو.(سورۃ البقرۃ 143)

اللہ نے امت محمدیہ کو اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا اس طرح سے شکر ادا کیا جائے کہ اللہ کے حقوق کو ادا کرنا، جن کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے کرنا اور جس سے منع کیا ہے اسے چھوڑ دینا اس سے رک جانا، اور سب سے اہم فریضہ نماز قائم کرنا اور زکات ادا کرنا ہے اسلئے کہ نماز دین کا ستون ہے جو برائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے، جس نے نماز قائم کی اس نے دین کو قائم ومضبوط کیا اور جس نے نماز کو ضائع کیا تو اس نے دین کو ضائع وبرباد کر دیا اور زکوۃ ادا کرنے میں مخلوق کے ساتھ احسان کرنا اور نفس کو بخیلی اور کنجوسی سے پاک وصاف کرنا ہے اور جس نے اچھی طرح سے زکات ادا کی تو وہ دوسرے صدقات وخیرات کو بھی بہتر طریقے سے ادا کرتا ہے۔

پھر اللہ نے حکم دیا کہ اسے لازم پکڑلو ﴿وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ﴾ اللہ کو لازم پکڑنے کا مطلب یہ ہیکہ اللہ پر بھروسہ کرو، ضرورت کے وقت اللہ سے مدد طلب کرو، نفع بخش اور فائدہ مند چیزوں کے حصول اور نقصان دہ و ناپسندیدہ امور کو دور کرنے کیلئے، دشمنوں اور حاسدین کے خلاف اللہ سے مدد مانگو اور یہی خالص توحید، صحیح دین اور درست عقیدہ ہے.

دین اسلام صحیح سالم و درست عقیدے، صحیح عبادات، بہترین اخلاق وعادات اور اچھے امور پر مشتمل ایک کامل و مکمل دین ہے جو ہر برے عقائد، باطل عبادات اور برے اخلاق وعادات اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اسی لئے اللہ نے اس دین کے کامل ہونے کی گواہی دی،

اللہ کا فرمان: ﴿أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا.

یہ دین اپنے عقائد میں، شرعی امور واحکامات میں، اوامر ونواھی میں اور آداب وأخلاق وعادات میں کامل و مکمل دین ہے.

اے مسلمانو! اگر تم اسلام جیسی عظیم نعمت کو جاننا اور پہچاننا چاہتے ہو تو ان کافر امتوں کی طرف دیکھو جو آج باطل عقائد میں خلط ملط ہو کر حیران و پریشان ہو کر، اخلاقی فساد و بگاڑ کے درمیان زندگی گزار رہی ہے، جہاں عزتوں سے کھلواڑ کرنا اسے ضائع و برباد کرنا ہے، جہاں نہ زندگی گزارنے کا کوئی نظام وقانون ہے اور نہ ہی دلی چین وسکون ہے.

آج باطل قومیں سیاسی امور میں شیوعیت سے، انسانیت پر ہونے والے یہودیت کے ظلم وستم سے وہ یہودیت جو انسان کو ہلاک و برباد کرنے کیلئے پلاننگ کر رہی ہے، نصرانیت کی گمراہیت اور ان بت پرست قوموں سے حیران و پریشان ہے جو اللہ کے علاوہ درختوں، پتھروں اور پیڑ پودوں کی عبادت کرتی ہے جسے شیطان نے ان کیلئے مزین کیا ہے آج باطل امتیں ان تمام باتوں سے پریشان ہے اسی طرح جو بھی ہدایت کے نور سے، اسلام کی ہدایت سے محروم ہوتا ہے وہ تاریکی میں بھٹکتا رہتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لاتے ہیں۔ یہ لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:257)

اللہ کے بندو! یقیناً کافر لوگ، اہل کتاب (یہود ونصاری) ہم سے اسلام کی نعمت پر حسد کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾

ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں. (سورۃ البقرۃ:109)

اللہ کا فرمان: ﴿وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً﴾

وہ چاہتے ہیں کاش کہ تم کفر کرو جیسے انھوں نے کفر کیا، پھر تم برابر ہو جاؤ۔(سورۃ النساء:89)

اللہ کا فرمان:﴿وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ﴾

وہ (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ۔(سورۃ الممتحنۃ:2)

اور اللہ نے اس بات کو بار بار اپنی کتاب قرآن مجید میں ذکر بھی کیا ہے تا کہ ہم ان کے مکر وفریب اور دسیسہ کاریوں سے بچے، محفوظ رہے، یہ لوگ اسی دن سے جس دن اللہ نے اس دین کو محمد ﷺ پر نازل کیا اور قیامت تک اس دین کیلئے اور اسکے ماننے والوں کیلئے مکر وفریب اور چالبازیاں کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

اللہ کا فرمان:﴿ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا﴾

اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں، اگر وہ کرسکیں۔(سورۃ البقرۃ:217)

اللہ کا فرمان:﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا، خواہ کافر لوگ برا جانیں۔(التوبۃ:32)

خطرہ اسلام پر نہیں ہے اسلئے کہ اسلام تو اللہ کی جانب سے محفوظ اور اللہ کے حفظ وامان میں ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔(سورۃ الحجر:9)

بلکہ خطرہ مسلمانوں پر ہے اسلام کے ماننے والوں پر ہے اس کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہیکہ باطل قوموں نے اسلام پر بہت سارے حملے کئے لیکن اسکے باوجود ان حملات کا اسلام پر کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ ہی اس میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی اور ابھی بھی اسلام ویسا ہی صاف وشفاف ہے جس طرح اللہ نے محمد صل اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور اللہ برابر اس دین کو غالب ومضبوط کرتا رہا اور دشمنوں کے مکر وفریب سے اسکی حفاظت کرتا رہا اور اسے لوگوں کیلئے واضح کرتا رہا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذَلِكَ۔

"ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔"[1] (صحیح مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا"۔[2] (ابو داود)

---

[1] صحیح مسلم:1920۔

[2] ابو داود:4291۔

اسلام اپنے عقائد وشرعی احکامات کے ذریعے محفوظ ہے اس پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ خطرہ ہم مسلمانوں پر ہے کہ آج اسلام کے دشمن مسلسل اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے ہیکہ وہ مختلف وسائل وآسباب کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام سے دور کردے، انہیں گمراہ کردے اور اس کام کیلئے وہ ان لوگوں کا استعمال کرتے ہیں جو عالم اسلام کی طرف منسوب ہے، صرف نام کے مسلمان ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جن کی صفت حدیث میں بیان کی گئی ہیکہ وہ ہماری نسل سے ہوں گے، ہماری زبان میں بات کریں گے،

حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ. قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ.

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، لوگ رسول اللہ ﷺ سے اچھی باتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں بری باتوں کے بارے میں پوچھتا اس ڈر سے کہیں برائی میں نہ پڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ برائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لیکن اس میں دھبہ ہے۔" میں نے کہا: وہ دھبہ کیسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور میرے طریقہ کے سوا اور راہ پر چلیں گے ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بری بھی۔" میں نے عرض کیا، پھر اس کے بعد برائی ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے جو ان کی بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔" میں نے کہا: یارسول اللہ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کا رنگ ہمارا سا ہی ہوگا اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اس زمانہ کو میں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہ اور ان کے امام کے ساتھ رہ۔" کہا: اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو سب فرقوں کو چھوڑ دے اور اگرچہ ایک درخت کی جڑ دانت سے چباتا رہے مرتے دم تک۔"[1]

☆ عقیدے کے مجال میں دشمنانِ اسلام اس بات کی کوشش کرتے ہیکہ مسلمانوں کے عقائد کو بگاڑ دیا جائے اور وہ اس طرح سے کہ صحیح اسلام سے منحرف وگمراہ فرقوں جیسے قبر پرست، صوفیہ اور بدعتی فرقوں کو بڑھاوا دیا جائے مختلف وسائل کے ذریعے ان کی تائید کی جائے یہاں

---

[1] صحیح بخاری:7084۔

تک کہ یہ باطل فرقے صحیح اسلام پر غالب آجائے اور پھر ان باطل فرقوں کو مضبوط کیا جائے تا کہ اس کے ذریعے صحیح اور درست عقائد کو ختم کر دیا جائے اور ان گمراہ فرقوں کو اس طرح لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے گویا کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

☆ عبادت کے مجال میں اسلام کے دشمن اس بات کی کوشش کر رہے ہیکہ مسلمانوں کے درمیان بدعات وخرافات کو خوب پھیلایا جائے اور مادی ومعنوی طور پر، مالی امداد کے ذریعے ان بدعتی لوگوں کی تائید ومدد کی جائے۔

▪ ☆ مسلمانوں کے اخلاق وکردار میں فساد وبگاڑ پیدا کرنے کیلئے، خراب کرنے کیلئے عریانیت (ننگا پن)، بے پردگی، مردوزن کا اختلاط، گندی وغیر اخلاقی فلمیں، مزاحیہ ڈرامے، موسیقی وناچ گانے، ننگی تصویریں وغیرہ مسلمانوں کے درمیان پھیلانا اور اسے فروغ دینا اور اسے فن کاری، خاندانی وراثت اور ترقی کا نام دینا۔

▪ ☆ اسی طرح مسلمانوں کو فائدہ اور نفع بخش کاموں سے غافل و دور کرنے کیلئے، جہاد کی تیاری، دین کی نشر واشاعت اور وطن کی حفاظت سے مسلم نوجوانوں کو مشغول وغافل کرنے کیلئے اسلامی ممالک میں نائب کلب، کھیل کود کے کلب اور مختلف أنواع واقسام کے جسمانی وذہنی کھیلوں کو بڑھاوا دینا تا کہ مسلم نوجوانوں کی قوت وطاقت کو اسی میں ختم کر دیا جائے، ایک ہی شہر میں بہت ساری الگ الگ ٹیمیں اور گروہ کا بننا پھر ہر ٹیم کے کچھ چاہنے والوں کا ہونا جس سے ان کے درمیان دشمنی ولڑائی جھگڑے کا ہونا، جس سے کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے نہ معاشرے کا اور نہ کسی ٹیم کو کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔

☆ کاروبار اور اقتصادی امور میں مسلمانوں کے درمیان سودی کاروبار کو پھیلانا اور حرام چیزوں کی تجارت مثلاً شراب اور جوئے کو فروغ دینا۔

اے مسلمانو! بیشک تمہارا دشمن تمہارے ساتھ خیر وبھلائی نہیں چاہتا، یقیناً وہ تمہارے لیے برائی چاہتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو۔ (سورۃ البقرۃ:105)

اللہ کا فرمان: ﴿لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾

(تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ (سورۃ آل عمران:118)

تم اپنے دشمنوں کے بارے میں اچھا گمان کیوں رکھتے ہو، تم ان کے مکروفریب اور چالبازیوں سے کیوں غافل ہو، بیشک یہ لوگ جب مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ختم کرنے سے عاجز وقاصر ہو گئے تو انہوں نے رسول اکرم کو قتل کرنے کی سازش وکوشش کی، آپکے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے اور آپکے نکلنے کا انتظار کرنے لگے تا کہ وہ آپ کو قتل کر دے تو اللہ نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کو ان کے درمیان سے ایسے نکالا کہ انہیں احساس وشعور بھی نہیں ہوا اور اللہ نے یہ آیت نازل کی،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے! جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں، یا آپ کو قتل کرڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔ (سورۃ الأنفال:30)

اور جب انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے نکلنے کا علم ہوا اور وہ لوگ اپنی پلاننگ (لائحۂ عمل) میں ناکام ہوگئے تو وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کیلئے نکلے تو اللہ نے ان کی تدبیر اور چالبازیوں کو انہی کی طرف لوٹا دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو پھر بھی وہ لوگ آپ کی دعوت کو ختم کرنے کیلئے ہرطرح کی کوشش کی، آپ سے جنگ کرنے کیلئے فوجی لشکر تیار کیا لیکن اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور جب انہیں اس بات کا احساس ہوگیا کہ ہتھیاروں اور فوجی لشکر کی قوت وطاقت کے ذریعے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے تو انہوں نے ایک خبیث وگندا حیلہ کا سہارا لیا اور وہ نفاق کا حیلہ تھا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا کہ جو کچھ ایمان والوں پر اتارا گیا ہے اس پر دن چڑھے تو ایمان لاؤ اور شام کے وقت کافر بن جاؤ، تاکہ یہ لوگ بھی پلٹ جائیں۔ (سورۃ آل عمران:72)

نفاق یہ ہیکہ ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہونا اور پھر چپکے چپکے باطن میں مسلمانوں کیلئے چالبازی اور مکروفریب کرنا اور منافقین کی یہ جماعت یہود ومشرکین سے مل کر بنی لیکن اللہ نے ان کے راز اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر کردیا، ان کی صفات اور دسیسہ کاریوں کو بیان کیا پس مسلمان ان منافقین سے ہوشیار ہوگئے اور یہ منافقین اور کفار آج تک برابر مسلمانوں کیلئے چالبازیاں کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اور اس دور حاضر میں ہمیں دھوکہ دینے کیلئے ایک نیا طریقہ اپنایا گیا ہے اور ترقی وحضارت کے نام پر مسلمانوں کو تباہ وبرباد کرنے کیلئے کوئی ایسا دروازہ نہیں چھوڑا مگر ہر دروازے سے مسلمانوں کے درمیان داخل ہوگئے، میڈیا اور خبروں کے وسائل کے ذریعے، تعلیم کے راستے سے، ڈاکٹری کے راستے سے، سیاست کے نام پر، اقتصاد وکاروبار کے ذریعے سے ہر طریقے سے انہوں نے اپنے زہروں کو پھونکا اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی پلاننگ کو نافذ کررہے ہیں لیکن الحمدللہ مسلمان ان کی چالبازیوں سے باخبر ہوگئے اور انکے مکروفریب سے بچ گئے، اگر ہم قرآن وحدیث کی طرف پلٹے، رجوع کرے تو یقیناً ہم اس میں اپنے دشمنوں کے مکروفریب سے بچنے کا واضح بیان پائیں گے اور ان کی دشمنی کو روکنے اور ختم کرنے کا ہتھیار بھی ہمیں ملیں گا۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ [149] بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ [150] سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم ان لوگوں کا کہنا مانو گے جنھوں نے کفر کیا تو وہ تمھیں تمھاری ایڑیوں پر پھیر دیں گے، پھر تم خسارہ اٹھانے والے ہو کر پلٹو گے۔ [149] بلکہ اللہ ہی تمھارا مالک ہے اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہتر ہے۔ [150] ہم عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے کفر کیا، رعب ڈال دیں گے، اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اس کو شریک بنایا جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں

اتاری اور ان کاٹھکانا آگ ہے اور وہ ظالموں کا برا ٹھکانا ہے۔(سورۃ آل عمران:149-151)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

اسلام کے دشمنوں کے لائحۂ عمل (پلاننگ) سے بچنا

الحمد للہ وحدہ.....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی مغفرت، رضامندی اور جنت کی طرف آگے بڑھو۔

اللہ کے بندو! آج بہت سے لوگ جو نام کے مسلمان ہے، اسلام کی طرف منسوب ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے، کیا چیزیں اسلام کے مخالف ہے، بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیکہ وہ مسلمان ہے جبکہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرتے ہیں، مردوں سے مدد مانگتے ہیں، قبروں کا طواف کرتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارتے ہیں، کچھ لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ پانچ وقت کی نمازیں نہیں پڑھتے، نہ زکات ادا کرتے ہیں، نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ حج کرتے ہیں اور کچھ مسلمان تو ایسے ہیں جو مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن وہ کافروں کی پلاننگ اور لائحۂ عمل کو پورا کرتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہے. پھر ان باتوں کو جانے جو اسلام کے خلاف ہے تاکہ اس سے اجتناب کریں اور صحیح اسلام پر عمل کریں جب نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے کہا: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا اللہ کے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرنا۔" (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو)۔[1]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ اسلام قول، عمل اور اعتقاد کو کہتے ہیں یعنی زبان سے کلمہ شہادت کہنا، اعضاء وجوارح سے نیک اعمال کرنا اور دل سے ایمان ویقین رکھنا، صرف سے اسلام کی طرف نسبت لگ جانے سے انسان مسلمان نہیں ہوجاتا کہ صرف زبان سے کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور وہ اسلام کا معنی ومفہوم نہیں جانتا، اسکے احکامات پر عمل نہیں کرتا اگر وہ اسلام کا معنی ومفہوم جانتا بھی ہے تو لیکن اسلام کے مخالف باتوں، اسلام سے خارج کرنے والے امور کو نہیں جانتا جو اسکے دین کو نقصان پہنچاتے ہے.

ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ اس بات کا اہتمام کرے اور دور حاضر کے ان کفریہ چیلنج سے بچے جس نے مسلمانوں کے شہروں اور گھروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے مسلمان پر واجب ہیکہ وہ ان سے بچے اور اپنی أولاد اور معاشرے کو اس سے بچائے اور اسکا مقابلہ کرے اور اسکا دفاع بھی کریں۔

---

[1] صحیح مسلم:8۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾

اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ (سورة التحریم:9)

جہاد ہاتھ سے، زبان سے اور حجت و بیان سے بھی ہوتا ہے اور جہاد نفس سے، شیطان سے، کفر و معاصی سے، فسق و فجور اور نفاق سے بھی جہاد ہوتا ہے ایک مسلمان ہمیشہ جہاد میں ہوتا ہے. اس بات کو اچھی طرح سمجھو.

اسلامی وایمانی بھائی چارے کے فوائد وثمرات

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مسلمانوں کو آپس میں دینی بھائی بھائی بنایا اور ایکدوسرے سے محبت کرنے کا حکم دیا، اور سچی اور یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد صل اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ورسول ہے۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ دینی بھائی چارگی، نسبی اور حقیقی بھائی چارے سے بلند واعلی ہے، اللہ نے مومنوں ومسلمانوں کو آپس میں دینی بھائی بھائی چارہ بنانے کا حکم دیا اگر چہ ان کا حسب ونسب مختلف ہو، انکے وطن دور دور ہو۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

یقیناً سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (سورۃ الحجرات: 10)

اور اللہ نے کافروں سے دشمنی کرنے کا حکم دیا اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۃ التوبۃ: 23)

اسی لیے اسلامی وایمانی بھائی چارے کے انتہائی عظیم حقوق ہیں جسکے فوائد وثمرات بہت اچھے اور فائدہ مند ہے جسے اللہ اور اسکے رسول نے قرآن وحدیث میں بیان کیا ہے ان حقوق کی رعایت کرنا اور اسے انجام دینا ضروری ہے اور ان حقوق کو چھوڑنا اور اس میں سستی کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ حقوق درج ذیل ہیں۔

1) مسلمان کے درمیان جب اختلاف یا لڑائی جھگڑا ہو جائے یا ان کے درمیان دشمنی اور قطع تعلق ہو جائے تو ان کے درمیان صلح وصفائی کرانا واجب ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ [9] إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ الحجرات: 9-10)

2) مسلمان آپس میں ایکدوسرے کا عزت و احترام کریں، ایکدوسرے کو حقیر، کمتر اور نیچا نہ سمجھیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں سے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں کے ساتھ پکارو، ایمان کے بعد فاسق ہونا برا نام ہے اور جس نے توبہ نہ کی سو وہی اصل ظالم ہیں۔ (سورۃ الحجرات:11)

اس آیت میں اللہ نے مومن مرد اور عورتوں کو ایکدوسرے کا مذاق اڑانے سے منع کیا ہے ہوسکتا ہے جس مرد یا عورت کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہ دنیا و آخرت میں مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہو اور جب کسی کو کمتر اور حقیر سمجھا جاتا ہے تب ہی اس کی مذاق اڑائی جاتی ہے، اور اللہ نے مسلمان کو لعن وطعن، برا بھلا کہنے سے منع کیا اور برے اَلقاب سے پکارنا یعنی ایسے نام سے پکارنا جسے سننا وہ ناپسند کرتا ہے۔

بعض مفسرین نے کہا کہ: جیسا کہ یہ کہنا: اے فاسق، گدھا یا کتا کہنا وغیرہ،

اور اللہ نے ان تمام باتوں کو (کسی مسلمان کی مذاق اڑانا، اسے برا بھلا کہنا، برے القابات سے پکارنا) فسق کہا ہے جس سے ان گناہوں کی قباحت اور برے ہونے کا پتہ چلتا ہے اسلئے ان سے بچنا اور دور رہنا واجب ہے۔

3) ایک مسلمان کے بارے میں برا گمان رکھنے سے بچنا، اجتناب کرنا، مسلمانوں کی جاسوسی نہ کرنا اور مسلمان کا آپس میں ایکدوسرے کی غیبت وچغلی نہ کرنا۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ (سورۃ الحجرات:12)

یعنی اچھے اور نیک لوگوں کے بارے میں برا گمان نہ رکھو بلکہ ان کے بارے میں اچھا سوچو سمجھو۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ اور جاسوسی مت کرو یعنی ایکدوسرے کی پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو ٹٹولو نہیں، ان کے راز کی باتوں کے پیچھے مت پڑو۔ اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ ایکدوسرے کی غیبت مت کرو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ: غیبت یہ ہیکہ اپنے بھائی کی ان باتوں کا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے، غیبت حرام ہے اور اللہ نے اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے، اللہ کا فرمان: ﴿أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾

کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔

یعنی جس طرح تمہاری طبیعت ومزاج مردہ بھائی کا گوشت کھانا نہ پسند کرتی ہے اسی طرح تم غیبت جیسے عظیم گناہ کو شرعی طور پر ناپسند کرو، اسلئے کہ

اسکی سزا اوعذاب بہت سخت ہے۔

4) اسلامی بھائی چارے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہیکہ مسلمان نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایکدوسرے کی مدد کریں، فائدہ منداور نفع بخش چیزوں کو حاصل کرنے اور نقصان دہ چیزوں کو دور کرنے میں ایکدوسرے کا تعاون کریں۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو.(سورۃ المائدہ:2)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی (یعنی سب مؤمن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) بدن میں جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہے، نیند نہیں آتی، بخار آجاتا ہے۔"[1] (اسی طرح ایک مؤمن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہیے اور اس کا علاج کرنا چاہیے)۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے اور اس کے غمزدہ ہونے سے غمگین ہوتا ہے۔

5) اسلامی بھائی چارے کا حق یہ بھی ہیکہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کی خیر خواہی کرے، ایکدوسرے کو وعظ ونصیحت کرے، اچھی باتوں کا حکم دے اور برائی سے ایکدوسرے کو روکیں منع کریں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔(سورۃ التوبۃ:71)

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: لِلَّهِ، وَكِتَابِهِ، وَرَسُولِهِ، وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَعَامَّتِهِمْ أَوْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ. [442/4]

تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً، دین خیر خواہی کا نام ہے" لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کن کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے

---

[1] صحیح مسلم: 2586۔

لیے، مومنوں کے حاکموں کے لیے اوران کے عام لوگوں کے لیے یا کہا مسلمانوں کے حاکموں کے لیے اوران کے عام لوگوں کے لیے۔[1]

6) اسلامی بھائی چارے کا ایک حق یہ بھی کہ ایک مسلمان اپنے لیے جو پسند کرے وہی چیز اپنے دوسرے مسلمان بھائی کیلئے بھی پسند کریں۔

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔[2]

اس سے مراد دینی باتوں اور چیزوں کو پسند کرنا ہے نہ کہ انسانی پسند اسلئے کہ بہت سے لوگ برائی کو بھی پسند کرتے ہیں.

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے تو یقیناً وہ اس سے حسد کرتا اور حسد کرنا اچھی عادت وخصلت نہیں ہے.

7) ایک حق یہ بھی ہیکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دھوکہ نہ دیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[3]

اسی میں سے خرید وفروخت میں دھوکہ دینا ہے۔

آج بہت سے لوگ دوسرے کے مالوں پر قبضہ کرنے کیلئے خرید وفروخت کو ایک وسیلہ وحیلہ بنا کر جھوٹ اور دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کے مالوں پر قبضہ کرتے ہیں.

عَن حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ الگ نہ ہو جائیں انہیں اختیار باقی رہتا ہے۔ اب اگر دونوں نے سچائی اختیار کی اور ہر بات صاف صاف بیان اور واضح کر دی، تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر انہوں نے کوئی بات چھپائی یا جھوٹ بولا تو ان کی خرید وفروخت میں سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔[4]

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُونَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَاسْتَجَابُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُوا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ.

---

[1] ابوداود: 4944۔

[2] صحیح بخاری: 13۔

[3] صحیح مسلم: 101۔

[4] صحیح بخاری: 2110۔

رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عیدگاہ کی طرف نکلے، آپ نے لوگوں کو خرید وفروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: "اے تاجروں کی جماعت!" تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے لگے اور انہوں نے آپ کی طرف اپنی گردنیں اور نگاہیں اونچی کرلیں، آپ نے فرمایا: "تاجر لوگ قیامت کے دن گنہگار اٹھائے جائیں گے سوائے اس کے جو اللہ سے ڈرے نیک کام کرے اور سچ بولے"۔[1]

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ.

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ لوگ نامراد ہوئے، گھاٹے میں رہے، آپ نے فرمایا: "(وہ تین یہ ہیں) اپنا تہبند ٹخنے کے نیچے لٹکانے والا، جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے سامان کو رواج دینے والا، دے کر احسان جتانے والا"۔[2]

8) اسلامی بھائی چارے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہیکہ ایکدوسرے کے حقوق کا ادب و اِحترام کیا جائے، جس کام کی طرف کسی مسلمان نے سبقت کرلی ہو تو اس سے آگے دوسرا مسلمان نہ بڑھے، خرید وفروخت پر خرید وفروخت نہ کرے، بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھائے یعنی اگر کسی مسلمان نے کوئی سامان خریدا اور دوسرا آکر کہے کہ میں اس سامان کی قیمت اس سے زیادہ دونگا یہ سامان مجھ سے بیچ دو، اسی طرح کسی مسلمان نے کسی جگہ شادی کا پیغام بھیجا تو دوسرا مسلمان اسی لڑکی سے شادی کا پیغام نہ بھیجے، اسی طرح چیزوں کی قیمتیں بڑھا کر کسی مسلمان کے سودے پر سودا نہ کریں۔

ان تمام باتوں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ کوئی کسی کے شادی کے پیغام پر پیغام دے"۔[3]

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: آدمی اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے۔[4]

---

[1] ترمذی:1210۔
[2] صحیح مسلم:106۔
[3] صحیح مسلم:1412۔
[4] ترمذی:1292۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسد مت کرو، دھوکے بازی مت کرو، بغض مت رکھو، دشمنی مت کرو، کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔[1]

تناجش کہتے ہیکہ سامان کی قیمت کو بڑھانا لینے کی غرض سے نہیں۔

التدابر کہتے ہیکہ ایکدوسرے سے اعراض کرنا، منہ پھیرنا، پیٹھ دکھانا، قطع تعلق کرنا۔

9) ایک حق یہ بھی ہیکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی زیارت کرے، ایکدوسرے کو سلام کرے، ایکدوسرے کی ضروریات وحاجات کو پورا کرے، کمزور مسلمانوں کے ساتھ نرمی وشفقت کرے، چھوٹوں پر رحم وکرم کرے، بڑوں کی عزت اور ادب واِحترام کرے، مسلمان مریضوں کی عیادت کرے، انکے جنازے میں شرکت کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ. قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کے حق مسلمان پر چھ ہیں۔" لوگوں نے عرض کیا، کیا: یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو مسلمان کو ملے تو اس کو سلام کر اور جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر اور جب تجھ سے مشورہ چاہے تو اچھی صلاح دے، جب چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو تو بھی جواب دے (یعنی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ) اور جب بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور جب مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔"[2]

10) ایک مسلمان بھائی کا دوسرے مسلمان بھائی کیلئے ایک حق یہ بھی ہیکہ ایکدوسرے کیلئے دعاء کرنا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾

اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔ (سورۃ الحشر: 10)

اللہ کا فرمان: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی بخشش کی دعاء کرے۔ (سورۃ محمد: 19)

---

[1] صحیح مسلم: 2564۔

[2] صحیح مسلم: 2162۔

تمام مسلمان اور مومنین ہر زمانے میں ہر وقت اور دنیا کے ہر حصے میں ہو آپس میں بھائی بھائی ہیں اگر چہ ان گھر و مکان اور ملک دور دور ہی کیوں نہ ہو وہ ایکدوسرے کیلئے دعائیں کرتے ہیں، ایکدوسرے کے گناہوں کی بخشش کی دعاء کرتے ہیں، نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایکدوسرے کی مدد کرتے ہیں، ایکدوسرے کی خیر خواہی چاہتے ہیں، ایکدوسرے کے حقوق کا ادب و احترام کرتے ہیں اسلئے کہ اللہ نے ان کے درمیان ایک ایسا ایمانی ربط و تعلق بنایا ہے جو حسب و نسب، ملک و وطن ہر تعلق سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور ان حقوق کی رعایت کرو اسے ضائع و برباد نہ کرو ورنہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہونگے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ[102] وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ[103] وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[104] وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہر گز نہ مرو، مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور اپنے او پر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا، اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (سورۃ آل عمران:102-105)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

دوسرا خطبہ

ایمانی بھائی چارہ

اے لوگو! اللہ سے ڈرو بیشک کچھ مسلمان ایسے بھی ہے جو مومن اور مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہے لیکن وہ مسلمانوں کو تکلیفیں دیتے ہیں انہیں دھوکہ دیتے ہیں اور باطن میں، اندر سے وہ کافروں کے ساتھ ہوتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِينَ[8] يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخۡدَعُونَ إِلَّا أَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ[9] فِي قُلُوبِهِمۡ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكۡذِبُونَ[10] وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُوا فِي الۡأَرۡضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُونَ[11] أَلَا إِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُونَ وَلَكِنۡ لَا يَشۡعُرُونَ[12] وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤۡمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنۡ لَا يَعۡلَمُونَ[13] وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوۡا إِلَى شَيَاطِينِهِمۡ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمۡ إِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِئُونَ[14] اللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُونَ﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں [8] وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں [9]. ان کے دلوں ہی میں ایک بیماری ہے تو اللہ نے انھیں بیماری میں اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے۔ [10] اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں [11] خبردار ہو! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے [12]. اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ سن لو! بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے۔ [13] اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کی طرف اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں۔ [14] اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ڈھیل دے رہا ہے، اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:9-15)

ان لوگوں کا مقصد مسلمانوں کی چھپی ہوئی اور پوشیدہ باتوں کے پیچھے لگے رہنا اور انکی اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق کے درمیان تفریق کرنے کی کوشش کرنا، ایسے لوگوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنۡ أَبِي بَرۡزَةَ الۡأَسۡلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعۡشَرَ مَنۡ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمۡ يَدۡخُلِ الۡإِيمَانُ قَلۡبَهُ، لَا تَغۡتَابُوا الۡمُسۡلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوۡرَاتِهِمۡ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوۡرَاتِهِمۡ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوۡرَتَهُ، وَمَنۡ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوۡرَتَهُ يَفۡضَحۡهُ فِي بَيۡتِهِ.

ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی زبان سے اور حال یہ ہے کہ ایمان اس کے

دل میں داخل نہیں ہوا ہے مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر میں ذلیل ورسوا کر دے گا"۔[۱]

کچھ ایمان والے ایسے ہوتے ہیکہ ان کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور وہ بعض منافقین کی صفات سے متصف ہوتے ہیں، بات کرتے وقت جھوٹ بولنا، امانت میں خیانت کرنا، لڑائی جھگڑا کرتے وقت گالی دینا اس طرح کے لوگوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

وفی روایة أخری: "وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ."۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی نشانیاں تین ہیں، جب بات کرے تو جھوٹی، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب امانت لے تو اس میں خیانت کرے"۔[۲]

ایک دوسری روایت میں ہیکہ: جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔[۳]

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور سچے پکے اور حقیقی مومن بنو جیسا کہ اللہ رب العزت نے حکم دیا۔

---

[۱] ابوداؤد:4880۔
[۲] صحیح مسلم:59۔
[۳] صحیح بخاری:2459۔

کافروں سے برآت و بیزاری، بے تعلقی کا اظہار کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس نے مومنوں سے دوستی کرنے اور کافروں سے دشمنی کرنے کا حکم دیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور خالص عبادت اسی کیلئے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہے جنہیں اللہ تمام جہاں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا، اور اللہ نے انہیں کافروں اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا،

اَمابعد!

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس بات کو یاد کرو کہ اللہ نے تمہیں اسکے اور تمھارے دشمنوں سے دوستی کرنے سے منع کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقینا انھوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمھارے پاس آیا ہے۔ (سورة الممتحنہ:1)

اور اللہ نے خبر دار کیا ہیکہ جس نے ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے، اللہ اور اسکا کسی بھی چیز کا تعلق نہیں، ان سے دوستی کرنے کا مطلب یہ ہیکہ دل سے ان سے محبت کرنا، ان کے کفر اور کفریہ اعمال کو اچھا سمجھنا، ان کی تعریف وثناء بیان کرنا، انکی نصرت ومدد اور تعاون کرنا، مسلمانوں کے خلاف ان کی فتح وکامیابی سے خوش ہونا، اور وہ تمام باتیں جس سے ان کی عزت وتعظیم، ادب و اِحترام ہوتا ہے وغیرہ

بہت سارے مسلمانوں سے یہ بات پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہے اسلئے کہ اس کے بارے میں بہت کم گفتگو و بات چیت اور بہت کم بیان ہوتا ہے یا سستی وکاہلی کی وجہ سے یا ایمان کی کمزوری یا مسلمانوں کا کافروں سے بہت زیادہ میل جول رکھنے کی وجہ سے یا کافروں کا مسلم ممالک کی طرف سفر کرنا یا مسلمانوں کا ان کے شہروں کی طرف سفر کرنے کی وجہ سے یا اسکے علاوہ جو بھی اسباب ہو یہ معاملہ بڑا خطرناک ہے اس میں کافی زیادہ برائی ہے اسکی وجہ سے مسلمانوں کے عقائد خراب ہوتے ہیں، مسلم وکافر، اچھے ونیک اور فاجر وفاسق اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے، برائیاں پھیلنے لگتی ہے اور نیکیاں کم ہو جاتی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾

کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ودوست ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست فساد ہو جائے گا۔ (سورة الأنفال:73)

اللہ نے ان لوگوں سے ایمان کی نفی کی ہے (یعنی وہ لوگ مومن نہیں ہیں) جو کافروں سے دوستی کرتے ہیں اگرچہ وہ ان کے قریبی لوگ ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کا فرمان: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت و دوستی رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔(سورۃ المجادلہ:22)

اللہ کے بندو! ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ صحیح طریقے سے دین اسلام کو اپنائے، عقیدہ توحید کو مضبوط کرے، توحید کا عقیدہ رکھنے والوں سے دوستی کرے اور اسکے مخالف لوگوں سے دشمنی کرے، اہل توحید اور خالص اللہ کی عبادت کرنے والوں سے محبت و دوستی کرے اور مشرکین ومنافق لوگوں سے نفرت و دشمنی کرے اور یہی ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے جس کی پیروی کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾

(مسلمانو!) تمہارے لیے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ہم تمھیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔(سورۃ الممتحنہ:4)

کافروں سے محبت و دوستی کرنے کا تعلق تو دل سے ہے لیکن زبان اور اعضاء جوارح کے ذریعے سے یہ دوستی ومحبت واضح ہوجاتی ہے، کچھ علامات اور صفات ہے جس کے ذریعے سے اس دوستی کو پہچانا جاتا ہے، وہ علامات ونشانیاں درج ذیل ہیں۔

1) کافروں کے اخلاق وعادات، انکی خصوصیات وصفات کی مشابہت اختیار کرنا (یعنی جیسا وہ کرتے ہیں ویسا ہی کرنا) مثلاً داڑھی چھیلنا (منڈھوانا)، مونچھیں لمبی کرنا، بغیر ضرورت کے لکھنے اور بول چال گفتگو میں ان کی زبان کا استعمال کرنا، لباس میں، کھانے پینے کے طور طریقے میں ان کی مشابہت اختیار کرنا اسلئے کہ کسی کی مشابہت اختیار کرنا ان سے محبت کرنے کی دلیل ہے، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے"۔[1]

بیشک ظاہری طور پر کسی قوم کی مشابہت اختیار کرنا دراصل باطنی طور پر ان سے محبت کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (سورۃ المائدہ:51)

اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔

---

[1] ابوداود:4031۔

2) کافروں سے دوستی کرنے کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ کافروں کے ملک میں اقامت اختیار کرنا، رہنا، ان کے ملک کی شہریت حاصل کرنا، قدرت وطاقت ہونے کے باوجود مسلم ممالک کی طرف ہجرت نہ کرنا، اور اللہ نے قدرت رکھنے کے باوجود مسلم ممالک کی طرف ہجرت نہ کرتے ہوئے کافروں کے ملک میں مقیم رہنے کو حرام قرار دیا ہے اور سخت قسم کی وعید سنائی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا [97] إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا﴾

بے شک وہ لوگ جنھیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، کہتے ہیں تم کس کام میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم اس سرزمین میں نہایت کمزور تھے۔ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔ [97] مگر وہ نہایت کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ کسی تدبیر کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔ (سورۃ النساء: 97-98)

وہ کمزور ولاچار لوگ جو ہجرت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ایسے لوگ اگر کافر ملک میں رہتے ہیں تو اللہ نے انہیں معذور مانا ہے اسی طرح جو لوگ اللہ کی طرف بلانے اور کافروں کے ملک میں اسلام کی نشر واشاعت کیلئے رہتے ہیں وہ بھی معذور ہیں۔

3) ایک علامت یہ بھی ہیکہ گھومنے پھیرنے کیلئے، سیر وتفریح کیلئے، دل بہلانے کیلئے کافر ممالک کا سفر کرنا، اسلئے کہ بغیر ضرورت کے کافروں کے ملک کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔

ضرورت کے وقت مثلاً علاج کیلئے سفر کرنا، تجارت کیلئے، تعلیمی تخصص کیلئے ان أغراض ومقاصد کیلئے کافر ممالک کی طرف سفر کرنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان اپنے دین کو ظاہر کرنے والا ہو، اسلام کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو، برائی کی جگہوں سے دور رہنے والا اور دشمنوں کے مکر وفریب سے بچنے اور ہوشیار رہنے والا ہو۔ اسی طرح اللہ کی طرف دعوت دینے اور دین اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ کیلئے کافر ممالک کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔

4) مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا، انکی تعریف وحمد وثناء بیان کرنا دین سے خارج اور اسلام سے مرتد کر دیتا ہے، ہم اس عمل سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

5) کافروں سے دوستی ومحبت کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ ان پر بھروسہ کرنا، انہیں ایسے عہدے ومناصب پر رکھنا جس میں مسلمانوں کے راز پوشیدہ ہو، ان کو ہمراز بنانا، ان سے مشورہ طلب کرنا۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ [118] هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ

الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ[119] إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمھیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔ بے شک ہم نے تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں، اگر تم سمجھتے ہو۔ دیکھو! تم وہ لوگ ہو کہ تم ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے انگلیوں کی پوریں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ کہہ دے اپنے غصے میں مر جاؤ، بے شک اللہ سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگتی ہے اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بے شک اللہ، وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ (سورۃ آل عمران:118-120)

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اندرونی باتوں اور مسلمانوں کے تعلق سے جو نفرت وعداوت اپنے دلوں میں چھپا کر رکھتے، جو تدبیر و چالبازی انکے خلاف کرتے ہیں اور جب مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے خوش ہونا، مسلمانوں کے بھروسے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں دھوکہ دینا انکے خلاف پلاننگ کرنا ان باتوں کو بیان کیا ہے، اور آج مسلمانوں کے خلاف کافر ممالک کی چالبازیوں اور مکروفریب کو ہم دیکھتے ہیں.

6) ایک علامت یہ بھی ہیکہ مسلمانوں کا ان کی تاریخ کا استعمال کرنا خاص طور پر ان تاریخوں کا جس سے ان کے مذہبی تہوار اور مذہبی تقریبات کی تعبیر ہوتی ہے جیسے عیسوی سن کے ذریعے عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے جشن کے طور پر استعمال کرنا اور ہر سال ان کی سالگرہ منانا، ان تاریخوں کو استعمال کرنے میں ان کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کے مذہبی علامات وشعار اور تہواروں کو زندہ کرنا ہے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے بچا اور جب انہیں تاریخ کی ضرورت پڑی تو اپنے مشہور اعمال اور معاملات کے ذریعے تاریخ کا استعمال کیا اور کافروں کی تاریخ سے عدول واعراض کیا اور نبی کریم ﷺ کے ہجرت کے واقعہ سے اسلامی تاریخ کا آغاز کیا جو اس بات کی واضح دلیل ہیکہ کافروں کی مخالفت کرنا واجب ہے۔

7) کافروں سے دوستی ومحبت کی علامت یہ بھی ہیکہ انکے تہواروں پر انہیں مبارکباد پیش کرنا، انکے تہوار پر رسمی چھٹی کا اعلان کرنا۔

ان کے پروگرام ومجالس میں شرکت کرنا، اللہ نے اپنے مومن بندوں کی صفات بیان کی ہیکہ وہ کافروں کے تہواروں اور تقریبات میں شرکت نہیں کرتے، اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ﴾

اور وہ جو جھوٹ میں شریک نہیں ہوتے. (سورۃ الفرقان:72)

8) کافروں سے دوستی کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ ان کی تعریف کرنا، انکی ترقی پر انہیں دادِ تحسین پیش کرنا، انکے اخلاق ومعاملات کو پسند کرنا،

یہاں تک بعض جاہل مسلمان جب ان کے پاس جاتے ہے تو کہتے ہیکہ ہم نے بغیر اسلام کے مسلمانوں کو پایا یعنی کافروں کی تعریف کرتے ہیں اور یہ بات اس وجہ سے کہتے ہے اسلئے کہ وہ ان کے باطل عقائد، فاسد دین اور اخلاقی بگاڑ و کمزوری سے ناواقفیت کی بنا پر یا جوانکے پاس مال و دولت یا ترقی کی بنا پر کہتے ہیں جبکہ مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ ان سب باتوں میں کافروں سے آگے بڑھے اسلئے کہ مومنین اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ﴾

تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے۔ (سورۃ الأنفال: 61)

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ اشیا دنیوی زندگی میں بھی مومنوں کے لئے ہیں۔ اور قیامت کے روز بھی اہل ایمان کے لئے خالص ہوں گی۔ (سورۃ الأعراف: 32)

کائنات کے یہ اسرار و فائدہ مند چیزیں اللہ نے مومنوں کیلئے پیدا کیا اور کافر لوگ بھی دنیا کی زندگی میں اس شریک ہیں لیکن قیامت کے دن یہ فائدہ مند اور نفع بخش چیزیں مومنوں کیلئے خاص ہوگی کافروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

9) کافروں سے دوستی کرنے کی ایک شکل یہ بھی ہیکہ ان کے ناموں کے ذریعے نام رکھنا جیسا کہ بعض مسلمان اپنی اولاد کے ایسے عجیب وغریب نام رکھتے ہیں جو کافروں کے ناموں سے اَخذ کئے گئے ہیں اور وہ اپنے آباء و اجداد اور معاشرے میں جو نام استعمال کئے جاتے ہیں ان ناموں کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "خير الأسماء عبد الله وعبد الرحمن"۔

کہ سب سے بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمن ہے۔

10) کافروں سے دوستی کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ جب ان سے ملاقات ہو تو پہلے مسلمان کا سلام کرنا اور نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور ان میں سے جب کسی سے

تمہارا آمنا سامنا ہو جائے تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کردو"۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو تم اس کے جواب میں (وَعَلَيْكُمْ) کہو۔"[2]

11) کافروں سے دوستی کی علامت یہ بھی ہیکہ انسے ادب واحترام کے الفاظ کے ساتھ گفتگو کرنا، انکی عزت وتوقیر کرنا نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدٌ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تم منافق کو یہ مت کہو کہ یا سیدا ے سردار، اگر وہ سردار ہو گیا تو تم نے اللہ کو ناراض کر دیا۔[3]

12) کافروں سے دوستی کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ ان کے جنازے کی عزت وتکریم کرنا، ان کے کفن دفن کی ذمہ داری لینا، ان کی قبروں پر پھول برسانا یا مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن کرنا،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾

اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے۔ (سورۃ الممتحنہ: 13)

اس میں یہ بات بھی شامل ہیکہ کافروں کے جنازے کو کندھا نہ دیا جائے، اسکی عزت وتکریم نہ کی جائے اور نہ ہی اسکی جنازے کی نماز پڑھی جائے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾

اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا کبھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔ (سورۃ التوبۃ: 84)

13) کافروں سے دوستی کرنے کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ ان کے مردوں کیلئے رحم کی دعاء کرنا انکے گناہوں کی بخشش مانگنا، یقیناً اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

کسی نبی اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، کبھی جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں، خواہ وہ قرابت دار ہوں، اس کے بعد

---

[1] صحیح مسلم: 2167۔

[2] صحیح مسلم: 2163۔

[3] ابوداؤد: 4977۔

کہ ان کے لیے صاف ظاہر ہوگیا کہ یقیناوہ جہنمی ہیں ۔(سورۃ التوبۃ:113)

14) کافروں سے محبت و دوستی کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ آج بہت سارے مسلمان اس چیز میں مبتلا ہیکہ آج بہت سے مسلمان کافرلوگوں کو مزدوروعمال کے نام، ڈرائیوراورخادم کے نام پرمسلم مما لک اورمکہ ومدینہ میں کام کرنے کیلئے بلاتے ہیں انہیں مسلمانوں کے گھروں میں، انکے خاندان میں داخل کرتے ہیں انہیں مسجد کے بازو میں گھر دیتے ہیں جبکہ نماز کے وقت یہ کافرلوگ سڑکوں پرنکل کر برے اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے سست وکاہل مسلمان جب ان لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی پیروی کرتے ہوئے نماز میں حاضرنہیں ہوتے اور کبھی کبھی اس بات کا خدشہ وڈر ہوتا ہیکہ وہ اپنے کفراور باطل عقائد کی طرف مسلمان کے بچوں کو دعوت دیتے ہیں اورانکے عقائد کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں یہ انتہائی خطرناک بات ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے ۔

اے وہ لوگوں جو کافرعمال کومسلم مما لک میں کام کرنے کیلئے بلاتے ہوں اللہ سے ڈرو انکے گناہوں کے ذمہ دارتم ہوں گے اگرتمہیں مزدوروں کی اتنی ہی زیادہ سخت ضرورت ہے تو تم مسلمان مزدوروں کو بلاؤ، مسلمان بہت زیادہ ہے اوروہ کافی ہونگے لیکن معاملہ یہ ہیکہ اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے.

اللہ کے بندوں! اپنے بارے میں، اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں، مسلم مما لک کے بارے میں اللہ سے ڈرو جس طرح اصلی کافر سے دشمنی کرنا واجب ہے اسی طرح اسلام سے مرتد ہوکر کفر کرنے والے کافروں سے دشمنی کرنا واجب ہے اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو،

اللہ کا فرمان: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں ۔(سورۃ المجادلۃ:22)

اور اللہ اور اسکے رسول سے دشمنی کرنے کی سب سے سخت علامت یہ ہیکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا، اور یہ چیز مسلمانوں کے شہروں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور نہ کوئی ان سے دشمنی کرتا ہے اور نہ ہی قطع تعلق کرتا ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیکہ یہ لوگ مسلمانوں کے گھروں میں عزت واکرام کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، جبکہ واجب وضروری یہ ہیکہ ان سے توبہ کرائی جائے اگرتوبہ کرلے تو اچھی بات ہے ورنہ مرتد ہونے کی وجہ سے انہیں قتل کردیا جائے اگر اس کے بعد بھی وہ زندہ رہے تو انہیں مسلمانوں کے ملک سے نکال دیا جائے، انہیں مسلمانوں کے گھروں میں نہ رکھا جائے اور نہ ہی مسلمان عورتوں سے انکی شادی کرائی جائے اور نہ ہی ان سے بات چیت کی جائے اسلئے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت اور ان سے دشمنی کرنے والا ہے، کہاں ہیں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، کہاں ہیں اللہ کے نام پر محبت کرنا اور اللہ کے نام پر دشمنی کرنا.

اللہ کے بندوں! اللہ کیلئے غیرت کہاں گئی؟ کتاب وسنت پر عمل کرنا کہاں ہیں؟ اس معاملے میں اللہ سے ڈرو اور اسے معمولی مت سمجھو بیشک یہ بہت خطرناک چیز ہے.

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

﴿مِنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقینا وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورۃ المائدہ: 51)

بارك الله لی ولکم فی القرآن العظیم

دوسرا خطبہ

کافروں سے دشمنی کرنے کے بارے میں

الحمد للہ رب العالمین....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ ہمارا کافروں سے دشمنی کرنا اور ان سے نفرت کرنا واجب ہے اور اس سے پہلے کافروں سے دوستی ومحبت کرنے کی کیا کیا علامات اور صورتیں ہے اسکا بیان گزر چکا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہیکہ ہم ان پر ظلم وستم کرے اور فیصلہ کرنے میں ان کے ساتھ ناانصافی کریں۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، صحیح وسچی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی دشمنی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کردے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔ (سورۃ المائدہ: 8)

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾

اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر۔ (سورۃ المائدہ: 42)

اسی طرح ہمارا کافروں سے دشمنی کرنا ہمیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ ہم ان سے عہد و پیمان اور ان چیزوں میں اتفاق نہ کرے جس میں مسلمانوں کا فائدہ و مصلحت ہے، اور نہ ہی ہمیں ان سے ان چیزوں کی تجارت کرنے سے منع کرتا جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہے اور نہ ہی شرعی حدود میں رہتے ہوئے انکے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے روکتا ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ یہودیوں سے قرض لیا کرتے تھے اور اسے اچھی طرح ادا کرتے تھے،

اللہ کا فرمان: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾

اللہ تمھیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنھوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، یقینا اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورۃ الممتحنۃ: 8)

یہ عدل وانصاف اور اچھا بدلہ دینے کے باب سے ہے نہ کہ ان سے دوستی ومحبت کرنے کی علامت ہے۔

اسی میں سے ہیکہ مسلمان أولاد اپنے کافر والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے،
اللہ کا فرمان: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ [14] وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ﴾
ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے [14] اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے، پھر میری ہی طرف تمھیں لوٹ کر آنا ہے۔ (سورۃ لقمان: 14-15)
اسی طرح کافروں سے دشمنی ونفرت اور دوستی نہ کرنے کے باوجود ہم پر واجب ہیکہ ہم انہیں اللہ کی طرف بلائے، اسلام میں داخل ہونے کی نصیحت کرے، انکے لئے ہدایت کی دعاء کرے شاید کہ اللہ انہیں اسلام کی ہدایت دے دیں تو اسکا اجر وثواب ہمیں بھی حاصل ہوگا۔
اسی طرح ہم پر واجب ہیکہ ان باتوں کے درمیان اور ان سے دوستی ومحبت کرنے کے درمیان فرق کرے۔
اسی طرح اللہ نے یہود ونصاری سے دشمنی کرنے حکم دینے کے بعد بھی ہمارے لیے ان کی پاکدامن عورتوں سے شادی کرنا جائز قرار دیا، انکے ذبیحہ کو جو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو اسے ہمارے لیے جائز کیا اور ہمیں ان سے ٹیکس لے کر انہیں اپنے دین پر قائم رہنے کا حکم دیا.
اللہ نے کفار کے ساتھ یہ تمام معاملات کرنے کو جائز قرار دیا جس طرح ان سے دشمنی کرنے کو مشروع کیا، اسی طرح ان کے مزدوروں کو اجرت پر رکھنا ان کاموں کیلئے جسے وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور ہمیں اسکی ضرورت ہے ان تمام معاملات کا تعلق دنیاوی امور ومعاملات سے ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں ہے، کتاب وسنت کے ان احکامات کو سمجھو بیشک سب سے بہترین بات کتاب وسنت کی بات ہے۔

کتاب وسنت پر عمل کرنے پر ابھارنا اور انکے علاوہ پر عمل کرنے سے بچنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل کی جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور عقائد و اعمال میں اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑو اور جس پر پہلے کے نیک لوگ تھے، اور گمراہ کرنے والی خواہشات اور باطل مذاہب جھوٹے و باطل پروپیگنڈہ اور غلط افکار ونظریات سے بچو جسے انسانوں اور جنوں کے شیطان پھیلاتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو صحیح دین سے روکے، اسی طرح جاہلوں کے گمراہ کرنے سے بچو جو بغیر علم کے اللہ کے دین میں جھوٹی باتیں کہتے ہیں اور اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کرنے سے بچو اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے،

بدعت کہتے ہیکہ دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرنا جس کی قرآن وحدیث میں کوئی صحیح دلیل موجود نہ ہو،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔“[1]

تعجب اس بات پر ہیکہ اکثر لوگ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ عبادات کو چھوڑ کر ان عبادتوں کو انجام دینے میں بہت زیادہ حریص ہوتے ہیں جو نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتی مثلاً صلاۃ التسبیح پڑھنا، رجب کے مہینے میں صلاۃ الرغائب کا اہتمام کرنا، پندرہ شعبان کی رات کو عبادت کیلئے خاص کرنا اور دن میں روزہ رکھنا یہ تمام عبادات نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہیں۔

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے جو نفلی عبادت اور نفلی روزے صحیح حدیث سے ثابت ہے وہ مسلمانوں کیلئے کافی ہے اور اس میں بہت زیادہ اَجر و ثواب بھی ہے جبکہ بدعتیں انسان کو تھکا دیتی ہے، بندے کو گنہگار بنا دیتی ہے اور اسے اللہ رب العزت سے دور کر دیتی ہے۔

اے اللہ کے بندو! بدعات اور بدعتی لوگوں سے بچو، کوئی بھی ایسی عبادت انجام مت دو مگر اس بات کی تاکید کر لو کہ یہ عبادت ثابت و مشروع ہے یا نہیں اور یہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے سے، علماء سے سوال کرنے سے معلوم ہوگا نہ کہ جاہل لوگوں سے سوال کرنے سے اور نہ ہی گمراہ کرنے والے علماء سے سوال کرنے سے اور نہ ہی مشکوک کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوگا، بلکہ بعض کتابیں گمراہی کا مصدر اور جہالت کا خزانہ ہوتی ہیں، ان کتابوں کے پیچھے کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس میں اپنے قاتل زہر اور ناپاک عزائم کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں، اور لوگوں کو ان کتابوں کو چھپوانے اور پھیلانے پر ابھارتے ہیں اور اس کو نشر کرنے پر بہت زیادہ اجر وثواب کو بیان کرتے ہیں اور جو ان کتابوں کو نہیں پھیلاتا اسے سخت عذاب سے ڈراتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان باتوں کو سنتے ہے تو جلدی جلدی ان کتابوں کو چھپوا کر نشر کرتے ہیں اس طریقے سے شیطان لوگوں کے صحیح دین کو تبدیل کر دیتا ہے اور لوگوں کے عقائد کو خراب کر دیتا ہے۔

کتابوں سے زیادہ خطرناک تو وہ کیسٹ، سی ڈی اور آڈیو ریکارڈنگ ہے جس میں یہ باطل اور جھوٹی باتیں ریکارڈ کر کے مفت میں اسے تقسیم کیا

---

[1] صحیح مسلم:1718۔

جاتا ہے اس کا خطرہ ونقصان کتابوں سے زیادہ ہے اسلئے کہ کتاب وہی پڑھتا ہے جسے اچھی طرح پڑھنا آتا ہے لیکن ان ریکارڈنگ کو چھوٹے، بڑے، جوان، بوڑھے، مردوعورت ہر کوئی سنتا ہے اوران ریکارڈنگ کے نام بھی دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں، اوراس میں وعظ ونصیحت، قصے کہانیاں اور بعض ایسی حالات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بعض مردوں کو دیکھا اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اسے پھیلانا جائز نہیں ہے بلکہ وہ مسلمان مردوں کے بارے میں جو بھی دیکھتے ہیں انکی باتوں کو چھپانا واجب ہے اوران کیلئے مغفرت کرنا بھی ضروری ہے، اوراگر یہ کافر کے مردے ہوتو انکے کفن دفن کی ذمہ داری لینا جائز نہیں ہے، ہماری کوشش وہی ہونی چاہیے جو ہمارے پہلے کے نیک لوگوں نے کوشش کی کہ وہ لوگ قرآن مجید اور صحیح احادیث وسنت کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کرتے تھے، وہ جھوٹی حکایات اور من گھڑت قصے وکہانیاں اور صوفی نظم وترانے کے ذریعے نصیحت نہیں کرتے تھے آج لوگ ان ترانوں اور نظموں کو اسلامی ترانے کا نام دیتے ہیں اوراس کے ذریعے سے بہت سارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور کہتے ہیکہ ان ترانوں کا دلوں پر بہت اثر ہوتا ہے یقیناً اللہ نے ہمیں کتاب وسنت کے ذریعے دوسری چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے جو ہمارے لئے کافی ہے اور جس کیلئے کتاب وسنت کافی نہ ہو اللہ اس کیلئے کوئی بھی چیز کافی نہ کرے۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور ان دھوکہ دینے والی چیزوں سے بچو اور اے ریکارڈنگ کرنے والوں تم بھی اللہ سے ڈرو اور اس طرح کی ریکارڈنگ کرکے دوسرے کے گناہوں میں شریک مت ہو اور نہ ہی اس کے ذریعے حرام کمائی کھاؤ۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جو لوگ اس طرح کی ریکارڈنگ کرتے ہیں اور جھوٹی حکایات اور من گھڑت قصے وکہانیاں بیان کرتا ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کا مقصد برا، خراب اور فساد پھیلانا ہے بلکہ اس کے برعکس ایسا کرنے والے نیک اور اچھے لوگ ہیں انکا مقصد بھی اچھا ہے لیکن کسی شخص کا اچھا ونیک ہونا اسکے مقصد اور نیت کا اچھا ہونا یہ دونوں چیزیں کافی نہیں ہیکہ اس کی ہر بات اور ہر عمل کو قبول کرلیا جائے خاص طور پر جب اسکا تعلق دین اور عقیدے سے ہو، بلکہ علماء ایسے لوگوں سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے جو نیک اور اچھے لوگ تھے انکی نیت بھی اچھی تھی لیکن ان کے اندر روایت کے قبول ہونے کیلئے وہ مطلوبہ شرطیں نہیں پائی جاتی تھی اسلئے علماء نے دین، عقائد اور سنت کی حفاظت کی خاطر ان سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور سلف صالحین کے محقق علماء کرام ان قصہ گو لوگوں سے ڈراتے تھے جو وعظ ونصیحت کرنے میں کتاب وسنت کے طریقے کو چھوڑ کر جھوٹے اور من گھڑت قصے وکہانیاں اور حکایات کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کرتے تھے اور اس سے منع کرنے اور ڈرانے کے بارے میں سلف صالحین کی بہت سی کتابیں موجود ہیں اس میں ہمارے لئے اسوہ ونمونہ ہے اسلئے کہ وہ ہم سے زیادہ جانتے تھے کہ کس چیز کے ذریعے امت کی اصلاح ہوگی، اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ: اس امت کے بعد کے لوگ صحیح ودرست نہیں ہونگے جب تک اسکے پہلے کے لوگ درست نہ ہو۔

اسی طرح بہت سی ریکارڈنگ ایسی بھی ہے جس میں اچھی باتیں، فائدہ مند ونفع بخش باتوں پر مشتمل جیسے قرآن مجید کی تلاوت اور اسکی تفسیر کی ریکارڈنگ کرنا، قیمتی دروس، جمعہ کے خطبے اور محاضرات کو ریکارڈنگ کرکے مسلمانوں کے درمیان نشر کرنا، پھیلانا واجب ہے اسلئے کہ یہ دعوت وتبلیغ کے اہم وسائل میں سے ہے، ہم ان کیسٹوں اور سی ڈی سے منع کرتے ہیں جس میں غیر اخلاقی فلمیں اور جاہل قصہ گو لوگوں کے

افکار ونظریات کی ریکارڈنگ کی جاتی ہے اور اسی طرح ان خبیث اور گندی سی ڈیز اور کیسٹوں سے منع کرتے ہیں جسمیں گندے وفحش گانے ہو، گانے، موسیقی اور میوزک کی آواز کو ریکارڈ کرنا، ننگی اور ذلیل فلموں کی کیسٹ یہ تمام ریکارڈنگ اور فلمیں شراب نوشی اور سگریٹ نوشی سے زیادہ لوگوں کے افکار وخیالات اور عقلوں کو تباہ وبرباد کردیتی ہیں۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس فتنے سے بچو اور اس طرح کی چیزوں کو اپنے گھروں اور گاڑیوں میں داخل کرنے سے بچو تاکہ اسکی برائی اور نقصان سے محفوظ رہو۔

اللہ تمام لوگوں کو حق بات جاننے اور اس پر عمل کرنے اور باطل کو جاننے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ [15] يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ جس کے ساتھ اللہ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیچھے چلیں، سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے اور انھیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور انھیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ (سورۃ المائدہ:15-16)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں اس کی کتاب اور اسکے رسول کے طریقے کی پیروی کرنے کا حکم دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس سے سوال کرو کہ وہ تمھیں حق بات جاننے اور اس پر عمل کرنے اور باطل کو جاننے اور اس سے بچنے کی توفیق دے. اس سے پہلے دین اور وعظ ونصیحت کے نام پر جو کیسٹس اور سی ڈیز نشر کی جاتی ہے اسکے خطرات ونقصانات کو بیان کیا گیا اسی طرح کچھ کیسٹس اور سی ڈیز ایسی بھی ہوتی ہے جو اخلاق وکردار کو بگاڑنے، عزت وناموس کو خراب کرنے والی گندی اور فحش چیزیں ریکارڈنگ کرکے نشر کی جاتی ہے اسی طرح ناچ گانے، موسیقی، میوزک، گندی فلمیں جسمیں فسق وفجور اور جرائم کو پیش کیا جاتا ہے اور اسکا مقصد ان ہتھیاروں کے ذریعے مسلم نوجوانوں کے دین وعقائد اور اخلاق وکردار کو خراب کرنا ہے جو مسلم نوجوان اس امت کا سرمایہ ہے جن پر اللہ کے بعد دشمنوں سے مقابلہ کرنے کیلئے ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے.

اللہ کے بندوں! ہوشیار ہو جاؤ اور جانو کہ تمھارے خلاف کیا سازشیں کی جارہی ہیں اور کتاب وسنت کو لازم پکڑو بیشک سب بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

دعاء اور اسکے فوائد

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے دعاء کرنے کا حکم دیا اور اسے قبول کرنے کا وعدہ کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ سب سے عظیم عبادت دعاء ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ : { وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ } (سورہ غافر:60)".

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ "تمہارا رب فرماتا ہے، تم مجھے پکارو، میں تمہاری پکار (دعا) کو قبول کروں گا، جو لوگ مجھ سے مانگنے سے گھمنڈ کرتے ہیں، وہ جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر داخل ہوں گے"۔[1]

اللہ رب العزت نے بہت ساری آیات میں دعاء کرنے کا حکم دیا اور پھر اسے قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا، اور اپنے انبیاء و رسولوں کی تعریف بھی کی ہے جو اس سے دعائیں کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾

یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔ (سورۃ الأنبياء:90)

اللہ نے ہمیں یہ خبر بھی دی ہے، ہمیں بتایا ہیکہ وہ ہم سے بہت زیادہ قریب ہے اور دعاء کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول بھی کرتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:186)

اور اللہ نے حکم دیا ہیکہ عاجزی وانکساری کے ساتھ اس سے دعاء کی جائے خاص طور پر مصیبت و پریشانی کے وقت اور اللہ نے یہ بھی بتایا ہیکہ مجبور ولاچار کی دعاء کو صرف اللہ ہی قبول کرتا ہے، مصیبت و پریشانی کو صرف وہی دور کرتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے۔ (سورۃ النمل:62)

اللہ رب العزت نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو مصیبت و پریشانی کے وقت، عذاب کے وقت اللہ سے دعاء نہیں کرتے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ﴾

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کے رہنے والوں کو تنگی اور تکلیف کے ساتھ پکڑا، تا کہ وہ گڑ گڑائیں۔ (سورۃ الأعراف:94)

---

[1] ترمذی:3372۔

اللہ کا فرمان:﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ [42] فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اور بلا شبہ یقینا ہم نے تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے، پھر انھیں تنگ دستی اور تکلیف کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ عاجزی کریں۔[42] پھر انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، جب ان پر ہمارا عذاب آیا اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنا دیا جو کچھ وہ کرتے تھے۔(سورۃ الأنعام:42-43)

یہ اللہ رب العزت کا رحم و کرم ہیکہ وہ اپنی مخلوق سے بے نیاز ہونے کی باوجود انہیں دعاء کرنے کا حکم دیتا ہے اسلئے کہ تمام لوگ اللہ کے محتاج ہیں۔

اللہ کا فرمان:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾

اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ (سورۃ فاطر:15)

اللہ کا فرمان:﴿وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾

اور اللہ ہی بے پرواہے اور تم ہی محتاج ہو۔(سورۃ محمد:38)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ: اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ بتلاؤں تو مجھ سے راہ مانگو میں تم راہ بتلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں تو مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں، تو کپڑا مانگو مجھ سے میں پہناؤں گا تم کو۔ اے بندو میرے! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں، تو بخشش چاہو مجھ سے میں بخشوں گا تم کو۔[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے دعاء کرو اور جان لو کہ دعاء کے قبول ہونے کیلئے کچھ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اللہ نے دعاء قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی بندے ایسا کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتی۔

[1] صحیح مسلم:2577۔

دعاء کے قبول نہ ہونے کے اسباب درج ذیل ہیں:

1) دعاء کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ ہیکہ جب بندہ اللہ کے فرائض وواجبات کو ضائع کرتا ہے، حرام کاموں کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ کی معصیت ونافرمانی کرتا ہے تو وہ چیزیں بندے کو اللہ سے دور کردیتی ہے، بندے اور اللہ کے درمیان تعلق ٹوٹ جاتا ہے پھر جب بندہ مصیبت وپریشانی کے وقت اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ اس کی دعاء قبول نہیں کرتا، ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تعرّفْ إلى اللهِ في الرَّخاءِ يعرفْكَ في الشدَّةِ

تم اللہ کو اچھے دنوں میں، خوشحالی میں یاد کرو وہ تمہیں مصیبت وپریشانی کے وقت یاد کریں گا۔[1]

یعنی بیشک بندہ جب خوشحالی کے دنوں میں اللہ سے ڈرتا ہے اسکے حدود کی حفاظت کرتا ہے، اسکے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو اللہ مصیبت و پریشانی میں اسے یاد کرتا ہے اور اسے اس مصیبت سے نجات دیتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔[2]

جو شخص آرام اور راحت کے دنوں میں اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ مصیبت کے وقت اسکے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور اسکی مدد کرتا ہے، جیسا کہ اللہ نے اپنے نبی یونس علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا جب مچھلی نے انہیں نگل لیا تھا،

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ [143] لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے۔ (سورۃ

---

[1] صحیح الجامع: 2961۔

[2] صحیح بخاری: 6502۔

الصافات:143-144)
اگر یہ ہماری پاکیزگی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے،یعنی جبکہ فراخی اور کشادگی اور امن و امان کی حالت میں تھے اس وقت ان کی نیکیاں اگر نہ ہوتیں"۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر یہ پابند نماز نہ ہوتے تو مچھلی کا پیٹ قیامت تک انکے لئے قبر بن جاتا۔

بعض سلف کہتے ہیکہ: آرام اور راحت کے وقت اللہ تعالی کی عبادت کرو تو وہ سختی اور بے چینی کے وقت تمہاری مدد کرے گا۔

بیشک یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے تو اللہ رب العزت کو خوب یاد کرتے اسکا ذکر کرتے رہے۔

اور فرعون جو اللہ کو بھلا دیا تھا اللہ کا ذکر نہیں کرتا تھا تو جب اس نے اللہ کو ڈوبتے وقت پکارا تو اللہ نے اس کی پکار کو نہیں سنا اور اسے غرق کر دیا، اللہ کا فرمان: ﴿حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ [90] آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (سورۃ یونس:90-91)

یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔

2) دعاء کے قبول نہ ہونے کا سبب یہ بھی ہیکہ حرام کھانا، حرام کا پہننا، حرام کا پینا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ}. وَقَالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ}، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مؤمنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔ اور فرمایا: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں، پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔"[1]

ایک حدیث میں ہیکہ: أَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ۔

---

[1] صحیح مسلم:1015۔

پاکیزہ رزق کھاؤ تمھاری دعاء قبول ہوگی۔[1]

اِمام احمد کے لڑکے عبداللہ نے اپنی کتاب" الزھد" میں لکھا ہیکہ: جب بنو اسرائیل کو مصیبت پہنچی تو وہ لوگ کسی جگہ پر نکلے تو اللہ نے انکے نبی کی طرف وحی کی کہ انہیں بتادو کہ تم ناپاک بدن کے ذریعے ایک میدان میں نکلے ہو اور تم لوگ میری طرف اپنی ہتھیلیوں کو اٹھائے ہوئے ہو جب کہ انہی ہتھیلیوں کے ذریعے تم نے خون بہایا ہے اور اپنے گھروں کو حرام چیزوں سے بھر لیا ہے اور اس وقت جب تم پر میرا غصہ بہت زیادہ ہوگیا ہے تو اس سے تمھارا مجھ سے دور ہونے میں اضافہ ہوگا۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے کھانے پینے اور پہننے کو حلال بناؤ اور حلال چیزوں سے اپنے جسم کی پرورش کرو تا کہ اللہ تمھاری دعاؤں کو قبول کرے۔

3) دعاء کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہیکہ دعاء میں اخلاص کا نہ ہونا، خالص اللہ سے دعاء نہ کرنا۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے۔ (سورۃ غافر: 14)

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾

پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ (سورۃ الجن: 18)

جو لوگ اللہ کے ساتھ بتوں، مردوں، قبر والوں اور اولیاء وصالحین کو پکارتے ہیں جیسا کہ صوفی لوگ کرتے ہیں مردوں سے مدد مانگنا، تو ایسے لوگوں کی دعاء اللہ رب العزت قبول نہیں کرتا اسلئے کہ انہوں نے خالص اللہ سے دعاء نہیں کی، اسی طرح کچھ لوگ مردوں کا وسیلہ لگا کر کسی کے جاہ ومرتبہ کا وسیلہ لگا کر دعاء کرتے ہیں تو اللہ ان لوگوں کی بھی دعاء قبول نہیں کرتا اسلئے کہ انہوں نے بدعتی اور ناجائز وسیلہ لگا کر دعاء کی اللہ نے کسی کا وسیلہ لگا کر دعاء کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ہمیں حکم دیا کہ سیدھا اللہ رب العزت سے دعاء کرے وہ ہماری دعاء کو قبول کریں گا،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ: 186)

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

اور تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ (سورۃ غافر: 60)

اے لوگو! شرکیہ اور بدعتی دعاؤں سے بچو جو آج بہت زیادہ عام ہو چکی ہے۔

4) دعاء کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہیکہ بے توجہی کے ساتھ، غافل دل سے دعاء کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ

---

[1]) أخرجه الطبراني في الاوسط: 6595۔

اللہَ لَا یَسْتَجِیبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ سے دعا مانگو اور اس یقین کے ساتھ مانگو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی، اور (اچھی طرح) جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہی اور بے توجہی سے مانگی ہوئی غفلت اور لہو ولعب میں مبتلا دل کی دعا قبول نہیں کرتا"۔[1]

5) دعاء قبول نہ ہونے کا سبب یہ بھی ہیکہ اچھائی اور نیکی کا حکم نہ دینا اور لوگوں کو برائی کرنے سے منع نہ کرنا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم معروف (بھلائی) کا حکم دو اور منکر (برائی) سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے"۔[2]

اِمام اِبن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الجواب الکافی" میں دعاء کے قبول نہ ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب دعاء کرتے وقت دل کا غافل ہونا اس کا حاضر نہ ہونا بھی ذکر کیا ہے اور اسی حدیث سے دلیل بیان کی ہے اور کہا کہ جب پوری دل جمعی کے ساتھ حضور قلب سے اور دعاء کی قبولیت کے ان چھ اوقات میں رات کے آخری حصے میں، اذان کے وقت، اذان اور اقامت کے درمیان، فرض نمازوں کے بعد، جمعہ کے دن امام کے منبر پر چڑھنے سے لیکر نماز پوری ہونے تک اور جمعہ کے دن عصر بعد کی آخری گھڑی میں پورے خشوع وخضوع کے ساتھ، گڑگڑا کر، قبلہ رخ ہو کر، وضو کر کے، دونوں ہاتھوں کو اللہ کی طرف اٹھا کر، اللہ کی حمد وثناء بیان کر کے، اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج کر پھر گناہوں سے توبہ واستغفار کر کے پھر اللہ کے سامنے خوب اِصرار کر کے اللہ سے ڈرتے ہوئے اور لالچ وامید کے ساتھ اللہ کے اسماء وصفات اور اسکی توحید کا وسیلہ لگا کر کے اور دعاء کرنے سے پہلے صدقہ کر کے دعاء کی جائے تو بیشک ایسی دعاء کبھی لوٹائی نہیں جاتی خاص طور پر وہ دعائیں جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے یا وہ دعائیں جو اسم اعظم پر مشتمل ہے۔

اِبن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: بیشک دعاء مصیبتوں کی دشمن ہے اور مصیبتوں کو نازل ہونے سے منع کرتی ہے اور اسے روک دیتی ہے یا اگر مصیبت نازل بھی ہو جائے تو اس کے اثر کو کم کر دیتی ہے بیشک دعاء مومن کا ہتھیار ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ سے رو رو کر، گڑگڑا کر دعاء کرو۔

بیشک دعاء انتہائی عظیم عبادت ہے، اس میں اللہ کے سامنے اپنی عاجزی وانکساری اور فقر ومحتاجگی کا اظہار کرنا ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے اس کی امید ولالچ رکھنا اور دل کے نرم ہونے پر دلالت کرتی ہے جبکہ دعاء کو چھوڑ دینا تکبر اور دل کی سختی اور اللہ سے اعراض کرنے پر دلالت کرتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

---

[1]) ترمذی: 3479۔

[2]) ترمذی: 2169۔

دَاخِرِينَ﴾
اور تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔(سورۃ غافر:60)
بیشک اللہ سے دعاء کرنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ [25] قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ [26] فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ [27] إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴾
اور ان کے بعض بعض پر متوجہ ہوں گے، ایک دوسرے سے سوال کرتے ہوں گے۔ کہیں گے بلاشبہ ہم اس سے پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرنے والے تھے۔ پھر اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں زہریلی لو کے عذاب سے بچالیا۔ بے شک ہم اس سے پہلے ہی اسے پکارا کرتے تھے، بے شک وہی تو بہت احسان کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(سورۃ الطور:25-28)
اللہ رب العزت نے بتایا کہ جنتی لوگ جنت میں ایکدوسرے سے سوال کریں گے کہ وہ کون سا عمل کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوئے تو کچھ لوگ کہے گے کہ جس چیز نے ہمیں جنت میں پہنچایا ہے وہ یہ ہیکہ ہم دنیا میں اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے تھے، ہم نے گناہ کو چھوڑ دیا اور نیک اعمال کئے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اپنے فضل و کرم سے عذاب سے بچالیا اور ہم دنیا میں اللہ سے دعاء کرتے تھے کہ وہ ہمیں دردناک وزہریلے عذاب سے بچالے اور نعمتوں والی جنت میں داخل کردے۔
اے مسلمانو! بہت زیادہ اللہ سے اِخلاص کے ساتھ دعاء کرو۔
اللہ کا فرمان: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ [55] وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾
اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر پکارو، بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ اور اسے خوف اور طمع سے پکارو، بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔(سورۃ الأعراف:55-56)
بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو دعاء کرنے والوں کی دعاء کو قبول کرتا ہے.

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ دعاء کی قبولیت کیلئے کچھ أسباب ہے اور جب بندے کو ان اسباب کی توفیق مل جاتی ہے تو اس کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ ان اسباب کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیکہ: بیشک دعاء ان مضبوط أسباب میں سے ایک ہے جس کے ذریعے محبوب اور پسندیدہ امور کو حاصل کیا جاتا ہے اور ناپسندیدہ امور کو دور کیا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی دعاء کا اثر اور فائدہ کسی وجہ سے نہیں حاصل ہوتا یا تو دعاء میں کمزوری کی بناء پر یا اللہ کی ناپسندیدہ چیز کی دعاء کرنے کی وجہ سے یا دعاء کرتے وقت دل کی کمزوری اور دل کا مکمل طور پر اللہ کی طرف نہ پلٹنے کی وجہ سے یا حرام کھانے کی بناء پر یا دلوں پر گناہوں کا زنگ لگنے اور اس پر غفلت و سستی کا غلبہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام امور دعاء کے اثر کو باطل اور کمزور کر دیتے ہیں.

اللہ کے بندو! مصیبتوں کو دور کرنے کیلئے، دشمنی کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کیلئے اللہ سے دعاء کرو، اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے خوب دعاء کرو، اور کافروں اور دین کے دشمنوں کیلئے بد دعاء کرو، بیشک اللہ قریب ہے اور دعاء کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے، اور جان لو کہ مظلوم کی دعاء قبول ہوتی ہے اسلئے ظلم کرنے سے بچو، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ : اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجتے وقت انہیں) ہدایت فرمائی تھی کہ: مظلوم کی بد دعاء سے ہر وقت ڈرتے رہنا، بیشک اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔[1]

اے اللہ کے بندوں ظلم مت کرو.

---

[1] صحیح بخاری: 2448۔

صحیح عبادت کے اصول وضوابط

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمارے لیے دین کو مکمل کیا اور اس سے راضی بھی ہوا اور مرتے دم تک اسے لازم پکڑنے کا حکم دیا، اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ (سورۃ آل عمران: 102)

اور اسی بات کی وصیت ابراہیم اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بھی کی،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾

اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔ (سورۃ البقرۃ: 132)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرو تو تم دنیا وآخرت دونوں جگہ کامیاب رہو گے اور جان لو کہ اللہ نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ (سورۃ الذاریات: 56)

اسی میں ان کیلئے دنیا وآخرت میں سعادت وکامیابی اور عزت وشرف ہے، اسلئے کہ بندے اپنے رب کے محتاج ہے اس سے پلک جھپکنے کے برابر بھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔

اور اللہ رب العزت کو ان کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ ان سے اور انکی عبادت سے بے نیاز ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ﴾

اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے۔ (سورۃ الزمر: 7)

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَالَ مُوسَى إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴾

اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں، سب کے سب کفر کرو تو بے شک اللہ یقیناً بڑا بے پروا، بے حد تعریف والا ہے۔ (سورۃ ابراہیم: 8)

عبادت کہتے ہیکہ ظاہری وباطنی تمام جائز ومشروع أعمال وأقوال کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا، اور یہ اللہ کا اسکی مخلوق پر حق ہے اور اس کا فائدہ بندوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

پس جو شخص اللہ کی عبادت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ تکبر وگھمنڈ کرتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ دوسرے لوگوں کی بھی عبادت کرتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے، وہ مشرک ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت ایسے أعمال کے ذریعے کرتا ہے جو جائز ومشروع نہیں ہے تو وہ بدعتی ہے اور جو شخص

صرف جائز ومشروع أعمال کے ذریعے خالص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ مومن اور موحد ہے۔

جب بندوں کا اللہ کی عبادت کرنا واجب وضروری ہے تو جس عبادت سے اللہ خوش وراضی ہوتا ہے اور جو عبادت دین کے موافق ہو تو بندوں کیلئے ایسی عبادت کی حقیقت خود سے جاننا ناممکن ہے، بلکہ اس عبادت کی حقیقت کو بیان کرنے کیلئے رسولوں کو بھیجا گیا اور کتابیں نازل کی گئی،

اللہ کا فرمان:﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾

ہم نے ہر امت کی طرف رسول بھیجا کہ تم سب اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے بچو۔ (سورۃ النحل)

اللہ کا فرمان:﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (سورۃ الأنبیاء:25)

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

پس جس شخص نے رسولوں اور نازل کردہ کتابوں کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر اپنے ذوق وشوق سے اپنی من مانی طریقے سے جو شیطان نے ان کیلئے مزین کیا ہے اللہ کی عبادت کی تو وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہوگیا اور اس نے حقیقت میں اللہ کی عبادت نہیں کہ بلکہ اپنی خواہش نفس کی عبادت کی،

اللہ کا فرمان:﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ﴾

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ (سورۃ القصص)

اس طرح سے بہت سے انسان اور سرفہرست نصاریٰ اور اس امت کے بہت سے فرقے گمراہ ہوگئے، بیشک ان لوگوں نے اپنی طرف سے عبادت کرنے کے ایسے ایسے طریقے بنالئے جو اللہ کی شریعت کے خلاف ہے، اور اس سے عبادت کی حقیقت واضح ہوتی ہیکہ عبادت وہی ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کی زبانی جائز ومشروع کیا ہے اور جو چیز اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے، اگر چہ اس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو لیکن دراصل وہ اللہ سے دور کردیتی ہے۔

بیشک اللہ نے عبادت کو مشروع وجائز کیا جو ثابت اصول وبنیاد پر قائم ہے جو اصول وضوابط درج ذیل ہیں:

1) بیشک عبادات توقیفی ہوتی ہے یعنی اس میں کسی طرح کی کمی وزیادتی نہیں کی جاسکتی بلکہ جس طرح قرآن وحدیث سے ثابت ہے اسے اسی طرح ادا کیا جاتا ہے اور اس میں عقل ورائے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، بلکہ اس کو مشروع وجائز کرنے والا اللہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ﴾

پس تو خوب ثابت قدم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنھوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو۔ (سورۃ ھود:112)

اللہ کا فرمان:﴿ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (سورۃ الجاثیہ:18)

پھر ہم نے تجھے (دین کے) معاملے میں ایک واضح راستے پر لگادیا، سو اسی پر چل اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چل جو نہیں جانتے۔

اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہا:﴿ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾

میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ (سورۃ الأحقاف: 9)

2) عبادت کا شرک سے خالی ہونا بہت ضروری ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (سورۃ الکھف: 110)

جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

بیشک جس نے عبادت کے ساتھ شرک کو ملایا اس کے تمام اعمال برباد ہو گئے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب ضائع و برباد ہو جاتے۔ (سورۃ الأنعام: 88)

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور تو یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ (سورۃ الزمر: 65)

3) عبادات کو ادا کرنے میں رسول اکرم ﷺ کو اسوہ و نمونہ بنانا اور انکی پیروی کرنا ضروری ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔ (سورۃ الأحزاب: 21)

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ۔ (سورۃ الحشر: 7)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔"[1]

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ قابل رد (مردود) ہے۔[2]

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کے بارے میں فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.

نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔[3]

---

[1]) صحیح مسلم: 1718۔

[2]) صحیح مسلم: 1718۔

[3]) صحیح بخاری: 6008۔

اسی طرح حج کے بارے میں کہا:

عن جابر بن عبد اللہ يقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرمي الجمرة وهو على بعيره وهو يقول: يا أيها الناس خذوا مناسككم، فإني لا أدري لعلي لا أحج بعد عامي هذا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر جمرہ کو کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا، اور آپ فرما رہے تھے: ”لوگو! مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا شاید میں اس سال کے بعد آئندہ حج نہ کر سکوں“۔[1]

یہ تمام دلیلیں اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا واجب ہے۔

4) بیشک عبادت کے اوقات اور اسکی مقدار و تعداد محدود ہے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسے نماز کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾

یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ (سورۃ النساء:103)

اسی روزے کے بارے میں اللہ نے بیان کیا کہ: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں، تو تم میں سے جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔ (سورۃ البقرۃ:185)

اسی طرح حج کے تعلق سے کہا: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ﴾

حج کے مہینے مقرر ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:197)

ان عبادات کو انکے مقررہ وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں ادا کرنا صحیح و درست نہیں ہے۔

5) بیشک عبادت اللہ سے محبت، اسکے لئے عاجزی وانکساری کرنے، اللہ سے ڈر و خوف اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے ان تمام باتوں کا عبادت میں پایا جانا ضروری ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ﴾

وہ لوگ جنھیں یہ پکارتے ہیں، وہ (خود) اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، جو ان میں سے زیادہ قریب ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل:57)

اللہ نے اپنے انبیاء کے بارے میں فرمایا کہ وہ کس طرح اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾

بے شک وہ نیکیوں میں بہت جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف سے پکارتے تھے اور وہ ہمارے ہی لیے عاجزی کرنے والے

---

[1] نسائی:3064۔

تھے۔(سورۃ الأنبیاء:90)

اللہ کا فرمان:﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ [31] قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾

کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔[31] کہہ دے اللہ اور رسول کا حکم مانو، پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔(سورۃ آل عمران:31-32)

اللہ رب العزت نے اللہ کی محبت اور اسکے فوائد وثمرات کو بیان کیا کہ:

اللہ سے محبت کی علامت یہ ہیکہ رسول اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کی جائے اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا ہے.

اور اسکا فائدہ یہ ہیکہ اللہ کی محبت اور اسکی رحمت حاصل ہوگی اور اللہ گناہوں کو بخش دیں گا.

6) عاقل و بالغ لوگوں سے عبادت ساقط نہیں ہوگی مگر ان کی وفات سے یعنی مرتے دم تک عبادت کرنا ضروری ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ (سورۃ آل عمران:102)

اللہ کا فرمان:﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾(سورۃ الحجر:99)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

اللہ کے بندو! عبادت کی بہت ساری أنواع واقسام ہیں، عبادت کہتے ہیکہ ظاہری و باطنی تمام أعمال وأقوال جنہیں اللہ رب العزت پسند کرتا ہے.

نماز، زکات، روزہ اور حج سب سے عظیم عبادات ہے بلکہ یہ اسلام کے ارکان ہیں اسی طرح اچھی صفات واخلاق کو اختیار کرنا بھی عبادت کے اقسام میں سے ہیں جیسے سچ بولنا، امانت کو ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی واچھا سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، عہد و پیمان کو پورا کرنا، وعظ ونصیحت کرنا، نیکی وبھلائی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، جہاد کرنا، یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں، غلاموں اور جانوروں کے ساتھ احسان کرنا، دعاء اور ذکر واذکار کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، دلوں کے أعمال جیسے اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرنا، اللہ سے ڈرنا، اسکی طرف رجوع کرنا، اسکے لئے خالص عبادت کرنا، اس کے فیصلے پر صبر کرنا، اسکی نعمتوں پر شکریہ ادا کرنا، اسکی تقدیر وفیصلے سے راضی ہونا، اللہ پر بھروسہ کرنا، اسکی رحمت کی امید کرنا، اسکے عذاب سے ڈرنا بلکہ پورا دین عبادت میں داخل ہے اور سب سے عظیم عبادت یہ ہیکہ جو عبادات اللہ نے فرض کی ہے اسے ادا کرنا اور اللہ نے جو چیز حرام کی ہے اس سے بچنا۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ،

وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ)۔[1]

فرائض وواجبات کو ادا کرنا سب سے أفضل أعمال ہیں جیسا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے افضل عمل اللہ کے فرائض کی ادائیگی اور سب سے افضل تقوی و پرہیز گاری اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا اور جو کچھ بھی اللہ کے پاس ہے اس کی امید و رغبت رکھنا ہے، اور اللہ نے اپنے بندوں پر فرائض وواجبات اسلئے فرض کیا تا کہ وہ بندوں کو اللہ سے قریب کر دے اور اللہ کی رحمت، اسکی رضامندی انکے لئے واجب کر دے، اور سب سے عظیم وأفضل بدنی عبادت جو بندے کو اللہ سے قریب کر دیتی ہے وہ نماز ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾

اور سجدہ کر اور بہت قریب ہو جا۔ (سورۃ العلق:19)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، لہٰذا (سجدے میں) تم لوگ بکثرت دعا کیا کرو"۔[2]

بیشک بندہ نماز میں اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، چپکے چپکے بات کرتا ہے لیکن آج بہت سے لوگوں کے نزدیک نماز کی قدرومنزلت کم ہوگئی ہے،

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔ (سورۃ مریم:59).

کچھ لوگوں پر بہت زیادہ تعجب ہوتا ہیکہ وہ نفل نمازوں کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں لیکن فرض نمازوں کو ضائع کرتے ہیں، تم دیکھوں گے کہ وہ حج، عمرہ کرتے ہیں لیکن نماز کو ضائع کرتے ہیں، نفلی صدقات وخیرات کا بہت اہتمام کرتے ہیں لیکن فرض زکات ادا نہیں کرتے، لوگوں کے ساتھ بہت اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں لیکن وہ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں، رشتہ کاٹتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنا واجب ہے چاہے کسی حاکم کا اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرنا یا آدمی کا اپنے

---

[1]) صحیح بخاری:6502۔

[2]) صحیح مسلم:482۔

بیوی بچوں کے ساتھ عدل کرنا ہو۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔[1]

عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کرنے والے لوگ رحمان (اللہ) کے دائیں نور کے منبر پر ہوں گے"، یعنی وہ لوگ جو اپنے فیصلوں میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے تابع ہیں انصاف کرتے ہیں۔ مدد بن آدم کی روایت میں ہے: "اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں"۔[2]

اور اپنے اہل وعیال کی سب سے عظیم رعایت ونگرانی یہ ہیکہ ان کو نیکی واچھے کاموں کا حکم دینا، انہیں برائی سے منع کرنا، روکنا، نماز ادا کرنے کا پابند بنانا، انہیں گانا سننے، موسیقی، فلمیں دیکھنے اور ڈرامے دیکھنے سے منع کرنا یہ تمام چیزیں اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری سے مشغول کردیتی ہے، کچھ باپ صرف آدمی کے مشابہ ہوتے ہیں وہ حقیقت میں آدمی نہیں ہوتے جو یہ سب آفات اپنے گھروں میں داخل کرتے ہیں، تاکہ ان کے بیوی بچوں کے اخلاق خراب ہو۔

بیشک اللہ کے حقیقی بندے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے اپنے گھروں کو آباد کرتے ہیں، اللہ کی عبادت کرنے پر اپنے بیوی بچوں کی تربیت کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا [64] وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا [65] إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴾

اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔ بے شک اس کا عذاب ہمیشہ چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ بری ٹھہرنے کی جگہ اور اقامت کی جگہ ہے۔ (سورة الفرقان:64-66)

بیشک اللہ کے بندے اپنے بیوی بچوں کیلئے اصلاح کی دعاء کرتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری:893۔

[2] صحیح مسلم:1827۔

اللہ کا فرمان:﴿ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾
اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔(سورۃ الفرقان:74)

اللہ کے بندو! عبادت کا دائرہ محدود نہیں ہے بلکہ بہت وسیع ہے، ہر اقوال و اعمال جنہیں اللہ نے جائز و مشروع کیا ہے وہ عبادت میں شامل ہے، زبان سے نکلنے والی ہر اچھی بات، اعضاء و جوارح کا اچھا کام کرنا اور دلوں کے اعمال سب عبادت میں شامل ہے بلکہ ایک مسلمان کی پوری زندگی عبادت ہے، یہاں تک کہ اسکا کھانا، پینا اور سونا جب اسکے ذریعے یہ مقصد ہو کہ اس سے اللہ کی عبادت کرنے میں تقویت ملے گی، یہاں تک کہ آدمی کا اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا تاکہ وہ حرام کام سے محفوظ ہو جائے تو یہ بھی عبادت ہے۔

جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ، إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا.

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند اصحاب رضی اللہ عنہم، نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! مال والے سب مال لوٹ لے گئے، اس لیے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اپنے زائد مالوں سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے لیے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے۔" لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بدن سے اپنی شہوت نکالتا ہے (یعنی اپنی بی بی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کرلے تو وبال ہوا کہ نہیں؟ اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔"[1]

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، قَالَ: وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

---

[1] صحیح مسلم:1006۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت راویتیں کیں انہی میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو دو آدمیوں میں انصاف کر دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے، کسی کی مدد کر دینا اتنی بھی کہ اسے سواری پر چڑھا دیا، یا اس کا مال لاد دیا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔" اور فرمایا "عمدہ بات، یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جاتے ہوئے رکھتا ہے نماز کیلئے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔"[1]

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تا کہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمھارے لیے زمین کو ایک بچھونا اور آسمان کو ایک چھت بنایا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمھاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔ (سورۃ البقرۃ: 21-22)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

عبادت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مخلوقات کو پیدا کیا تا کہ وہ اسکی عبادت کرے اور انہیں نعمتیں عطا کی تا کہ وہ اسکا شکریہ ادا کرے،

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور ان تمام چیزوں سے بچو جس سے عبادت باطل ہو جاتی ہے اور اسکا ثواب ختم ہو جاتا ہے، اس میں سے یہ ہیکہ:

شرک کرنا، شہرت وریاکاری کرنا، لوگوں کو دکھانے کیلئے عبادت کرنا،

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔ (سورۃ الأنعام: 88)

اسی طرح بدعات کو انجام دینے سے بھی وہ عبادت باطل ہو جاتی ہے،

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔"[2]

---

[1] صحیح مسلم: 1009۔
[2] صحیح مسلم: 1718۔

اسی طرح کبھی کبھی آدمی لوگوں پر ظلم وزیادتی کرتا ہے، انکے مال اور عزتوں پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ، وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا: "کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟" صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے یہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہماری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ، نماز اور زکاۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پہ تہمت باندھی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے۔[1]

اسی طرح آدمی اپنی زبان سے بغیر سوچے سمجھے ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنی زبان سے اللہ کی ناراضگی کی بات کہتا ہے، اور وہ اس میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتا، حالانکہ اس بات کی وجہ سے وہ ستر برس تک جہنم کی آگ میں گرتا چلا جاتا ہے"۔[2]

اسی طرح کسی سے حسد کرنا بھی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا لیتا ہے، جیسے آگ ایندھن کو کھا لیتی ہے یا کہا گھاس کو (کھا لیتی ہے)۔[3]

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے اعمال اور عبادات کو ضائع و برباد ہونے سے اسکی حفاظت کرو۔

---

[1] صحیح مسلم:2581۔

[2] ترمذی:2314۔

[3] ابوداؤد:4903۔

بدعات سے بچنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمارے دین کو مکمل کر دیا اور ہم پر اپنی نعمت کا اتمام کیا اور ہمیں بہترین امت بنایا،...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین کو لازم پکڑو جس میں تمہارے لیے نجات اور کامیابی ہے، اور دین کے دشمنوں کی سازشوں سے بچو جو مختلف وسائل کے ذریعے دین کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی سب سے خراب سازش یہ ہیکہ دین کے نام پر دین اسلام کو ختم کرنا یعنی دین میں نئی نئی چیزیں ایجاد کرنا اور بدعات وخرافات کو انجام دینا.

اللہ اور اسکے رسول نے ہمیں ان سازشوں اور بدعات سے ڈرایا ہے اور ہمارے لئے ان کی صفات بیان کی ہے تاکہ ہم ان سے بچے اور ان لوگوں میں سے نہ ہوجائے،

اللہ کا فرمان: ﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾

تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو. (سورۃ الأعراف:3)

اللہ کا فرمان: ﴿وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم﴾

اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے. (سورۃ الزمر:55)

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

پھر اگر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے واقعی کوئی ہدایت آجائے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی سوان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۃ البقرۃ:38)

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي: كتاب الله وسنتي.

زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے: ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔[1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں فرماتے: سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد

---

[1] ترمذی:3788۔

ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین کام نئے کام ہیں، اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔[۱]

قال النبی: فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[۲]

اللہ کے بندو! قرآن وحدیث کی ان دلیلوں میں کتاب وسنت کی اتباع و پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بدعات اور دین میں نئی نئی چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔

بدعت کہتے ہے: دین میں ہر نئی چیز جس کا تعلق دین سے نہیں ہے تو وہ بدعت ہے اس پر نہ اللہ کی کتاب سے کوئی دلیل ہے اور نہ رسول اکرم ﷺ کی سنت سے کوئی دلیل اور نہ ہی خلفائے راشدین کی سنت وطریقے سے کوئی دلیل ہو،

اور جس نئی نئی چیز کا تعلق عادات اور دنیوی امور سے ہے جیسے آج جو نئی نئی چیزیں ایجاد کی گئی ہے مثلاً موبائل فون، ہوائی جہاز وغیرہ یہ سب چیزیں جائز وحلال ہے جب تک یہ نقصان نہ پہنچائے اور حرام کام کی طرف نہ لے جائے۔

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: بدعت قولی واعتقادی: یعنی وہ بدعت جس کا تعلق عقیدے سے ہو یا وہ قول جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ جیسے جہمیہ، معتزلہ اور رافضہ اور تمام گمراہ فرقوں کا نئے نئے عقائد کو ماننا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

دوسری قسم: بدعت عملی: یعنی وہ بدعت جس کا تعلق عمل سے ہو، یعنی دین میں کوئی نئی عبادت کو انجام دینا جسے اللہ نے جائز نہیں کیا ہے تو یہ عبادت حرام ہے اسلئے کہ عبادت میں اصل توقف اختیار کرنا ہے یعنی وہی عبادت کرنا ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہو۔

عبادت میں بدعت کی اَقسام:

پہلی قسم: بدعت اَصل عبادت میں ہو یعنی کوئی ایسی نئی عبادت کو انجام دینا جس کی شریعت میں کوئی اصل ودلیل نہ ہو، جیسے انبیاء، علماء، اولیاء، اور عظیم لوگوں کی پیدائش کے دن عید منانا جسے عید میلاد کہتے ہیں۔

---

[۱] نسائی: 1577۔

[۲] ابوداؤد: 4607۔

دوسری قسم: جائز ومشروع عبادت میں کسی چیز کا اضافہ وزیادتی کرنا، جیسے نمازوں کی رکعات میں اضافہ کرنا، جیسے فجر کی نماز میں تیسری رکعت کا اضافہ کرنا، مغرب کی نماز میں چوتھی رکعت کا اضافہ کردینا، ظہر، عصر اور عشاء میں پانچویں رکعت کا اضافہ کرنا۔

تیسری قسم: عبادت کو ادا کرنے کی صفت میں تبدیلی کرنا یعنی عبادت کو اس کی مشروع صفت سے ہٹ کر دوسری طرح سے ادا کرنا جیسے نماز میں رکوع سے پہلے سجدہ کرنا، اجتماعی ذکرواذکار کرنا۔

چوتھی قسم: عبادت کیلئے کوئی خاص وقت متعین کرنا جسے شریعت نے خاص اور متعین نہیں کیا ہے، جیسے پندرہ شعبان کی رات کو عبادت کیلئے اور دن کو روزے کیلئے خاص کرنا۔

دین میں موجود تمام بدعتیں حرام اور گمراہی ہے اسلئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور جو شخص یہ گمان کرتا ہیکہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے تو وہ اس حدیث کی مخالفت کرتا ہے۔

☆ کچھ بدعتیں کفر ہوتی ہے جیسے قبروں کا طواف کرنا، قبر والے کے نام پر جانور ذبح کرنا، اسکے لئے نذر ماننا۔

☆ کچھ بدعتیں شرک اور کفر تک لے جانے کا ذریعہ وسیلہ ہوتی ہے، جیسے قبروں پر عمارت بنانا، قبر کے پاس نماز پڑھنا اور دعاء کرنا، رسول اکرم ﷺ کی میلاد منانا وغیرہ

☆ کچھ بدعتیں فسق اعتقادی اور گناہ ہوتی ہے، جیسے خوارج کی بدعت، قدریہ اور مرجئہ کی بدعت۔

☆ کچھ بدعتیں گناہ ہوتی ہے فسق نہیں جیسے جائز عبادت کو انجام دینے میں غلو وزیادتی کرنا مثلا رات بھر نماز پڑھنا سونا نہیں، شادی نہیں کرنا، پاکیزہ اور حلال چیزیں نہیں کھانا۔

اے مسلمانو! بیشک بدعت اللہ سے اور اسکے صحیح دین سے دور کردیتی ہے، اس میں صرف برائی ہے خیر وبھلائی نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا۔

سب سے بدترین کام نئے کام ہیں۔

☆ بدعت شیطان کو معصیت وگناہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے اسلئے کہ گنہگار اپنے گناہ کو جانتا ہے اسکا اعتراف بھی کرتا ہے اور پھر توبہ واستغفار کرتا ہے لیکن بدعتی اپنے عمل کو صحیح اور درست سمجھتا ہے اور توبہ نہیں کرتا، اور بدعتی دین میں شریعت سازی کرتا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، بدعتی اللہ اور اسکے رسول سے دشمنی کرتا ہے اگرچہ اسکا مقصد اچھا ہو، بیشک اچھا مقصد اور اچھی نیت قرآن وسنت کی مخالفت کرنے کو جائز نہیں کرتا۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ [36] وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴾

اور جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور انھیں اصل راستے سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں۔ (سورۃ الزخرف: 36-37)

بیشک شیاطین ان لوگوں کیلئے کتاب وسنت کی مخالفت کرنے کو مزین کرتا ہے پس یہ لوگ گمراہی کو ہدایت اور باطل کو حق سمجھتے ہیں۔

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا [103] الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

کہہ دے کیا ہم تمھیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ [103] وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔ (الکھف: 103-104)

اِبن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: یہ آیت عام ہے جو بھی اللہ کی عبادت اسکے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں کرتا اور وہ یہ سمجھتا ہیکہ وہ صحیح اور درست کام کر رہا ہے اسکا عمل مقبول ہے حالانکہ وہ غلط کام کرتا ہے اسکا عمل مردود ہوتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ [2] عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ [3] تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً﴾ (سورۃ الغاشیہ: 2-4)

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے (اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

اِن لوگوں نے نیک عمل کر کے اپنے نفسوں کو تھکا دیا ہوگا لیکن ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اسلئے کہ ان کے عمل کی بنیاد اللہ کی شریعت کے مطابق نہیں ہوگی.

جب عمر رضی اللہ عنہ نے نصاریٰ کے بعض عبادت گزار لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا تو ان سے کہا گیا: کس چیز نے ان کو رلایا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ [2] عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ [3] تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً﴾

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔ (اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

☆ بدعت کا ایک نقصان یہ بھی ہیکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ہوجاتا ہے، اور مسلمانوں کو الگ الگ جماعت و فرقے میں بانٹ دیتی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ (سورۃ الأنعام: 153)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا، وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِهِ، وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ، فَقَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللهِ. ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ}.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ نے ایک لکیر کھینچی اور دو لکیریں اس کے دائیں جانب اور دو

بائیں جانب کھینچیں، پھر اپنا ہاتھ بیچ والی لکیر پر رکھا اور فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے"، پھر اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ﴾ "یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی پر چلو، اور دوسرے راستوں پر نہ چلو ورنہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔"[1] (سورۃ الانعام: ۱۵۳)۔

☆ بدعت کا نقصان یہ بھی ہیکہ بدعتی سنتوں پر عمل کرنے سے سستی و کاہلی کرتا ہے، سنتوں سے نفرت کرتا ہے، اسلئے تم دیکھوں گے کہ بدعتی فرائض و واجبات کو ادا کرنے میں سستی کرتا ہے جبکہ بدعت کو زندہ کرنے اور اسے انجام دینے میں بہت محنت و کوشش کرتا ہے۔

بدعتی ہمیشہ ضعیف اور من گھڑت احادیث اور قصے کہانیوں کو تلاش کرتا ہے تا کہ اس کے ذریعے اس کی بدعت کو تقویت ملے، اور وہ قرآنی آیات اور صحیح احادیث کو چھوڑ دیتا ہے جو اس کی بدعت کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے اور جب وہ ضعیف اور موضوع احادیث کو نہیں پاتا تو فلان کے عمل کو دلیل بناتا ہے یا کسی فلاں کی کتاب کو دلیل کے طور پر ذکر کرتا ہے۔

جان لو کہ کسی بھی عمل پر چاہے وہ کسی بھی کتاب میں موجود ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس عمل کو کتاب وسنت کے سامنے پیش کیا جائے گا اگر وہ عمل کتاب وسنت کے مطابق ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اگر ان دونوں کے خلاف ہو تو اسے رد کر دیا جائے گا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، اسلئے کہ بہت سی کتابوں میں ضعیف اور من گھڑت احادیث اور قصے و کہانیاں ہوتی ہے اور لوگوں کے اعمال صحیح اور غلط دونوں ہو سکتے ہیں اور اس میں فرق قرآن وحدیث کے ذریعے ہی ہوتا ہے اور جس پر اس امت کے نیک لوگ تھے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔[2]

عن حذيفة بن اليمان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل عبادة لا يتعبدها أصحاب محمد فلا تعبدوها فإن الأول لم يدع لآخر مقالا فاتقوا الله يا معشر القراء خذوا طريق ما كان قبلكم.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر وہ عبادت جسے اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ نے نہیں ادا کی تم بھی اسے مت ادا کرو بیشک پہلے کے لوگوں نے بعد میں آنے والوں کیلئے کوئی چیز نہیں چھوڑی، اے قاریوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اپنے سے پہلے کے لوگوں کے راستے کو لازم پکڑو۔[3]

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اللہ رب العزت بدعتی کی نماز، روزہ، حج اور عمرہ قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ بدعت کو چھوڑ دے۔

---

[1] ابن ماجہ: 11۔

[2] ابوداود: 4607۔

[3]

محمد بن مسلم نے کہا کہ: جس نے بدعتی کی عزت وتکریم کی تو اس نے دین اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی۔
اسی طرح سلف صالحین بدعت سے ڈراتے تھے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی اس سے ڈرایا ہے،
جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے بارے میں خبر دی گئی جو مسجد میں حلقہ بنا کر ذکر واذکار کر رہے تھے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس جماعت پر انکار کیا اور ان لوگوں کو روکا اور منع کیا جو مسجد میں حلقہ (گروہ) بنا کر کنکریوں کو ہاتھ میں لے کر اس کے ذریعے تسبیح وتہلیل اور تکبیر کر رہے تھے جو نیا اور بدعتی طریقہ تھا جو اللہ کے رسول کے زمانے میں موجود نہیں تھا تو آپ نے جلدی سے سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور اس کے خطرناک انجام کو بیان کیا۔

عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ عَلَى بَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قُلْنَا: لَا بَعْدُ، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتَّى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ، قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيعًا، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًى، فَيَقُولُ: كَبِّرُوا مِائَةً، فَيُكَبِّرُونَ مِائَةً، فَيَقُولُ: هَلِّلُوا مِائَةً، فَيُهَلِّلُونَ مِائَةً، وَيَقُولُ: سَبِّحُوا مِائَةً، فَيُسَبِّحُونَ مِائَةً، قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ، ثُمَّ مَضَى وَمَضَيْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَا هَذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ، قَالَ: فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ، فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هَؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مُتَوَافِرُونَ، وَهَذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، أَوْ مُفْتَتِحُو بَابِ ضَلَالَةٍ، قَالُوا: وَاللهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، وَايْمُ اللهِ مَا أَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ، ثُمَّ تَوَلَّى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ: رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولَئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ.

عمرو بن سلمہ الہمدانی کہتے ہیکہ: ایک مرتبہ ہم صبح کی نماز سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب عبداللہ باہر تشریف لاتے تو ہم ان کے ساتھ چلتے ہوئے مسجد تک آیا کرتے تھے اسی دوران حضرت ابوموسی اشعری وہاں تشریف لے آئے اور دریافت کیا: "کیا حضرت ابوعبدالرحمن (حضرت عبداللہ بن مسعود) باہر تشریف لائے۔" ہم نے جواب دیا: "نہیں" تو حضرت ابوموسی

ہمارے ساتھ بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود باہر تشریف لائے جب وہ آئے تو ہم سب اٹھ کر ان کے پاس آگئے حضرت ابوموسی نے ان سے کہا: "اے ابوعبدالرحمن آج میں نے مسجد میں ایک ایسی جماعت دیکھی ہے جو مجھے پسند نہیں آئی اور میرا مقصد ہر طرح کی حمداللہ کے لیے مخصوص ہے صرف نیکی ہے۔" حضرت عبداللہ بن مسعود نے دریافت کیا: "وہ کیا بات ہے"۔

حضرت ابوموسی نے جواب دیا: "شام تک آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔ حضرت ابوموسی بیان کرتے ہیں میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں ان میں سے ہر ایک حلقے میں ایک شخص ہے جس کے سامنے کنکریاں موجود ہیں اور وہ شخص یہ کہتا ہے سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ تو لوگ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ شخص کہتا ہے سو مرتبہ لاالہ الا اللہ پڑھو تو لوگ سو مرتبہ یہ پڑھتے ہیں پھر وہ شخص کہتا ہے سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھو تو لوگ سبحان اللہ پڑھتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان سے دریافت کیا: "آپ نے ان سے کیا کہا"۔

حضرت ابوموسی اشعری نے جواب دیا میں نے آپ کی رائے کا انتظار کرتے ہوئے ان سے کچھ نہیں کہا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ارشاد فرمایا: "آپ نے انہیں یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ اپنے گناہ شمار کریں اور آپ نے انہیں ضمانت کیوں نہیں دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔"

(راوی بیان کرتے ہیں) پھر حضرت عبداللہ بن مسعود چل پڑے ان کے ہمراہ ہم بھی چل پڑے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: "یہ میں تمہیں کیا کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟۔"

انہوں نے جواب دیا: "اے ابوعبدالرحمن یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ گن کر پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے ارشاد فرمایا: "تم اپنے گناہوں کو گنو میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمہارا ستیاناس ہو تم کتنی تیزی سے ہلاکت کی طرف جا رہے ہو یہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تمہارے درمیان بکثرت تعداد میں موجود ہیں اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ہیں جو ابھی پرانے نہیں ہوئے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن ہیں جو ابھی ٹوٹے نہیں ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کیا تم ایسے طریقے پر ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ یا پھر تم گمراہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہو۔"

لوگوں نے عرض کی: "اللہ کی قسم اے ابوعبدالرحمن ہمارا ارادہ صرف نیکی اور خیر کا ہے۔"

حضرت عبداللہ نے ارشاد فرمایا: "کتنے نیکی کے خواہش مند ایسے ہیں جو نیکی نہیں کرتے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا اور اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم ہوسکتا ہے ان میں سے اکثریت تم لوگوں کی ہو۔" پھر حضرت عبداللہ ان کے پاس سے اٹھ کر آگئے۔ عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم نے اس بات کا جائزہ لیا ان حلقوں سے تعلق رکھنے والے عام افراد وہ تھے جنہوں نے نہروان کی جنگ میں خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے ساتھ مقابلہ کیا۔[1]

---

[1] مسند الدارمی: 210۔

ایک آدمی اِمام مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ: میں کہاں سے احرام باندھوگا؟ تو امام مالک نے کہا کہ: ان میقات سے احرام باندھو جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی ہے تو آدمی نے کہا کہ: میں ان میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لوں گا، تو امام صاحب نے کہا کہ: میں اسے جائز نہیں سمجھتا تو اس آدمی نے کہا کہ: تم کیوں اسے ناپسند کرتے ہو تو اِمام مالک نے کہا کہ: میں تم پر فتنے کو ناپسند کرتا ہوں تو اس آدمی نے کہا کہ: خیر کے کاموں میں کیسے فتنہ ہوگا تو اِمام مالک نے یہ آیت پڑھی: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔ (سورۃ النور: 63)

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہوسکتا ہیکہ تو کسی فضیلت کو خاص کرے جسے اللہ کے رسول نے خاص نہیں کیا ہے.

اللہ کے بندوں سب سے عظیم چیز جو لوگوں کو بدعت کی طرف لے جاتی ہے وہ کافروں کی مشابہت اختیار کرنا ہے،

جیسا کہ حدیث میں بیان ہیکہ:

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللهِ، هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: { اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ }، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے شریف سے حنین کو روانہ ہوئے تو راستے میں انہیں بیری کا وہ درخت ملا جہاں مشرکین مجاور بن کر بیٹھا کرتے تھے اور اپنے ہتھیار وہاں لٹکایا کرتے تھے، اس کا نام ذات انواط تھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ایک ذات انواط ہمارے لیے بھی مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم نے قوم موسیٰ علیہ السلام جیسی بات کہہ دی کہ ہمارے لیے بھی معبود مقرر کر دیجئے جیسا ان کا معبود ہے۔ جس کے جواب میں کلیم اللہ علیہ السلام نے فرمایا: تم جاہل لوگ ہو، یہ لوگ جس شغل میں ہیں، وہ ہلاکت خیز ہے اور جس کام میں ہیں، وہ باطل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ درخواست کرنے والے ابو واقد لیثی تھے۔ جواب سے پہلے یہ سوال سن کر نبی کریم ﷺ کا اللہ اکبر کہنا بھی مروی ہے اور یہ بھی کہ آپ نے فرمایا کہ تم بھی اپنے اگلوں کی سی چال چلنے لگے۔[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ کفار و مشرکین کی مشابہت اختیار کرنا اور انکی تقلید کرنا شرک و بدعت میں واقع کر دیتا ہے، آج کے دور میں اکثر مسلمانوں نے بدعات اور شرکیہ کاموں میں کافروں کی تقلید کی ہے، سالگرہ منانا، نئی نئی مناسبت کے دن خوشی منانا، ان تمام چیزوں نے مسلمانوں کے درمیان بدعت و خرافات کو بڑھاوا دیا ہے اور انہیں سنت کو زندہ کرنے سے مشغول کر دیا ہے، ہمیں اس سے بچنا

---

[1] ترمذی: 2180۔

چاہیے.

اللہ کا فرمان: ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ [18] إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾

پھر ہم نے تجھے (دین کے) معاملے میں ایک واضح راستے پر لگا دیا، سو اسی پر چل اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چل جو نہیں جانتے۔ بلاشبہ وہ اللہ کے مقابلے میں ہرگز تیرے کسی کام نہ آئیں گے اور یقیناً ظالم لوگ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور اللہ متقی لوگوں کا دوست ہے۔(سورۃ الجاثیہ:18-19)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

رجب اور اسکے علاوہ دوسرے مہینوں میں بدعت کی ممانعت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے قرآن وحدیث کے ذریعے ہمیں بدعات سے بے نیاز کر دیا۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کو لازم پکڑو اور بدعات سے بچو اسلئے کہ وہ دین سے گمراہ اور اللہ رب العزت سے دور کر دیتی ہے، اور لوگوں نے رجب کے مہینے میں جو بھی بدعات، عبادات اور مجالس کو ایجاد کیا ہے جسے وہ فضیلت کا کام اور کرامات سمجھتے ہیں، جسے انہوں نے نسل در نسل زمانہ جاہلیت سے لیکر اس وقت تک وراثت کے طور پر ایکدوسرے سے لیا ہے۔

رجب کے مہینے کی بعض راتوں کو عبادت کیلئے اور کچھ دنوں کو روزہ رکھنے کیلئے مخصوص کرنا اور اس مہینے میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے جانور ذبح کرنا، اس مہینے میں عمرہ کرنے کو خاص کرنا اسی طرح ستائیسویں رجب کی رات کو مجالس اور محفلیں منعقد کرنا اور اسے اسراء ومعراج کا نام دینا، یہ تمام چیزیں دین میں نئی نئی چیزیں ایجاد کرنا ہے، جس کے تعلق سے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی نہ رجب کے مہینے کیلئے نہ اسکے علاوہ دوسرے مہینوں میں جو بدعات انجام دی جاتی ہے اسکے لئے مگر یہ رجب کا مہینہ حرمت والا مہینہ ہے اس میں قتال اور لڑائی کرنے کو حرام کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: اس مہینے کو عبادت کا موسم بنانا اس طرح سے کہ اس مہینے میں خاص طور پر روزہ رکھنا امام احمد اور دوسرے ائمہ کے نزدیک مکروہ اور ناپسندیدہ ہے،

اس مہینے میں جو بدعات انجام دی جاتی ہے وہ یہ ہیکہ: اس مہینے کی پہلی جمعرات کے دن کی تعظیم واحترام کرنا، پہلے جمعہ کی رات میں نماز پڑھنا اور اسے "صلاۃ الرغائب" کا نام دینا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: اس مہینے کے دن اور رات کی تعظیم کرنا اسلام میں نئی چیز ایجاد کرنا جو چوتھی صدی ہجری کے بعد ایجاد کی گئی اور اس کی فضیلت میں ضعیف اور موضوع احادیث کو بیان کیا گیا۔

اس مہینے کے دن کی فضیلت اور اس مہینے میں خاص طور پر نماز پڑھنا جاہلوں کے نزدیک "صلاۃ الرغائب" کے نام سے مشہور ہے۔

محققین علماء کے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہیکہ: صرف اسی مہینے کو روزہ، نماز کیلئے خاص کرنا اور جو بھی اس مہینے کی خصوصی تعظیم کی جاتی ہے، کھانا بنانا، زیب وزینت اختیار کرنا وغیرہ تاکہ اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر فوقیت حاصل ہو یہ تمام چیزیں ممنوع وناجائز ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ: رجب کے مہینے کی فضیلت اور اس میں مخصوص دن روزہ رکھنے اور مخصوص رات میں عبادت کرنے کے تعلق سے کوئی بھی صحیح حدیث نہیں ہے جس سے دلیل پکڑنا درست ہو۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے کہا کہ: رجب کے مہینے میں خصوصی طور پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

رجب کے مہینے کی پہلی جمعہ کی رات کو صلاۃ الرغائب پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ سب جھوٹی اور باطل ہے، صحیح نہیں ہے اور جمہور علماء کے نزدیک یہ نماز بدعت ہے،

اور رجب کے مہینے میں کسی خاص دن روزہ رکھنے کی فضیلت کے بارے میں بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی حدیث ثابت

و درست نہیں ہے۔
لوگ رجب کے مہینے میں خاص طور پر عمرہ ادا کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیکہ اس مہینے میں بہ نسبت دوسرے مہینوں کے عمرہ کرنے کی خاص فضیلت ہے یہ غلط بات ہے بلکہ عمرہ ادا کرنے کا أفضل وقت حج کے مہینوں میں اور رمضان کے مہینے میں عمرہ ادا کرنا أفضل ہے اور اسکے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا برابر ہے۔
ابن سیرین نے کہا کہ: کسی بھی عالم کے نزدیک اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حج کے مہینے میں عمرہ ادا کرنا دوسرے مہینوں میں عمرہ کرنے سے افضل ہے،
جب إمام اِبن قیم رحمہ اللہ نے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے عمروں کے بارے میں ذکر کیا تو آپ صل اللہ علیہ وسلم نے تمام عمرے حج کے مہینے میں ادا کیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہیکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا رجب کے مہینے میں عمرہ کرنے سے افضل ہے.
بیشک عمرہ چھوٹا حج ہے اسے حج کے مہینے میں ادا کرنا افضل ہے۔
ان تمام دلیلوں سے پتہ چلتا ہیکہ حج کے مہینے میں عمرہ ادا کرنا افضل ہے اور اسکے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے بلکہ سب برابر ہے سوائے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے، رجب کے مہینے میں خاص طور پر عمرہ کرنے کی کوئی بھی دلیل نہیں ہے.
رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات کو اسراء ومعراج کی مناسبت سے جو محفلیں اور مجالس منعقد ہوتی ہے، لوگ مساجد میں جمع ہوتے ہیں پھر خطبہ اور دروس ہوتے ہیں، گھروں اور سڑکوں کو خاص لائٹنگ کے ذریعے روشن کیا جاتا ہے، اور لوگوں کو ان مجالس میں شریک ہونے کیلئے ابھارا جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسراء اور معراج اللہ کی دو عظیم نعمتیں ہیں، اللہ نے اپنی کتاب میں بھی ان کی عظمت کو بیان کیا ہے، تو ہم پر واجب ہیکہ ہم اس پر ایمان لائے اور اللہ نے رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم پر جو عزت وا کرام کیا ہے، اور آپ صل اللہ علیہ وسلم کو اِسراء ومعراج کی رات میں جو نشانیاں دکھائی گئی اور اللہ نے اس رات امت محمدیہ پر پانچ وقت کی نماز فرض کی جس کا اجر وثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے اس نعمت پر اللہ کا شکریہ ادا کرے، اور اس طرح کی محفلیں منعقد کرنا اس عظیم نعمت کی ناشکری کرنا ہے اسلئے کہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور بدعت کو انجام دینا اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرنا ہے جو اللہ سے اور دین سے دور کر دیتی ہے۔
اس کے بدعت ہونے کی دلیل یہ ہیکہ یہ ایسا عمل ہیکہ نہ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام نے اور نہ ہی اسلام کی افضل صدی کے لوگوں نے اس پر عمل کیا ہے بلکہ بعض جاہلوں اور سرکش لوگوں نے اسے ایجاد کیا ہے، اور جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر اللہ اور اسکے رسول کا کوئی حکم نہیں ہے تو وہ عمل باطل ومردود ہے، اور اِسراء ومعراج کا واقعہ جس رات میں پیش آیا صحیح حدیثوں میں اس رات کی تعیین نہ رجب کے مہینے میں ہیں اور نہ اسکے علاوہ دوسرے مہینوں میں اور نہ ہی صحابہ کرام اور علماء کرام نے اس رات کی تعیین میں بحث وتلاش کی ہے اسلئے کہ اس رات سے کوئی شرعی حکم کا تعلق نہیں ہے، اور اسکی تعیین میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے، بلکہ مؤرخین نے اس رات کی تعیین کے بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض نے کہا کہ: ہجرت سے سولہ مہینے پہلے ذی القعدہ کے مہینے میں یہ واقعہ پیش آیا اور کچھ نے

کہا کہ: ہجرت سے ایک سال پہلے ربیع الاول کے مہینے میں یہ واقعہ پیش آیا اور اس رات کا رجب کے مہینے میں ہونا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے.

اگر اِسراء ومعراج کی رات کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تو مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہیکہ اسے کسی عبادت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس دن محفلیں سجانا جائز ہے اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اس طرح کی مجلس منعقد نہیں کی اور نہ ہی اسے عبادت کیلئے خاص کیا ہے، اگر اس طرح کی کوئی چیز ثابت ہوتی تو صحابہ کرام سے منقول ہوتی۔

محفلیں منعقد کرنا بدعت ہے دین اسلام میں سے نہیں ہے، مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ اسے چھوڑ دے اور جو بدعتی لوگ کرتے ہیں اس سے دھوکہ نہ کھائے، اور یہ نصاریٰ کا طریقہ رہا ہیکہ وہ انبیاء کے آثار کو تلاش کر کے اسے زندہ کرتے تھے اور اس دن محفلیں منعقد کرتے ہیں۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: غارحراء جس میں وحی کے نزول کی ابتداء ہوئی جس میں اللہ کے رسول نبوت سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے، نبوت کے بعد اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام نے کبھی بھی اس غار کا رُخ نہیں کیا اور نہ ہی جس دن پہلی وحی نازل ہوئی تھی اس دن کو عبادت اور دوسری چیزوں کیلئے خاص نہیں کیا اور نہ ہی اس جگہ کو خاص کیا.

جو کسی جگہ اور وقت کو عبادت کیلئے خاص کرتا ہے تو وہ اہل کتاب (یہود ونصاری) کی قبیل اور جنس سے ہے جو عیسی علیہ السلام کے زمانے اور حالات کو عبادت کا موسم بنالیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ ایک مقام پر نماز پڑھنے کیلئے جلدی کر رہے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ تو بتایا گیا کہ اس جگہ پر اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ تمھارے نبی کے آثار کو مسجد بنا دو تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے.

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور بدعت اور اہلِ بدعت سے بچو بیشک یہ انتہائی خطرناک چیز ہے، تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کو لازم پکڑو اس میں تمہارے لیے دنیا وآخرت میں نجات ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے پر ہیزگاری اختیار کرو۔ (سورۃ الأنعام:153)

بارك الله لى ولكم فى القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

الحمدللہ.....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو،

اور جان لوکہ نبی کریم ﷺ نے بدعات سے ڈرایا ہے اور اس بات کی وضاحت کر دی ہیکہ بیشک بدعات گمراہی ہے،

قال رسول اللہ ﷺ: "إن اصدق الحديث كتاب الله واحسن الهدى هدى محمدوشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار"۔

سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے،اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے،اور بدترین کام نئے کام ہیں،اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے،اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بہت زیادہ بدعت سے ڈراتے تھے اسلئے کہ بدعت دین میں اضافہ وزیادتی کرنا ہے،اور ایسی چیز کو مشروع کرنا ہے جسے اللہ نے جائز نہیں کیا ہے،اور اس میں یہود ونصاری کی مشابہت اختیار کرنا ہے اور دین اسلام پر یہ تہمت والزام لگانا ہیکہ یہ ناقص اور غیر مکمل ہے اور اللہ کے اس قول کو جھٹلانا ہے،﴿اَلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ﴾ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا۔

بدعت انسان کو صحیح دین سے دور کر دیتی ہے اور اسے باطل دین کی طرف لے جاتی ہے اور شیطان یہی چاہتا بھی ہے، بیشک بدعتی لوگ شیطان کو گنہگار لوگوں سے زیادہ محبوب وپسند ہے اسلئے کہ گنہگار اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور اس سے توبہ بھی کر لیتا ہے لیکن بدعتی اپنی بدعت کو دین اور اطاعت سمجھتا ہے اور اس سے توبہ نہیں کرتا،تو اسلام کی نعمت پر اللہ کا شکریہ ادا کرو،اور اپنے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی کرو اور اس پر درود وسلام بھیجو جیسا کہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے،

اللہ کا فرمان:﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو ۔(سورۃالأحزاب:56)

اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننا، قبول کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی طرف رسول بنا کر بھیج کر مومنوں پر احسان کیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی پکار کو غور سے سنو اور اسکے حکموں پر لبیک کہو، اس پر عمل کرو، جس چیزوں سے منع کیا ہے اس سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ[20] وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ[21] إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ[22] وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ[23] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو، جب کہ تم سن رہے ہو۔ [20] اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا ہم نے سنا، حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ [21] بے شک تمام جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ بہرے، گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں۔ [22] اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں ضرور سنوا دیتا اور اگر وہ انھیں سنوا دیتا تو بھی وہ منہ پھیر جاتے، اس حال میں کہ وہ بے رخی کرنے والے ہوتے۔ [23] اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اور رسول کی دعوت خوشی سے قبول کرو، جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے دعوت دے جو تمھیں زندگی بخشتی ہے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور یہ کہ حقیقت یہ ہے کہ تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (سورۃ الأنفال: 20-24)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہیکہ ہم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، اسکے اوامر اور نواھی کو جب سنے تو اس پر عمل کرے اور اللہ نے کفار و منافقین کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا ہے جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت نہیں کرتے اور نہ ہی انکے احکامات پر عمل کرتے ہیں، بیشک کفار نے اللہ رب العزت کا کلام سننے سے انکار کردیا،

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ﴾

اور کافروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی مت (اس کے پڑھے جانے کے وقت) شور کرو، تاکہ تم غالب رہو۔ (سورۃ فصلت: 26)

یہود کے بارے میں اللہ نے کہا: ﴿قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾ انہوں نے کہا، ہم نے سنا اور نافرمانی کی.

منافقین کے بارے میں اللہ نے کہا: ﴿قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ﴾

جنھوں نے کہا ہم نے سنا، حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ (سورہ الأنفال: 21)

یعنی منافقین اظہار کرتے ہیکہ انہوں نے اللہ کا کلام سنا اور اس پر عمل کیا جبکہ وہ ایسا نہیں کرتے وہ صرف اپنے کانوں سے سنتے ہیں دل سے نہیں سنتے پھر اللہ نے خبر دی کہ یہ مخلوقات میں سب سے برے لوگ ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾

بے شک تمام جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ بہرے، گونگے ہیں، جو سمجھتے نہیں ۔(سورہ الأنفال:22)

یعنی یہ لوگ حق بات کو سننے سے بہرے ہیں اور حق بات کو سمجھنے اور بولنے سے گونگے ہیں، اور انکی صفت یہ ہیکہ:﴿لَا يَعْقِلُونَ﴾ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں، انکے پاس صحیح عقل نہیں جس کے ذریعے وہ انجام کے بارے میں غور وفکر کرتے، انکی عقلیں صرف دنیا کی جلد ختم ہونے والی لذتوں کے بارے میں ہی غور وفکر کرتی ہے، یہ لوگ جانوروں کی طرح جن کا مقصد صرف اپنے پیٹ کو بھرنا ہے، جو مستقبل کے بارے میں نہیں سوچتے اور آگے کی زندگی کیلئے تیاریاں نہیں کرتے، یہ لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں اسلئے کہ جانور بھی اللہ کی اطاعت کرتے ہیں جب کہ یہ منافقین اللہ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں جس کیلئے انہیں پیدا کیا گیا۔

اللہ کے بندو! ایک مسلمان سے یہ مطلوب ہیکہ وہ اللہ کے کلام کو غور سے سنے جب اسکی تلاوت کی جائے، اور احادیث کو بھی غور سے سنے جب اسے روایت کیا جائے اور اس کو سمجھے اور یہ دونوں چیزیں جس بات کا تقاضا کرتی ہے اسکا ادراک کرے جانے پھر غور سے سننے اور سمجھنے کے بعد اس کے مطابق عمل کرے، بیشک سننے اور سمجھنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا قیامت کے دن اسکے خلاف حجت ہوگا۔

اللہ کا فرمان:﴿أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ﴾

کیا میری آیتیں تم پر پڑھی نہ جاتی تھیں، تو تم انھیں جھٹلایا کرتے تھے؟۔(سورۃ المؤمنون:105)

اللہ کا فرمان:﴿ بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴾

بے شک تیرے پاس میری آیات آئیں تو تو نے انھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو انکار کرنے والوں میں سے تھا۔(سورۃ الزمر:59)

اللہ کے بندو آج ہم کتنی آیات اور احادیث کو سنتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے، اور سننے کے بعد عمل نہ کرنا کل قیامت کیلئے ہمارے خلاف حجت ہوگا۔

قال رسول اللہ ﷺ: اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: قرآن تمہارے لیے حجت ہے یا تمہارے خلاف.[1]

اللہ نے قرآن میں مختلف انداز میں بار بار پکارا اور آواز دیا ہے:﴿یأیہا الذین آمنوا﴾ اے ایمان والو، (یا بنی آدم) اے آدم کی اولاد،﴿یأیہا الناس﴾ اے لوگو، (یا عباد) اے بندو،

بعض سلف نے کہا کہ: جب تم﴿یأیہا الذین آمنوا﴾ سنو تو اپنے کان لگا کر غور سے سنو اسلئے کہ یا تو کسی بھلائی کا حکم دیا گیا ہوگا یا کسے برائی سے منع کیا گیا ہوگا،

بیشک اللہ اس چیز کا حکم دیتا ہے اور اس چیز کی طرف دعوت دیتا ہے جس میں دلوں کی زندگی ہے جس پر دنیا و آخرت میں سعادت مند زندگی کا انحصار ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾

---

[1]) ترمذی:3517۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اور رسول کی دعوت خوشی سے قبول کرو، جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے دعوت دے جو تمھیں زندگی بخشتی ہے.(سورہ الأنفال:24)

بعض مفسرین نے کہا کہ:اس سے مراد" قرآن" ہے جس سے دلوں کو زندگی ملتی ہے۔

اس سے مراد" اسلام" بھی ہے اسلئے کہ اس میں کفر سے ہدایت کی طرف زندگی ہے۔

اس سے مراد" جہاد" ہے اسلئے کہ اس میں مسلمانوں کیلئے عزت اور قوت ہے۔

پھر جو اللہ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتا اسے قبول نہیں کرتا تو اللہ نے وعید وسزا بیان کی ہیکہ:﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾

جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے.

اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی بات نہیں سنتا تو اللہ اس کے دل کو ہدایت سے پھیر دیتا ہے، اللہ کا فرمان:﴿ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾

اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔(سورۃ الأنعام:110)

اللہ کا فرمان:﴿ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ﴾

پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔(سورۃ الصف:5)

اللہ کے بندو! اللہ کا حکم نہ ماننے سے بچو، بیشک اللہ آدمی اور اسکے دل کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے پھر اسے جس طرح چاہتا الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے:يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ۔

"اے دلوں کے الٹنے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ"۔

قال رسول اللہ ﷺ:إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:لوگوں کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسا چاہتا ہے انہیں الٹتا پلٹتا رہتا ہے"۔[1]

اللہ کے بندو! اللہ رب العزت کا فرمان ہے:﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ [17] الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

---

[1]) ترمذی:2140۔

میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ پھر جو بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں۔ (سورۃ الزمر: 17-18)

ہم سے یہ چیز مطلوب ہیکہ ہم اللہ اور اسکے رسول کی باتیں غور سے سنے اور اسکی پیروی اور اتباع کرے اور جو آج نہیں سنتا کل قیامت کے دن نادم و شرمندہ ہوگا، افسوس کریں گا جب کافر لوگ کہیں گے: ﴿لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

اگر ہم سنتے ہوتے، یا سمجھتے ہوتے تو بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے۔ (سورۃ الملک: 10)

ہم سے مطلوب ہیکہ ہم خطبے اور دینی محاضرات کو سنیں، دروس اور کانفرنسوں میں حاضر ہوں تا کہ ہم دین کی سمجھ حاصل کرسکیں۔

سوشل میڈیا پر جو فائدہ مند دینی پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جو آسانی سے ہر گھر میں اور ہر جگہ پہنچ جاتا ہے اسے غور سے سنے، لیکن ہم میں سے اکثر لوگ نہیں سنتے اور اگر سنتے بھی ہے تو سمجھتے نہیں ہے، بیشک جب زمین پر بارش نہیں ہوتی تو وہ مردہ اور بنجر ہو جاتی ہے اسی طرح جب دلوں تک قرآن وحدیث کی باتیں نہیں پہنچتی تو دل بیمار و مردہ ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

جب انسان خطبہ میں حاضر نہیں ہوتا، وعظ ونصیحت کی باتیں نہیں سنتا، قرآن کی تلاوت نہیں کرتا، اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کو نہیں پڑھتا تو اسکا حال کیسا ہوگا، وہ اپنے دین میں کس مقام پر کھڑا ہوگا وہ کیسے اللہ اور اسکے رسول کی بات کو مانے گا اور اس پر عمل کریں گا۔

بیشک اللہ اور اسکے رسول کی بات کو قبول کرنا، ماننا، دعوت کو سننے کے بعد ہوگا اور اللہ نے اپنے رسولوں کی زبانی اپنی کتاب میں ہمیں دعوت دی ہے اور ہمیں سلامتی والے گھر کی طرف بلایا ہے، اللہ کا فرمان: ﴿يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ﴾

وہ تو تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف فرمادے۔ (سورۃ ابراہیم)

اور جو اللہ کی دعوت کو سن لے تو اسے قبول کرنا واجب ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول نہ کرے گا تو نہ وہ زمین میں کسی طرح عاجز کرنے والا ہے اور نہ ہی اس کے سوا اس کے کوئی مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (سورۃ الاحقاف: 32)

کچھ لوگ اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو مکمل قبول نہیں کرتے اور اسے ٹھکرا دیتے ہیں، اور یہ کفار ومنافقین کہتے ہیکہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی، کچھ صرف ان باتوں کو قبول کرتے ہیں جو انکی خواہش کے مطابق ہو اور جو اسکے خلاف ہو اسے قبول نہیں کرتے تو یہ لوگ اپنی خواہش کے غلام ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

پھر اگر وہ تیری بات قبول نہ کریں تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی

طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے ۔بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔(سورۃ القصص:50)

یہ ان لوگوں کے مشابہ ہیں جو بعض کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں، جب انہیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے بلایا جاتا ہے تو یہ نہیں آتے، جب ان سے کہا جاتا ہیکہ سود، رشوت اور حرام معاملات کو چھوڑ دیں تو یہ اس سے دور نہیں ہوتے اور اسے چھوڑتے نہیں، جب انہیں بھلائی کا حکم دیا جاتا ہے اور برائی سے منع کیا جاتا ہے تو یہ نہیں مانتے، یہ صرف زبان سے کہتے ہیکہ ہم مسلمان ہیں، یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں، یہ لوگ اگرچہ کفر سے محفوظ ہے لیکن فسق وفجور، نفاق اور برے اخلاق سے محفوظ نہیں ہے.

بیشک اللہ کی دعوت مختلف طریقوں سے مکلف تک پہنچتی ہیں، کبھی قرآن وحدیث کی تلاوت کے طریقے سے، اللہ کی طرف بلانے والے داعیوں کے طریقے سے اور کبھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے راستے سے، تو کبھی دن اور رات میں پانچ وقت کی اذان کی آواز کے ذریعے سے، یعنی ہر لمحہ وہ اللہ کی طرف بلانے والے کی آواز سنتے ہیں.

اللہ کے بندو! کچھ لوگ اللہ کے کلام کو سننے کی بجائے گانے، موسیقی اور شیطان کی میوزک سننے کو ترجیح دیتے ہیں، کچھ لوگ مسجدوں کی طرف جانے کی بجائے کلبوں اور کھیل کے میدان کی طرف جانے کو ترجیح دیتے ہیں، وعظ ونصیحت کی باتوں کو سننے کی بجائے ڈھول تاشے کی آواز سننے کو ترجیح دیتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ [6] وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ (سورۃ لقمان:6-7)

اور لوگوں میں سے بعض وہ ہے جو غافل کرنے والی بات خریدتا ہے، تاکہ جانے بغیر اللہ کے راستے سے گمراہ کرے اور اسے مذاق بنائے ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔[6] اور جب اس پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے، گویا اس نے وہ سنی ہی نہیں، گویا اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے، سو اسے دردناک عذاب کی خوش خبری دے دے۔

ہم ذلت ورسوائی، شیطان اور خواہشات کی پیروی کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں.

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اسکی اور اسکے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والوں کیلئے عظیم اجروثواب کا وعدہ کیا ہے....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بہت ساری چیزیں جو بندے اور اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننے کے درمیان رکاوٹ بنتی ہیں تو ان سے بچو.

1) تکبر وغرور وگھمنڈ حق بات کو قبول کرنے سے منع کرتا ہے جیسا کہ جب ابلیس کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔

قال النبی ﷺ: وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ.

کبر یہ ہے کہ حق بات کی تغلیط کرے، اور لوگوں کو کمتر سمجھے"۔[1]

یعنی حق بات کو قبول نہ کرنا اسے ٹھکرا دینا.

2) حسد وجلن بھی اللہ اور اسکے رسول کی بات کو ماننے سے رکاوٹ بنتا ہے، جیسا کہ یہودیوں نے حق بات کے واضح ہوجانے کے بعد بھی حسد وجلن کی وجہ سے اللہ کے رسول صلى اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

3) آباء واجداد کی اندھی تقلید کرنا اور مذہبی تعصب اور مذہب کی رائے کو مقدم رکھنا اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننے سے رکاوٹ بنتا ہے، جیسا کہ یہود ومشرکین نے کیا،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ ﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو اس کے علاوہ ہے اسے وہ نہیں مانتے، حالانکہ وہی حق ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے پاس ہے۔(سورۃ البقرۃ:91)

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت پاتے ہوں۔ (سورۃ البقرۃ:170)

4) خواہشات نفس کی پیروی کرنا بھی اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننے سے روکتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ

---

[1] ابوداؤد:4092۔

اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾

پھر اگر وہ تیری بات قبول نہ کریں تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورۃ القصص:50)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: لَا يُؤمِنُ أَحدُكم حتّى يَكونَ هَوَاهُ تبعًا لمّا جئتُ بِهِ۔

تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہو جسے میں لیکر آیا ہوں۔[1]

5) لوگوں کا ڈر و خوف اور انکی تکلیفوں پر صبر نہ کرنا اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننے سے رکاوٹ بن جاتا ہے، اللہ نے کفار قریش کے بارے میں فرمایا: ﴿ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ﴾

اور انھوں نے کہا اگر ہم تیرے ہمراہ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے۔ (سورۃ القصص:57)

یعنی وہ لوگ اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ محمد ﷺ جو لیکر آئے ہیں وہی ہدایت ہے اور جس پر وہ ہے وہ گمراہی ہے، لیکن وہ لوگوں کی تکلیف سے ڈر کر ہدایت کی پیروی نہیں کرتے اور وہ امن و امان کے ختم ہو جانے سے بھی ڈرتے تھے، یہ فطرت کے پلٹ جانے پر دلالت کرتا ہے، بیشک امن و امان تو حق بات کی پیروی کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اور ڈر و خوف باطل کی پیروی کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اور کل یہ بات کفار کہتے تھے، آج بھی بہت سے لوگ کہتے ہیکہ: ہم جانتے ہیکہ اسلام سب سے صحیح دین ہے لیکن ہمیں کا فرممالک سے ڈر و خوف ہیکہ اگر ہم اسلام کی پیروی کریں گے تو وہ ہمارے ساتھ برا سلوک کریں گے، جب کے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ایسا کرنے سے ان کے ڈر وخوف میں اضافہ ہوگا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾

تو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو۔ (سورۃ آل عمران:175)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ [214/4] الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ"۔

"جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہوگا اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کر دے گا"۔[2]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور تمہارے رب کی ناراضگی کے اسباب سے بچو اور تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کو لازم پکڑو۔

---

[1] الأربعون النووية:41۔

[2] ترمذی:2414۔

نفع بخش علم حاصل کرنے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے با عمل علماء کی شان کو بلند کیا، اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ (سورۃ الزمر: 9)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور وہ علم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رب کو پہچان سکو، جسکے ذریعے تمہارا دین درست ہو جائے، جس کی وجہ سے تمہارا دل منور ہو جائے، تمہاری دنیا و آخرت درست ہو جائے، اسلئے کہ علم نور ہے جو تاریکی سے نکالتا ہے، جسکے ذریعے شکوک وشبہات ختم ہو جاتے ہیں، اعمال درست ہو جاتے ہیں، بیشک بغیر علم کے عمل کرنا گمراہی اور وبال ہے، علم کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت ہے:

سب سے عظیم فضیلت کہ اللہ کو اس کے أسماء وصفات کے ذریعے جاننا اور پہچاننا، بیشک علم اللہ کی طرف اور جنت کی طرف جانے والا راستہ ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال أبو الدرداء: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

أبو درداء کہتے ہیکہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص علم دین کی تلاش میں کوئی راستہ چلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں، آسمان وزمین کی ساری مخلوق یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی میں طالب علم کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر، بیشک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے، لہٰذا جس نے اس علم کو حاصل کیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا"۔[1]

اس حدیث میں طلب علم کیلئے کوشش کرنے پر اور علم کیلئے علماء کی طرف سفر کرنے پر ابھارا گیا ہے چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہو، سلف صالحین ایک حدیث کیلئے لمبے لمبے سفر کیا کرتے تھے، أبو ایوب رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مصر تک ایک حدیث کیلئے سفر کیا جو حدیث انکے پاس نہیں تھی، اسی طرح جابر بن عبد اللہ نے بھی، اسکے علاوہ بہت سے لوگوں نے ایک ایک حدیث کیلئے طویل سفر کیا اور اس بارے میں موسی علیہ السلام کا قصہ کافی ہے جب موسی علیہ السلام نے ایک نوجوان کے ساتھ علم کی خاطر سفر کیا جبکہ اللہ نے انہیں بہت سارا علم عطا کیا تھا اور ان کیلئے تورات میں ہر چیز کو لکھ دیا تھا اور جب اللہ نے انہیں خضر کے بارے میں خبر دی کہ انکے پاس ایک خاص علم ہے تو موسی علیہ السلام ان

---

[1] ابن ماجہ: 223۔

سے علم حاصل کرنے کیلئے سفر کیا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾

جب کہ موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں تو چلتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچوں، خواہ مجھے سالہا سال چلنا پڑے۔ (سورة الكهف:60)

پھر جب موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات خضر سے ہوئی تو ان سے کہا: ﴿قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾

موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں تیرے پیچھے چلوں؟ اس (شرط) پر کہ تجھے جو کچھ سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ بھلائی مجھے سکھا دے۔ (سورة الكهف:66)

اگر کوئی طلب علم کیلئے سفر کرنے سے بے نیاز ہوتا تو یقیناً موسیٰ علیہ السلام سفر کرنے سے بے نیاز ہوتے، اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ علم میں زیادتی اور اضافہ کیلئے دعاء کرے، اللہ کا فرمان: ﴿ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴾

اور کہہ اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر۔ (سورة طه:114)

انسان علم میں کتنا ہی آگے بڑھ جائے لیکن اس سے زیادہ علم والے موجود ہوتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴾

ہر علم والے سے اوپر ایک سب کچھ جاننے والا ہے۔ (سورة يوسف:76)

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ: ہر عالم کے اوپر ایک عالم ہے اور یہ سلسلہ اللہ رب العزت تک جا کر ختم ہو جاتا۔

ابو الدرداء کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہیکہ جنت تک پہچانے والی چیز نفع بخش علم اور نیک عمل کرنا ہے، جو اس کے ذریعے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ سب سے آسان طریقے سے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، کچھ لوگ بغیر علم کے جنت حاصل کرنے کے راستے پر چلتے ہے تو یہ جنت حاصل کرنے کا بہت مشکل راستہ ہے، اور وہ تکالیف برداشت کرنے کے باوجود اپنے مقصد تک نہیں پہنچتا، اللہ کی معرفت، اسکی رضامندی اور آخرت میں کامیابی کا راستہ وہ نفع بخش علم ہے جسکے ذریعے اللہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل کی، پس یہ علم دلیل ہے اسکے ذریعے جہالت اور شکوک وشبہات کی تاریکیوں میں رہنمائی وہدایت حاصل ہوتی ہے، اللہ نے اپنی کتاب کو نور کہا ہے جس کے ذریعے تاریکی میں رہنمائی ملتی ہے، اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ [15] يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔ (سورة

المائدہ:15-16)

ابوالدرداء کی حدیث میں یہ بھی ہیکہ: وہ علم جسکے حاصل کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور انہیں ہی حقیقی علماء کا نام دیا گیا ہے وہ "شرعی علم" ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

بیشک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بلکہ انہوں نے علم کا وارث بنایا ہے، لہٰذا جس نے اس علم کو حاصل کیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا"۔[1]

قرآن وحدیث میں جس علم اور علماء کی حمد وثناء بیان کی گئی اس سے مراد انبیاء کا علم اور جو مومنین اس علم کو حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (سورۃ آل عمران:18)

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾

اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں. (سورۃ فاطر:28)

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟۔ (سورۃ الزمر:9)

اللہ کا فرمان: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا۔ (سورۃ المجادلہ:11)

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے علماء کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے جس کے ذریعے تاریکی میں ہدایت ورہنمائی حاصل کی جاتی ہے،

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنَّ مثلَ العلماءِ في الأرضِ كمثلِ النُّجومِ يُهتدى بها في ظلماتِ البرِّ والبحرِ فإذا انطمستِ النُّجومُ أوشكَ أن تضلَّ الهُداةُ".[2]

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بیشک زمین میں علماء کی مثال آسمان میں ستاروں کی طرح ہے جسکے ذریعے خشکی وتری کی تاریکیوں میں ہدایت ورہنمائی حاصل کی جاتی ہے کہ اگر ان ستاروں کی روشنی بجھ جائے تو لوگ راستے بھٹک جائے.

اِمام ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: یہ مثال بہت زیادہ مطابقت رکھتی ہے اسلئے کہ توحید کا راستہ، اللہ کے بارے میں علم رکھنا، اسکے احکامات، ثواب وعقاب کے بارے میں جاننا حواس کے ذریعے ممکن نہیں ہے بلکہ اس علم کو دلائل کے ذریعے جانا جاتا ہے اور اللہ نے اپنے رسول کی

---

[1] ابن ماجہ:223۔

[2] مسند احمد:12600۔ امام البانی نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

زبانی اپنی کتاب میں یہ تمام باتیں واضح طور پر بیان کردی ہے،علماء یہ جہالت وگمراہی اورشکوک وشبہات کی تاریکیوں میں رہنما ہے جن کے ذریعے ہدایت ورہنمائی حاصل کی جاتی ہے،اگرعلماء نہ رہے تولوگ راستہ بھٹک جائے گے،اورعلماءکوستاروں سےتشبیہ دی گئی ہے،اورستاروں کے تین فوائدہیں:

1)انکے ذریعےرات کی تاریکی میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

2)آسمان کی زیب وزینت کیلئے۔

3)شیطانوں کورجم کرنے کیلئے(مارنے کیلئے)جب وہ چپکے سے باتوں کوسنتے ہے۔

اورزمین پرعلماءمیں یہ تینوں صفات پائی جاتی ہے،

1)انکے ذریعے جہالت وگمراہی،شکوک وشبہات،کفروشرک،بدعات وخرافات کی تاریکیوں میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

2)علماءزمین کیلئے زینت ہے۔

3)ان کے ذریعے شیطانوں کومار بھگایاجاتاہے جوحق کوباطل سےخلط ملط کرتے ہیں۔

جب تک علماءزمین پر باقی ہےلوگ ہدایت میں ہے،اورعلم کاباقی رہناعلماءکے باقی رہنے کی وجہ سے ہے اورجب علماءنہیں ہونگےتولوگ ضلالت وگمراہی میں واقع ہوجائے گے.جیساکہ صحیح حدیث میں بیان ہیکہ:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے لیکن وہ علم کوعلماء کی وفات کے ذریعہ سے اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ اپنا سردار جاہلوں کو بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔[1]

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہیکہ وہ لوگ جوعلماءکہلانے کے مستحق ہے وہ" شرعی علماء" ہے اسلئےکہ حقیقی علم وہی ہے جوعلم رسول لیکرآئے۔

زمین میں علماءکی بقاءمیں ہی بندوں اورشہروں کی مصلحت ہے اورعلماءکے فقدان سے زمین کی زیب وزینت کا خاتمہ ہے،اورجب علماءنہیں ہونگےتوجہالت وگمراہی کی تاریکیوں میں لوگ کس سے رہنمائی حاصل کریں گے،جنوں اورانسانوں کےشیاطین لوگوں کوگمراہ کرنے اوربہکانے میں غالب ہوجائے گے،دلائل کےروشن ستاروں کے ذریعے ان شیاطین کوکون مارکربھگائے گا،اورانکی چالوں اوردلیلوں کوکون باطل کریں گا،آج اکثرلوگ جدیدافکارونظریات مثلاً ڈاکٹری،ایجادات کوعلم سمجھتے ہیں اوران مفکرین اورایجادکرنے والوں کو علماءکہتے ہیں.یہاں تک کہ علم اورعلماءکالفظ ان لوگوں کیلئے خاص ہوگیااورشرعی علم کوعلم اورشرعی علماءکوعلماءکانام نہیں دیتے۔

---

[1] صحیح بخاری:100۔

حتی کہ یہ سننے میں آیا ہیکہ کچھ لوگ ان تعلیمی اداروں کو جس میں اسلامی تعلیمات اور عربی زبان پڑھائی جاتی ہے اسے تعلیمی ادارے کا نام دینے پر انکار کرتے ہیں، اسلئے کہ انکے نزدیک علم سے مراد "جدید ٹیکنالوجی اور جدید نظریات" کا علم رکھنا مراد ہے، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی اسلام یا قرآن کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہیکہ: بیشک قرآن اس جدید علم کے متعارض نہیں ہے، گویا کہ اسلام الگ چیز ہے اور علم الگ چیز، بلکہ ان میں سے بعض لوگ جدید افکار و نظریات اور جدید ٹیکنالوجی و ایجادات کے ذریعے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں، اور اسے قرآن کیلئے فخر سمجھتے ہیکہ ان کے نظریات و افکار قرآن کے موافق ہے اور اسے "علمی إعجاز" کا نام دیتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے، قرآن کی تفسیر ان جدید افکار و نظریات کے ذریعے کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ نظریات بدلتے رہتے ہیں، ان میں تناقض ہوتا ہے اور بعض نظریہ بعض کی تکذیب کرتا ہے، جبکہ قرآن حق ہے اور اسکا معانی و مفہوم بھی حق ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اور زمانے کے گزرنے سے اس کے معانی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور انسان کی افکار و معلومات صحیح بھی ہوسکتی ہے اور غلط بھی اور انسان کی غلطیاں اسکی درستگی سے زیادہ ہے، کتنے نظریات کو آج تسلیم کیا جاتا ہے پھر کل کوئی نیا نظریہ وجود میں آتا ہے جو اسکی تکذیب کرتا ہے اسے جھٹلاتا ہے اسلئے قرآن کی تفسیر کو انسان کے نظریات وافکار اور اسکے علمی وہم و گمان اور متضاد علم سے جوڑ نادرست و جائز نہیں ہے۔

شرعی علماء کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر کیلئے کچھ معروف قواعد ہیں، جس سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے اور قرآن کی تفسیر اسکے تقاضوں کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ قواعد درج ذیل ہیں:

1) قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے کرنا یعنی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر و شرح کرے، یعنی کوئی بات قرآن میں ایک جگہ مجمل بیان کی گئی ہے تو دوسری جگہ اسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، کوئی بات ایک جگہ مطلق طور پر بیان کی گئی ہے تو دوسری جگہ اسے مقید بیان کیا گیا ہے۔

2) قرآن کی تفسیر سنت سے کرنا یعنی جب کسی آیت کی تفسیر قرآنی آیات میں نہیں ہو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ذریعے اسکی تفسیر کی جائے گی اسلئے کہ سنت قرآن کی شرح اور اسکی وضاحت کرنے والی ہے، اللہ کا فرمان: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (سورۃ النحل: 44)

اور ہم نے تیری طرف یہ نصیحت اتاری، تا کہ تو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دے جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

3) قرآن کی تفسیر صحابہ کی تفسیر سے کرنا یعنی جب اللہ کے رسول کی سنت میں قرآن کی تفسیر نہ ملے تو صحابہ کی تفسیر کے ذریعے تفسیر کرنا اسلئے کہ صحابہ کرام قرآن کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے اسلئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے علم حاصل کیا، اور آپ سے قرآن اور اسکی تفسیر کو سیکھا، یہاں تک کہ ایک صحابی کہتے ہیکہ: ہم لوگ دس آیات سے آگے نہیں بڑھتے جب تک اسکے معانی و مفہوم کو اچھی طرح سمجھ نہیں لیتے اور اس پر عمل نہیں کر لیتے۔

4) قرآن کی تفسیر تابعین کے اقوال سے کرنا، اسلئے کہ انہوں نے صحابہ کرام سے قرآن کی تفسیر کو حاصل کیا اور ان سے قرآن کے بارے میں سیکھا جس پر تابعین کا اجماع ہو وہ حجت ہے اور جس میں وہ اختلاف کرے تو اسوقت عربی زبان کی طرف رجوع کیا جائے گا جس میں قرآن

نازل ہوا۔

ان چاروں اقسام کے علاوہ قرآن کی تفسیر کرنا جائز نہیں ہے، قرآن کی تفسیر ڈاکٹروں کے اقوال، فلکیات کے اقوال وغیرہ سے کرنا باطل اور ناجائز ہے اسلئے کہ یہ قرآن کی تفسیر عقل ورائے سے کرنا ہے اور یہ حرام ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ: فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن میں اپنی عقل ورائے سے کچھ کہا وہ بھی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے"۔[1]

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ.

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے (اور اپنی صواب دید) سے کی، اور بات صحیح ودرست نکل بھی گئی تو بھی اس نے غلطی کی"۔[2]

اے اللہ کے بندو! اس عمل سے بچو اور بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کرنے کی جرات وہمت نہ کرو،

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: کونسی زمین مجھے پناہ دے گی اور کونسا آسمان مجھے سایہ دے گا اور اگر میں اللہ کے کلام میں بغیر علم کے کچھ کہو، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾

جس بات کا تجھے علم ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ (سورۃ بنی اسرائیل:36)

ہمیں بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کرنے سے ڈرنا چاہئے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں۔ (سورۃ الأعراف:33)

بارك الله لى ولكم فى القرآن العظيم

---

[1]) ترمذی:2951۔

[2]) ترمذی:2952۔

دوسرا خطبہ

شرعی علم کی فضیلت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور واضح دلائل کے ساتھ بھیجا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور وہ علم حاصل کرو جس سے تمہارا دین درست ہو جائے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنۡ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيۡنِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے۔[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: جو شخص دینی امور اور معاملات کو نہیں سمجھتا تو یہ اس بات کی دلیل ہیکہ اللہ نے اس کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ نہیں کیا ہے اگر چہ وہ دنیاوی علوم میں بہت زیادہ مہارت رکھتا ہو، اسلئے کہ یہ علم صرف معاش و رزق سے تعلق رکھتا ہے، یہ کسی تعریف اور مذمت کا مستحق نہیں ہے، اور اللہ نے ایسا علم حاصل کرنے والوں کی صفت بیان کی ہیکہ وہ نہیں جانتے، اللہ کا فرمان: ﴿وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[6] يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ﴾

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ تو (صرف) دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔ (سورة الروم:6-7).

یعنی اکثر لوگ دنیوی امور کا علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ اس میں بہت ماہر بھی ہے لیکن ان لوگوں کے پاس دینی امور کا علم نہیں ہے اور جو علم ان کو آخرت میں فائدہ پہنچائے گا اس سے وہ غافل ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ: اللہ کے قسم وہ دنیوی علم میں اس حد تک آگے بڑھے ہوئے ہیکہ ان میں سے کوئی درہم کو اپنے ناخن پر اٹھاتا ہے اور اسکے وزن کے بارے میں بتا دیتا ہے لیکن وہ نماز کو اچھی طرح نہیں پڑھتا اللہ نے ایسے لوگوں سے علم کی نفی کی ہے اگر چہ یہ لوگ دنیا کی ظاہری چیز کا علم رکھتے ہیں، یہ اس بات کے مستحق نہیں ہیکہ انہیں علماء کہا جائے، اسلئے کہ علم کا اطلاق شرعی علوم پر ہوتا ہے، اور جب علم کی تعریف کی جائے تو اس سے مراد بھی شرعی علم ہے، یہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے معاملے کو پلٹ دیا اور دنیوی علوم پر علم کا اطلاق کرنے لگے اور اسے حاصل کرنے والوں کو بڑے بڑے القاب سے پکارنے لگے حالانکہ یہ لوگ دین کے معاملات اور آخرت کے بارے میں سب سے بڑے جاہل ہے انکے اس علم نے انہیں زمین میں تکبر کرنے اور خالق کا انکار کرنے پر ابھارا، یہ شیوعیت اور علمانیت جو آج اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور اپنے علوم ومعارف کے ذریعے اللہ کے بندوں پر تکبر کرتے ہیں، اور لوگوں کو ہلاک و برباد کرنے والے آلات ایجاد کرتے ہیں، بعض کافر ممالک جو رسولوں کے علم کا انکار کرتے ہیں اور جو انکے پاس دنیاوی علم ہے اس پر غرور و تکبر کرتے ہیں، اللہ کا فرمان:

﴿وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[6] يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ﴾

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ تو (صرف) دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔ (سورة

---

[1] صحیح بخاری:71۔

(الروم:6-7)

اِبن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ: جب ان کے پاس رسول واضح دلیلیں اور براہین لیکر آئے تو انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی، اور جو انکے پاس علم تھا اسی پر عمل کرتے رہے.

بیشک شرعی علم جسے لیکر انبیاء ورسول آئے اس میں بندوں اور شہروں کیلئے خیر وبھلائی ہے جبکہ انسانی علوم اور انکی ایجادات میں ہلاکت وبربادی،نسلوں اور زمین کو تباہ کرنا ہے، جیسا کہ آج خونریز ہتھیار اور تباہ وبرباد کرنے والے بم ومیزائل، بیشک شرعی علوم اللہ اور آخرت کے گھر کی پہچان کراتا ہے اور انسانی علوم غالباً غرور و گھمنڈ، جہالت پر ابھارتا ہے اور آخرت کو بھلا دیتا ہے.

ہم ان دنیاوی علوم کی افادیت کا انکار نہیں کرتے مگر جب اسے خیر وبھلائی کیلئے استعمال کیا جائے، اور وہ مومنوں کے ہاتھوں میں ہو.

.بہت سے بڑے بڑے علماء جب ان کے سامنے شرعی دلیلوں کو پیش کیا جاتا ہے تو وہ وہی دلیلوں کو مانتے ہیں جو انکے علم اور عقل کے موافق ہو، جیسا کہ اہلِ کلام نے اس سے پہلے کیا.

مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ ان سے بچے اور قرآن وحدیث کی تعظیم کرے.

نفس اور شیطان سے جہاد کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے جہاد کرنے کا حکم دیا اور اسے اپنے بندوں پر فرض کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرو، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾

اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسا جہاد کا حق ہے۔ (سورۃ الحج:78)

اللہ نے اس آیت میں تمام مسلمانوں کو اپنی استطاعت کے مطابق جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے جیسا کہ اللہ نے تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور جہاد کے چار مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ: نفس سے جہاد کرنا۔

دوسرا مرتبہ: شیطان سے جہاد کرنا۔

تیسرا مرتبہ: کفار سے جہاد کرنا۔

چوتھا مرتبہ: منافقین سے جہاد کرنا۔

اور سب سے اصل اور اہم نفس سے جہاد کرنا ہے۔

بیشک بندہ جب اللہ کے احکامات پر عمل کر کے اور منع کردہ چیزوں کو ترک کر کے اپنے نفس سے پہلے جہاد نہیں کریں گا تو خارجی دشمن سے جہاد کرنا ناممکن ہے، اسلئے خارجی دشمن سے جہاد کرنا داخلی دشمن کو چھوڑ کر یہ ناممکن ہے، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ۔

مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے"۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ خطبہ حاجہ میں کہتے تھے: "ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا"۔

ہم ہمارے نفس کی برائیوں سے اور ہمارے برے اعمال سے اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ: يَا حُصَيْنُ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ". قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِي، فَقَالَ: قُلِ اللَّهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي۔

آپ نے فرمایا: "اے حصین! سنو، اگر تم اسلام لے آتے تو میں تمہیں دو کلمے سکھا دیتا وہ دونوں تمہیں برابر نفع پہنچاتے رہتے"، پھر جب حصین اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے وہ دونوں کلمے سکھا دیجئے جنہیں سکھانے کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا، آپ نے فرمایا: "کہو (اللَّهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي)" اے اللہ! تو مجھے میری بھلائی کی باتیں سکھا دے، اور میرے نفس

---

[1] ترمذی:1621، ابوداود:2481۔

کے شر سے مجھے بچالے“۔[1]
جوشخص اپنے نفس کی برائی سے محفوظ نہ ہو وہ اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اسلئے کہ یہ چیز اسکے درمیان اور اللہ تک پہنچنے کے درمیان رکاوٹ بن جاتی ہے۔

لوگوں کی دوقسم ہیں:

پہلی قسم: ان کا نفس ان پر غالب ہوتا ہے اور وہ اپنے نفس کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے اور نفس اسے ہلاک و برباد کردیتا ہے۔
دوسری قسم: وہ لوگ جو اپنے نفس پر غالب ہوتے ہیں اور نفس انکا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے اور اللہ نے ان دونوں قسم کا ذکر کیا ہے۔
اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ طَغَى[37]وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا[38]فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى[39]وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى[40]فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى﴾
پس لیکن جو حد سے بڑھ گیا۔ اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔ اور رہا وہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرگیا اور اس نے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔ (سورۃ النازعات: 37-41)
بیشک نفس سرکشی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے کی طرف بلاتا ہے اور اللہ رب العزت اپنے بندے کو اس سے ڈرنے اور نفس کی خواہش کی پیروی کرنے سے منع کرتا ہے، انسان یا تو نفس کی دعوت کو قبول کرتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے یا پھر اللہ کی دعوت قبول کرتا ہے تو نجات پا جاتا ہے، نفس بخیلی، کنجوسی اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ رب العزت اسکے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾
اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔ (سورۃ التغابن: 16)
نفس اسراف اور بلاوجہ ملین خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن تنگی میں گزر بسر کرنے والے فقیروں اور محتاجوں کی مدد کرنے کی اجازت نہیں دیتا، نفس کبھی برائی کا حکم دیتا ہے، کبھی اس کے صاحب پر ملامت کرتا ہے تو کبھی اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اسکے ذکر کیلئے مطمئن اور پرسکون ہوتا ہے۔
نفس مطمئنہ یہ نفس کی اچھی اور قابل تعریف صفت ہے اور نفس امارہ یہ نفس کی بری صفت اور نفس لوامہ اس میں اچھی اور بری دونوں صفت ہے۔
نفس سے جہاد کرنا اسکا محاسبہ کرنے اور اسکی مخالفت کرنے سے ہوتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ.

---

[1] ترمذی: 3483۔

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کر لے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز و بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگا دے اور رحمت الٰہی کی آرزو رکھے"۔[1]

اللہ کا فرمان: ﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ﴾

اس دن تم پیش کیے جاؤ گے، تمھاری کوئی چھپی ہوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔ (سورۃ الحاقۃ: 18)

میمون بن مہران کہتے ہیں: بندہ متقی و پرہیزگار نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جیسا کہ اپنے شریک سے محاسبہ کرتا ہے اور یہ خیال کرے کہ میرا کھانا اور لباس کہاں سے ہے۔

اسی لئے کہا جاتا ہیکہ: نفس ایک خیانت کرنے والے شریک و پارٹنر کی طرح ہے اگر تم اسکا محاسبہ نہیں کروں گے تو وہ تمہارا اماِل ختم کر دیں گا.

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض عمال اور مزدوروں کو لکھا کہ: نرمی اور خوشحالی کے ایام میں اپنے نفس کا محاسبہ کرو شدت وسخت حساب ہونے سے پہلے، جس نے خوشحالی کے دنوں میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا شدت وسخت حساب ہونے سے پہلے تو اسکا معاملہ خوشی ورضامندی والا ہوگا، اور جو اپنی زندگی سے غافل ہوگیا اور خواہشات کی پیروی میں لگ گیا تو اس کا معاملہ حسرت وندامت اور شرمندگی والا ہوگا.

حسن نے کہا: جو لوگ دنیا کی زندگی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں قیامت کے دن ان کا حساب آسان ہوگا، اور جو لوگ اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتے قیامت کے دن انکا حساب سخت ہوگا، اور جو چیز نفس کا محاسبہ کرنے پر مددگار ہے وہ یہ ہیکہ نفس کو یہ بتانا کہ آج جس نے محنت وکوشش کی تو کل اسکا حساب آسان ہوگا اور جس نے آج سستی وکاہلی سے کام لیا تو کل اسکا حساب سخت ہوگا، جب آج نفس کا محاسبہ کرلو گے تو کل جنت الفردوس میں کامیاب ہوکر داخل ہوں گے اور اگر آج اسے چھوٹ دے دوں گے تو کل نقصان اٹھا کر جہنم میں داخل ہونا پڑے گا.

عقلمند مومن جو آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہیکہ وہ اپنے نفس کی حرکات وسکنات، اسکے خیالات کا محاسبہ کرنے سے غافل نہ ہو۔

کل قیامت کے دن واضح ہوجائے گا جو آج اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور جو اس سے غافل ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوٓءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُۥٓ أَمَدًۢا بَعِيدًا﴾

جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔ (سورۃ آل عمران: 30)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور قیامت کا دن آنے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرو اور جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔

---

[1] ترمذی: 2459۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیکہ:

نفس سے جہاد کرنے کے چار مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ: علم و ہدایت اور صحیح و سچے دین کو سیکھنے پر نفس سے جہاد کرنا وہ سچا دین جس میں دنیا وآخرت کی سعادت وکامیابی ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ دونوں جگہ ناکام و بدبخت ہوگا۔

دوسرا مرتبہ: علم حاصل کرنے کے بعد اس علم کے مطابق عمل کرنے پر نفس سے جہاد کرنا اسلئے کہ علم پر عمل نہ کرنا نقصان دہ ہے۔

تیسرا مرتبہ: علم سیکھنے کے بعد جو نہیں جانتا اسے اس علم کی طرف دعوت دینے، اسکی طرف بلانے پر جہاد کرنا اسلئے کہ جو اللہ کی نازل کردہ ہدایت وواضح دلیلوں کو چھپاتے ہیں ان کا علم انہیں فائدہ نہیں پہنچائے گا اور نہ ہی اسے اللہ کے عذاب سے بچائے گا۔

چوتھا مرتبہ: لوگوں کو دعوت دیتے وقت انکی تکلیفوں اور مشقت پر صبر کرنے پر نفس سے جہاد کرنا۔

جب یہ چاروں مراتب مکمل ہوجائے تو وہ "علماء ربانیین" میں سے ہوگا، سلف کا اس بات پر اجماع ہیکہ عالم اسوقت تک ربانی عالم نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ حق کو جانے پھر اس پر عمل کرے اور پھر اسے لوگوں تک پہنچائے، لوگوں کو حق سکھائے۔

جب نفس کو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری پر ابھارا جائے تو وہ درست رہتا ہے اور جب معاملات اسکے حوالے چھوڑ دیا جائے تو وہ خراب ہوجاتا ہے تو اپنے نفس سے بچو۔

اللہ کے بندو! اس میں کوئی شک نہیں ہیکہ نفس اطاعت وفرمانبرداری کی مشقت وتکلیف کو ناپسند کرتا ہے اگر چہ اسکے بعد ہمیشہ کی لذت وراحت ہے، اور نفس راحت وآسانی کو پسند کرتا ہے اگر چہ اسکے بعد نقصان وخسارہ ہو، وہ قیام اللیل، دن میں روزہ رکھنے کو اور اول وقت میں مسجد جانے کو ناپسند کرتا ہے، کتنے ایسے لوگ ہے جو کئی کئی گھنٹے چائے وکافی کی ہوٹلوں اور بازاروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور مسجد میں تھوڑا وقت بیٹھنے سے بخیلی کرتے ہیں۔

نفس اللہ کے راستے میں جہاد کرنے اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مال خرچ کرنے کو ناپسند کرتا ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔ (سورۃ البقرۃ:216)

نفس لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کو ناپسند کرتا ہے، لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کو ناپسند کرتا ہے، کوئی بھی اطاعت کا کام ہو نفس اسے ناپسند کرتا اور اگر تم نے نفس کی اطاعت کرلی تو اس نے تمہیں ہلاک کردیا، اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾

کہہ دے بے شک اصل خسارہ اٹھانے والے تو وہ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ سن

لو! یہی صریح خسارہ ہے۔(سورۃالزمر:15)
اگر تم نے نفس کی اطاعت کی یقیناً تم نے اس پر ظلم کیا اور اسے اللہ کی ناراضگی اور سزا وعذاب کیلئے پیش کر دیا، تم سمجھتے ہو کہ تم نے نفس کی خواہش پوری کر کے اس کے ساتھ بہت اچھا کیا اسکو عمل کی محنت ومشقت سے راحت وآرام پہنچا کر اسکے ساتھ اکرام کیا تو یقیناً تم نے اسے اجر وثواب سے محروم کر دیا۔
اللہ کے بندو! نفس کے بعد دوسرا دشمن شیطان ہے، وہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کا دشمن ہے، تمام انسانوں کا دشمن ہے اللہ نے ہمیں اس سے ڈرایا ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾
بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔(سورۃفاطر:6)
اللہ کا فرمان: ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾
اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے عہد وپیمان نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔(سورۃیس:60)
اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس سے اللہ کی پناہ طلب کرے، اس کے شر سے بچنے کیلئے اللہ سے پناہ مانگے بیشک انسان سے جنی شیطان کو صرف اللہ ہی روکتا ہے، شیطان کبھی جنوں میں سے ہوتا ہے، کبھی انسانوں میں سے اور کبھی جانوروں میں سے۔
اللہ کا فرمان: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾
اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا، ان کا بعض بعض کی طرف مزین کی ہوئی بات دھوکا دینے کے لیے دل میں ڈالتا رہتا ہے۔(سورۃالأنعام:112)
یہ تمام لوگ بنی آدم کو ہلاک وبرباد کرنے کیلئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہیں۔
بیشک وہ شیطان جو جنوں میں سے ہوتا ہے وہ وسوسوں کے ذریعے اور برائی کے ذریعے بہکا کر، بھلائی سے روک کر گمراہ کرتا ہے، یہ چھپا ہوا دشمن ہے انسان اسے نہیں دیکھ سکتا وہ خون کے دوڑنے کی طرح رگوں میں دوڑتا رہتا ہے۔
اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾
بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔(سورۃالأعراف:27)
ان شیاطین کو نہ دیواریں روک سکتی ہے اور نہ ہی دروازے صرف اللہ کا ذکر واذکار ہی انہیں روک سکتے ہیں۔
انسانی شیاطین انسان ان کو دیکھتا، انکے ساتھ بیٹھتا اور بات کرتا ہے، یہ دین اور انسانیت کا لباس پہنتے ہیں، آج انسانی شیاطین بہت زیادہ ہیں جو ہر وسیلہ کے ذریعے لوگوں کو برائی کی طرف بلاتے ہیں، آزادی وحریت کے نام پر اباحیت اور بے حیائی کی طرف دعوت دیتے ہیں، عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر بے پردگی، ننگا پن کی طرف بلاتے ہے اور اسے یہ نام دیتے ہیکہ ہم عورتوں پر جو بوجھ ہے اسے ختم کر رہے

ہیں، عیاشی کے نام پر لوگوں کو گانا و موسیقی سننے، شراب پینے اور نشہ آور چیزوں کی عادی بنا دینے کی طرف دعوت دیتے ہیں، تسامح اور معافی کے نام پر لوگوں کو نمازوں کو ضائع کرنے، جمعہ و جماعات کو چھوڑنے کی طرف بلاتے ہیں، عدل وانصاف کے نام پر شرعی احکامات وقوانین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں، آزادی رائے اور جمود کو ترک کرنے کے نام پر شرک و بدعات اور خرافات کی طرف اور توحید وسنت پر عمل ترک کرنے کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ کی طرف بلانے والے راستے میں کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، نافرمان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے مومن مرد وعورت کو ذلیل کرتے ہیں، کافر امتوں کے ساتھ ساتھ چلنے کی خاطر شرعی حدود کا انکار کرتے ہیں، یہی انسانی شیاطین ہیں اور یہ انکے اعمال اور صفات ہیں جو ابلیس کے لشکر اور اسکے معاون ومددگار ہے، تو تم ان سے بچو اور ان سے جہاد کرو یہ تمہارے گھروں کی چوکھٹ پر کھڑے ہیں۔

لیکن جان لو کہ شیطانی جنوں کو دروازے اور پردے روک نہیں سکتے اسے اللہ رب العزت سے پناہ مانگ کر دور کیا جاتا ہے لیکن انسانی شیاطین کو پردوں اور دروازے کے ذریعے روکا جاسکتا ہے، ان سے دور رہ کر ان کا ساتھ چھوڑ کر ان سے بچا جاسکتا ہے، ان کے شبہات پر رد کرکے، ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر قوت وطاقت کے ذریعے ان کی پلاننگ کو روک کر اور انکی چالبازیوں اور مکروفریب سے باخبر ہو کر ان سے بچا جاسکتا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: بیشک اللہ نے آدمی کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات میں سے اسے چن لیا، اسکے دل کو ایمان وتوحید، محبت وتعظیم جیسے عظیم خزانوں کا مسکن بنایا، اور جب بندہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو اس سے بہترین اجروثواب کا وعدہ کیا، لیکن اس کے باوجود انسان کو شہوات، غصے اور غفلت کے ذریعے آزمایا، اس کا دشمن ابلیس اس سے تھکتا نہیں ہے بلکہ ہر طریقے سے اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، جب نفس اسکی طرف جھک جاتا ہے اور شیطان کی بات ماننے لگتا اور اپنی خواہش کی پیروی کرنے لگتا ہے تو تین چیزیں بندے پر غالب آجاتی ہے اور اسے حکم دیتے رہتی ہے، شیطان اور اسکا لشکر بندے کو ہلاک کرنا چاہے تو اللہ نے رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل کی، اور شیطان کا مقابلہ کرنے کیلئے فرشتوں کے ذریعے سے مدد کی، بیشک منصور وہی ہے جس کی اللہ مدد کرے اور محفوظ وہی ہے جس کی اللہ حفاظت کریں۔

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے قرآن وسنت کی پیروی کے ذریعے شیطان کی چالوں کو ختم کیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا [1] وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا [2] وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا [3] وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا [4] وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا [5] وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا [6] وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا [7] فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا [8] قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا [9] وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾

قسم ہے سورج کی! اور اس کی دھوپ کی! [1] اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے! [2] اور دن کی جب وہ اس (سورج) کو ظاہر کردے! [3] اور رات کی جب وہ اس (سورج) کو ڈھانپ لے! [4] اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا! [5] اور زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے بچھایا! [6] اور نفس کی اور اس ذات کی جس نے اسے ٹھیک بنایا! [7] پھر اس کی نافرمانی اور اس کی پرہیزگاری (کی

پہچان)اس کے دل میں ڈال دی۔[8]یقیناوہ کامیاب ہوگیا جس نے اسے پاک کرلیا۔[9]اور یقیناوہ نامراد ہوگیا جس نے اسے مٹی میں دبادیا۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جوان لوگوں کو پناہ دیتا ہے جواس سے پناہ مانگتے ہیں..

اے لوگو!اللہ سے ڈرواوراس کی رسی کومضبوطی سے تھام لواوراس کی جماعت اور گروہ میں سے ہوجاؤ،بیشک اللہ کا گروہ اور جماعت ہی غالب ہونے والی ہے.

اللہ کے بندو!دوجماعتیں اوردوگروہ ہیں:

اللہ کا گروہ وجماعت:جواللہ پرایمان لائے اسکے رسول کی پیروی کی اوراسکے راستے میں جہادکیا.

شیطان کا گروہ وجماعت:جوباطل پرایمان لائے،اللہ کاانکارکیایہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں.

اللہ سلامتی والے گھرکی طرف بلاتاہے اوراسکے رسول اسلام کی طرف بلاتے ہیں اورشیطان اپنے گروہ کی طرف بلاتاہے تاکہ وہ جہنم والوں میں سے ہوجائے۔

اللہ کا فرمان: ﴿أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اوراللہ اپنے حکم سے جنت اوربخشش کی طرف بلاتاہے اورلوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کربیان کرتاہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (سورۃ البقرۃ:221)

جس نے اللہ کی دعوت کوقبول کیاتووہ اسکی جماعت اورگروہ میں سے ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴾

اورجواللہ اوررسول کی فرماں برداری کرے تویہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پراللہ نے انعام کیا،نبیوں اورصدیقوں اورشہداءاورصالحین میں سے اوریہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔(سورۃ النساء:69)

جس نے شیطان کی دعوت کوقبول کیاتواس نے نمازوں کوضائع کیا،شہوات کی پیروی کی اورقرآنی آیات اورسورتوں کوسننے کے بدلے گانے اورموسیقی سننے لگا،کھیل کودمیں اپنے اوقات کوضائع کیااس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شیطان کے گروہ میں سے ہے اورخاص طورپرجب وہ باطل کی طرف دعوت دینے لگے،مسلمانوں کوانکے رب کی کتاب اوراسکے رسول کی سنت سے پھیرنے لگے،تباہ کن عناصراورمنحرف افکار ونظریات کومسلمانوں کے معاشرے میں کھینچ کرلائے،توشیطان کی جماعت سے بچو،اوران کے شروبرائی سے اللہ سے پناہ طلب کرواوراسکے پروپیگنڈے سے دھوکہ مت کھاؤچاہے وہ تمہارے لیے کتنی ہی زیادہ محبت اورخیرخواہی کااظہارکرے،شیطانوں کے قائدورہنماابلیس نے

بھی ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے کہا: ﴿فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى﴾ (سورۃ طٰہٰ:120)

پس شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا، کہنے لگا اے آدم! کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور ایسی بادشاہی بتاؤں جو پرانی نہ ہو؟۔

بلکہ آدم وحواء کو بہکایا اور انکے سامنے قسمیں کھائی کہ وہ ان دونوں کی خیر خواہی چاہتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ﴾

اور اس نے دونوں سے بار بار قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقینا خیر خواہوں سے ہوں۔(سورۃ الأعراف:21)

اور اللہ نے تمہیں اس دشمن سے ڈرایا اور اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، اللہ کا فرمان: ﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ﴾

اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا۔(سورۃ الأعراف:27)

آج شیطان کا لشکر اور اسکے معاون ومددگار ترقی، ثقافت اور آگے بڑھنے کے نام پر اباحیت اور کفر وگمراہی کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور اسکے ذریعے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دیا مگر جس پر اللہ رحم کرے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور شیطان کے مکر وفریب اور اسکے لشکر اور مددگاروں سے بچو۔

نیکی اور برائی

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، برائیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں..
اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور بہت زیادہ نیکیاں کرو بیشک یہی نجات و کامیابی کا راستہ ہے اور مرنے سے پہلے گناہوں سے توبہ کرو بیشک یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ [89] وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾
جو لوگ نیک عمل لائیں گے انھیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔ اور جو برائی لے کر آئیں گے وہ اوندھے منھ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ صرف وہی بدلہ دیئے جاؤ گے جو تم کرتے رہے۔ (سورۃ النمل: 89-90)
اس آیت کریمہ میں نیکیاں کرنے پر ابھارا گیا ہے اور اللہ نے نیکیاں کرنے والوں سے دو بہترین وعدے کیا ہے:
1) اللہ انہیں بہترین اور اچھا بدلہ دیں گا اور وہ یہ ہیکہ نیکیوں کا اجر و ثواب دس گنا یا اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دیں گا۔
2) بیشک اللہ نیک لوگوں کو قیامت کی ہولناکی اور خوف سے امن عطا کرے گا۔
اور یہ نیکیوں پر ابھارنے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے پر ابھارنے کا سب سے بہترین محرّک ہے۔
دوسری آیت میں برائیوں سے ڈرایا گیا ہے کہ جو لوگ برائی کرتے ہے انھیں اوندھے منہ آگ میں ڈالا جائے گا یہ بہت سخت سزا ہے اور اس بات کا بیان ہیکہ برائیاں جہنم کی طرف لے جانے کا راستہ ہے، اس آیت میں برائیوں سے بچنے اور اس سے دور رہنے پر ابھارا گیا ہے اور جو شخص کسی گناہ یا برائی میں پڑ جائے تو اسے فوراً توبہ کرنا چاہیے۔

لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

1) جو صرف نیکیاں کرنے والے ہیں، انکے پاس برائیاں نہیں ہوتی تو یہ لوگ جنتی ہیں۔
2) جو صرف برائیاں کرتے ہیں انکے پاس نیکیاں نہیں ہوتی تو یہ لوگ جہنمی ہیں۔
3) جو نیکیاں اور برائیاں دونوں کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی دو قسم ہیں:
1) جن کی نیکیاں زیادہ ہو تو وہ جنتی ہے۔
2) جن کی برائیاں زیادہ ہو تو وہ جہنمی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [102] وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ [103] تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾
جن کی ترازو کا پلہ بھاری ہو گیا وہ تو نجات والے ہو گئے [102] اور جن کے ترازو کا پلہ ہلکا ہو گیا تو یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا، جہنم ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ [103] ان کے چہروں کو آگ جھلسائے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے۔ (سورۃ المؤمنون: 102-104)

نیکیوں اور برائیوں کی اَقسام:

نیکی کی پہلی قسم: سب سے عظیم اور بڑی نیکی توحید ہے، بعض مفسرین نے کہا کہ: ﴿من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها﴾ اس آیت سے مراد توحید ہے.

قتادہ نے کہا: جوشخص اخلاص کے ساتھ آئے گا.

زین العابدین نے کہا: جوشخص لا إله إلا الله کے ساتھ آئے گا.

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ".

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے ہر اس آدمی پر دوزخ حرام کر دی ہے جس نے (لا إله إلا الله) اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کہہ لیا۔[1]

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: "جوشخص اللہ سے ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔"[2]

توحید کی وجہ سے بندے کی تمام برائیوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)"۔[3]

دوسری قسم: توحید کے بعد سب سے بہترین نیکی فرائض اور واجبات کو ادا کرنا جیسے پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے مہینے میں روزہ رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اسی طرح والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، اس کے علاوہ وہ تمام نیکیاں جسے کرنے کا اللہ اور اسکے رسول نے حکم دیا ہے.

تیسری قسم: مستحب نیکیاں، نفلی عبادات ادا کرنا، اسکے ذریعے واجبات مکمل ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں.

---

[1] صحیح بخاری:1186۔
[2] صحیح مسلم:93۔
[3] ترمذی:3540۔

برائیوں کی اقسام:

پہلی قسم: سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑی برائی شرک کرنا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾

بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے سو یقینا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔ (سورۃ المائدہ: 72)

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾

بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے تو یقینا اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔ (سورۃ النساء: 48)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ.

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے۔[1]

یہ تمام دلیلیں اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اور اللہ اس شخص کو معاف نہیں کریں گا جس نے شرک سے توبہ نہیں کی، اور مشرک پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے، کچھ بعض مقصد کو حاصل کرنے کیلئے شرک کرتے ہیں جیسے جنوں کیلئے جانور ذبح کرنا، علاج کیلئے، بیماری سے شفاء کیلئے جادو کرنا، کاہنوں کے پاس جانا اور اسکی باتوں کی تصدیق کرنا.

کچھ مسلمان مردوں سے مدد مانگتے ہیں، انکے سامنے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے دعاء کرتے ہیں یہ چیز انہیں اسلام سے نکال دیتی ہے اور اس کی نیکیاں اسے فائدہ نہیں پہنچائے گی اور نہ ہی اس کی عبادت صحیح ہوگی مگر یہ کہ وہ اس گناہ سے توبہ کرے۔

دوسری قسم: کفر کرنا، انکار کرنا، دین سے نکل جانا، اس کی دو قسم ہیں:

1) کفر اصلی: صحیح دین پر عمل نہ کرنا۔

2) کفر ردۃ: اسلام میں داخل ہو کر ایسے گناہ کرنا جو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، نکال دیتے ہیں، جیسے دین کی یا رسول کی مذاق اڑانا، دین کو یا رسول کو گالی دینا، جادو سیکھنا اور سکھانا، علم غیب کا دعویٰ کرنا یا جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے اسے سچا ماننا، نبوت کا دعویٰ کرنا، یا جو نبوت کا دعویٰ کرے اسکی تصدیق کرنا اسے سچا ماننا، کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ نہ کرنا وغیرہ ارتداد کے اسباب میں سے ہیں۔

تیسری قسم: کبیرہ گناہ، معاصی اور فسق وفجور یعنی وہ گناہ جو شرک وکفر کے علاوہ ہو، جیسے زنا کرنا، چوری کرنا، نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا، وہ گناہ جسے کرنے پر دنیا میں حد قائم ہوتی ہے، یا آخرت میں سخت سزا ہے یا اسکے کرنے والے پر لعنت ہے یا اللہ کے غصے یا آگ کی دھمکی دی گئی ہو۔

---

[1] صحیح بخاری: 4497۔

کبیرہ گناہ بہت زیادہ ہیں: مثلاً غیبت وچغلی کرنا،جھوٹی گواہی دینا،سود کھانا،یتیم کا مال کھانا،والدین کی نافرمانی کرنا،رشتے کاٹنا.

چوتھی قسم: صغیرہ گناہ جو معاصی،فسق وفجور سے چھوٹے گناہ ہے،انسان کبھی کبھی صغیرہ گناہوں میں سستی کرتا ہے پھر جب یہ زیادہ ہوجاتے ہے تو بندے کو ہلاک وبرباد کردیتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "حقیر ومعمولی گناہوں سے بچو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا بھی مواخذہ ہوگا"۔[1]

سلف صالحین نے کہا کہ: صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا اسے کبیرہ بنادیتا ہے،استغفار کے ساتھ کبیرہ گناہ نہیں ہے اور اصرار کے ساتھ صغیرہ گناہ نہیں اور گناہ کی یہ تینوں اقسام اللہ نے بیان کی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾

اللہ نے تمھارے لیے ایمان کو محبوب بنادیا اور اسے تمھارے دلوں میں مزین کردیا اور اس نے کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمھارے لیے ناپسندیدہ بنادیا. (سورۃ الحجرات: 8)

ایک مومن تمام قسم کی برائیوں کو ناپسند کرتا ہے،

قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ.

جسے اپنی نیکی سے خوشی ملے اور گناہ سے غم لاحق ہو حقیقت میں وہی مومن ہے"۔[2]

مومن کو اس کی نیکیوں سے خوشی ملتی ہے،اسلئے کہ نیکیاں اللہ کو محبوب وپسند ہے،اسلئے کہ وہ اسے اللہ سے قریب کرتی ہے تو مومن بہت زیادہ نیکی کرتا ہے،مومن برائیوں کو ناپسند کرتا ہے اسلئے کہ یہ بندے کو اللہ سے دور کردیتی ہے،اسکے برخلاف کافر اور منافق نیکیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور برائیوں سے خوش ہوتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا﴾

ان کے برے اعمال ان کے لیے خوش نما بنادیے گئے ہیں. (سورۃ فاطر: 8)

اللہ کا فرمان: ﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

وہ شخص جس کے لیے اس کا برا عمل مزین کردیا گیا تو اس نے اسے اچھا سمجھا (اس شخص کی طرح ہے جو ایسا نہیں؟) پس بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے. (سورۃ فاطر: 8)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور بہت زیادہ نیکیاں کرو اور برائیوں سے توبہ کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے.

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

---

[1] ابن ماجہ: 4243۔

[2] ترمذی: 2165۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جسکا فضل و اِحسان ہیکہ وہ محسنین کو پسند کرتا ہے اور گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور انہیں معاف کرتا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے اعمال کی طرف دیکھو اور اپنے اقوال کو درست کرو، بیشک انہیں شمار کیا جاتا ہے اور اسے لکھا جاتا ہے اور اسی کے مطابق تمہارا حساب ہوگا اور بدلہ دیا جائے گا،

اللہ کا فرمان:﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ [10] كِرَامًا كَاتِبِينَ [11] يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴾

یقیناً تم پر نگہبان عزت والے [10] لکھنے والے مقرر ہیں [11] جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں ۔(سورۃ الانفطار:11-12)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ : إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار سے روایت کیا ہے کہ: "بیشک اللہ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھ لیا پھر اس کو بیان کیا کہ جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے پھر نیکی نہیں کرے تو اس کو اللہ اس کیلئے پوری ایک نیکی لکھے گا۔ اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کیلئے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جائیں گی، اور قصد کرے برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کیلئے ایک پوری نیکی لکھے گا۔ اور جو کرے تو اللہ اس کیلئے ایک ہی برائی لکھے گا۔"[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ بیشک بندے کی نیکی اور برائی لکھی جاتی ہے، اور جب بندہ نیکی یا برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو دونوں برابر ہے لیکن جب بندہ نیکی کا ارادہ کرکے اس پر عمل نہیں کرتا تو اسکے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور اگر نیکی کا ارادہ کرنے کے بعد بندہ نیکی کرتا ہے تو اس کا بدلہ دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک یا اس سے زیادہ لکھا جاتا ہے، اور جب بندہ برائی کا ارادہ کرنے کے بعد اللہ کے ڈر سے برائی نہیں کرتا تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور اگر برائی کا ارادہ کرنے کے بعد اس برائی کو کرتاء ہے تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے.

اِمام اِبن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ: برائی چھوڑنے والوں کی تین قسم ہیں:

1) ایک شخص وہ جو اللہ کی خاطر برائی کو چھوڑ دیتا ہے تو اسکے برائی سے رکنے کی وجہ سے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے.

2) دوسرا وہ شخص جو بھول کر، غفلت میں برائی کو چھوڑ دیتا ہے اسکے لئے نہ گناہ اور نہ ہی ثواب ہے اسلئے کہ اس نے نہ نیکی کی نیت کی اور نہ برائی کو انجام دیا.

---

[1] صحیح مسلم:131۔

3) تیسرا شخص جو عاجزی وسستی کی وجہ سے برائی کو چھوڑ دیتا ہے یعنی کوشش کرنے کے بعد، اسباب اختیار کرنے کے بعد جب برائی کرنے سے عاجز ہوتا ہے تو یہ برائی کرنے والے کی طرح ہے، اسکے لئے گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں بیان ہیکہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ. قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ.

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم لڑ پڑیں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوں گے"، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو قاتل ہے (قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گا) مگر مقتول کا کیا گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا"۔[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اچھی نیت کرو اور اچھے اعمال کرو اللہ تمہارے اجر وثواب میں اضافہ کریں گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کریں گا۔

---

[1] ابن ماجہ: 3964۔

نیک عمل کرنے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس کیلئے آسمان وزمین کی تمام چیزیں ہیں...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے لئے نیک اعمال کرو،

اللہ کا فرمان:﴿ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴾

اور اپنے لئے (نیک اعمال) آگے بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔(سورۃ البقرۃ:223)

اللہ کے بندو! انسان کو اس دنیا کی زندگی میں نیک اعمال کرنے کیلئے پیدا کیا گیا، پھر اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور اس کے عمل کا اسے بدلہ دیا جائے گا، انسان کو یونہی بیکار پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اسے ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا، نیک اور خوش بخت اور کامیاب انسان وہ ہے جس نے اپنے نفس کیلئے اچھے اور نیک اعمال آگے بھیجا اور وہ اللہ کے پاس ذخیرہ ہو گئے اور بد بخت اور برا انسان وہ ہے جس نے اپنے نفس کیلئے برے اعمال کو آگے بھیجا اور اسکا انجام خسارہ ونقصان ہے.

اپنے اعمال کی طرف دیکھو، تمہاری عمر ختم ہونے سے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کرو، بیشک موت آتے ہی عمل ختم اور بدلہ شروع ہو جاتا ہے، موت بہت قریب ہے تم نہیں جانتے کہ کب تمہاری موت آجائے، حساب انتہائی باریک ہے تم نہیں جانتے کب اس کا وقت آجائے، ایک دوست کی موت نشانی ہے دوسرے دوستوں کیلئے، بڑھاپا موت سے ڈرانے والا ہے تو تم اسکے لئے تیاری کرو، موت کو یاد کرو اور اسکے بعد کیلئے عمل کرو، بہت زیادہ امیدیں نہ رکھو کہ تم موت کو بھول جاؤ، تمہاری امیدیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے، کتنے امید کرنے والے اپنی امیدوں کو نہیں حاصل کر سکے، کتنے صبح کرنے والے غروب کو نہیں پاسکے، کتنے رات کو پانے والے صبح کو نہیں پاسکے، کتنے لوگ ایسے ہیں جو موت کے وقت تمنا وآرزو کرتے ہیکہ انہیں تھوڑا وقت مل جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے، تو اس سے کہا جائے گا: دور رہو، تمنائیں کرنے کا وقت ختم، اس سے پہلے تمہیں ہم نے ڈرایا اب لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [9] وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ [10] وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔[9] اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔(سورۃ المنافقون:9-11)

اللہ کے بندو! انسان کا عمل اس کی موت کے آتے ہی ختم ہو جاتا ہے لیکن کچھ نیک اعمال ایسے ہیں جس کا فائدہ اور اجر وثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں اسکا اجر وثواب جاری رہتا ہے چاہے کتنی ہی مدت گزر جائے، ہر وہ نیک کام جس سے لوگ یا جانور فائدہ اٹھائے جیسے کوئی چیز وقف کرنا، نفع بخش اور پھلدار درخت لگانا، پانی پلانا، مسجد ومدرسہ بنانا، نیک اولاد، نفع بخش علم سکھانا، فائدہ مند کتاب لکھنا۔

حدیث میں ہیکہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مر جاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک بخت بچے کا جو اس کے لیے دعا کرے۔“[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ انسان کی موت سے اسکا عمل ختم ہو جاتا ہے، عمل کرنے کی جگہ دنیا کی زندگی ہے اسلئے غفلت اور سستی سے بچو اور موت آنے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، نیک اعمال کرنے پر ابھارنے اور اطاعت وفرمانبرداری کے کاموں میں آگے بڑھنے اور اس میں کوشش کرنے پر ابھارنے والی دلیلیں بہت زیادہ ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ اگر نیک اعمال کرنے میں جلدی نہیں کی گئی تو پھر نیک عمل کرنے کا وقت نہیں ملتا، لیکن کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا اجر وثواب مسلسل جاری رہتا ہے جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں وہ اعمال درج ذیل ہیں:

1) صدقہ جاریہ: علماء اس کی تفسیر وقف کرنے سے کیا ہے، جیسے زمین وقف کرنا، مسجد ومدرسہ بنانا، رہنے کیلئے گھر بنا کر دینا، کھجور کے درخت لگانا، قرآن تقسیم کرنا، کتابیں بانٹنا، پانی پلانا، کنویں کھدوانا، بورویل کرانا تاکہ لوگ پانی حاصل کر سکے، بیشک یہ سب سے افضل اعمال میں سے ہیں جسے انسان آخرت کیلئے آگے بھیجتا ہے، اور یہ علماء اور عوام سب کیلئے ممکن ہے۔

2) نفع بخش علم: یعنی انسان لوگوں کو ان کے دین کے بارے میں بتائے اور سکھائے، یہ علماء کے ساتھ خاص ہے جو علم کو پھیلاتے ہیں، کتابیں تالیف کرتے ہیں اور یہ عام لوگوں کیلئے بھی ممکن ہیکہ وہ کتابیں طباعت کرکے، اسے خرید کر یا چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کرے، قرآن کو خرید کر محتاج لوگوں میں تقسیم کرے یا اسے مسجد میں رکھ دے، اس میں علم حاصل کرنے، اسے سکھانے اور اسے پھیلانے پر ابھارا گیا ہے تاکہ لوگ اسکی زندگی میں بھی فائدہ اٹھائے اور مرنے کے بعد بھی اسے فائدہ ملتا رہے، علم کا فائدہ باقی رہتا ہے جب تک یہ علم مسلمانوں تک پہنچتا رہے، کتنے علماء ہیں جو کئی سالوں سے وہ وفات پا چکے لیکن ان کی کتابوں کے ذریعے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، انکے شاگرد انکے علم کو پھیلاتے ہیں اور جب جب مسلمانوں کے سامنے انکا ذکر ہوتا ہے تو انکے لئے رحمت کی دعاء کرتے ہیں، کتنے عالم کے ذریعے اللہ نے نسلوں کو گمراہی سے

---

[1] صحیح مسلم: 1631۔

بچالیااور اس کااجروثواب قیامت تک انہیں ملتا رہے گا۔

3) نیک اولاد: چاہے مذکر ہو یا مؤنث، انکا فائدہ انکے والدین کو پہنچتا رہتا ہے جب وہ انکے لئے نیک دعائیں کرتے ہیں، انکی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی جانب سے حج کرتے ہیں، بلکہ جب یہ اولاد لوگوں کے ساتھ احسان کرتے ہے تو لوگ دعاء کرتے ہیکہ اللہ انکے والدین پر رحم کرے انکے گناہوں کو معاف کردے، اس حدیث میں نیک اولاد حاصل کرنے کیلئے شادی کرنے پر ابھارا گیا ہے، اور اولاد کی کثرت کو ناپسند کرنے سے منع کیا گیا ہے، بعض لوگ گمراہ کرنے والے پروپیگنڈوں سے متاثر ہو کر اولاد کی کثرت کو ناپسند کرتے ہیں اور نسل کو ایک یا دو اولاد میں محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ دین سے جہالت، انجام سے جہالت اور ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔

اس حدیث میں اولاد کی نیک، اچھی اور دینی تربیت ونشونما کرنے پر ابھارا گیا ہے، تاکہ وہ اپنے والدین کی موت کے بعد انکے لئے دعائیں کرے، اور انکے نیک ہونے کا فائدہ ان کی موت کے بعد عمل منقطع ہونے کے بعد پہنچتا رہے، آج بہت سے لوگ اس جانب سستی اور ڈھیل کرتے ہیں اپنے اولاد کی تربیت کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ ان کی دنیا کا اہتمام کرتے ہیں انکے لئے خوب مال و دولت جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے،۔بہت سے والدین اپنی اولاد کو برائی کرتے، حرام کام کرتے ہوئے، نماز کو ضائع کرتے ہوئے، فرائض وواجبات کو چھوڑتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن انہیں منع نہیں کرتے، انہیں اچھے کاموں کا حکم نہیں دیتے، انکی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرتے، دیکھتے ہیکہ وہ برے دوستوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، برائی اور فساد کی جگہوں پر جاتا ہے لیکن اسے نہیں روکتے، اسکی کوئی پرواہ نہیں کرتے ہاں اگر اس نے اسکے مال کو کوئی نقصان پہنچا دیا، یا اس کی دنیا میں کچھ کمی ہوگئی تو آدمی یہاں پر ہوشیار ہوجاتا ہے اور اسکی تربیت کرتا اسے اس کی دنیا پر غیرت آتی ہے لیکن اسکے دین کیلئے غیرت نہیں آتی، وہ اس کے مال کی اصلاح ودرستگی کا اہتمام کرتا ہے لیکن اپنی اولاد کی دینی تربیت کا اہتمام نہیں کرتا، اسی وجہ سے آج والدین کی نافرمانی بڑھتے جارہی ہیں، والدین کی زندگی میں ہی اولاد اور والدین کے درمیان تعلقات ختم ہوتے جارہے ہیں تو ان کی موت کے بعد کیسے وہ انکے لئے صدقہ جاریہ بنے گے،

اے والدین! اپنی اولاد کے تعلق سے اللہ سے ڈروتا کہ وہ تمہارے لیے ذخیرہ ہو تمہارے لیے نقصان دہ نہ ہو، اور جان لو کہ اولاد کی اصلاح اسباب کو اختیار کرنے اور صبر کرنے سے ہوتی ہے۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ اولاد کیلئے جائز ہیکہ وہ جب بھی دعاء کرے تو اپنے والدین کیلئے بھی دعاء کرے نماز میں یا نماز کے باہر یہ وہ نیکی ہے جو والدین کو ان کی وفات کے بعد پہنچتی رہتی ہے۔

اور اس حدیث میں مذکور باتوں کو اللہ نے اس آیت میں بیان کیا ہے،

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ﴾

بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ رہے ہیں جو عمل انھوں نے آگے بھیجے اور ان کے چھوڑے ہوئے نشان بھی۔(سورہ یس:12)

﴿مَا قَدَّمُوا﴾: یعنی جو عمل انہوں نے دنیا کی زندگی میں کیا چاہے وہ اچھا ہو یا برا۔

﴿وَآثَارَهُمْ﴾: مرنے کے بعد اس عمل کے اچھے یا برے جو اثرات ظاہر ہوتے ہیں.

بندے کو موت کے بعد اسکے عمل کے جو اثرات پہنچتے ہیں وہ تین چیزیں ہیں:

1) بندے نے مرنے سے پہلے کسی کو ایسا کام کرنے کی طرف رہنمائی کی جس کی وجہ سے وہ اسکے مرنے کے بعد بھی وہ عمل انجام دیتا ہے۔

2) بندے نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام کیا جس سے دوسرے لوگ اسکی موت کے بعد فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے کوئی چیز وقف کر دینا، کوئی مشروع جاری کرنا۔

3) محلے والے کوئی ایسا کام کرے جس سے مرنے والے کو فائدہ پہنچے جیسے دعاء کرنا، صدقہ کرنا وغیرہ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ: عِلْمًا نَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "مومن کو اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے اس کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب پہنچتا رہتا ہے وہ یہ ہیں: علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اور صالح اولاد جو چھوڑ گیا، وراثت میں قرآن مجید چھوڑ گیا، کوئی مسجد بنا گیا، یا مسافروں کے لیے کوئی مسافر خانہ بنوا دیا ہو، یا کوئی نہر جاری کر گیا، یا زندگی اور صحت وتندرستی کی حالت میں اپنے مال سے کوئی صدقہ نکالا ہو، تو اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے ملتا رہے گا"۔[1]

اے لوگو: ایسے کاموں کی طرف آگے بڑھو جس کا فائدہ اور اجر وثواب مرنے کے بعد بھی تمہارے لیے جاری رہے.

اللہ کا فرمان: ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب میں بہتر اور امید کی رو سے زیادہ اچھی ہیں۔ (سورة الكهف:46)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

[1] ابن ماجہ:242۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے دنیا کو آخرت کی کھیتی کرنے کی جگہ بنایا ۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ جس نیک اعمال کے اثرات باقی رہتے ہیں اور اس کا فائدہ اور اجر و ثواب کرنے والے کو اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے اسی طرح برے اعمال اور برائیوں کے اثرات بھی باقی رہتے ہیں اور موت کے بعد اسکے کرنے والے کو اسکا نقصان پہنچتے رہتا ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان ہیکہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا اور چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔“[1]

اللہ کا فرمان ہے: ﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾

تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے بھی جنھیں وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! برا ہے جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں۔ (سورۃ النحل:25)

جو لوگوں ایسا علم سکھائے جس سے فساد پیدا ہو، لوگوں کے عقائد خراب ہوتو اسکا شر و برائی اور سزا اسکے گمراہ کرنے کے بقدر اسے بھی پہنچتا رہے گا۔ جو کوئی منحرف کتاب لکھتا ہے تو ان لوگوں کا گناہ بھی اسے ملتا رہے گا جو اس کتاب کو پڑھ کر منحرف و گمراہ ہو گئے اور جب تک یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہے گی اسکا گناہ اسے ملتا رہے گا، اسی طرح گندے گانے، غیر اخلاقی فلمیں ریکارڈ کر کے اسے پھیلانا، اسی طرح سینما ہال، فوٹو اسٹوڈیو کی دکانیں اور ایسے مجلات اور اخبارات کو چھاپنا جس میں ننگی تصاویر ہو، زہریلے افکار و نظریات اور گمراہ کرنے والے مقالات نشر کرنا یہ سب ایسی چیزیں ہے جو لوگ بھی اس سے گمراہ ہوں گے ان سب کا گناہ اس کے نشر کرنے والے کو ملتا رہے گا۔

جو شخص اپنی اولاد کی بری تربیت کرتا ہے تو اس کا گناہ اسکے والدین کو ملتا رہے گا جب تک وہ گمراہی و ضلالت میں زندگی گزارتے رہیں گے اسلئے کہ اس نے انکی یہ عادت بنائی ہے اور اسی طرح انکی نشو و نما کی ہے، بچپن میں انکے ساتھ نرمی اور ڈھیل کا معاملہ کیا تو بڑے ہو کر وہ ضائع و برباد ہو گئے، اسی طرح تم دیکھتے ہوں گے کہ بہت سے بری اولاد جب لوگوں کو ان سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ان پر اور انکے والدین پر بد دعا کرتے ہیں جنہوں نے انکی ایسی تربیت کی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم:2674۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور خیر و بھلائی کے کاموں میں رہنما بنو اور برائی و شر کے کاموں میں رہنما مت بنو۔

جو سودی بینک کی بنیاد رکھتا جس کے ذریعے لوگوں کے خون کو چوستا ہے، معاشرے کو ہلاک و برباد کرتا ہے، اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کرتا ہے تو ان تمام لوگوں کا گناہ اسے ملتا رہے گا جس طرح آدم کے بیٹے کو جس نے اپنے بھائی کو قتل دیا ان تمام لوگوں کے قتل کا گناہ اسے ملتا رہے گا اسلئے کہ اس نے قتل کرنے کی سنت و طریقے کو جاری کیا.

ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیکہ اللہ ہمیں خیر و بھلائی کے کاموں میں رہنما اور قائد بنا، برائی اور شر کے کاموں میں رہنما مت بنا.

ایمان کی خصلتیں وصفات

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و احسان والا ہے وہ جسے چاہتا ہے ایمان کی ہدایت دے کر اس پر احسان کرتا ہے....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس نے اپنے رسول کی زبانی جو زبان کی حفاظت کرنے، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور مہمانوں کی عزت وتکریم کرنے کا حکم دیا اسے بجالائے، حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر (قیامت پر) یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔“[1]

اس حدیث میں ایمان کی تین خصلتیں اور صفات کا ذکر ہیں جس کا ایک مومن کو حکم دیا گیا ہے:

پہلی خصلت: زبان سے اچھی اور خیر کی بات کہنا اور اسے بری اور خراب بات بولنے سے روکے رکھنا۔

زبان سے اچھی بات بولنے سے مراد اللہ کا ذکر و اذکار کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، اللہ اکبر، لاالہ إلا اللہ اور سبحان اللہ کہنا، لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا، لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا، جاہلوں کو علم سکھانا، جھگڑا کرنے والوں کے درمیان صلح کرانا، سلام کو عام کرنا، لوگوں سے اچھی بات کہنا، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾

اور لوگوں سے اچھی بات کہو. (سورۃ البقرۃ:83)

زبان کو بری بات سے روکنے سے مراد خراب اور خبیث بات بولنے سے خاموش رہنا اور سب سے زیادہ خراب بات کفریہ اور شرکیہ کلمات کہنا ہے، گالی گلوچ کے کلمات کہنے سے، جھوٹ بولنے سے، جھوٹی گواہی دینے سے، غیبت اور چغلی کرنے، فضول اور بیکار کی باتیں کرنے سے خاموش رہنا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام سے پرہیز کرو اس لیے کہ ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوگا“۔[2]

---

[1] صحیح مسلم:47۔

[2] ترمذی:2411۔

اللہ کے بندو! اپنی زبانوں کی حفاظت کرو، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنا مغرب سے مشرق دور ہے۔"[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ. لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کبھی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں وہ خود کوئی حرج نہیں سمجھتا حالانکہ اس کی وجہ سے وہ ستر برس تک جہنم کی آگ میں گرتا چلا جائے گا"۔[2]

اللہ کا فرمان: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

(انسان) منھ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔ (سورۃ ق:18)

یعنی دو فرشتے انسان کیلئے مقرر ہیں جو اس کے عمل کو لکھتے ہیں، جو فرشتہ دائیں طرف ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں طرف ہے وہ برائیاں لکھتا ہے، اسی لیے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم زبان کی حفاظت کرے، اور اچھی باتیں کہنے کا حکم دیا ورنہ خاموش رہے، صرف ایک کلمہ کہنے کی وجہ سے آدمی جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، ایک کلمہ کی وجہ سے آدمی اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا، ایک کلمہ بھائیوں کے درمیان اختلاف پیدا کر دیتا ہے، ایک کلمہ کی وجہ سے فتنہ وفساد برپا ہو جاتا ہے۔

دوسری خصلت: پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا، احسان کرنا اور اسے تکلیف دینے سے دور رہنا، اللہ نے اپنی کتاب میں بھی پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

پڑوسی کہتی ہیں جو تمہارے گھر کے بازو میں رہتا ہے چاہے اس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو یا تمہارے گھر سے قریب ہو۔

بعض سلف نے پڑوسی کی حد مقرر کرتے ہوئے کہا کہ: ہر جانب سے چالیس گھر۔

پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا یہ ہیکہ: جب وہ محتاج ہو تو اسکی مدد کرنا، اسے ہدیہ دینا، اس سے نرمی سے بات کرنا، جب اس سے اللہ کے حق میں یا بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے تو اسے نصیحت کرنا۔

ایک اثر میں مذکور ہیکہ: کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے: جب وہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو، جب وہ قرض مانگے تو اسے قرض دو، جب وہ محتاج وفقیر ہو تو اسکی مدد کرو، جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، جب اسے خوشی ملے تو اسے مبارکباد پیش کرو اور جب اسے مصیبت اور

---

[1] صحیح بخاری:6477۔

[2] ترمذی:2314۔

تکلیف پہنچے تو اسکی تعزیت کرو، جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور تم اس کے مکان پر سایہ مت بناؤ کہ اس سے ہوا رک جائے۔

پڑوسی کو تکلیف دینا سخت حرام ہے،، کسی کو بھی ناحق تکلیف دینا حرام ہے لیکن پڑوسی کو تکلیف دینا بہت سخت حرام ہے۔

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ. قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ. قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ. قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک بناؤ، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خطرے سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے کھانے میں تمہارے ساتھ شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔[1]

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ. قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

ابوشریح نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا: "واللہ! وہ مومن نہیں۔ واللہ! وہ مومن نہیں۔ واللہ! وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا کون: یارسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے فساد سے محفوظ نہیں۔"[3]

بوائق کہتے ہیں برائی اور شر کو جیسے گھروں کی چھت سے پڑوسی کی چھپی ہوئی چیزوں کو دیکھنا، یا دیواروں کے سوراخ سے، یا ایسی چیز کا استعمال کرکے اسکے گھر میں دیکھنا جس سے سب کچھ واضح دکھائی دیتا ہے، پڑوسی کی راز کی باتوں کو غور سے سننا۔

- پڑوسی کو تکلیف پہنچانے میں سے یہ بھی ہیکہ بہت زیادہ شور وغل کرنا، آوازیں نکالنا جس سے اس کی نیند اور چین وسکون حرام ہو جائے، اور خاص طور پر جب یہ آواز گانے اور موسیقی کی ہو۔

پڑوسی کو تکلیف دینا یہ بھی ہیکہ کچرے اور گندگی کو اس کے راستے میں پھینک دینا، استعمال کے بعد گندے پانی کو اس کے گھر کے سامنے بہانا جس سے وہ پھسل جائے یا اس کی گندی بدبو سے اسے تکلیف پہنچے۔

---

[1] صحیح بخاری: 4477۔
[2] صحیح بخاری: 6016۔
[3] صحیح مسلم: 46۔

تیسری خصلت: مہمان کی مہمان نوازی کرنا، اسکی عزت وتکریم کرنا،

مہمانوں کی ضیافت کرنا اسلام کے آداب اور انبیاء وصالحین کی اخلاق میں سے ہے، جب کسی جگہ ہوٹل اور کھانے کی دکان نہیں ہو تو مہمان کی ضیافت کرنا واجب ہے، واجبی ضیافت کا وقت ایک دن سے تین دن تک ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان ہیکہ:

فقال رسول الله ﷺ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ، قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا: یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔[1]

ایک دن مہمان کی ضیافت کرنا واجب ہے اور باقی دو دن کے واجب ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، باقی کے دو دن ضیافت کو مکمل کرتے ہیں۔

اور مہمان کو میزبان کے یہاں لمبی مدت تک قیام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَمَا أُنْفِقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ.

ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ضیافت (مہمان نوازی) تین دین تک ہے، اور مہمان کا عطیہ (یعنی اس کے لیے پرتکلف کھانے کا انتظام کرنا) ایک دن اور ایک رات تک ہے، اس کے بعد جو کچھ اس پر خرچ کیا جائے گا وہ صدقہ ہے، مہمان کے لیے جائز نہیں کہ میزبان کے پاس (تین دن کے بعد بھی) ٹھہرا رہے جس سے اپنے میزبان کو پریشانی ومشقت میں ڈال دے"۔[2]

مہمان پر واجب ہیکہ وہ تلاش کرے کہ کون اس کی مہمان نوازی کرسکتا ہے تاکہ وہ اس کے یہاں مہمان بن کر اترے، اور مہمان ایسے شخص کے گھر جانے سے بچے جو فقیر ہو اور ضیافت کرنے سے اسے مشقت پہنچے۔

جو مہمان کی ضیافت کرنے سے انکار کرے تو وہ گنہگار ہوگا، اسلئے کہ اس نے ایک واجب کام کو چھوڑ دیا۔

مہمان کیلئے جائز ہیکہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہیکہ وہ اس کے حق کو ادا کرسکتا ہے اور اسکی مدد کرسکتا ہے،

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ.

---

[1] صحیح بخاری: 6019۔

[2] ترمذی: 1968۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں (تبلیغ وغیرہ کے لیے) بھیجتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے، نبی کریم ﷺ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اس پر ہم سے فرمایا کہ جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مہمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اسے منظور کرلو اگر نہ دیں تو مہمانی کا حق قاعدے کے موافق ان سے وصول کرلو۔[1]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیکہ: جس نے مہمان نوازی نہیں کی اس کا محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی قوم کے یہاں مہمان بن کر اترے اور ان سے کہا: میری مہمان نوازی کرو تو انہوں نے انکار کردیا، تو ابو ہریرہ کنارے ہو گئے اور کسی جگہ رک گئے پھر انکو کھانے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے قبول نہیں کیا تو ابو ہریرہ نے ان سے کہا: تم لوگ مہمان کی ضیافت نہیں کرتے اور دعوت کو بھی قبول نہیں کرتے تم اسلام کی کسی چیز پر نہیں ہو.

اللہ کے بندو! بیشک دین اسلام تکلیف نہ دینے اور احسان اور بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے، خاص طور پر مہمانوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا، اسلئے کہ یہ دین رحمت اور برابری کا دین اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایکدوسرے کی مدد کرنے کا دین ہے، پڑوسیوں اور مہمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ عرب کے دو اچھے اخلاق تھے، اسلام نے ان دونوں اخلاق کو باقی رکھا اور اسکی تاکید بھی کی، اسلئے کہ اسلام اچھے اخلاق وعادات کو بڑھاوا دیتا ہے، اللہ کی تعریف ہے اس عظیم نعمت پر،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾

بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 9)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

[1] صحیح بخاری: 6137۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہم پر دین اسلام کے ذریعے انعام کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کے ساتھ احسان کرو جن کے ساتھ اللہ نے احسان کرنے کا حکم دیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴾

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔ (سورۃ النساء:36)

اس آیت میں اللہ نے دس حقوق کو ذکر کیا ہے: سب سے پہلے اپنے حق سے شروعات کی ہے، پھر والدین کے حقوق، پھر رشتے داروں کا حق، پھر محتاج وکمزور مسکینوں اور یتیموں کا حق، پھر پڑوسی کا حق، پھر مسافر کا حق، پھر غلاموں اور خادموں کا حق بعض اہل علم اس میں جانوروں کو بھی داخل کیا ہے،

پڑوسی کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم: ایسا پڑوسی جسکا صرف ایک حق ہے یہ وہ پڑوسی ہے جو غیر مسلم ہو اور قریبی رشتے دار نہ ہو تو اسکے لئے صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے۔

دوسری قسم: ایسا پڑوسی جس کے دو حقوق ہیں جو مسلمان ہو لیکن قریبی رشتے دار نہ ہو تو اسکے لئے دو حق ہے ایک پڑوسی ہونے کا حق اور دوسرا مسلمان ہونے کا حق.

تیسری قسم: ایسا پڑوسی جس کے تین حقوق ہیں، جو مسلمان ہو، اور رشتے دار بھی ہو تو اسکے تین حقوق ہیں ایک مسلمان ہونے کا حق، دوسرا رشتے دار ہونے کا حق، تیسرا پڑوسی ہونے کا حق.

﴿الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ سے مراد رشتے دار پڑوسی۔

﴿وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ سے مراد دور کا پڑوسی۔

﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ اس سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک عورت ہے اور بہت سے فرماتے ہیں اس سے مراد سفر کا ساتھی ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد عام دوست اور ساتھی ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور ہر کسی کو اسکا حق عطا کرو بیشک اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا.

حیاء اور اسکے فوائد

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل واحسان والا ہے جس نے حیاء کو ایمان کی ایک شاخ اور ایک حصہ بنایا،

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس سے شرم وحیاء کرو جس طرح اس کا حق ہے، بیشک تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تم پر نگہبان ہے وہ سنتا اور دیکھتا ہے، تم اس سے چھپ کر گناہوں کو انجام مت دو اور تم یہ گمان نہ کرو کہ تم نے اس سے چھپالیا، بیشک وہ پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ کے بندو! بیشک حیاء انتہائی عظیم صفت وعادت ہے جو نامناسب اور غیر لائق چیزوں سے روکتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔

ابوالسوار عدوی نے بیان کیا کہا کہ میں نے عمران بن حصین سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حیاء سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔"[1]

بیشک حیاء ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں ان سب میں افضل لآ اِلٰہ اِلاَّ اللہ کہنا ہے اور ادنیٰ ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔"[2]

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ انصار کے ایک شخص کے پاس سے گزرے، وہ اپنے بھائی کو شرم وحیاء کرنے پر ڈانٹ رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، شرم تو ایمان کا ایک حصہ ہے"۔[3]

یہ تمام حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ حیاء انتہائی اَفضل اَخلاق ہے۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: حیاء، حیاۃ سے ہے، دلوں کی زندگی کے حساب سے حیاء کی صفت اس میں مضبوط ہوتی ہے یعنی دل جتنا زیادہ زندہ ہوگا اس میں حیاء اتنی ہی زیادہ مکمل ہوگی، حیاء کی کمی سے دل اور روح مردہ ہوجاتی ہے،

حیاء ایسا اخلاق ہے جو برے اور قبیح کاموں کے چھوڑنے پر ابھارتا ہے اور صاحب حق کو اس کا حق نہ دینے سے منع کرتا ہے۔

☆ بندے اور اس کے رب کے درمیان حیاء یہ ہیکہ بندے کو اپنے رب سے شرم وحیاء ہو اس بات پر کہ اس کا رب اسے گناہ کرتے ہوئے یا

---

[1] صحیح بخاری:6117۔

[2] صحیح مسلم:35۔

[3] صحیح بخاری:24۔

اسکی مخالفت کرتے ہوئے دیکھے، اس بات کو اللہ کے رسول ﷺ نے وضاحت کی کہ بندے اور رب کے درمیان حیاء کا کیا مطلب ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ. قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنَّ الِاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَتَذْكُرَ الْمَوْتَ وَالْبِلَى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرو جیسا کہ اس سے شرم وحیاء کرنے کا حق ہے" ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم وحیاء کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "حیاء کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم وحیاء کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو، اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب وزینت کو ترک کر دے پس جس نے یہ سب پورا کیا تو حقیقت میں اسی نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی جیسا کہ اس سے حیاء کرنے کا حق ہے"۔[1]

اس حدیث میں اللہ سے شرم وحیاء کرنے کی علامات کو بیان کیا گیا ہیکہ: اعضاء وجوارح کو اللہ کی معصیت ونافرمانی کرنے سے حفاظت کرنا، موت کو یاد کرنا اور بہت زیادہ دنیا کی امید نہ کرنا، شہوات کی لذتوں کی وجہ سے آخرت سے غافل نہ ہو جانا، دنیا کے پیچھے مت بھاگنا، اور حدیث میں ہیکہ (من استحی من اللہ استحی اللہ منه) جو اللہ سے شرم وحیاء کرتا ہے اللہ اس سے شرم وحیاء کرتے ہے۔

☆ اللہ کا اپنے بندوں سے شرم وحیاء کرنے کا مطلب یہ ہیکہ بندے کی تکریم کرنا، بدلہ دینا، اس کی دعاؤں کو قبول کرنا،

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا.

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا رب بہت باحیاء اور کریم (کرم والا) ہے، جب اس کا بندہ اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے اپنے بندے سے شرم آتی ہے"۔[2]

بندے اور لوگوں کے درمیان حیاء کا مطلب یہ ہیکہ:

بندے کا ایسا کام کرنے سے رک جانا جو اسکے لئے مناسب اور لائق نہیں ہے کہ جب لوگوں کو اس کے اس عمل کے بارے میں معلوم ہوگا تو لوگ اسے ناپسند کریں گے اور اسکی مذمت کریں گے، حیاء برے کاموں اور برے اخلاق کا ارتکاب کرنے سے روکتی ہے، جو اللہ سے حیاء کرتا ہے وہ ہر حالت میں برے کام کرنے سے بچتا ہے چاہے وہ لوگوں کے سامنے ہو یا تنہائی میں چھپا ہوا ہو وہ برا کام نہیں کرتا، اور یہ حیاء عبادت اور اللہ سے ڈر وخوف والی حیاء ہے، اور حیاء کو حاصل کیا جا سکتا ہے اللہ کی معرفت کے ذریعے، اللہ کی عظمت کو جاننے کے ذریعے، اس

---

[1] ترمذی: 2458۔

[2] ابوداؤد: 1488۔

بات کو جاننے کے ذریعے سے کہ اللہ اپنے بندوں سے قریب ہے، انکی ہر بات اور ہر عمل کو جانتا ہے، وہ تو آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے، یہ حیاء ایمان کی سب سے بلند صفت اور احسان کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

جو لوگوں سے شرم وحیاء کرتا ہے تو وہ ایسے قبیح عادات و اخلاق اور برے أعمال و أقوال سے دور رہتا ہے جس سے اس کی مذمت اور بے عزتی ہوتی ہے، وہ گالی نہیں دیتا، غیبت و چغلی نہیں کرتا، گندی اور خراب باتیں اور کام نہیں کرتا، کھلے عام گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا، برائی کو ظاہر نہیں کرتا،

اللہ سے شرم وحیاء اسکے باطن کے فساد وخراب ہونے سے روکتی ہے اور لوگوں سے شرم وحیاء اسے ظاہری فساد سے روکتی ہے، پس وہ اندر سے بھی نیک وصالح ہوتا ہے باہر سے بھی نیک ہوتا ہے، اسلئے حیاء بہت ہی بہترین اخلاق اور ایمان کی انتہائی عظیم شاخ ہے، اور جس سے حیاء چھین لی جائے یا ختم ہو جائے جو اسے برے کاموں اور برے اخلاق و کردار سے منع کرتی ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس ایمان ہی نہ ہو،

أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرے۔"[1]

یعنی جب حیاء ہی نہ ہو تو بندہ جو چاہتا ہے برائی کرتا ہے اسلئے کہ اسے برائی سے روکنے والی چیز ہی موجود نہیں ہے اور جب حیاء نہ ہو تو بندہ ہر برائی اور فحش کام کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تُلْفِهِ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے شرم وحیاء کو نکال لیتا ہے، پھر جب حیاء اٹھ جاتی ہے تو اللہ کے قہر میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور اس حالت میں اس کے دل سے امانت بھی چھین لی جاتی ہے، اور جب اس کے دل سے امانت چھین لی جاتی ہے تو وہ چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے، اور جب چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے تو اس کے دل سے رحمت چھین لی جاتی ہے، اور جب اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے تو تم اسے ملعون و مردود پاؤ گے، اور جب تم ملعون و مردود دیکھو تو سمجھ لو کہ اسلام کا قلادہ اس کی گردن سے نکل چکا ہے"۔[2]

یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: جب شرم وحیاء ختم ہو جائے تو کوئی بھی چیز باقی نہیں رہتی جو اسے برے اور قبیح کام کرنے سے

---

[1] صحیح بخاری: 6120۔

[2] ابن ماجہ: 4054۔

منع کرے، پھر وہ حرام کاموں سے نہیں بچتا، وہ گناہوں سے نہیں ڈرتا، اپنی زبان کو بری بات کہنے سے نہیں روکتا، آج جب اس زمانے میں حیاء کم ہوگئی اور بعض لوگوں سے ختم ہوگئی ہے تو منکرات اور برے کاموں کی کثرت ہوگئی ہے، شرمگاہیں ظاہر ہونے لگی، برے کام کھلے عام انجام دینے لگے، برائیوں کو لوگ اچھا سمجھنے لگے ہے، حرام کاموں پر غیرت کم ہوگئی اور جب بعض لوگوں کے پاس سے شرم وحیاء بالکل ختم ہوگئی ہے تو برائیاں اور ذلیل کام انکے نزدیک فضائل والے کام بن گئے ہیں جس پر وہ فخر کرتے ہیں، ان میں سے کچھ لوگ ڈھول وتاشے بجاتے ہیں، گندے گانے گاتے ہیں، کچھ لوگ ایسے کھیل کھیلتے ہے جس سے بدن کمزور ہوتا ہے اور وقت ضائع وبرباد ہوتا ہے، کچھ کھلاڑی تو اتنے چھوٹے چھوٹے کپڑے پہنتے ہے جس سے ان کی ستر پوشی نہیں ہوتی.

یہ دلوں سے حیاء کی کمی اور غیرت کی قلت ہیکہ کچھ آدمی لوگ کافر، اجنبی اور بے پردہ عورتوں کو لاتے ہیں اور انہیں اپنے گھروں اور خاندان میں داخل کرتے ہیں، اور وہ مردوں کے درمیان کام کرتی ہے بلکہ کبھی کبھی تو وہ لوگوں کی مہمان نوازی کرتی ہے لوگوں کے پیالے میں قہوہ ڈالنا، اسی طرح کچھ لوگ اجنبی مردوں کو کام کرنے کیلئے لاتے ہیں جو انکے محارم کو دیکھتے ہیں، گھروں اور گاڑیوں میں انکے ساتھ اکیلے رہتے ہیں، کہاں گئی انکی غیرت اور حیاء؟.

آج بہت سی عورتوں سے شرم وحیاء ختم ہوگئی ہے اسی لئے تو وہ جب بازاروں اور مول کیلئے نکلتی ہے تو خوب زیب وزینت کرتی ہے، خوبصورت لباس پہنتی ہے اور بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہے اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتی کہ مردوں کی نظریں ان پر پڑتی ہے، بلکہ وہ اس پر فخر کرتی ہے، کچھ عورتیں تو سڑکوں پر اپنے چہرے کو چھپاتی ہے اور جب دکانوں میں داخل ہوتی ہے تو چہرہ کھول دیتی ہے، دکان والوں سے مذاق کرتی ہے ان سے نرم گفتگو کرتی ہے تاکہ اس کے دل میں لالچ پیدا ہو.

یہ شرم وحیاء کے ختم ہونے کی علامت ہیکہ مرد وعورت شوق سے گانے، میوزک سنتے ہیں، اسے اپنے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں.

اس شخص کی شرم وحیاء کہاں ہے جو فلمیں خریدتا ہے اور اسے اپنے بیوی بچوں کے سامنے پیش کرتا ہے، جس میں گندے مناظر، اخلاق کو خراب کرنے والی چیزیں، شہوات کو بھڑکانے والے امور اور برائی ومنکر کی طرف دعوت دیتے ہیں.

سگریٹ نوشی کرنے والے کی حیاء کہاں گئی جو دھوئیں کو اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے پھونکتا ہے، جو بدبو سے بھرا ہوتا ہے.

اس شخص کی حیاء کہاں چلی گئی جو اپنی اولاد کو سڑکوں پر آوارہ چھوڑ دیتے ہیں، وہ جس سے چاہتے دوستی کرتے ہیں، برے اخلاق والوں سے ملتے ہیں، راستوں میں لوگوں کو تنگ کرتے اور تکلیفیں دیتے ہیں، اپنی گاڑیوں کو بیچ راستے میں کھڑی کر دیتے ہیں.

مزدوروں کی حیاء کہاں چلی جاتی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے بے پرواہ ہوجاتے ہیں اور نگاہ رکھنے والوں کو تھکاتے ہیں.

تاجروں کی حیاء کہاں گئی جو گاہکوں کو دھوکہ دیتے ہیں، جھوٹ بول کر سامان بیچتے اور خریدتے ہیں.

ان تمام برائیوں پر ابھارنے والی چیز شرم وحیاء کا ختم ہوجانا ہے کہ جب شرم وحیاء ختم ہوجاتی ہے تو بندہ ہر برے کام کرنے لگتا ہے.

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور اور اپنی تصرفات اور لین دین میں اللہ کا خوف کرو.

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ [12] وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ [13] أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾

یقینا جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ، یا اسے بلند آواز سے کرو (برابر ہے)، یقیناوہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ [13] کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے، کامل خبر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ الملک: 12-14)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فضل و اِحسان کرتا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ وہ حیاء قابل تعریف جو اچھے اخلاق پر ابھارتی اور برے اخلاق سے روکتی ہے اور وہ حیاء مذموم ہے جو دنیا وآخرت میں نفع بخش امور سے منع کرتی ہے، مومن حق بات کہنے سے نہیں شرماتا، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے نہیں شرماتا، مومن دین کے امور کے بارے میں سوال کرنے سے نہیں شرماتا، جو حیاء حق بات کہنے اور اچھا کام کرنے سے منع کر دے یقیناً یہ شیطان کی جانب سے اکسانا ہے.

اللہ کے راستے میں اِخلاص نیت کے ساتھ خرچ کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور رزق عطا کیا اور ہمیں اس کے راستے میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ ہمارے لیے آخرت میں ذخیرہ ہو،

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جو اس نے تم کو رزق دیا ہے اس پر اسکا شکریہ ادا کرو اور اس میں سے خرچ کرو جو اس نے تم کو عطا کیا ہے، اور جان لو کہ تمہارا مال وہی ہے جو تم نے اپنی آخرت کیلئے آگے بھیج دیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو۔" صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا " پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا۔"[1]

یعنی جو آدمی اپنی زندگی میں جو مال اچھے اور نیک کاموں میں خرچ کر دیتا ہے، مسجد و مدارس کیلئے اسے وقف کر دیتا ہے، یتیموں کی کفالت، فقیروں ومحتاج لوگوں کی ضروریات پوری کرنے، بھوکوں کو کھانا کھلانے میں خرچ کر دیتا ہے تو وہ اپنے لیے آگے اللہ کے پاس اسے ذخیرہ کرتا ہے اور وہ اللہ کے پاس اسکا بہت زیادہ اجر وثواب پائے گا، یہی اسکا حقیقی مال ہے جو اس کے پاس باقی رہتا ہے اور اسکا فائدہ اسے ملتا رہتا ہے، اور جو اسکے علاوہ مال ہے وہ اس کی موت تک اسے فائدہ دیتا ہے پھر اسکی موت کے بعد وہ ان کے ورثہ کا ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ؟ فَقَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو صدقہ دے اور تو تندرست ہو اور حریص ہو اور خوف کرتا ہو محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی، وہ افضل ہے اور یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان حلق میں آجائے تو کہنے لگے: یہ فلانے کا ہے، یہ مال فلانے کو دو اور وہ تو خود اب فلانے کا ہو چکا۔" (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)۔[2]

جب موت کا وقت آجائے تو پھر آدمی کو اس کے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا گیا جس مال کو کمانے میں اس نے اپنے جسم کو تھکا دیا،

---

[1] صحیح بخاری:6442۔
[2] صحیح مسلم:1032۔

جس کو جمع کرنے میں اس نے اپنی پوری عمر کو لگا دیا، اور موت کے وقت اسکی ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، اسلئے آدمی کیلئے مناسب ہیکہ وہ صحت وتندرستی کی حالت میں، موت سے پہلے جب وہ اپنے مال پر مکمل اختیار رکھتا ہے تو جب اسے اپنے نفس کیلئے کچھ مال آگے کی زندگی کیلئے بھیج دے تا کہ مرنے کے بعد اسکا فائدہ اسے ملتا رہے، اللہ نے رخصت دی ہیکہ بندہ موت سے پہلے اچھے کاموں میں ثلث مال خرچ کرنے کی وصیت کرسکتا ہے جو ورثہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کیلئے ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ، زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہاری وفات کے وقت تم پر تہائی مال کا صدقہ کیا ہے، (یعنی وصیت کی اجازت دی ہے) تاکہ تمہارے نیک اعمال میں اضافہ ہو"۔[1]

ایک مسلمان کیلئے مناسب ہیکہ وہ اللہ کے اس صدقے سے فائدہ اٹھائے اور نیک اور اچھے کاموں کیلئے ایک تہائی مال کا صدقہ کرے، ناجائز اور حرام کاموں میں خرچ کرنے کی وصیت کرکے اس کو ضائع نہ کرے، جیسے گناہ کے کاموں میں مدد کرنے، بدعات کو زندہ کرنے کیلئے مال خرچ کرنے کی وصیت کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ، فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ {مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللهِ} - إِلَى قَوْلِهِ - {وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ}.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مرد اور عورت دونوں ساٹھ برس تک اللہ کی اطاعت کے کام میں لگے رہتے ہیں، پھر جب انہیں موت آنے لگتی ہے، تو وہ غلط وصیت کرکے وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں (کسی کو محروم کر دیتے ہیں، کسی کا حق کم کر دیتے ہیں) تو ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے"۔[2]

شہر بن حوشب کہتے ہیں: اس موقع پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللهِ} - إِلَى قَوْلِهِ - {وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ پڑھی یہاں تک کہ »ذلك الفوز العظيم« پر پہنچے۔ یعنی (اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو، یہ مقرر کیا ہوا اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ تعالیٰ دانا ہے بردبار، یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ النساء: ۱۱، ۱۲)۔

اے لوگو، اللہ نے مال کے ذریعے جو تم پر انعام کیا ہے، اپنے نفس کیلئے آگے بھیجو جس کے ذریعے تم جنت میں منازل اور مکانات خریدتے ہو، اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (سورۃ التوبۃ: 111)

---

[1] ابن ماجہ: 2709۔

[2] ترمذی: 2117۔

بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں، اس کے بدلے کہ ان کے لیے جنت ہے.

کچھ لوگ مال کو جمع کرتے ہیں اور کہتے ہیکہ تاکہ مستقبل میں وہ مطمئن اور بے خوف ہو، حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ مستقبل میں زندہ رہے گا کی نہیں کہ وہ اس سے فائدہ اٹھاسکے، یا مال کو دوسرے کیلئے چھوڑ دیں گا وہ نہیں جانتا، اور آخرت کے مستقبل کیلئے، آخرت میں مطمئن رہنے کی فکر نہیں کرتا کہ وہ اپنے نفس کیلئے مال آگے بھیجے جس مال کا وہ بہت زیادہ اجروثواب اور اسے ذخیرہ پائے گا جس کی اسے بہت زیادہ ضرورت ہوگی.

اللہ کے بندو، اپنے اوپر اللہ کے فضل وکرم کو دیکھوکہ جو اللہ نے تم پر فضل و احسان کیا ہے اسی کو وہ تم سے خرید تا ہے، اور جو اس نے تم کو عطا کیا ہے اسی کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور تم سے قرض مانگتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ ﴾

اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے. (سورۃ المنافقون:10)

اللہ کا فرمان: ﴿ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴾

بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں ۔ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا اور ان کے لیے پسندیدہ اجروثواب ہے ۔(سورۃ الحدید:18)

اللہ کا فرمان: ﴿ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ﴾

کون ہے وہ جو اللہ کو قرض دے، اچھا قرض، پس وہ اسے اس کے لیے بہت زیادہ گنا بڑھادے. (سورۃ البقرۃ:245)

اللہ کے بندو! صدقہ وخیرات کرنا صرف مالداروں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فقیر لوگوں سے بھی مطالبہ ہیکہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرے اگر چہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: آگ سے بچو اگر چہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر بھی ہو۔"[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں زیادتی کرتا ہے ۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے ۔[2]

---

[1]) صحیح بخاری:7512۔

[2]) صحیح بخاری:1410۔

اللہ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنی محبوب چیز کو خرچ کرتے ہیں اگر چہ انکو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

صدقہ رزق کے حصول کا ذریعہ ہے اور اللہ اس کے بدلہ اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴾

تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دیتا ہے اور وہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔ (سورۃ سبا:39)

یعنی اللہ دنیا و آخرت میں اس کا بہترین بدلہ دیتا ہے اور اس سے بہت زیادہ بدلہ دیتا ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔[1]

أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ" وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللهُ عِزًّا". وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ: إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلهِ فِيهِ حَقًّا، فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ.

ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک بات بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو" "کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی (یہ پہلی بات ہے)، اور کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے (دوسری بات ہے)، اور اگر کوئی شخص مانگنے اور سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔

اور تم لوگوں سے ایک اور بات بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: "یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے:

- ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ ایسے بندے کا درجہ سب

[1] صحیح مسلم:2588۔

درجوں سے بہتر ہے۔

- اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا۔
- اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اسی علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے۔
- اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی: برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بارگناہ برابر ہوگا"۔[1]

ہم میں سے کوئی انسان یہ نہ سوچے کہ جو اس نے مال صدقہ کیا ہے وہ ختم ہوگیا، چلا گیا بلکہ یہ یقین اور بھروسہ رکھے کہ یہ اس کیلئے باقی ہے اور اسکے اجر وثواب میں اضافہ کیا جاتا ہے، اور جو اسکے ہاتھ میں روک کر رکھا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا، قَالَ: بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ نے ایک بکری ذبح کی، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: "اس میں سے کچھ باقی ہے؟" عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دستی کے سوا اور کچھ نہیں باقی ہے، آپ نے فرمایا: "دستی کے سوا سب کچھ باقی ہے"۔[2]

مفہوم یہ ہے کہ ذبح کی گئی بکری کا جتنا حصہ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یہی صدقہ کیا ہوا مال درحقیقت باقی ہے، رہا وہ حصہ جو تمہارے پاس ہے وہ باقی نہیں ہے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ رب العالمین کے اس فرمان کی طرف ہے، »ماعندکم ینفد وما عنداللہ باق« "جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے، اور رب العالمین کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی رہنے والا ہے"۔

صدقہ نہ کرنا مال کے ضائع اور ختم ہونے کا سبب ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس وقت بندے صبح کرتے ہیں، دو فرشتے اترتے ہیں ایک تو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے، اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ! بخیل کو تباہ کر"۔[3]

اللہ کے بندو! تم پر لازم ہیکہ تم اپنے مالوں میں سے سب سے اچھا اور بہتر مال خرچ کرو اور خراب مال خرچ نہ کرو۔

---

[1] ترمذی: 2325۔
[2] ترمذی: 2470۔
[3] صحیح بخاری: 1442۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کرلو تو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔ (سورة البقرة:267)

یعنی اللہ تمہیں اچھا مال خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور خراب مال خرچ کرنے سے منع کرتا ہے، جب تم اپنے نفس کیلئے خراب مال لینا نہیں پسند کرتے تو تم خراب مال دوسرے کو کیوں دیتے ہو جسے لینا وہ ناپسند کریں گا، کیسے تم لوگوں کیلئے وہ چیز پسند کرتے ہو جو تم اپنے نفس کیلئے پسند نہیں کرتے۔

بیشک اللہ تمہارے صدقات سے بے نیاز ہے اسے اس کی کوئی ضرورت نہیں وہ تمہارے نفس کیلئے صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے تو تم اپنے نفس کیلئے خراب مال آگے مت بھیجو کہ وہ تم کو فائدہ نہیں پہنچائے گا،

اللہ کا فرمان: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾

جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے. (سورة آل عمران:92)

ابوطلحہ مالدار صحابی تھے مسجد کے سامنے ہی بیرحاء نامی آپ کا ایک باغ تھا جس میں کبھی کبھی نبی کریم ﷺ بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں کا خوش ذائقہ پانی پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ میرا تو سب سے زیادہ پیارا مال یہی باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ کرے آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اسے تقسیم کر دیں آپ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو چنانچہ ابوطلحہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا.

عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اس آیت کی تلاوت کرکے سوچا تو مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی۔ میں نے اس لونڈی کو راہ للہ آزاد کر دیا، اب تک بھی میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دے کر پھر لوٹا لینا جائز ہوتو میں کم از کم اس سے نکاح کر لیتا۔

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے مال میں سے سب سے پسندیدہ چیز اللہ کی رضامندی کی خاطر خرچ کر دیتے.

اللہ نے نیک لوگوں کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا [8] إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو [8] ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے

بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔(سورۃ الدھر:8-9)

آج بہت سے لوگ ایسا مال خرچ کرتے ہیں جس میں ان کی خواہش اور رغبت کم ہوتی ہے، جو مال وہ کچرے میں پھینکنا چاہتے ہیں اسے وہ خرچ کرتے ہیں.

اللہ کے بندو اچھا، پاکیزہ اور حلال مال خرچ کرو بیشک اللہ پاکیزہ اور اچھے اور حلال مال کو ہی قبول کرتا ہے.

اللہ کے بندو! صدقہ قبول نہ ہو اس بات سے بچو،

کن کن باتوں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا وہ درج ذیل ہیں:

1) بے دلی اور ناپسند کرتے ہوئے صدقہ کرنا یعنی خوشی سے اور دل سے صدقہ نہ کرنا

اللہ کا فرمان:﴿ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ﴾

اور انھیں کوئی چیز اس سے مانع نہیں ہوئی کہ ان کی خرچ کی ہوئی چیزیں قبول کی جائیں مگر یہ بات کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نماز کو نہیں آتے مگر اس طرح کہ سست ہوتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ ناخوش ہوتے ہیں۔(سورۃ التوبۃ:54)

یعنی جو بغیر کھلے دل سے اور ثواب کی امید نہ رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں.

2) صدقہ کرنے کے بعد احسان جتلانا، تکلیف دینا۔

اللہ کا فرمان:﴿قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ [263] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾

نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچانا ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے [263] اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر برباد نہ کرو!۔(سورۃ البقرۃ:163-264)

یعنی صدقہ کرنے کے بعد جس پر صدقہ کیا گیا ہے اسے کسی بھی طرح سے تکلیف پہنچانا اس کے اجر و ثواب کو ختم اور ضائع کر دیتا ہے.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ.

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ عزوجل نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ انہیں پاک وصاف کرے گا، اور انہیں دردناک عذاب ہوگا: اپنے دیئے ہوئے کا احسان جتانے والا، اپنے تہبند کو ٹخنوں

سے نیچے لٹکانے والا، اپنے سامان کو جھوٹی قسمیں کھا کر رواج دینے والا"۔[1]

3) صدقہ قبول نہ ہونے کا ایک سبب ریا کاری اور شہرت بھی ہے یعنی لوگوں کو دکھانے کیلئے، نام وشہرت کمانے کیلئے صدقہ کرنا۔

اللہ کا فرمان: ﴿كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا﴾

جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔(سورۃ البقرۃ:264)

اللہ کے بندو! لالچ اور کنجوسی دو ایسی مصیبت ہے جو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے منع کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

جو کوئی اپنے نفس کی حرص ولالچ سے بچالیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔(سورۃ الحشر:9)

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔(سورۃ آل عمران:180)

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ.

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب بنے گا۔(ظالم کو راہ نہ ملے گی قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے) اور تم بخیلی سے بچو کیونکہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع ہوئی) انہوں نے خون کیے اور حرام کو حلال کیا"۔[2]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلَى حَلْقِهِ.

---

[1] صحیح مسلم:106۔

[2] صحیح مسلم:2578۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بخیل اور سخی کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں سینے سے گردن تک ہیں۔ سخی جب بھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو زرہ اس کے چمڑے پر ڈھیلی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی ہے (اور پھیل کر اتنی بڑھ جاتی ہے کہ) اس کے نشان قدم کو مٹاتی چلتی ہے لیکن بخیل جب بھی خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے، وہ اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔ اس وقت آپ نے اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔[1]

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [9] وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ [10] وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ [9] اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، پھر وہ کہے اے میرے رب! تو نے مجھے قریب مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔ [10] اور اللہ کسی جان کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اس کا وقت آگیا اور اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کر رہے ہو۔ (سورۃ المنافقون: 9-11)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تمہاری موت سے پہلے اپنے نفس کیلئے مال کا صدقہ آگے بھیجو، اور کوشش کرو کہ تم صحیح جگہ صدقات وخیرات کرو، محتاجین، یتیموں اور مسکینوں، قرضداروں کو صدقہ دو، اور جان لو کہ چھپا کر صدقہ کرنا اسے ظاہر کرنے سے أفضل ہے، اسلئے کہ اس میں ریا کاری نہیں ہے اور ان فقیروں کی ستر پوشی ہوتی ہے جو صدقہ لینے سے شرماتے ہیں، شرعی مصلحت کی خاطر صدقے کو دکھا کر دینا تاکہ دوسرے لوگ بھی اس نیک کام میں آگے بڑھے تو یہ جائز ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ: 271)

اللہ کے بندو! اپنے صدقات کیلئے محتاج لوگوں اور ان لوگوں کو جو سوال کرنے سے بچتے ہیں ایسے لوگوں کو تلاش کر کے انہیں صدقہ دو اسلئے کہ یہ سب سے أفضل لوگ ہے جنہیں صدقہ دیا جائے۔

---

[1] صحیح بخاری: 5299۔

اللہ کا فرمان: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾

صدقات کے مستحق صرف وہ غربا ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے، جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں، آپ ان کے چہرے دیکھ کر نشانیوں سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے، تم جو کچھ مال خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:273)

یہ لوگ کمانے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن وہ شرم وحیاء اور پاکدامنی کی وجہ سے سوال نہیں کرتے اور جو لوگ انکی حالات سے ناواقف ہوتے ہیں وہ انہیں مالدار سمجھتے ہیں انکے سوال نہ کرنے کی وجہ سے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ، وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ، وَالتَّمْرَتَانِ، قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ، فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے۔" پھر لوگوں نے عرض کیا کہ مسکین کون ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی انسانی ضرورت کیلئے کافی ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔"[1]

جس سے سوال کیا جائے اس پر حق ہیکہ وہ سوال کرنے والے محتاجین کی مدد کرے اگر وہ سچا ہوگا تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن اگر وہ جھوٹا ہے تو گنہگار ہے اور وہ جہنم کی آگ کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ، أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے لوگوں سے مال بڑھانے کے لیے مانگا، تو وہ جہنم کے انگارے مانگتا ہے، چاہے اب وہ زیادہ مانگے یا کم مانگے"۔[2]

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَسْأَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ.

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مانگنا ایک زخم ہے جس سے آدمی اپنا چہرہ زخمی کر لیتا ہے، سوائے اس کے کہ آدمی حاکم سے مانگے یا کسی ایسے کام کے لیے مانگے جو ضروری اور ناگزیر ہو"۔[3]

---

[1] صحیح مسلم:1039۔
[2] صحیح مسلم:1041۔
[3] ترمذی:681۔

حاکم سے مانگنے کا مطلب بیت المال کی طرف رجوع کرنا ہے جو اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ اس سے ضرورت مند کی آبرومندانہ کفالت کی جائے اگر وہاں تک نہ پہنچ سکے تو ناگزیر حالات و معاملات میں دوسروں سے سوال کرنا جائز ہے۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللهَ، وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ.

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیشہ تم میں کا آدمی مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملے گا اور اس کے منہ پر ایک ٹکڑا بھی گوشت کا نہ ہوگا۔" (یعنی حشر میں)۔[1]

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَكُفَّ اللهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ.

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو) اپنی رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے۔ اور اسے بیچے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے اُسے وہ دیں یا نہ دیں۔[2]

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیکہ اللہ ہمیں حلال کمائی سے بے نیاز کر دے، اور حرام کمائی سے محفوظ رکھے۔

---

[1] صحیح مسلم:1040۔

[2] صحیح بخاری:1471۔

غلوں اور پھلوں کی زکوۃ نکالنے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے رزق حاصل کرنے اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر ابھارا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور پاکیزہ وحلال رزق حاصل کرو اور جن چیزوں میں اللہ نے خرچ کرنا جائز کیا ہے اس میں خرچ کرو، کتاب وسنت کی بہت سی دلیلوں میں رزق حاصل کرنے اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرنے پر ابھارا ہے، اور ان کی مذمت بیان کی ہے جو مال کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، اللہ رب العزت نے جہنم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا: ﴿كَلَّا إِنَّهَا لَظَى[15] نَزَّاعَةً لِلشَّوَى[16] تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى[17] وَجَمَعَ فَأَوْعَى[18] إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا[19] إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا[20] وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا[21] إِلَّا الْمُصَلِّينَ[22] الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ[23] وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ[24] لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ[25]﴾

ہرگز نہیں! یقیناوہ (جہنم) ایک شعلہ مارنے والی آگ ہے۔ [15] منہ اور سر کی کھال کو اتار کھینچنے والی ہے۔ [16] وہ (ہر) اس شخص کو پکارے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا۔ [17] اور (مال) جمع کیا اور اسے بند رکھا۔ [18] بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے [19] جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے [20] اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے [21] مگر وہ نمازی [22] جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے ہیں [23] اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے [24] مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔ (سورۃ المعارج:15-25)

اللہ نے حرام مال کمانے اور کھانے سے منع کیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾

اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ خرید وفروخت تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو۔ (سورۃ النساء:)

یعنی تم ایکدوسرا کا مال ناجائز اور حرام طریقے سے حاصل مت کرو مگر وہ طریقہ جو اللہ نے جائز کیا ہے، اور باطل طریقے سے مال کمانے اور حاصل کرنے کی بہت سی اقسام ہیں: جیسے سود کھانا، جوا کھیلنا، دھوکہ دے کر مال کمانا، باطل اور حرام بہانے بنانا، لڑائی جھگڑا کر کے مال کمانا، چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، کسی کے مال پر قبضہ کرنا، غصب کرنا، حرام چیزوں کی تجارت کرنا جیسے نشہ آور چیز کی تجارت کرنا، سگریٹ، شراب بیچنا اسی طرح ان تمام چیزوں کی تجارت کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: "عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ".

اللہ کے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ: کونسی کمائی سب سے اچھی اور پاکیزہ ہے؟ تو آپ نے کہا کہ: آدمی کا اپنے ہاتھ سے عمل کرنا، کام کرنا اور خالص وسچی تجارت کرنا۔[1]

---

[1] معجم الطبرانی الاوسط:7918۔

بیع مبرور یعنی ایسی تجارت جو دھوکہ دہی، جھوٹ، بہانہ بازی اور جھوٹی قسم سے پاک وصاف ہو۔

پاکیزہ کمائی کی ایک قسم کھیتی باڑی کرنا اور درخت لگانا ہے جس کے پھلوں سے فائدہ اٹھایا جائے اسلئے کہ اس میں ہاتھ سے کام کرنا، اللہ پر بھروسہ کرنا اور لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً ، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا: "جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور جو چوری کیا جائے گا اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو درندے کھا جائیں اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور نہیں کم کرے گا اس کو کوئی مگر صدقہ کا ثواب ہوگا۔"[1]

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ : دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ : يَا أُمَّ مَعْبَدٍ ، مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ ؟ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ ؟ . فَقَالَتْ : بَلْ مُسْلِمٌ ، قَالَ : فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا ، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ ، وَلَا دَابَّةٌ ، وَلَا طَيْرٌ ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ام معبد کے باغ میں گئے اور فرمایا: "اے ام معبد! یہ درخت کھجور کے کس نے لگائے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟" وہ بولیں مسلمان نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر مسلمان تو کوئی درخت لگائے اس میں سے کوئی آدمی یا چوپایہ یا پرندہ کچھ کھائے تو اس کے صدقے کا ثواب ملے گا قیامت کے دن تک۔"[2]

عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا ، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ ، أَوْ إِنْسَانٌ ، أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔[3]

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وَهُوَ فِي قَبْرِهِ : مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا ، أَوْ كَرَى نَهَرًا ، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا ، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا ، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا ، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا ، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ .

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کو سات چیزوں کا اجر وثواب اسکی موت کے بعد اسکی قبر میں اسے ملتا رہتا ہے، اس میں سے ایک

---

[1] صحیح مسلم: 1552۔
[2] صحیح مسلم: 1553۔
[3] صحیح مسلم: 1552۔

چیز: جس نے درخت لگایا۔[1]

ان تمام احادیث سے زراعت کی اور درخت لگانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جس کے پھلوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، خاص طور پر کھجور کا درخت، جو بھی اس سے کھائے گا اس کا اجر اسکے لگانے والے کو ملتا رہے گا اور اس کی موت کے بعد جب تک درخت باقی رہے گا اس کا اجر وثواب اسے پہنچتا رہے گا، اللہ نے بندوں کو مال میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا جو مال اسے حاصل ہوتا ہے.

- مال میں سے کچھ خرچ کرنا واجب ہوتا ہے جیسے اگر مال نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں سے زکوٰۃ دینا، اللہ نے اسے نماز کے ساتھ جوڑا ہے اور صحابہ کرام نے ان لوگوں سے قتال کیا جنہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا.
- کچھ خرچ کرنا مستحب ہوتا ہے جیسے عام صدقہ کرنا.

اللہ نے پورے مال میں سے خرچ کرنا جائز کیا ہے چاہے وہ واجب ہو یا مستحب۔

اللہ نے مال کی مختلف اقسام میں سے زکوۃ نکالنا واجب کیا ہے، جیسے کرنسیوں کی زکوۃ دینا، تجارت کے مال سے زکوٰۃ دینا، جانوروں میں زکوۃ دینا، زمین سے نکلنے والے غلوں اور پھلوں میں زکوۃ دینا اور ان تمام چیزوں کے احکام فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ہم غلوں اور پھلوں کی زکوۃ کے بارے میں بیان کریں گے اسلئے کہ آج زراعت نے بہت زیادہ ترقی کرلی ہے، اور بہت زیادہ آسان ہوگئی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ [267] الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (سورۃ البقرۃ:267-268)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہیں اور اس میں سے گندی چیز کا ارادہ نہ کرو، جسے تم خرچ کرتے ہو، حالانکہ تم اسے کسی صورت لینے والے نہیں، مگر یہ کہ اس کے بارے میں آنکھیں بند کرلو اور جان لو کہ اللہ بڑا بے پروا، بے حد خوبیوں والا ہے۔ شیطان تمھیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمھیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمھیں اپنی طرف سے بڑی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ رب العزت اپنے مومن بندوں کو حکم دے رہا ہیکہ وہ اپنے مالوں میں سے اچھی چیز زکوۃ میں نکالے، اسی طرح زمین سے جو چیز نکلتی ہے جیسے چاول، گیہوں اور دوسرے غلے وغیرہ اور پھلوں میں سے بھی زکوۃ نکالے جیسے کھجور، انگور اور دوسرے پھل وغیرہ اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کو خراب مال نکالنے سے منع کیا ہے، جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے اسے اللہ کی خاطر دوسروں کو دینا کیسے پسند کرتے ہو، اچھے مال میں سے اچھا مال، خراب مال میں سے خراب مال اور متوسط مال میں سے متوسط مال زکوٰۃ میں نکالنا واجب ہے، اچھے مال کے بدلے خراب مال نکالنا صحیح نہیں ہے اور اس پر اجر وثواب بھی حاصل نہیں ہوگا.

---

[1]) مسند البزار:7289۔

اللہ رب العزت نے اس بات کی وضاحت کر دی ہیکہ وہ اپنے بندوں کے صدقے سے بے نیاز ہے اسے انکے صدقے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ تو اپنے بندوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے تا کہ اس کا فائدہ انکے فقیر اور محتاج بھائیوں کو ملے، اللہ کی طرف بلانے والے صدقہ کرنے اور خرچ کرنے کی طرف بلاتے ہیں اور لوگوں سے اجر وثواب اور فضل کا وعدہ کرتے ہیں، جبکہ شیطان کے چیلے بخیلی اور کنجوسی کی طرف بلاتے ہیں اور فقر وفاقہ اور غریبی سے ڈراتے ہیں. جو لوگ کراہیت کے ساتھ، ناپسند کرتے ہوئے خرچ کرتے ہیں انہیں ثواب نہیں ملتا، تو اللہ کے بندے بنو اور شیطان کا بندہ بننے سے بچو.

اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں غلوں اور پھلوں کی زکوۃ نکالنے کا وقت بیان کیا ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾

اس کا حق اس کی کٹائی کے دن ادا کرو.(سورۃ الأنعام:141)

یعنی کھیتی اور غلے کی زکوۃ اس کی کٹائی کے دن نکالو، اسی طرح پھلوں کی زکوۃ اس کے توڑنے کے دن ادا کرو، اسلئے اس وقت کھیتی کرنے والوں اور پھلوں کے باغات کے مالک پر نعمت مکمل ہوتی ہے اور وہ دانے، غلے اور پھل وغیرہ حاصل کر لیتے ہیں، اور اس وقت فقیروں کا دل صدقے کی طرف لگا رہتا ہے کہ اب صدقہ ملیں گا، اس آیت میں پھلوں اور غلوں میں زکوۃ نکالنے کی دلیل ہے اور اسکے لئے سال گزرنے کی شرط نہیں ہے، بلکہ کھیتی کی کٹائی کا وقت اور پھلوں کو توڑنے کا وقت ہی ان دونوں کا سال گزرنا ہے.

اگر پھلوں اور غلوں کے پکنے سے پہلے اس میں آفت یا مصیبت لاحق ہو جائے یا کاٹنے سے پہلے ہی فصل خراب ہو جائے اور اسکے مالک نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہو تو اس میں زکوۃ نہیں ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں اور غلوں میں زکوۃ نکالنے کی واجب مقدار کو بیان کیا کہ جو کھیتی یا پھل کا باغ بغیر خرچہ کئے ہوئے قدرتی پانی سے، بارش وغیرہ سے سیراب ہوتا ہے تو اس میں زکوۃ کا دسواں حصہ ہے اور جس کھیت اور باغ کو خرچہ کر کے سیراب کیا جاتا ہے اس میں نصف العشر (بیسواں حصہ) زکوۃ دینا ہے،

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے:" جس میں نہروں سے اور مینہ سے پانی دیا جائے اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جائے اس میں بیسواں حصہ۔"[1]

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَنَّ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرَ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفَ الْعُشْرِ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو۔ یا وہ خود بخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے۔[2]

---

[1] صحیح مسلم:981۔

[2] ترمذی:640۔

یہ دونوں احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ جوکھیتی یا پھل کا باغ بغیر خرچہ کئے ہوئے قدرتی پانی سے، بارش، سیلاب، نہروں یا زمین کی نمی وغیرہ سے سیراب ہوتا ہے تو اس میں زکوۃ کا دسواں حصہ ہے اور جس کھیت اور باغ کو خرچہ کرکے سیراب کیا جاتا ہے اس میں نصف العشر (بیسواں حصہ) زکوۃ دینا ہے۔

اللہ کے بندو! ان لوگوں کے حق میں بہت سخت وعید اور سزا ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور زکوٰۃ کو روک لیتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ (سورۃ آل عمران:180)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا. وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ. وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا. وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ. وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم اس میں مبتلا ہو، (وہ پانچ باتیں یہ ہیں):

پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق و فجور اور زناکاری) ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں۔

دوسری یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں،

تیسری یہ کہ جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے، اور اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔

چوتھی یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے۔

پانچویں یہ کہ جب ان کے حکمراں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے"۔[1]

اس حدیث سے واضح ہوجاتا ہیکہ زکوٰۃ نہ دینا بارش کے رکنے کا سبب ہے جس میں لوگوں کی، جانوروں اور درختوں کی زندگی ہے، اور مال کے ضائع و برباد ہونے کا سبب زکوٰۃ نہ دینا ہے، تم نہیں دیکھتے آج لوگوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے، بارش کا نہ ہونا یا تاخیر سے ہونا، کھیتوں اور پھلوں کا خراب و برباد ہوجانا، یہ سب زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ [63] أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ [64] لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ[65] إِنَّا لَمُغْرَمُونَ[66] بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ﴾

اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو[63] اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں[64] اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کرڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ[65] کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا۔ بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے۔ (سورۃ الواقعہ:63-67)

اللہ اپنے بندوں کو یاد دلا رہا ہیکہ: جب تم زمین میں بیج بوتے ہو تو اسے زمین سے پودے کی شکل میں تم نکالتے ہو اور اسے تم بڑا کرتے ہو اور وہ بڑا ہو کر اس میں بالیاں آتی ہے پھر ہر بالی میں بے شمار دانے یہ سب تم کرتے ہو یا اللہ رب العزت یہ سب کرتا ہے تو یقیناً اللہ ہی یہ سب کرتا ہے تمہارا کام تو صرف بیج بونا ہے۔

پھر جب یہ کھیتیاں ہری بھری ہو کر لہرانے لگتی ہے تو اسے مصیبت، آفات اور خراب ہونے سے کون بچاتا ہے، کون ان کی حفاظت کرتا ہے، اگر اللہ ان مصیبتوں اور آفات کو دور نہ کرے تو تم ایک دانہ حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو تم اللہ کی اس نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرو اور اس میں سے محتاج لوگوں کو صدقہ وخیرات کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

اگر تم صدقے ظاہر کرو تو یہ اچھی بات ہے اور اگر انھیں چھپاؤ اور انھیں محتاجوں کو دے دو تو یہ تمھارے لیے زیادہ اچھا ہے اور یہ تم سے تمھارے کچھ گناہ دور کرے گا اور اللہ اس سے جو تم کر رہے ہو، پوری طرح باخبر ہے۔ (سورۃ البقرۃ:271)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

---

[1] ابن ماجہ:4019۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کو رزق عطا کر کے ان پر احسان کیا اور انہیں خرچ کرنے کا حکم دیا تاکہ قیامت کے دن ان کو اس کا اجر وثواب ملے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور ان باتوں کو سنو جو اللہ رب العزت نے غلوں اور پھلوں کی زکوۃ نکالنے والوں کیلئے برکت اور بہت زیادہ اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے اور صدقہ نہیں کرتے ان کیلئے جو سزا اور عذاب بیان کیا گیا ہے اسے سنو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ. فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ، مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ. لِلِاسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ. فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللهِ، لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک بار ایک مرد تھا میدان میں اس نے بادل میں ایک آواز سنی فلاں کے باغ کو سینچ دیں (اس آواز کے بعد) بادل ایک طرف چلا اور ایک پتھریلی زمین میں پانی برسایا۔ ایک نالی وہاں کی نالیوں میں سے بالکل لبالب ہوگئی سو وہ شخص برستے پانی کے پیچھے پیچھے گیا۔ ناگاہ ایک مرد کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا پانی کو اپنے پھاوڑے سے ادھر اُدھر کرتا ہے۔ سو اس نے باغ والے مرد سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلانا نام ہے، وہی نام جو بادل میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس شخص سے کہا: اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں پوچھا:؟ وہ بولا: میں نے بادل میں ایک آواز سنی جس کا یہ پانی ہے کوئی کہتا ہے فلانے کے باغ کو سینچ دے تیرا نام لے کر، سو تو اس باغ میں اللہ تعالیٰ کے احسان کی کیا شکرگزاری کرے گا؟ باغ والے نے کہا: جب کہ تو نے یہ کہا: تو اب میں البتہ دیکھتا رہوں گا اس کو جو اس باغ سے پیدا ہوگا۔ ایک تہائی اس کی خیرات کروں گا اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھائیں گے اور ایک تہائی اس باغ کی مرمت میں خرچ کروں گا۔"[1]

(حدیث سے معلوم ہوا کہ مال کا تہائی حصہ اللہ کی راہ میں صرف کرنا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق پانی برساتے ہیں ایک ہی مقام میں ایک جگہ زیادہ اور ایک جگہ کم برستا ہے)۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ [17] وَلَا يَسْتَثْنُونَ [18] فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ [19] فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ﴾

بیشک ہم نے انہیں اسی طرح آزمالیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل

---

[1] صحیح مسلم: 2984۔

اتارلیں گے[17] اور انشاء اللہ نہ کہا[18] پس اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور یہ سو ہی رہے تھے[19]
پس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔(سورۃ القلم:17-20)

ہم نے انہیں بھی آزمالیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جس باغ میں طرح طرح کے پھل میوے وغیرہ تھے، ان لوگوں نے آپس میں قسمیں کھائیں کہ صبح سے پہلے ہی پہلے رات کے وقت پھل اتارلیں گے تاکہ فقیروں مسکینوں اور سائلوں کو پتہ نہ چلے جو وہ آ کھڑے ہوں اور ہمیں ان کو بھی دینا پڑے بلکہ کل پھل اور میوے خود ہی لے آئیں گے، اپنی اس تدبیر کی کامیابی پر انہیں غرور تھا اور اس خوشی میں پھولے ہوئے تھے یہاں تک کہ اللہ کو بھی بھول گئے ان شاء اللہ تک کسی کی زبان سے نہ نکلا اس لیے ان کی یہ قسم پوری نہ ہوئی، رات ہی رات میں ان کے پہنچنے سے پہلے آسمانی آفت نے سارے باغ کو جلا کر خاکستر کر دیا ایسا ہو گیا جیسے سیاہ رات اور کٹی ہوئی کھیتی۔"

اس میں عبرت و نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو مال کا حق ادا نہیں کرتے ،زکوٰۃ نہیں دیتے تو اللہ ان کے مال کو برباد کر دیتا پھر وہ مفلس اور فقیر ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور مال کا حق ادا کر کے اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو۔

فطری عادتیں

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے انسان کو اچھی شکل وصورت میں پیدا کیا اور اسے اپنے انعامات اور تکریم کے ساتھ خاص کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو، جیسا کہ اللہ رب العزت نے تمہیں حکم دیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورة الحشر:7)

خبر دار اللہ کے رسول ﷺ کی سنت میں سے ہیکہ فطری عادتوں اور سنتوں پر عمل کرنا اسلئے کہ اس پر عمل کرنے میں انسان کیلئے خوبصورتی، طہارت و پاکی اور اچھی شکل وصورت کا اظہار کرنا ہے، اس میں کافر وفاسق لوگوں کی بری عادتوں کی مخالفت کرنا اور جانوروں، حیوانات اور درندوں کی مشابہت اختیار نہ کرنا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کترانا۔[1]

یعنی جو ان پانچ عادتوں پر عمل کرتا ہے تو وہ اس فطرت سے متصف ہے جس فطرت پر اللہ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا، اللہ نے اسے کرنے پر ابھارا ہے اور اس میں خوبصورتی، اچھی شکل وصورت کا اظہار اور جسم کو پاک وصاف رکھنا ہے۔

فطرت یعنی وہ پرانی سنت جسے تمام انبیاء نے اختیار کیا اور تمام شریعتیں اس پر متفق ہے۔

پہلی خصلت: زیر ناف بال کو کاٹنا یا اسے کسی بھی طریقے سے زائل کرنا اسلئے کہ اسکے باقی رہنے سے گندگی جمع ہو جاتی ہے۔

دوسری خصلت: ختنہ کرنا یعنی آدمی کی شرمگاہ کے اوپری حصے پر جو جلد ہوتی ہے اسے کاٹنا اسلئے کہ اگر یہ جلد باقی رہتی ہے تو اس میں گندگی اور پیشاب جمع ہو جاتی ہے، اور پاکی صحیح سے حاصل نہیں ہوتی، اور بچوں کی ختنہ کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے اسلئے کہ بچوں کی ختنہ جلدی اچھی ہو جاتی ہے۔

تیسری خصلت: مکمل مونچھیں کاٹنا۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا.

---

[1] ابن ماجہ:292۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنی مونچھوں کے بال نہ لیے (یعنی انہیں نہیں کاٹا) تو وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔[1]

اور ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے مونچھ کے دونوں کناروں کو بڑھانے اور لمبا کرنے سے منع کیا، اور اسے یہودیوں کی مشابہت اختیار کرنا کہا ہے۔

مونچھیں کاٹنے کا فائدہ یہ ہیکہ اس میں یہودیوں اور مجوسیوں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچنا، اور کھانے اور پینے کے وقت پاکیزگی حاصل کرنا ہے اسلئے کہ اگر مونچھیں لمبی ہوگی تو کھانے، پینے کی چیزیں اس سے لگ جاتی ہے اور اسکی وجہ سے گندگی ہوتی ہے، اور کبھی کبھی وہ پینے کی چیزوں میں ڈوب جاتی ہے پھر وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور کبھی کبھی ناک کی گندگی مونچھوں میں لگ جاتی ہے جس سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ"۔[2]

چوتھی خصلت: داڑھی کو لمبی کرنا، اور اسے چھوڑ دینا۔

آج بہت سے لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہیکہ وہ داڑھی اور مونچھوں کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، کچھ لوگ داڑھی کو کاٹتے اور مونچھوں کو لمبا کرتا ہے یہ رسول اکرم ﷺ کی سنت کے خلاف عمل کرنا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جسے کاٹنے کا حکم دیا اسے لمبا کرتے ہیں اور جسے لمبا کرنے کا حکم دیا اسے کاٹتے ہیں، داڑھی کو کاٹنے اور مونچھوں کو باقی رکھنے میں مشرکین کی تقلید کرنا اور انبیاء ورسولوں کی مخالفت کرنا ہے، اور شیطان نے ان کیلئے انکے برے اعمال کو مزین کر دیا ہے جسے وہ اچھا سمجھتے ہیں، بلکہ معاملہ اس حد تک بڑھ گیا ہیکہ بعض اسلامی ممالک میں داڑھی رکھنے پر نوکری سے نکال دیا جاتا ہے۔

کچھ لوگ پوری داڑھی کاٹ لیتے ہیں اور ہلکی سے چھوڑ دیتے ہیں، اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کی سنت کی مخالفت ہے، اسلئے کہ سنت یہ ہیکہ داڑھی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹا جائے لیکن شیطان جب پوری داڑھی نہیں کٹوا سکتا ہے تو وہ کچھ داڑھی کاٹنے کیلئے کہتا ہے، اسلئے کہ وہ سنت کی مخالفت کرنا چاہتا ہے چاہے وہ کسی بھی طریقے سے ہو۔

کچھ لوگ اس مصیبت میں بھی مبتلا ہیکہ وہ اپنی داڑھیوں میں کالا خضاب لگاتے ہیں، اسے کالے رنگ سے رنگتے ہیں، یہ حرام ہے اور ایسا کرنے پر بہت سخت وعید وسزا آئی ہے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آخر زمانے میں کچھ لوگ کبوتر کے سینے کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے

---

[1] ترمذی: 2761۔

[2] صحیح بخاری: 5892۔

وہ جنت کی بو تک نہ پائیں گے"۔[1]

یہ سخت وعید اور سزا اس عمل کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے، بڑھاپے کے رنگ کا کالے رنگ کے علاوہ دوسرے رنگ سے بدلنا جائز ہے جیسے سفید بالوں میں مہندی لگانا وغیرہ لیکن کالا خضاب لگانا حرام ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وَقَالَ: إِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بڑھاپے کے (سفید) بال اکھیڑنے سے منع کیا، اور فرمایا ہے: "یہ تو مسلمان کا نور ہے"۔[2]

معلوم ہوا کہ داڑھی اور سر میں جو بال سفید ہو چکے ہیں انہیں نہیں اکھاڑنا چاہیئے، اس لیے کہ یہ انسان کو غرور اور نفسانی شہوات میں مبتلا ہونے سے روکتے ہیں، کیونکہ ان سے انسان کے اندر تواضع اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔

کچھ لوگ تو دو گناہ ایک ساتھ کرتے ہیں تھوڑی سے داڑھی رکھتے ہیں اور پھر اس پر کالا خضاب لگاتے ہیں یہ لوگ دو حرام کام کرتے ہیں۔

بیشک داڑھی میں آدمی کی خوبصورتی اور اسکی ہیبت و رعب ہے اور یہ آدمی اور عورت میں فرق کرنے والی ہے، لیکن لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اندھی تقلید اور خواہشات اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں جو اس حرام کام میں مبتلا ہے اس پر واجب ہیکہ وہ اس سے توبہ کرے اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔

اور اللہ کی ہدایت کے ذریعے ہدایت حاصل کریں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾

اگر اس کا حکم مانو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ (سورۃ النور:)

پانچویں خصلت: بغل کے بال اکھاڑنا یا کاٹنا، یا کسی بھی طریقے سے اسے زائل و ختم کرنا، اسے کاٹنے کی وجہ سے گندی بد بو نہیں آتی اور گندگی و میل جمع نہیں ہوتی ہے اور انسان پریشان نہیں ہوتا ہے۔

چھٹی خصلت: ناخن کاٹنا، پیر اور ہاتھ دونوں کے ناخن کاٹنا اسے لمبا نہیں کرنا، اسلئے کہ اسے لمبا کرنے میں درندوں کی مشابہت ہے، اور ناخنوں کے نیچے گندگی و میل کچیل جمع ہو جاتی ہے جو کھاتے وقت پیٹ میں جاتی ہے اور اس سے بیماری ہوتی ہے، اور نماز کیلئے وضوء کرتے وقت پانی مکمل طور پر نہیں پہنچتا۔

کچھ عورتیں اور نوجوان اپنے ناخنوں کو لمبا کر کے کفار کی تقلید و مشابہت اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، کچھ عورتیں اپنے ناخنوں پر خوبصورتی کیلئے رنگ کی یا کیمیکل کی پالش کراتی ہے جس سے وضوء کرتے وقت پانی نہیں پہنچتا اور اس سے طہارت اور وضوء نہیں ہوتا، اسلئے کہ جسم کے ایک عضو تک پانی ہی نہیں پہنچتا تو اس پر دھیان دینا اور اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

---

[1] ابو داود: 4212۔

[2] ترمذی: 2821۔

ساتویں خصلت: مسواک کرنا، سو سے زائد احادیث میں مسواک کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس پر ابھارا گیا ہے، علماء کا اس بات پر اتفاق ہیکہ: مسواک کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

عود یا اسکے علاوہ کوئی بھی مسواک استعمال کرنا تاکہ دانتوں کا پیلا پن ختم ہو جائے اور منہ سے بدبو چلی جائے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسِواكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسواک منہ کی پاکیزگی، رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے"۔[1]

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ: اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم وجوباً دے دیتا۔[2]

ایک دوسری روایت میں ہیکہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اگر میں اپنی امت پر دشواری محسوس نہ کرتا تو ہر نماز کے وقت انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا"۔[3]

ہر وقت مسواک کرنا مستحب ہے لیکن وضوء کرتے وقت کلی کرنے سے پہلے، نماز کے وقت، قرآن کی تلاوت کے وقت، سو کر اٹھنے کے بعد اور جب بھی منہ سے بدبو آنے لگے تو اس وقت تاکید کے ساتھ مسواک کرنا ضروری ہے، ایک مسلمان کیلئے مناسب و ضروری ہیکہ ہمیشہ اس کا منہ پاک و صاف ہو اور اس سے اچھی خوشبو آئے، خاص طور پر جب وہ اپنی رب کی عبادت کرے اور اس سے مخاطب ہو، اور اس کے گھر میں داخل ہوتے وقت، رب کی رضامندی کی خاطر یہ پاکی حاصل کرنا جائز ہے اسلئے کہ عظیم لوگوں سے ملاقات کرتے وقت منہ کو پاک و صاف رکھنا ان کی تعظیم کرنا۔

عود کی لکڑی سے مسواک کرنا مستحب ہے اسلئے کہ یہ سب سے اچھی مسواک ہوتی ہے یا کھجور کی ٹہنی سے یا کسی بھی درخت کی ٹہنی سے مسواک کرنا جس سے منہ کی بدبو چلی جائے اور دانت صاف ہو جائے، مسواک کرنے کے بہت زیادہ فوائد ہے، ایک مسلمان کو مسواک کرنا نہیں چھوڑنا چاہیے،

اللہ کا فرمان: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ

---

[1] صحیح بخاری:1934۔
[2] صحیح بخاری:887۔
[3] صحیح بخاری:1934۔

الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ اس دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورۃ الروم:30)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کائنات کی ہر چیز اسکے مسخر کر دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکے احکامات پر عمل کرو اور حرام چیزوں کو چھوڑ دو، اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ کے بندو! مناسب وضروری ہیکہ شریعت نے جن چیزوں کو کاٹنے اور صاف کرنے کا حکم دیا ہے اس پر پابندی سے عمل کرو جیسے مونچھیں کاٹنا، زیرناف بال کاٹنا، بغل کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، اور اسے لمبا نہیں چھوڑا جائے اسلئے کہ اس میں نقصان اور سنت کی مخالفت ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ، وَحَلْقَ الْعَانَةِ، وَنَتْفَ الْإِبِطِ، لَا يُتْرَكُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیرناف کے بال لینے، اور بغل کے بال اکھاڑنے کا ہمارے لیے وقت مقرر فرما دیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔[1]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہیکہ اسے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا جائز نہیں ہے، افضل و بہتر ہیکہ ہر ہفتے پابندی کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے، اس طرح آدمی خوبصورت شکل وصورت میں اور سنت پر عمل کرنے والا ہوگا، اور سنت کی مخالفت کرنے سے بچا رہے گا۔

فإن خير الحديث كتاب الله.

---

[1] ترمذی:2759۔

جمعہ اور فرض نماز میں حاضر ہونے میں تاخیر کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نیکیوں کی طرف آگے بڑھنے کا حکم دیا اوراوقات اور عمر کو ضائع و برباد کرنے سے ڈرایا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کی پکار پر لبیک کہو، اللہ کا فرمان: ﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے، وہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اسے اس کو دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے ۔(سورۃ الحدید:21)

جان لو کہ وقت تیزی سے گزر رہے ہے، عمریں ختم ہو رہی ہے، جو ڈرا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو داخل ہو گیا اس نے منزل کو پالیا، بیشک اللہ کا سامان بہت مہنگا ہے، خبردار اللہ کا سامان جنت ہے، اور جنت صرف آرزو اور تمنا سے حاصل نہیں کی جاسکتی، نہ ہی حسب ونسب کے ذریعے، نہ ہی باپ دادا کے اعمال کے ذریعے اور نہ ہی مال وأولاد کے ذریعے جنت کو حاصل کیا جاسکتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَى إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ﴾

اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں سے) قریب کر دیں ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے اور وہ نڈر و بے خوف ہو کر بالا خانوں میں رہیں گے ۔(سورۃ سبا:37)

جس کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا.

جنت اس کیلئے ہے جو ایمان لایا اور نیک اعمال کئے اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور جہنم اس کیلئے ہے جس نے کفر کیا اگر چہ وہ شریف حسب ونسب والا ہی کیوں نہ ہو ۔

اللہ کے بندو! ہم دیکھتے ہیکہ ہم میں سے اکثر لوگ نیک اعمال کو کرنے میں سستی و کاہلی کرتے ہیں اور دنیا کو حاصل کرنے کیلئے بہت زیادہ محنت وکوشش کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کرنے میں کشادگی کرتے ہیں ۔

اس کی واضح مثال لوگوں کا جمعہ اور جماعت کیلئے مسجد میں حاضر ہونے کا تعلق کیسا ہے، ہم اکثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے گھر مسجد کے بازو میں ہوتے ہیں لیکن وہ مسجد میں نہیں آتے اور مسجد میں لوگ انہیں جانتے بھی نہیں، ان کے گھر مسجد کے بازو میں تو ہے لیکن ان کے دل مسجد سے دور ہے، یہ دلوں میں ایمان کی کمزوری یا ایمان نہ ہونے کی علامت ہے، اسلئے کہ مسجدوں کو نماز اور عبادت کے ذریعے آباد کرنا، بار بار مسجد کی طرف رُخ کرنا ایمان کی علامت ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾

اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ تو یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والوں سے ہوں گے۔ (سورۃ التوبۃ:18)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ، فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کا عادی ہے (یعنی برابر مسجد میں نمازیں پڑھنے جاتا ہے) تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو"۔[1]

یہ لوگ بازاروں میں گھومتے ہیں، اللہ کا رزق کھاتے ہیں لیکن مسجد کی طرف نہیں جاتے، نماز قائم کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ (سورۃ المجادلہ:19).

ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا ہے، اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطانی لشکر ہے۔ کوئی شک نہیں کہ شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے۔

ان لوگوں نے مسجد کی طرف چل کر جانے کے اجروثواب، ہر قدم پر نیکی کا ملنا اور گناہوں کی معافی سے اپنے نفس کو محروم رکھا ہے اسلئے ان کے گناہوں کا بوجھ انکی پیٹھ پر باقی ہے۔

بعض لوگ تو ایسے ہے جو مسجد کی طرف تھکے ہوئے اور سست کاہل بن کر آتے ہیں اور بہت کم وقت مسجد میں گزارتے ہیں، اور اکثر لوگ جب اقامت کی آواز سنتے ہے تو دوڑتے بھاگتے آتے ہیں اور ہانپتے رہتے ہیں، اور نماز میں ان کا دماغ ادھر اُدھر کی باتوں میں مشغول ہوتا ہے، اور وہ مسجد میں داخل ہونے کے آدابِ کی رعایت بھی نہیں کرتے، اور اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کرتے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ، وَلَا تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ تکبیر کی آواز سن لو تو نماز کے لیے (معمولی چال سے) چل پڑو۔ سکون اور وقار کو (بہر حال) پکڑے رکھو اور دوڑ کے مت آؤ۔ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو، اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کرلو۔[2]

یہ لوگ نماز میں پہلے آنے کے اجروثواب اور نماز کیلئے انتظار کرنے کی فضیلت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو نماز کیلئے انتظار کرتا ہے وہ اس مجاہد کی طرح جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور جو نماز کا انتظار کرتے رہتا وہ اسوقت تک نماز میں ہوتا ہے جب تک انتظار کرتا ہے اور فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔

---

[1]) ترمذی:3093۔

[2]) صحیح بخاری:636۔

لیکن آج مؤذن کے اذان دینے کے بعد ایک لمبا وقت گزر جاتا ہے لیکن مسجد نمازیوں سے خالی رہتی ہے اور جب اقامت کہی جاتی ہے تو پھر لوگ سست و کاہل بن کر آتے ہیں۔

اللہ کے بندو! نماز میں حاضر ہونے کیلئے تاخیر کرنا بہت زیادہ اجر و ثواب سے محروم کر دیتا ہے اور یہ نماز کیلئے سستی و کاہلی کرنے کے راستے کو ہموار کرتا ہے یہاں تک کہ یہ چیز نماز کو چھوڑنے تک لیکر چلی جاتی ہے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: تَقَدَّمُوا فَائْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ. لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ.

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پچھلی صف میں دیکھ کر فرمایا: "میرے قریب آؤ اور پہلی صف پوری کرو، پھر دوسری صف والے تمہاری پیروی کریں اور جو لوگ پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بھی ان کو پیچھے رکھے گا۔"[1]

اس حدیث میں نماز کیلئے تاخیر سے آنے کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہیکہ اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل سے دور کر دیتا ہے اور اس سے نفرت پیدا کرنے کیلئے یہ بات کافی ہیکہ نماز میں تاخیر کرنا منافق کی علامت اور انکی مشابہت اختیار کرنا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى﴾

بڑی کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں۔ (سورۃ التوبۃ: 54)

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى﴾

اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (سورۃ النساء: 142)

آج مساجد اکثر اوقات میں بند رہتی ہے بلکہ صرف نماز ادا کرنے کیلئے کھلتی ہے۔

آج مساجد شکایت کرتی ہوگی کہ بہت کم لوگ اس کی طرف رخ کرتے ہیں، اس میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں، آج مساجد نے ان لوگوں کو گم پایا ہے جو اس میں صبح و شام اللہ کی تسبیحات پڑھتے رہتے تھے، تجارت انہیں اللہ کا ذکر کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دلوں اور نظروں کو پلٹ دیا جائے گا، آج مساجد مسجد میں عبادت کرنے والے، دن و رات رکوع و سجدہ کرنے والوں کو گم پاتی ہے، پہلے کے زمانے میں یہ مساجد عبادت کی جگہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہاں پر لوگوں کو دین کی تعلیم دی جاتی تھی، یہ مدرسہ اور مسلمانوں کا پلیٹ فارم ہوتا تھا، یہاں پر ایکدوسرے سے پہچان ہوتی اور دلوں میں ایکدوسرے سے الفت و محبت پیدا ہوتی، اس سے لوگ ایمان کا نور، یقین کی قوت اور آخرت کیلئے توشہ حاصل کرتے، انکے دل مسجدوں سے لٹکے ہوئے اور اس کی طرف جھکے ہوتے تھے، یہ ان کے گھروں اور مالوں سے زیادہ انہیں محبوب اور پسندیدہ تھی، اس میں بیٹھنے سے انہیں ملل اور اکتاہٹ نہیں ہوتی تھی اگر چہ وہ بہت لمبے وقت تک بیٹھتے، اس کی طرف پیدل چل کر آنے میں وہ تھکتے نہیں تھے اگر چہ بہت دور ہی کیوں نہ رہتے ہو، وہ مسجد کی طرف چل کر آنے میں ثواب کی امید رکھتے اور اس میں اپنے وقت سے فائدہ اٹھاتے اور مسجد کی طرف جلدی آنے میں سبقت کرتے تھے۔

---

[1] صحیح مسلم: 438۔

اے مسلمانو! مسجد کے تعلق سے یہ سلف کا حال تھا اور آج تم جانتے ہو کہ لوگ مسجدوں سے کتنا دور ہو گئے ہے، مسجد میں تاخیر سے آنا اور بہت کم وقت لوگ مسجد میں بیٹھتے ہیں، آج امت بہت بڑے اجر وثواب اور خیر کثیر سے محروم ہے، لوگوں کے دلوں میں مسجد کا مقام ومرتبہ اور اسکی تاثیر بہت کم ہو چکی ہے، لوگوں کے دل سخت اور ایکدوسرے سے نفرت کرنے لگے ہیں، لوگوں کے تعلقات ٹوٹ گئے ہیں یہاں تک کہ پڑوسی، پڑوسی کو نہیں جانتا، اسکی حالت کے بارے میں اسے خبر تک نہیں ہوتی.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دل میں مساجد کا مقام ومرتبہ دوبارہ پیدا کرو، اول وقت میں مسجد جاؤ، اس میں زیادہ وقت بیٹھو اور مسجد کی طرف چل کر جانے اور اس میں بیٹھنے کی جو فضیلت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اسے سنو تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذَلِكَ أَنَّهُ: إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً، إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى، لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ، مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص وضو کرتا ہے اور اس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھ کر اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کا راستہ پکڑتا ہے اور سوا نماز کے اور کوئی دوسرا ارادہ اس کا نہیں ہوتا، تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس کے لیے برابر دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلے پر بیٹھا رہے۔ کہتے ہیں «اللهم صل عليه اللهم ارحمه» اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم کر اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو گویا تم نماز ہی میں مشغول ہو۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر مٹ جائیں) اور درجے بلند ہوں“ (جنت میں) لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سختی اور تکلیف میں وضو کا پورا کرنا (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک۔ (اس طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جائے) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی» رباط «ہے۔“[2]

عَنْ بُرَيْدَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

---

[1] صحیح بخاری:647۔

[2] ترمذی:51۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تاریکیوں میں مسجدوں کی جانب چل کر جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت سنا دو“۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہروں میں پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں اور سب سے بری جگہ اللہ کے نزدیک بازار ہیں“۔[2]

اللہ کے بندو! اللہ نے مساجد کی شان کو بہت بلند کیا ہے اور عبادت کے ذریعے اسے آباد کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان سے بہت زیادہ اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے۔

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مسلمانوں کیلئے جمعہ کے دن کو عید کا دن بنایا اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کا حکم دیا اور جمعہ کی نماز سے مشغول کر دینے والی چیز سے منع کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ (سورۃ الجمعہ: 9)

اللہ نے اس دن کو جمعہ کا نام دیا اسلئے کہ تمام مسلمان ہر ہفتے جامع مسجد میں جمع ہو کر جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں جو شہادتین کے بعد دین کا سب عظیم شعائر وعلامت ہے، اس دن میں وہ خصوصیات ہے جو ہفتے کے دوسرے دنوں میں نہیں ہے، اسی دن آسمان وزمین کی تخلیق مکمل ہوئی، اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا، اور اس دن دعاء کی قبولیت کیلئے ایک ایسی گھڑی ہیکہ اگر اس گھڑی میں دعاء کی جائے تو دعاء قبول ہوتی ہے۔

اللہ نے اس امت کیلئے اس دن کو چنا، اس سے پہلے کی امتیں اس دن سے گمراہ اور لاعلم تھی، یہود یوں نے سنیچر کے دن کو چنا اور عیسائیوں نے اتوار کے دن کو چنا اور اللہ نے اس امت کیلئے جمعہ کا دن چنا اور مومنوں کو حکم دیا کہ وہ اس دن اکٹھا ہو کر نماز ادا کرے اور جمعہ کے دن دنیا کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر اول وقت میں مسجد کی طرف جانے پر ابھارا اور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کر کے، اچھی شکل

---

[1] ابوداود: 561۔
[2] صحیح مسلم: 671۔

وصورت میں، اچھالباس پہن کر، خوشبو لگا کر مسجد آنے پر ابھارا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ. فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت مسجد میں پہنچا) اور اگر بعد میں گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسرے نمبر پر گیا تو گویا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی۔ اور جو کوئی چوتھے نمبر پر گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں نمبر پر گیا اس نے گویا انڈا اللہ کی راہ میں دیا۔ لیکن جب امام خطبہ کے لیے باہر آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔[1]

اس حدیث میں جمعہ کی نماز کیلئے اول وقت میں حاضر ہونے پر ابھارا گیا ہے بندہ اول وقت میں پہنچ کر نماز کھڑی ہونے کا انتظار کرے، قرآن کی تلاوت اور نفلی نمازوں کے ذریعے اپنے آپ کو مشغول رکھے، جو بندہ جتنی جلدی حاضر ہوگا اسکے لئے اتنا زیادہ اجر وثواب ہے، اور جمعہ کیلئے اول وقت طلوع شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے پہلے لوگ اول وقت میں جمعہ کے دن حاضر ہو جاتے تھے اور مسجدیں نماز سے پہلے ہی بھر جاتی تھی لیکن آج لوگ مسجد کے بازو میں رہتے ہوئے بھی نماز کیلئے تاخیر سے آتے ہیں جب امام خطبہ دینے کیلئے منبر پر بیٹھتے ہے تو یہ لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، یہ لوگ کتنے بڑے اجر وثواب سے محروم ہے، بلکہ کچھ لوگ تو جمعہ کی نماز کیلئے جب اقامت کہی جاتی ہے تب مسجد میں داخل ہوتے ہیں، نہ خطبہ سنتے ہیں اور نہ ذکرواذکار کرتے ہیں، جبکہ خطبہ اسلئے مشروع کیا گیا ہیکہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھائی جائے، اور انہیں نقصان دہ چیزوں سے ڈرایا جائے اور ان کی رہنمائی کی جائے یہ خطبہ مسلمانوں کیلئے ہر ہفتے کا درس اور نصیحت ہے اور ہر کسی کو اسے سننے کی ضرورت ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اور جمعہ کے دن مسجد میں اول وقت میں حاضر ہو، اور اللہ نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور سرزنش کی ہے جو جمعہ کے دن خطبہ نہیں سنتے اور دنیا حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اٹھ کر اس طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں، کہہ دے جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔ (سورۃ الجمعہ:11)

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ جو جمعہ کے دن خطبہ غور سے نہیں سنتا اور بات کرتا ہے تو وہ اس گدھے کی طرح جو بوجھ اٹھاتا ہے اور اسے

---

[1] صحیح مسلم:850۔

اس سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔

نماز کیلئے طہارت و پاکی حاصل کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو توبہ کرنے والوں اور طہارت و پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ طہارت و پاکی نماز کی چابی اور نماز کے صحیح ہونے کی سب سے عظیم شرط ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو، یا کسی سفر پر، یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے اور لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کرے اور تا کہ وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تا کہ تم شکر کرو۔ (سورۃ المائدہ:6)

اس آیت میں اللہ نے نماز کیلئے چھوٹی نجاست (یعنی پیشاب، پاخانے) سے وضوء کے ذریعے پاکی حاصل کرنے اور بڑی نجاست (جماع، احتلام) سے پورے بدن پر غسل کرنے کے ذریعے سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دیا۔

دونوں نجاست سے طہارت و پاکی، پانی کا استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے جب پانی موجود ہو اور اس کے استعمال کرنے کی قدرت واستطاعت ہو، اگر پانی موجود نہیں ہے یا پانی موجود ہے لیکن بیماری کی وجہ سے اسے استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو یا پانی بہت کم ہو جو وضوء یا غسل کیلئے کافی نہیں ہے اور پانی صرف پینے یا پکانے کیلئے ہے تو پانی کے بدلے پاک مٹی سے تیمم کرنا کافی ہوگا۔

اس آیت میں اللہ کا بندوں کے ساتھ آسانی کرنا اور ان سے تنگی کو دور کرنے کا بیان ہے اس طور پر کہ ان کیلئے پانی سے طہارت و پاکی حاصل کرنا مشروع و جائز کیا اور پانی نہ ہونے کی صورت میں، یا اسے استعمال کرنے کی قدرت نہ رکھنے کی صورت میں مٹی کا استعمال کرنا جائز کیا، بیشک اللہ تمہیں نجاست و گندگی، گناہوں اور برے اخلاق سے پاک کرنا چاہتا ہے۔

اللہ نے معذوری کی حالت میں پانی سے طہارت و پاکی حاصل کرنے کے بدلے مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی رخصت دی ہے تا کہ اللہ تم پر اپنی نعمت کو پوری کرے اور تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرے۔

تا کہ تم اس نعمت اور آسانی پر اللہ کا شکریہ ادا کرو، اسکی تعریف بیان کرو اور اسکی نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

اس آیت میں وضوء کے اعضاء کو بیان کیا گیا ہے اور وہ چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پیر ہے۔

چہرہ، دونوں ہاتھ اور پاؤں کو دھلنا واجب وفرض ہے اور پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے، اور بڑی نجاست میں جیسے جنابت میں پورے بدن کو

دھلنا واجب ہے، اور مٹی سے تیمم کرنے کی صفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیان کی گئی ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہیکہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ کو مارا جائے اور ہاتھ پر مٹی لگنے کے بعد اس کے ذریعے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کرے، پھیرے، اسی طرح اگر پاک فرش وزمین اور دیوار پر یا اسی طرح کوئی بھی پاک چیز پر مٹی اور غبار ہو تو اسکے ذریعے سے بھی تیمم جائز ہے لیکن اگر اس پر غبار یا مٹی نہ ہو تو جائز نہیں ہے، اس سے تیمم کافی نہیں ہوگا۔

اللہ کے بندو! وضوء کرنے کا طریقہ یہ ہیکہ: سب سے پہلے دل سے وضوء کی نیت کرنا (یعنی نجاست وگندگی کو دور کرنے اور اس سے طہارت و پاکی حاصل کرنے کی نیت کرنا)، پھر بسم اللہ کہنا، پھر دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھلنا، پھر تین مرتبہ کلی کرنا (یعنی منہ میں پانی ڈال کر اسے پورے منہ میں گھمانا، منہ کے آخری حصے تک گھمانا پھر تھوکنا)، پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا (یعنی ناک کے آخری حصے تک پانی چڑھا کر ناک کو صاف کرنا)، روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنے سے بچنا ضروری ہے کیونکہ اس بات کا ڈر ہوتا ہیکہ پانی حلق میں نہ چلا جائے، پھر چہرے کو دھلنا پیشانی سے لیکر ٹھوڑی تک اور ایک کان سے لیکر دوسرے کان تک، داڑھی چہرے کا ہی حصہ ہے اسکے اوپری حصے کو دھلنا واجب ہے اگرچہ داڑھی لمبی ہی کیوں نہ ہو اور اس کے اندر کا انگلیوں سے خلال کرنا مستحب ہے، پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں کے ساتھ تین مرتبہ دھلنا، پھر پورے سر کا مسح کرنا، اس طرح سے کہ دونوں ہاتھوں کو گیلا کرکے سر کے آگے کے حصے سے شروع کرکے پیچھے سر کے آخری حصے گردن تک لے جانا پھر دوبارہ آگے تک لانا، اور دونوں کان سر کا حصہ ہے اس کے اندر و باہر مسح کرنا ہے، اس طرح سے کہ پہلی دونوں انگلیوں کو کان کے اندر داخل کرنا اور دونوں انگوٹھوں کو کان کے باہر گھمانا، پھر دونوں پاؤں کو ٹخنے کے ساتھ تین مرتبہ دھلنا، وضوء کے تمام اعضاء تک پانی پہنچانا واجب ہے اگر اس میں سے کوئی بھی ذرا سا بھی چھوٹ جائے یا باقی رہ جائے اور پانی نہیں پہنچ سکے تو وضوء صحیح نہیں ہوگا،

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: "جاؤ اور اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔" وہ لوٹ گیا پھر آ کر نماز پڑھی۔[1]

اگر وضوء کے کسی اعضاء پر زخم ہو اور پانی سے نقصان ہوتا ہے تو زخم کو پانی سے بچائے اور زخم پر تیمم کرلے، اور اگر زخم پر پٹی یا پلاسٹر ہو تو اس پر پانی سے مسح کرلینا کافی ہے۔

جب دونوں پاؤں پر ٹخنے تک موزا ہو تو اس پر مسح کرلینا کافی ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کیلئے جس سفر میں قصر نماز پڑھنا جائز ہے تو اس کیلئے تین دن تین رات ہے اور زخم پر مسح کرنا جب تک پٹی یا پلاسٹر نہ کھولا جائے یا زخم اچھے ہونے تک مسح کرسکتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم:243۔

غسل جنابت کا طریقہ: سب سے پہلے غسل جنابت کی نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، پھر تین مرتبہ دونوں ہتھیلیوں کو دھلے، پھر بائیں ہاتھ سے شرمگاہ اور گندگی کو دھوئے، پھر تین مٹھی پانی پورے سر پر ڈالے تاکہ ہر بال کی جڑ گیلی ہو جائے، پھر پورے بدن پر پانی ڈالے، اور بدن کا کوئی حصہ چھوٹ نہ پائے کہ اس تک پانی نہیں پہنچا ہوا گر اس میں سے کچھ بھی باقی رہا تو طہارت و پاکی حاصل نہیں ہوگی۔

اللہ کے بندو! واللہ اعلم، وضوء میں ان اَعضاء کو دھلنے کی حکمت یہ ہیکہ انسان ان اعضاء سے جو چاہتا ہے کام کرتا ہے، انہیں اعضاء کے ذریعے وہ اللہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور اطاعت وفرمانبرداری بھی، اور سب سے زیادہ تیزی سے انسان کو اطاعت کیلئے یا معصیت کیلئے حرکت دیتے ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ بندہ جب وضوء کرتا ہے تو اللہ ہر عضو سے جو بھی گناہ ہوتا ہے اسے معاف کر دیتا ہے۔

جب اللہ نے وضوء میں ان اعضاء کو دھونے کا حکم دیا اور غسل جنابت میں پورے بدن کو دھونے کا حکم دیا تو اس کے بعد فرمایا: ﴿وَلَكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

لیکن اللہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کرے اور تاکہ وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تاکہ تم شکر کرو۔ (سورۃ المائدہ:6)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے حکمت بیان کی کہ وہ مسلمانوں کو نجاست سے اور گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہے، حدیث میں بیان ہیکہ:

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ.

آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے (یعنی وضو اچھی طرح کرے)۔[1]

یعنی وضوء کے ذریعے یہ امت تمام امتوں کے درمیان پہچانی جائے گی، اس سے ایک مسلمان کیلئے دنیا و آخرت میں وضوء کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

جب بندہ وضوء اور طہارت سے فارغ ہو جائے تو یہ دعاء پڑھنا مستحب ہے، (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)

يقال رسول الله ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - أَوْ فَيُسْبِغُ - الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو، پھر کہے: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ) یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔ کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔"[2]

ایکدوسری روایت میں یہ بھی ہیکہ:

یہ دعاء بھی پڑھے: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ

---

[1] صحیح مسلم:246۔

[2] صحیح مسلم:234۔

التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ.

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: "جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر یوں کہے: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے بھی چاہے جنت میں داخل ہو"۔[1]

وضوء کے بعد یہ دعاء پڑھنے کی حکمت یہ ہیکہ: توحید کی گواہی کے ذریعے سے باطن پاک ہوجائے اور وضوء کے ذریعے سے ظاہری بدن پاک ہوجائے۔

اللہ کے بندو! وضوء اور غسل کرنے میں پانی کا اسراف کرنے سے، بلاضرورت زیادہ پانی استعمال کرنے سے بچو، نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ آدھا لیٹر یا اس سے کچھ زیادہ پانی میں وضوء کرتے اور ڈھائی سے تین لیٹر پانی میں غسل کرتے تھے، وضوء اور غسل کرنے میں زیادہ پانی استعمال کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے، اصل مقصد طہارت و پاکی حاصل کرنا اور وضوء میں ہر وضوء کے اعضاء تک اور غسل میں جسم کے ہر اعضاء تک پانی پہنچانا مقصود ہے، اگر زیادہ پانی بہانے سے بھی طہارت و پاکی حاصل نہ ہو اور پانی ہر عضو تک نہ پہنچے تو پانی زیادہ بہانے کا کیا فائدہ، اسلئے اس بات کا دھیان رکھو۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرو اس طرح سے کہ طہارت و پاکی کے ساتھ نماز پڑھو اور اسی طرح طہارت و پاکی حاصل کرو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی اقتداء و پیروی کرو۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورة آل عمران:132)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

---

[1] ترمذی:55۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہم پر فضل و اِحسان کیا۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ پاکی آدھا ایمان ہے، نماز کیلئے وضوء اور غسل کرنا یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک امانت ہے اور قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اللہ نے مومنوں کی صفات بیان کی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴾

اور وہی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ (سورۃ المؤمنون: 8)

بعض لوگ طہارت و پاکی حاصل کرنے میں بہت سستی و کاہلی کرتے ہیں مکمل طور پر جیسا اللہ نے حکم دیا ہے ویسا نہیں کرتے، بلکہ ایک لمبی عمر تک صحیح طہارت و پاکی کے بغیر نماز پڑھتے ہیں تو ان کی نماز درست نہیں ہے، کچھ دیہاتی لوگ پانی ہونے کے باوجود تیمم کرکے نماز پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیکہ تیمم پانی کے بدلے کافی ہوگا، اللہ نے تیمم کو پانی کا بدل بنایا ہے لیکن اسوقت تک جب پانی موجود نہ ہو یا پانی استعمال کرنے سے عاجز و معذور ہو، پانی کے موجود ہوتے ہوئے اور اسکے استعمال کی قدرت رکھتے ہوئے تیمم کرکے نماز پڑھنے سے نماز صحیح نہیں ہوتی اسلئے کہ اس نے بغیر طہارت کے نماز پڑھی اور طہارت نماز کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے۔

جان لو کہ جس طرح نماز کیلئے وضوء اور غسل کے ذریعے نجاست سے پاکی حاصل کرنا واجب ہے اسی طرح کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ کا بھی نجاست و گندگی سے پاک و صاف ہونا واجب ہے، پاک بدن، پاک کپڑے اور پاک جگہ پر نماز پڑھنا واجب ہے اگر کپڑے یا جگہ پر کوئی گندگی و نجاست لگی ہو تو اسے دھلنا واجب ہے یہاں تک کہ گندگی ختم ہو جائے۔

نماز کی شرطیں

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل واحسان والا ہے، جس نے نماز قائم کرنے کو اہلِ ایمان کی سب سے عظیم صفت بنایا۔.

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو نماز قائم کرتے ہیں اور ان سے بہت زیادہ اجر وثواب اور سزا و عذاب سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا.

نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہیکہ نماز کو اس کے مقررہ وقت پر، مسجد میں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ، اسکی تمام شروط، ارکان اور واجبات کے ساتھ ادا کرنا، جو سنتیں میسر ہوا سے آسانی سے ادا کرنا، اسی لیے ہم پر ضروری ہیکہ ہم نماز کے احکام ومسائل کو جانے اسلئے کہ اس میں خلل وکمی کی وجہ سے نماز کے اجر وثواب میں بھی کمی ہوتی ہے، بعض لوگ گمان کرتے ہیکہ وہ نماز پڑھتے ہیں لیکن وہ نماز کے احکامات نہ جاننے کی وجہ سے صحیح طریقے سے نماز نہیں پڑھتے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ [4] الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾

ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے [4] جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ (سورۃ الماعون: 4-5)

اسلئے کہ وہ نمازوں کو ان کے مقررہ وقت سے تاخیر کر کے ادا کرتے ہیں، جو ظاہری طور پر تو نماز پڑھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ نماز نہیں پڑھتے، اور اس نماز پر وہ ثواب کے بدلے عذاب کے مستحق ہوتے ہیں.

اللہ کے بندو! سب سے اہم چیز جسے جاننا ہم پر واجب ہے وہ یہ ہیکہ ہم نماز کے صحیح ہونے کی شروط کو جانے اسلئے کہ اگر بغیر کسی شرعی عذر کے ایک بھی شرط نہیں پائی گئی تو نماز باطل ہو جاتی ہے اسلئے مشروط کا صحیح و درست ہونا شرط کے پائے جانے پر موقوف ہے.

علماء کہتے ہیکہ: شرط یہ ہیکہ جس کے نہ پائے جانے سے نہ پایا جانا لازم آتا ہے۔

علماء نے نماز کے صحیح ہونے کیلئے نو (9) شرطوں کو ذکر کیا ہے جسے انہوں نے کتاب وسنت سے لیا ہے:

1) اسلام یعنی نمازی کا مسلمان ہونا۔

2) عقل کا ہونا۔

(3) تمیز یعنی سمجھ بوجھ والا، اچھے اور برے کی تمیز کرنے والا ہونا۔

(4) پیشاب و پاخانے اور جنابت سے پاک ہونا۔

(5) گندگی ونجاست کو زائل کرنا۔

(6) ستر پوشی کرنا۔

(7) وقت کا داخل ہونا۔

(8) قبلہ رخ ہونا۔

(9) نیت کرنا۔

پہلی شرط: اسلام: نمازی کا مسلمان ہونا ضروری ہے اسی طرح ہر عبادت کیلئے اسلام شرط ہے، کافر کا کوئی عمل صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اس کی عبادت قبول کی جائے گی،

اللہ کا فرمان:﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا ﴾

اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں، جسے سخت پیاسا آدمی پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا۔(سورۃ النور:39)

اللہ کا فرمان:﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾

اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقینا تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائے گا۔(سورۃ الزمر:65)

دوسری شرط: عقل کا ہونا: جس کی عقل چلی جائے، جو پاگل ہو، یا کسی پر غشی طاری ہو جائے بیہوش ہو جائے، یا سویا ہوا ہو، یا نشے کی حالت میں ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے اور ان حالات میں نماز صحیح نہیں ہوتی،

نشہ کرنے والے پر توبہ واجب ہے اور اس پر حد لگائی جائے گی، اور نشے کی حالت میں اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی اسلئے کہ نشے کی وجہ سے اس کی عقل چلی گئی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قلم تین آدمیوں سے اٹھا لیا گیا ہے: سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آجائے“۔[1]

تیسری شرط: تمیز کرنا: یعنی سات سال کا بچہ جو اچھے برے میں فرق کر لیتا ہے، سمجھنے بوجھنے لگتا ہے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا، یہ اسکے لئے نفل نماز ہوگی اور جو سات سال سے کم ہے جو تمیز نہیں کر سکتا تو اسے نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ نماز بھی پڑھ لے تو اسکی نماز صحیح نہیں ہوگی،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) مارو، اور ان کے سونے کے بستر الگ کر دو“۔[2]

آج بہت سے لوگ اس سلسلے میں غفلت و سستی کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیتے اور نہ ہی نماز چھوڑنے پر انہیں

---

[1] ابو داؤد:4403۔

[2] ابو داؤد:495۔

مارتے ہیں، اس بارے میں اللہ رب العزت ان سے سوال کرے گا کہ اس امانت کو انہوں نے ضائع کر دیا۔

چوتھی شرط: طہارت و پاکی: یعنی نماز کیلئے چھوٹی نجاست (یعنی پیشاب، پاخانے) سے وضوء کے ذریعے پاکی حاصل کرنا اور بڑی نجاست (جماع، احتلام) سے پورے بدن پر غسل کرنے کے ذریعے سے پاکی حاصل کرنا اور دونوں نجاست سے طہارت و پاکی پانی کا استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے جب پانی موجود ہو اور اس کے استعمال کرنے کی قدرت و استطاعت ہو، اگر پانی موجود نہیں ہے یا پانی موجود ہے لیکن بیماری کی وجہ سے اسے استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو یا پانی بہت کم ہو جو وضوء یا غسل کیلئے کافی نہیں ہے اور پانی صرف پینے یا پکانے کیلئے ہے تو پانی کے بدلے پاک مٹی سے تیمم کرنا کافی ہوگا۔

اس کا طریقہ یہ ہیکہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ کو مارا جائے اور ہاتھ پر مٹی لگنے کے بعد اس کے ذریعے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کرے، پھیرے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر جنبی ہو تو غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو، یا کسی سفر پر، یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے اور لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کرے اور تا کہ وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تا کہ تم شکر کرو۔ (سورۃ المائدہ:6)

پانچویں شرط: نجاست وگندگی کو ختم کرنا: یعنی بدن کو، کپڑے کو اور جس جگہ نماز پڑھی جاتی ہے اس جگہ کو نجاست اور گندگی سے پاک وصاف کرنا، اسلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اپنے دونوں جوتوں کو اتار دیا جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس میں گندگی لگی ہوئی ہے، اسی طرح جس عورت کے کپڑے پر خون لگا ہوا سے دھونے کا حکم دیا اسی طرح جب دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو اس پر پانی ڈالنے کا حکم دیا۔

چھٹی شرط: ستر پوشی کرنا: ستر کہتے ہے جسم کے وہ اعضاء جس سے آدمی شرماتا ہے اور اسے کھلا رہنے کو برا سمجھتا ہے، اور اللہ نے ستر کو کھلا رکھنے کو فحش کام کہا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا﴾

اور جب وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ الأعراف:28)

مشرکین ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے ہم پیدا ہوئے ہیں اسی حالت میں طواف کریں گے۔عورتیں بھی آگے کوئی چمڑے کا ٹکڑا یا کوئی چیز رکھ لیتی تھیں اور کہتی تھیں۔

تو اللہ نے ان پر رد کرتے ہوئے انہیں ستر پوشی کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان:﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔(سورۃ الأعراف:31)

اللہ نے ہر نماز کے وقت ستر پوشی کا حکم دیا اور اسے زینت کا نام دیا، اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہیکہ جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود ستر پوشی نہ کرے اور ننگے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے.

نماز میں اور اسکے علاوہ بھی ہمیشہ ستر کو چھپانا واجب ہے اسلئے کہ شرمگاہ اور ستر کی طرف دیکھنا برائی اور فحش کام کی طرف لے جاتا ہے اور برے اخلاق اور شرم و حیاء نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے.

آج انسان اور جنوں کے شیطان ننگے پن کو ترقی اور آگے بڑھنے کا نام دیتے ہیں.

آدمی کی شرمگاہ زیرِ ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے، اسے چھپانا ضروری ہے، آدمی کیلئے مستحب ہیکہ وہ ستر پوشی کے ساتھ ساتھ اسکے اوپر اچھا لباس بھی پہنے.

اللہ نے نماز کیلئے اچھا لباس پہننے کا حکم دیا جو ستر پوشی کے علاوہ ہو، ایک مسلمان کیلئے مناسب ہیکہ وہ نماز کیلئے اچھا اور خوبصورت لباس پہنے اسلئے کہ وہ اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوگا اسی طرح اسکے لئے بدن اور کپڑے کی نظافت وصفائی سنت ہے.

آزاد عورت کیلئے نماز میں چہرے کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا اسکے لئے ستر پوشی ہے، اگر غیر محرم مرد موجود ہو تو چہرے کو بھی چھپانا ضروری ہے، عورت کیلئے مکمل بدن کو چھپانا ضروری ہے اس طرح سے کہ اسکے بدن کی جلد کا رنگ نظر نہ آئے اور نہ ہی اتنا تنگ کپڑا پہنے کہ بدن کا ہر حصہ ستر پوشی کے بعد بھی واضح ہو، ہر مسلمان مرد و عورت پر ہر وقت نماز میں، نماز سے باہر، خلوت اور تنہائی میں اور تاریکی میں ستر پوشی کرنا واجب وضروری ہے.

آج بہت سے لوگ ستر پوشی کے تعلق سے سستی و کاہلی کرتے ہیں، خاص طور پر وہ لوگ جو مختلف کھیل کود میں لگے رہتے ہیں، بہت ساری عورتیں گھروں سے نکلتے وقت، آدمیوں سے اختلاط کی وجہ سے اور کفریہ معاشرے سے متاثر ہو کر یا وہ اسلامی معاشرہ جو ننگے پن اور عریانیت کو ترقی اور تہذیب وثقافت کا نام دیتے ہیں اور ستر پوشی کو پیچھے کی طرف لوٹنا سمجھتے ہیں، یہ بنی آدم کیلئے قدیم زمانے سے شیطان کی چال اور مکر وفریب ہے،

اللہ کا فرمان:﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾

اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا، وہ دونوں سے ان

کے لباس اتارتا تھا، تاکہ دونوں کو ان کی شرم گاہیں دکھائے۔ (سورۃ الأعراف: 27)

مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ اس سلسلے میں انسانی شیاطین اور حقیقی شیاطین کے مکر و فریب سے بچے.

ساتویں شرط: نماز کا وقت ہونا: نماز کا وقت داخل ہونا،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾

یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ (سورۃ النساء: 103)

یعنی نماز مقرر اور متعین وقت میں فرض ہے اسے اسکے علاوہ وقت میں ادا کرنا صحیح نہیں ہے، جس نے نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز پڑھی تو اسکی نماز صحیح نہیں ہے، اسی طرح بغیر کسی شرعی عذر کے نماز کو اس کے مقررہ وقت سے دیر پر ادا کرنا جائز نہیں ہے.

اسی لیے اللہ نے نماز کا وقت داخل ہونے کی خبر دینے کیلئے اذان کو مشروع کیا، ظہر کی نماز کا وقت زوالِ شمس سے اور عصر کی نماز کا وقت جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے اس وقت شروع ہوتا ہے، مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے اور عشاء کی نماز کا وقت آسمان سے لالی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور فجر کی نماز کا وقت طلوعِ فجر سے شروع ہوتا ہے، یہ واضح علامات اور نشانیاں ہیں جسے ایک عام انسان اور جانکار بھی پہچان سکتا ہے، مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ اس کا اہتمام کرے اور نماز کو اس کے وقت پر ادا کرکے نماز کی حفاظت کرے، اور تمام مسلمانوں کا جماعت کے ساتھ مسجد میں مقررہ وقت پر نماز ادا کرنا اس کی حفاظت کی ضمانت ہے، یہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا سب سے بڑا فائدہ ہے جس کے تعلق سے آج لوگ بہت سستی و کاہلی کرتے ہیں.

آٹھویں شرط: قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا: اور وہ کعبہ شریف ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾

تو یقیناً ہم تجھے اس قبلے کی طرف ضرور پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے، سو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور تم جہاں بھی ہو سو اپنے چہرے اس کی طرف پھیر لو. (سورۃ البقرۃ: 144)

جو شخص کعبہ کو دیکھ رہا ہے تو اسکے لئے واجب ہیکہ وہ اپنے پورے بدن کے ذریعے کعبہ کا رخ کرے، اور جو شخص کعبہ سے قریب ہے لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ کعبہ کی طرف مکمل رخ کرنے کی کوشش کرے اور جو لوگ کعبہ سے بہت دور دنیا کے کسی بھی سمت میں ہو تو وہ لوگ کعبہ جس سمت ہے اس سمت کا رخ کرے.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان کعبہ ہے.

لیکن یہ مدینہ والوں کیلئے ہے، جو کعبہ کے شمال میں ہے، اسی طرح جو لوگ دوسری سمت میں ہے، جیسے جنوب والے شمال کا رخ کرے، مشرق والے مغرب کا رخ کرے اور مغرب والے مشرق کا رخ کرے، یہ اس امت کیلئے اللہ رب العزت کی آسانی ہیکہ تم جہاں بھی ہو سو اپنے چہرے اس کی طرف پھیر لو.

یعنی جہاں کہیں پر بھی ہو خشکی میں، سمندر میں، صحراء میں، ہوا میں تم نماز کے وقت کعبہ کا رخ کرو اگر چہ تھوڑا سا اس سمت سے ہٹ جاؤ.

بہت سی چیزوں کے ذریعے قبلہ کی سمت معلوم کی جاسکتی ہے، جیسے جو شخص قبلے کی سمت کو جانتا ہے تو اس سے سوال کرنا، ستاروں، سورج، چاند، پہاڑوں، ہوا اور ندیوں کے ذریعے قبلے کی سمت معلوم کرنا،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴾

اور علامتیں (بنائیں) اور ستاروں کے ساتھ وہ راستہ معلوم کرتے ہیں۔ (سورۃ النحل:16)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ﴾ (سورۃ الأنعام:97)

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں بھی راستہ معلوم کرسکو۔

نویں شرط: نیت کرنا: یعنی اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے مقصد سے عبادت کرنے پر عزم و ارادہ کرنا، نیت کرنا ہر عبادت کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ یقول: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى۔

آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔

نیت کرنے کی جگہ دل ہے، زبان سے بول کر نیت کرنا بدعت ہے، یہ کہنا درست نہیں ہیکہ: میں ظہر کی نماز کی نیت کرتا ہوں یا عصر کی نماز کی نیت کرتا ہوں. بلکہ آدمی جو بھی فرض یا نفل نماز پڑھنا چاہتا ہے صرف دل سے اس کی نیت کرلے کہ یہ ظہر کی نماز یا عصر کی نماز ہے، اور تکبیر تحریمہ کے وقت نیت کرنا بہتر ہے تاکہ نیت، عبادت کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تکبیر تحریمہ سے تھوڑا وقت پہلے بھی نیت کرلے تو جائز ہے.

شیطان کے وسوسے سے بچنا واجب ہے، شیطان نیت اور تکبیر تحریمہ کے تعلق سے لوگوں کو بہت وسوسے میں ڈالتا ہے کہ تو نے نیت نہیں کی، تکبیر تحریمہ نہیں کہا وغیرہ وغیرہ، اور پھر شیطان بدعت کا کام کرنے پر ابھارتا ہے اور وہ زبان سے بول کر نیت کرنا ہے، یہ سب شیطان کے وسوسے ہے،

ایک مسلمان جب وضوء کرکے مسجد کی طرف جاتا ہے اور صف میں کھڑا ہوتا ہے تو یقیناً اس نے نیت کرلی ہوتی ہے اگر چہ زبان سے نہ بولے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے صحابہ کرام سے اور نہ ہی کسی آئمہ سے ثابت ہیکہ زبان سے بلند آواز سے نیت کی جائے اس لیے کہ نیت دل کا عمل ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اگر چہ اسے زبان سے نہ بولا جائے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ﴾

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں. (سورۃ ق:16)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴾

اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، بڑے حلم والا ہے۔ (سورۃ الأحزاب:51)

اللہ کافرمان:﴿قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کر رہے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔(سورۃ الحجرات:16)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور نماز ادا کرو جس طرح اللہ نے اسے مشروع کیا ہے اور جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بیان کیا ہے، اپنے اعمال، اقوال، نیتوں میں اخلاص پیدا کرو، اسلئے کہ اللہ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو اسکے لئے خالص ہو اور سنتِ نبوی کے مطابق ہو،

اللہ کافرمان:﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔(سورۃ البقرۃ:43)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مرتے دم تک نماز کی حفاظت کرنے کا حکم دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ کچھ جگہ ایسی ہے جہاں پر نماز پڑھنا درست اور صحیح نہیں ہے،

1) قبرستان میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوائے قبرستان اور حمام (غسل خانہ) کے ساری زمین مسجد ہے۔"[1]

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا.

ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ تم قبروں کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو"۔[2]

2) اسی طرح ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جو قبر کے اوپر بنائی گئی ہو جو آج مزار کے نام سے مشہور ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم قبروں کو مسجد مت بناؤ.

3) حمامات اور بیت الخلا میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

4) اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

5) بیچ راستے میں جہاں سے لوگ آتے جاتے ہیں وہاں پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے

6) غصب اور قبضہ کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

---

[1]) ترمذی:317۔

[2]) صحیح مسلم:972۔

7) جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہ اور کوڑا کرکٹ کی جگہ پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

ان تمام جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا یعنی ان جگہوں پر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور نماز اور تمام عبادتوں کے احکام و مسائل کو سیکھو اور اسے کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق ادا کرو.

نماز کے ارکان، واجبات اور سنتوں کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور نماز کے احکام ومسائل کو سیکھو تا کہ تم اسے سنت وشریعت کے مطابق ادا کرو اور نماز میں بدعت اور منع کردہ چیزوں سے بچو، بیشک نماز انتہائی عظیم عبادت ہے جو اقوال واَفعال پر مشتمل ہے، اور ان اَفعال واَقوال کی تین اقسام ہیں، ارکان، واجبات اور سنتیں۔

ارکان یہ ہیکہ جب نمازی نماز کے ارکان میں سے کوئی بھی رکن بھول کر یا جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

واجبات یہ ہیکہ جب نمازی کوئی بھی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی واجب بھول کر چھوڑ دیتا ہے تو نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اسے سجدہ سہو کرنا واجب وضروری ہے۔

سنت یہ ہیکہ جب بندہ نمازی کوئی بھی سنت بھول کر یا جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اس کی نماز تو باطل نہیں ہوتی لیکن اس کی نماز میں کمی رہتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے پورے ارکان، واجبات اور سنتوں کے ذریعے مکمل نماز پڑھی اور کہا کہ: وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔[1] اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنہوں نے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے نماز کی صفت کو احادیث کے اندر بیان کیا گویا کہ ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں.

نماز کے ارکان چودہ (14) ہیں:

پہلا رکن: فرض نماز میں قیام کرنا، کھڑے ہونا: یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا، جو شخص کھڑے ہونے کی طاقت رکھنے کے بعد بھی بیٹھ کر فرض نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے، صحیح نہیں ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾

نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ (سورۃ البقرۃ:238)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا۔ اس لیے میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔[2]

یہ آیت اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ اگر قدرت وطاقت ہو تو کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنا واجب ہے، بالکل سیدھا کھڑے ہونا اگر

---

[1] صحیح بخاری:6008۔

[2] صحیح بخاری:1117۔

کوئی شخص اپنے سر کو بہت زیادہ جھکا دیتا ہے گویا کہ وہ رکوع کی حالت میں ہو تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے، اگر کوئی اپنے سینے کی طرف سر جھکاتا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے سر کو جھکائے ہوئے تھا تو، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اپنے سر کو اٹھا، بیشک خشوع وخضوع دل میں ہوتا ہے، گردن جھکانے میں نہیں۔

دوسرا رکن: تکبیر تحریمہ کہنا: نمازی بالکل سیدھا اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو تو کہے: اللہ اکبر یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا اور عظیم ہے، ہر نقص وعیب سے پاک ہے، تکبیر سے نماز شروع کرنے کی حکمت یہ ہیکہ بندہ اللہ کی عظمت کو یاد کرے کہ وہ اس کے سامنے کھڑا ہے جو بہت عظیم ذات ہے تو اس کے دل میں خشوع وخضوع ہوگا اور بندہ اس سے شرمائے گا، اور اسکا دل کسی دوسری چیز میں مشغول نہیں ہوگا،

اسے تکبیر تحریمہ اسلئے کہتے ہیکہ یہ نماز سے پہلے جو چیز کرنا جائز ومباح تھی جیسے بات کرنا، کھانا پینا وغیرہ اسے حرام کردیتی ہے جب نمازی اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ نماز میں داخل ہوجاتا ہے پھر اسکے لئے نماز میں ہر قول وفعل کرنا ممنوع وحرام ہوجاتا ہے جو نماز کے مخالف ہے، تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھے کے برابر اٹھانا،

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کے وقت آپ ﷺ نے رفع یدین کیا۔ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ اس وقت مونڈھوں (کندھوں) تک اٹھے۔[1]

تیسرا رکن: ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی"۔[2]

اِمام اور منفرد (جو اکیلا نماز پڑھتا ہے) پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور مقتدی کیلئے زیادہ مناسب ہیکہ سری نماز (جس میں قرأت نہیں ہوتی) سورہ فاتحہ پڑھے اور جہری نماز میں جب اِمام رکتا ہے تو تب سورہ فاتحہ پڑھے۔

چوتھا رکن: ہر رکعت میں رکوع کرنا:

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ (سورۃ الحج: 77)

رکوع کہتے ہے جھکنا یعنی اس طرح جھکنا کہ دونوں ہتھیلیاں گھٹنے پر ہو، اور پیٹھ بالکل سیدھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو نہ اٹھا ہوا ہو اور نہ ہی جھکا ہوا ہو،

وَابِصَةَ بْنَ مَعْبَدٍ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ صُبَّ

---

[1] صحیح بخاری: 736۔

[2] ترمذی: 311۔

عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ.

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب آپ رکوع کرتے تو اپنی کمر برابر رکھتے یہاں تک کہ اگر آپ کی کمر پر پانی ڈال دیا جاتا تو وہ تھم جاتا۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ، وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ بیچ میں (پیٹھ کے برابر رکھتے)۔[2]

پانچواں رکن: رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان سے بالکل سیدھا کھڑے ہونا جیسا رکوع سے پہلے کھڑے تھے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ: اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے۔[3]

چھٹا رکن: سجدہ کرنا: یعنی سات (7) اعضاء کو زمین پر رکھنا اور وہ یہ ہیں: پیشانی کے ساتھ ساتھ ناک، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے کنارے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: الْجَبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ - وَالْيَدَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعَرَ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم ہوا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا پیشانی پر اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ناک پر اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور حکم ہوا کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا۔"[4]

ان میں سے ہر عضو کو سجدے کی جگہ پر رکھنا ضروری ہے چاہے زمین پر یا قالین پر یا جائے نماز پر، اور جسم کو بہت زیادہ نہ پھیلایا جائے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں پاؤں کو بہت زیادہ پیچھے کی طرف اور سر کو بہت زیادہ آگے لیکر چلے جاتے ہیں جسکی وجہ سے آگے اور پیچھے کی صف میں موجود لوگوں کو تنگی ہوتی ہے۔ یہ حد سے تجاوز کرنا ہے اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

---

[1]) ابن ماجہ: 872۔

[2]) صحیح مسلم: 498۔

[3]) صحیح مسلم: 498۔

[4]) صحیح مسلم: 490۔

اللہ کے بندو! بیشک سجدہ کرنا نماز کا سب سے عظیم رکن ہے، بندہ مکمل طور پر اپنے رب کیلئے جھک جاتا ہے اور اپنی سب سے عظیم چیز پیشانی کو اسکے قدموں میں رکھ دیتا ہے اسلئے سجدے میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اسلئے اس حالت میں دعاء کے قبول ہونے کی امید بہت زیادہ ہوتی ہے تو اس کا بہت اہتمام کرو۔

ساتواں اور آٹھواں رکن: سجدے سے سر اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ بالکل سیدھے بیٹھ جاتے ۔[1]

نواں رکن: نماز کے تمام اَفعال میں اطمینان وسکون ضروری ہے: اس طرح سے دعاء اور ذکر واذکار کو اس کی مقدار کے برابر پڑھ سکے اور ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر چلا جائے، جو شخص سکون واطمینان کو چھوڑ دیتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ اس نے نماز نہیں پڑھی اور اسے نماز میں غلطی کرنے والے کا نام دیا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص کو نماز دہرانے، دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جو جلدی جلدی سکون واطمینان کے بغیر نماز پڑھ رہا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے کہا: دوبارہ نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔

عَنْ حُذَيْفَةَ : رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مَا صَلَّيْتَ ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ تو نے نماز ہی نہیں پڑھی ۔ ابو وائل نے کہا کہ مجھے یاد آتا ہے کہ حذیفہ نے یہ فرمایا کہ اگر تم مر گئے تو تمہاری موت محمد ﷺ کے طریق پر نہیں ہوگی ۔[2]

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جلدی کرنے کو منافقین کی صفت اور چونچ مارنا کہا ہے یعنی نماز میں جلدی کرنا ہلکا اور مختصر کرنا۔ حدیث میں ہے: انه صلى عليه وسلم نهى عن نقرة الغراب ۔ ،،کوے کے ٹھونگ مارنے کی طرح (عجلت کے ساتھ) سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔

دسواں اور گیارہواں رکن: آخری تشہد پڑھنا اور اس میں بیٹھنا:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ : إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ: التَّحِيَّاتُ لِلهِ إِلَى قَوْلِهِ الصَّالِحِينَ ، فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ ۔

---

[1] صحیح مسلم:498۔

[2] صحیح بخاری:808۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے اللہ پر، سلام ہے، سلام ہے فلاں شخص پر۔ چنانچہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے اور تمام برائیوں سے سالم و پاک وصاف ہے اس لیے تم لوگ تشہد میں یہ کلمات پڑھا کرو (اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ) اس کے بعد نمازی جو جی چاہے وہ دعا کرے۔ کیونکہ ان کلمات کے ادا کرنے سے ہر نیک بندہ کو جو زمین پر ہو یا آسمان میں ہو سلام پہنچ جاتا ہے۔"[1]

بارہواں رکن: آخری تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا:

كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے یا لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود و سلام بھیجا کریں، آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے لیکن ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: (اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.) یعنی "اے اللہ! محمد اور آل محمد پر درود بھیج جس طرح تو نے آل ابراہیم پر بھیجا ہے اور محمد اور آل محمد پر اپنی برکت نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیم پر نازل فرمائی ہے، بیشک تو لائق تعریف اور بزرگ ہے"۔[2]

تیرہواں رکن: ان ارکان میں ترتیب ضروری ہے: اسلئے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے اور اسے ترتیب سے بیان بھی کیا ہے اور لفظ (ثم) ترتیب کا تقاضا کرتا ہے۔

چودھواں رکن: دونوں طرف سلام پھیرنا: دائیں طرف " السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنا اور اسی طرح بائیں طرف بھی کہنا، یہ نماز کے ختم ہونے اور نماز سے نکلنے کی علامت ہے، اس میں نمازی کیلئے اور فرشتوں کیلئے جو نماز میں حاضر ہوتے ہیں سب کیلئے سلامتی کی دعاء ہے اور اس سے نماز سے باہر نکلنے کی نیت ہوتی ہے اور اسکے لئے وہ تمام چیزیں کرنا جائز ہو جاتی ہے جو نماز کے درمیان ممنوع تھی۔

اللہ کے بندو! تکبیر تحریمہ کے علاوہ جس نے بھی ان ارکان میں سے کسی ایک رکن کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، اگر کسی نے بھول کر کسی رکن کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کی قرأت شروع ہونے سے پہلے اسے یاد آ گیا تو وہ پہلے اس رکن کو ادا کرے پھر اس کے بعد دوسرے رکن کو یہاں تک کہ پہلی رکعت مکمل ہو جائے تو پھر دوسری شروع کرے اور اگر دوسری رکعت کی قرأت شروع ہونے کے بعد

---

[1] صحیح بخاری:6328۔
[2] صحیح بخاری:6357۔

یاد آئے تو جس رکعت کا رکن چھوٹ گیا ہے وہ رکعت باطل ہو جائے گی اور دوسری رکعت اس کی جگہ لے لی گی، پھر وہ اپنی نماز مکمل کریں گا، پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کریں گا، اگر سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے کہ اس سے کوئی رکن چھوٹ گیا ہے اور فاصلہ بہت لمبا نہ ہو تو پھر ایک رکعت مکمل پڑھیں گا، اور سجدہ سہو کرلیں گا لیکن اگر سلام پھیرنے کے بعد فاصلہ لمبا ہو گیا ہو یا اس کا وضوء ٹوٹ گیا ہو تو پھر وہ پوری نماز دوبارہ پڑھے گا.

اے مومنو! یہ ارکان نماز کی بنیاد وستون ہے، جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود ان ارکان کو ادا نہ کرے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی اور اور جو ان ارکان کو ادا کرنے سے عاجز ومعذور ہے تو وہ اپنی استطاعت اور قدرت کے مطابق نماز ادا کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: صَلِّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ .

آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔[1]

جو شخص رکوع سجدہ کرنے سے عاجز ہو تو وہ اپنے سر سے اشارہ کرے اور رکوع میں اپنا سر تھوڑا سا جھکائے اور سجدے میں اس سے زیادہ جھکائے اور جسے قرآن یاد نہیں ہو تو وہ "الله أكبر والحمد لله ولا إله إلا الله" پڑھے پھر رکوع کرے،

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ ، وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اسے پڑھو ورنہ (الحمد لله، الله أكبر اور لا إله إلا الله) کہو، پھر رکوع میں جاؤ.[2]

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ ، فَعَلِّمْنِي شَيْئًا يُجْزِئُنِي مِنَ الْقُرْآنِ ، فَقَالَ: قُلْ : سُبْحَانَ اللهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، وَاللهُ أَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا: میں قرآن کچھ بھی نہیں پڑھ سکتا، تو مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جو میرے لیے قرآن کے بدلے کافی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، وَاللهُ أَكْبَرُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ "اللہ پاک ہے اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور طاقت وقوت صرف اللہ ہی کی توفیق سے ہے" پڑھ لیا کرو۔[3]

یہ اس شخص کیلئے ہے جو قرآن نہیں سیکھ سکتا یا اسے سکھانے کیلئے کوئی موجود نہ ہوا گر بندہ قرآن سیکھ سکتا ہے اور سکھانے والا بھی موجود ہو تو پھر وہ سورہ فاتحہ اور کچھ سورتیں سیکھ لے، بیشک نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور شریعت وسنت کے مطابق نماز ادا کرو اور دین کے دوسرے ستون کو قائم کرو، نماز کے بغیر دین نہیں اور

---

[1]) صحیح بخاری:1117۔

[2]) ترمذی:302۔

[3]) نسائی:923۔

شروط، ارکان، واجبات کے بغیر نماز نہیں۔
اللہ ہمیں نفع بخش علم اور نیک عمل کرنے کی توفیق دے اور ہمیں اخلاص عطا کرے۔
اللہ کا فرمان: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾
سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔ پھر اگر تم ڈرو تو پیدل پڑھ لو یا سوار، پھر جب امن میں ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمھیں سکھایا ہے، جو تم نہیں جانتے تھے۔ (سورۃ البقرۃ: 238-239)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

دوسرا خطبہ

نماز کے واجبات اور سنتوں کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مسلمانوں پر مقررہ وقت پر نماز فرض کی..
اس سے پہلے نماز کے ارکان کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے اب نماز کے واجبات اور سنتوں کو بیان کیا جائے گا۔

نماز کے واجبات آٹھ (8) ہیں:

1) تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام تکبیرات کہنا، اسلئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے۔
2) اِمام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے "سمع الله لمن حمده" کہنا۔
3) رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہونے کے بعد اِمام اور مقتدی تمام لوگوں کا "ربنا ولك الحمد" کہنا۔
4) رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہنا۔
5) سجدے میں "سبحان ربی الأعلى" کہنا۔
6) دونوں سجدوں کے درمیان "رب اغفر لی" کہنا۔
7) پہلے تشہد کیلئے بیٹھنا۔
8) پہلے تشہد میں بیٹھنے کے بعد "التحیات..." پڑھنا۔

جس نے جان بوجھ کر ان میں سے کوئی ایک واجب چھوڑ دیا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی اور اگر بھول کر چھوڑ دے تو اس کے بدلے سجدہ سہو کرلے، ارکان اور واجبات کے علاوہ سنتوں کو جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اس میں کمی ہوتی ہے اور اس کے ذریعے پڑھنے سے نماز مکمل ہوتی ہے۔

نماز میں قولی سنتیں بہت زیادہ ہیں:

دعاء الاستفتاح (دعاء ثناء) پڑھنا، أعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا، آمین کہنا، سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت یا قرآن میں سے جو یاد ہے وہ پڑھنا، رکوع اور سجدے میں ایک سے زائد مرتبہ تسبیح پڑھنا، دونوں سجدوں کے درمیان ایک سے زائد مرتبہ "رب اغفر لی" کہنا،

آخری تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعاء پڑھنا: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.[1] پھر اس کے بعد جو چاہے دعاء کرنا۔

فعلی و عملی سنتیں بھی بہت زیادہ ہیں:

تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع کرنے اور رکوع سے اٹھنے کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا،

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھنا، سجدے کی جگہ کی طرف دیکھنا، رکوع میں دونوں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا، رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھنا، سجدے میں اپنے پیٹ کو رانوں سے، رانوں کو پنڈلیوں سے اور دونوں بازو کو پہلوؤں سے دور رکھنا اس سے چمٹا کر نہ رکھنا،

اسکے علاوہ بہت ساری قولی اور فعلی سنتیں ہیں جو (45) سے زیادہ ہیں، ان سنتوں کو ادا کرنے میں شدت سے کام لینا مناسب نہیں گویا کہ یہ فرض کی طرح ہو جائے، اسی طرح اسے ادا کرنے میں مبالغہ سے کام لینا یہاں تک کہ آدمی شرعی کیفیت سے نکل جائے تو یہ درست نہیں ہے. جیسا کہ ہم دیکھتے ہیکہ لوگ سجدہ کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں سر کو بہت زیادہ آگے اور پاؤں کو بہت زیادہ پیچھے کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

---

[1] نسائی:2065۔

نماز میں کیا کرنا جائز اور کیا نا جائز ہیں

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نماز میں خشوع وخضوع کو کامیاب مومن کی علامت بنایا اور خبر دی کہ یہی لوگ جنت کے وارث ہیں...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ نماز میں خشوع وخضوع کا ہونا نماز کی روح ہے، اسی کے ذریعے بندہ حقیقت میں نماز قائم کرتا ہے، بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے بغیر روح کے جسم، اللہ نے فلاح وکامیابی کو نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ جوڑ دیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ[1] الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾

یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی [1] جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ (سورۃ المؤمنون: 1-2)

یعنی جس کی نماز میں خشوع وخضوع نہ ہو وہ کامیاب لوگوں میں سے نہیں ہے۔

- نماز میں خشوع وخضوع کی علامت یہ ہیکہ: اعضاء وجوارح کا بالکل ساکن ہونا، حرکت نہ کرنا، دل کا حاضر ہونا، اللہ کے کلام اور اس سے دعاء کرنے سے لذت کا حاصل ہونا۔
- ایک علامت یہ بھی ہیکہ: نماز کو اسکے ارکان، واجبات اور سنتوں کے ذریعے مکمل ادا کرنا اور اسے ادا کرنے میں جلدی نہ کرنا۔
- نماز میں خشوع کی علامت یہ بھی ہیکہ: اِمام کی متابعت کرنا، نہ اس سے آگے بڑھنا اور نہ ہی اس سے پیچھے رہنا۔
- نماز میں خشوع وخضوع کی ایک علامت یہ بھی ہیکہ: نماز میں ان تمام چیزوں سے بچنا جس سے منع کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نماز میں بہت ساری چیزوں سے منع کیا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ چیزیں جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور یہ آٹھ (8) باتیں ہیں:

1) نماز میں جان بوجھ کر بات چیت کرنا ۔

2) نماز میں ہنسنا۔

3) نماز میں کھانا پینا۔

4) ستر کا کھلنا ۔

5) قبلہ سے منہ پھیر لینا، پلٹ جانا۔

6) بے فائدہ، لغو کام کرنا، کھیل کود کرنا۔

7) وضوء کا ٹوٹ جانا۔

دوسری قسم: وہ چیزیں جس سے نماز میں منع کیا گیا ہے اسے کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اسکے اجر وثواب میں کمی ہوتی ہے اور یہ بہت ساری چیزیں ہیں،

- نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ؟ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے نہایت سختی سے روکا۔ یہاں تک آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی بینائی اچک لی جائے گی۔[1]

یہ سخت وعید اور سزا جس سے بچنا ایک مسلمان کیلئے واجب ہے کہ کہیں ان کی نظریں نہ اچک لی جائی۔

- اسی طرح سامنے موجود اشیاء کو دیکھنا اور اس میں غور وفکر کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ چیز نماز سے مشغول کر دیتی ہے، کچھ لوگ اس معاملے میں بہت سستی کرتے ہیں کبھی یہاں تو کبھی وہاں دیکھتے ہیں۔

نمازی کیلئے ضروری ہیکہ وہ سجدے کی جگہ کو دیکھے، سامنے کی دیوار، اس پر بنے نقش ونقوش، اس پر لکھی ہوئی عبارتیں یا جھومبر کی طرف نہ دیکھے اور اس میں غور وفکر نہ کرے۔

- نماز میں جانوروں اور حیوانات کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، جیسے سجدہ کرتے وقت اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے، لومڑی کی طرح ادھر ادھر متوجہ نہ ہو، کتے کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے، درندوں کی طرح پھیل کر نہ بیٹھنا، کوے کے چونچ مارنے کی طرح چونچ نہ مارنا، سلام پھیرتے وقت گھوڑے کے دم اٹھانے کی طرح ہاتھ نہ اٹھانا، ان چھ (6) حیوانات کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

1) سجدہ کرتے وقت اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے بلکہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے۔[2]

2) اسی طرح لومڑی کی طرح ادھر ادھر متوجہ ہونے سے بھی منع کیا گیا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: هُوَ اخْتِلَاسٌ، يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔[3]

---

[1]) صحیح بخاری: 750۔

[2]) ابو داؤد: 840۔

[3]) صحیح بخاری: 751۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کی دو قسم بیان کی ہے:

پہلی قسم: دل کا اللہ سے غیر اللہ کی طرف پھر جانا۔

دوسری قسم: نظروں کو ادھر ادھر پھیرنا۔

جب تک بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ بھی اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب بندہ اپنے دل سے اور نظر سے متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ بھی اس سے اعراض کر لیتا ہے.

3) درندوں کی طرح بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہیکہ سجدے میں اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر پھیلانا:

جبکہ سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہیکہ: صرف دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر کان یا کندھے کے برابر رکھے اور دونوں کہنیوں کو اٹھائے رکھے اور دونوں بازو کو پہلو سے دور رکھے،

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ.

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں زمین سے اٹھا لے۔"[1]

4) دونوں سجدوں کے درمیان کتے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی اپنے دونوں پاؤں کو بچھا کر ایڑیوں پر بیٹھنا، جبکہ صحیح طریقہ یہ ہیکہ بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھنا اور دائیں پیر کو کھڑا کرنا اور انگلیوں کو قبلہ کی طرف موڑنا.

5) اسی طرح نماز میں کوّے کے چونچ مارنے کی طرح چونچ مارنے سے منع کیا گیا ہے یعنی جلدی جلدی رکوع وسجدہ کرنا، اسے مکمل اور اطمینان کے ساتھ نہ کرنا:

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عن أبو عبدالله الأشعری: رأى رجلًا لا يُتِمُّ رُكوعَهُ وينقرُ في سجودِهِ وَهوَ يصلِّي، فقال: »لو ماتَ هذا على حالِهِ هذِهِ ماتَ على غيرِ ملَّةِ محمَّدٍ [ينقرُ صلاتَهُ كما ينقرُ الغرابُ الدَّمَ] مَثلُ الَّذي لا يتمُّ رُكوعَهُ وينقرُ في سجودِهِ مثلُ الجائعِ الذي يأكُلُ التَّمرَةَ والتَّمرَتينِ لا يُغنيانِ عنهُ شيئًا.

ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہیکہ: انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں رکوع وسجدہ مکمل نہیں کر رہا تھا اور کوے کے چونچ مارنے کی طرح، تو انہوں نے کہا کہ: اگر یہ اسی حالت پر مر گیا تو وہ محمد ﷺ کی ملت پر نہیں موت پایا، اور اس کی مثال اس بھوکے کی طرح ہے جو ایک یا دو کھجور کھاتا ہے جو اسکے لئے کافی نہیں ہوتی۔[2]

بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سب سے خراب چور وہ ہے جو نماز میں سے چوری کرتا ہے،

عن أبي قتادة: أسوأُ الناسِ سَرِقةً الذي يسرقُ من صلاتِه قالوا: يا رسولَ اللهِ كيف يسرِقُ من صلاتِه؟!

---

[1]) صحیح مسلم: 494۔

[2]) صلاۃ التراویح للالبانی: 118۔

قال: لا يتِمُّ ركوعَها ولا سُجودَها أو لا يقيمُ صُلبَه في الركوع ولا في السُّجود.

ابوقتادہ کہتے ہیکہ: سب سے خراب چور وہ ہے جونماز میں سے چوری کرتا ہے،لوگوں نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول کیسے وہ اپنی نماز میں سے چوری کرتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رکوع اور سجدہ مکمل طور پر نہیں کرتا اور اس کی پیٹھ بھی سیدھی نہیں ہوتی۔[1]

6) سلام پھیرتے وقت گھوڑے کے دم اٹھانے کی طرح ہاتھ نہ اٹھانا:

- نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے سے اور انگلیوں کو پھوڑنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عن كعب بن عجرة إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ.

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور پھر مسجد کے ارادے سے نکلے تو وہ » تشبیک « نہ کرے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست نہ کرے) کیونکہ وہ نماز میں ہے"۔[2]

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ.

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نماز میں اپنی انگلیاں نہ چٹخاؤ"۔[3]

نماز میں انگلیاں چٹخانا، پھوڑنا اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں یہ شیطان کا عمل ہے، اور یہ سستی وکاہلی پر دلالت کرتا ہے، اور انگلی پھوڑنے کی آواز سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے، جبکہ نمازی کیلئے جائز ہیکہ وہ پوری نماز میں اپنا دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھے۔

- نماز میں انگڑائی لینا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے اسلئے کہ یہ سستی اور خشوع وخضوع نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔
- اسی طرح نماز میں جمائی لینا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے، اور جب جمائی آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرے اور منہ پر ہاتھ رکھ لے، کچھ لوگ جمائی کے وقت منہ کھول لیتے ہیں اور آوازیں نکالتے ہیں،

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے اس لیے کہ شیطان (مکھی یا کیڑا وغیرہ بعض وقت) اندر گھس جاتا ہے"۔[4]

---

[1] مسند احمد: 22642۔

[2] ابوداؤد: 562۔

[3] ابن ماجہ: 965۔

[4] صحیح مسلم: 2995۔

عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ.

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اس کو روکے جہاں تک ہو سکے اس لیے کہ شیطان اندر گھستا ہے۔"[1]

- نماز میں بغیر ضرورت کے بہت زیادہ حرکت کرنا؛ پیشانی کو بار بار صاف کرنا، داڑھی کو چھونا، بالوں سے الجھنا، کپڑے سیدھے کرتے رہنا، ناک میں انگلی ڈال کے اسے صاف کرنا، اسی طرح بہت ساری چیزیں جو دل کو خشوع وخضوع سے غافل کردے اور جب یہ حرکات زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے.
- نماز میں ایسی حالت میں داخل ہونا کہ ذہن منتشر ہو، کسی دوسری چیز میں مشغول ہو، جیسے کھانا تیار ہو، یا پیشاب و پاخانہ کا احساس ہو، یا بہت زیادہ گرمی اور سردی کا احساس ہونا وغیرہ جس سے نمازی کا ذہن منتشر ہو تو یہ بھی مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

أَخُو الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ : كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَجِيءَ بِطَعَامِهَا، فَقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا يُصَلَّى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ.

عبداللہ بن محمد بن ابی بکر کا بیان ہے کہ ہم لوگ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، اتنے میں آپ کا کھانا لایا گیا تو قاسم (قاسم بن محمد) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، یہ دیکھ کر وہ بولیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "کھانا موجود ہو تو نماز نہ پڑھی جائے اور نہ اس حال میں پڑھی جائے جب دونوں ناپسندیدہ چیزیں (پاخانہ و پیشاب) اسے زور سے لگے ہوئے ہوں"۔[2]

- نمازی کا ایسی چیز کے سامنے نماز پڑھنا جس پر نقش ونگار بنا ہو جو نماز سے غافل کردے،

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمِيطِي عَنِّي، فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي.

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا۔ اسے انہوں نے گھر کے ایک کنارے پر لٹکا دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ پردہ نکال ڈال، اس کی صورت اس نماز میں میرے سامنے آتی ہیں اور دل اچاٹ ہوتا ہے۔[3]

علماء نے کہا کہ: اس میں اس بات کی دلیل ہیکہ ایسی جائے نماز (چادر) پر نماز پڑھنا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے جس پر نقش ونگار بنے ہوئے ہو، مسجدوں کی تزئین کاری کرنا بھی مکروہ وناپسندیدہ عمل ہے.

- ایسی جگہ نماز پڑھنا جس میں تصویر ہو تو یہ مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے اسلئے کہ اس میں بتوں کی عبادت کرنے کی مشابہت ہے، چاہے تصاویر لٹکی ہوئی ہو یا لٹکی ہوئی نہ ہو.

---

[1] صحیح مسلم:2995۔
[2] ابوداؤد:89۔
[3] صحیح بخاری:5959۔

- نمازی کیلئے سجدے کی جگہ کو یا پیشانی پر سجدے کے اثرات کو صاف کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت اس کا سامنا کرتی ہے، لہٰذا وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے، اسے برابر نہ کرے"۔[1]

لیکن اگر سجدے کی جگہ پر ایسی چیز ہو جس سے تکلیف ہوتی ہے تو اسے صاف کرنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہیکہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی صاف کرلے۔

- اگر ضرورت ہو تو نماز میں کھنکارنا، یعنی کوئی اجازت طلب کرے اور بندہ نماز پڑھ رہا ہو تو کھنکارنا، ہلکی سے آواز نکالنا تا کہ اسے خبر دے تو جائز ہے،

قَالَ عَلِيٌّ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلَانِ، مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ، وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِي.

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے آنے کے دو وقت تھے، ایک رات میں اور ایک دن میں، جب میں رات میں آپ کے پاس آتا (اور آپ نماز وغیرہ میں مشغول ہوتے) تو آپ میرے لیے کھنکھارتے۔[2]

بعض علماء نے کہا کہ: بغیر ضرورت کے کھنکارنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

- ضرورت کے وقت تھوڑا کھانسنا جائز ہے لیکن اسے روکنے کی کوشش کرے۔

اے مسلمانو! بیشک نماز انتہائی عظیم عبادت ہے اس کا اہتمام کرنا واجب ہے اور جن چیزوں کو کرنا جائز ہے اسکا اہتمام کرنا اور جن چیزیں سے نماز میں خلل اور اسکے اجر وثواب میں کمی واقع ہو جائے تو اسے چھوڑ دینا ضروری ہے۔

اللہ کے بندو اپنے نمازوں میں اللہ سے ڈرو، بیشک بندہ جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہیکہ وہ بندے کی نماز کو خراب کرے، اسے مکمل نماز پڑھنے سے روکے، یا اسے دعاء اور ذکر واذکار کرنے سے مشغول کردے۔

اللہ کے بندو! منافقوں کی طرح نماز پڑھنے سے بچو،

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ، وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ. فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟ فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ. قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ. فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا. فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.

---

[1] ترمذی: 379۔

[2] نسائی: 1213۔

علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر ظہر پڑھ کر گئے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے پاس تھا۔ پھر جب ہم لوگ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا: تم عصر پڑھ چکے؟ ہم نے کہا: ہم تو ابھی ظہر پڑھ کر آئے ہیں تو انہوں نے کہا: عصر پڑھ لو۔ پھر جب عصر پڑھ چکے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا ہے پھر جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں ہو جاتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔"[1]

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: نماز میں منافقین کی چھ (6) صفات ہیں،

سستی و کاہلی کے ساتھ کھڑے ہونا، قیام کرنا، لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھنا، نماز میں تاخیر کرنا، کوے کی طرح چونچ مارنا (جلدی جلدی نماز پڑھنا)، بہت کم اللہ کا ذکر کرنا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پیچھے رہنا۔

اللہ کے بندو: نماز میں ان صفات سے بچو۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ [45] الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بڑی ہے مگر ان عاجزی کرنے والوں پر۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ: 45-46)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے شریعت کو بالکل آسان بنایا اور دین میں کوئی حرج اور تنگی نہیں بنایا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور نماز کے احکام و مسائل سیکھو تا کہ تم اسے سنت و شریعت کے مطابق ادا کرو، اس سے پہلے بعض ان أفعال کا ذکر کیا گیا جسے کرنے سے نماز میں منع کیا گیا ہے، اب بعض ان أفعال کو بیان کیا جائے گا جسے کرنا نماز کی حالت میں جائز و مشروع ہے۔

- نمازی کیلئے مستحب ہیکہ وہ اس کے سامنے سے گزرنے والے کو روک کے منع کرے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ نکلنے دے بلکہ اس کو دفع کرے جہاں تک ہو سکے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔"[2]

یہ اسوقت ہے جب گزرنے والا سامنے سے نکلنے کا محتاج نہ ہو لیکن جب وہ گزرنے کا محتاج اور کوئی دوسرا راستہ موجود نہ ہو تو کوئی حرج نہیں گزرنا

---

[1]) صحیح مسلم: 622۔

[2]) صحیح مسلم: 505۔

جائز ہے، مسجد حرام میں لوگوں کو نمازی کے سامنے سے گزرنے سے منع نہیں کیا جائے گا اسلئے کہ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نماز پڑھی اور لوگ آپکے سامنے سے گزرتے تھے اور سامنے کوئی سترہ بھی نہیں تھا۔

عن الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ ، وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ قَالَ سُفْيَانُ : لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ

مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا، لوگ آپ ﷺ کے سامنے سے گزر رہے تھے بیچ میں کوئی سترہ نہ تھا۔ سفیان کے الفاظ یوں ہیں: ان کے اور کعبہ کے درمیان کوئی سترہ نہ تھا۔[1]

- نمازی کیلئے نماز کی حالت میں بچھو اور سانپ کو مارنا جائز ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ : الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے نماز میں دو کالوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا: سانپ کو اور بچھو کو۔[2]

- نماز میں ضرورت کے مطابق تھوڑا سا آگے یا پیچھے ہونا جائز ہے۔
- عذاب اور جہنم کی آیات کے وقت اللہ سے پناہ مانگنا اور رحمت اور جنت کی آیات کے وقت سوال کرنا جائز ہے۔
- جب نمازی کیلئے نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے جیسے کوئی اسے گھر کے باہر سے اجازت طلب کرے، یا اِمام سے غلطی یا بھول ہو جائے یا کسی کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو اس پر تنبیہ کرنا، خبردار کرنا جائز ہے، آدمی "سبحان اللہ" کہے اور عورتیں ہلکی سی تالی بجائے،

قَالَ ﷺ لِلنَّاسِ : إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ ، وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ .

آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: "جب تمہیں نماز کے اندر کوئی بات پیش آجائے، تو مرد سبحان اللہ کہیں، اور عورتیں تالی بجائیں"۔[3]

- نمازی کیلئے کپڑا درست کرنے کی ضرورت ہو تو یہ کرنا جائز ہے، اسی طرح اگر کپڑے میں گندگی لگی ہو تو نماز کی دوران کپڑا اتارنا جائز ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں چادر کے ایک کنارے کو دوسرے کندھے پر ڈالتے، اسی طرح جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہے تو آپ نے جوتا اتار دیا۔

یہ کچھ اعمال ہے جسے ضرورت کے وقت نماز میں کرنا جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خلل اور کمی واقع نہیں ہوتی۔

---

[1]) ابوداود: 2016۔

[2]) ابن ماجہ: 1245۔

[3]) نسائی: 794۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے احکام کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں دین میں اجتماعیت اور اسکی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا اور فرقہ بندی اور اختلاف سے منع کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اسلام کے انتہائی عظیم شعائر میں سے ہے اور اس میں بہت زیادہ فوائد اور خیر وبھلائی ہے، اس کے ذریعے لوگ آپس میں ایکدوسرے کو جانتے ہیں، آپس میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور ایکدوسرے کی مدد وتعاون ہوتا ہے، اس میں دین کی قوت کا اظہار ہوتا ہے، کفار ومنافقین کو ناراض کرنا، اس سے نماز میں نشاط اور سستی وکاہلی سے سلامتی ملتی ہے، شیطان کے وسوسے سے بچنا اسلئے کہ شیطان اکیلے نماز پڑھنے والے پر غالب رہتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں سے دور رہتا ہے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اجروثواب زیادہ ہے، اس میں درجات بلند ہوتے ہیں، گناہوں کی معافی، نفاق سے برآت کا اظہار اور مومنوں کی صفات کو اپنانا ہے جو اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے اللہ کے گھروں کو آباد کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى أُولَئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾

اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ تو یہ لوگ امید ہے کہ ہدایت پانے والوں سے ہوں گے۔ (سورۃ التوبۃ: 18)

اللہ کے بندو! ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے احکام ومسائل کو جانے تاکہ صحیح طور پر وہ اس پر عمل کرسکے اور اسے اجروثواب حاصل ہو،

- نماز کیلئے جلدی مسجد جانا اور بیٹھ کر اقامت ہونے کا انتظار کرنا، آج اکثر لوگ بہت دیر سے مسجد میں آتے ہیں اور بہت زیادہ اجروثواب سے محروم ہوجاتے ہیں۔

جب اقامت کے بعد مسجد میں داخل ہو تو بالکل سکون واطمینان کے ساتھ چلے، جلدی نہ کرے اور دوڑ کر نہ آئے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ، وَلَا تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ تکبیر کی آواز سن لو تو نماز کے لیے (معمولی چال سے) چل پڑو سکون اور وقار کو (بہر حال) پکڑے رکھو اور دوڑ کے مت آؤ۔ پھر نماز کا جو حصہ ملے اسے پڑھ لو، اور جو نہ مل سکے اسے بعد میں پورا کرلو۔[1]

اکثر لوگ اس بارے میں غلطی کرتے ہیں جب اقامت کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو دوڑتے بھاگتے ہوئے آتے ہیں اور خاص طور

---

[1] صحیح بخاری: 636۔

پر جب امام رکوع کی حالت میں ہو، یہ لوگ سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور نمازیوں کے ذہن کو بھی منتشر کر دیتے ہیں مسجد کی حرمت کی بھی رعایت نہیں کرتے اور جب نماز میں داخل ہوتے ہیں تو خوب ہانپتے رہتے ہیں اور تکبیر تحریمہ بھی بھول جاتے ہیں اور سیدھا رکوع میں چلے جاتے ہیں جبکہ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے اسکے بغیر نماز شروع نہیں ہوتی اور یہ سب نماز کیلئے جلدی مسجد نہ آنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

- آدمی کا اکیلے صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نماز درست نہیں ہوتی۔

عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ، قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةً أُخْرَى، فَقَضَى الصَّلَاةَ، فَرَأَى رَجُلًا فَرْدًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، قَالَ: فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ. قَالَ: اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، لَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ.

علی بن شیبان رضی اللہ عنہ اور (وہ وفد میں سے تھے) کہتے ہیں کہ ہم سفر کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر ہم نے آپ کے پیچھے دوسری نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پوری کرنے کے بعد ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، آپ اس کے پاس ٹھہرے رہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دوبارہ نماز پڑھو، جو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔"[1]

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے صف میں نماز پڑھنا ضروری ہے، اکیلے صف میں کھڑے نہ ہو یا تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو جائے یا انتظار کرے جب کوئی آجائے تو اس کے ساتھ صف بنائے۔

- عمر دراز، بوڑھے اور اہلِ علم لوگ اِمام کے قریب ہو اور چھوٹے لوگ ان کے بعد ہو۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چاہیئے کہ تمہارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ جوان کے قریب ہیں۔ ان کے بعد وہ جوان کے قریب ہیں۔"[2]

عورتیں آدمیوں کے پیچھے صف لگائی گی وہ آدمیوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہوگی اگر چہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

- مقرر و متعین امام کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے امامت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ امام کسی کو اجازت دے، اِمام کیلئے واجب ہیکہ وہ امامت کا حق ادا کرے اور مقتدیوں پر واجب ہیکہ وہ اِمام کے حقوق کی رعایت کرے اسی طرح اِمام بھی مقتدیوں کے حقوق کی رعایت کرے، ان کو تکلیف اور تنگی میں نہ ڈالے، بہت زیادہ تاخیر سے نہ آئے، اِمام کیلئے جائز نہیں ہیکہ وہ ایسے شخص کو امامت کیلئے آگے بڑھائے جو امامت کرنے کیلئے درست نہ ہو بلکہ ایسے شخص کو آگے بڑھائے جس سے امامت کی ذمہ داری ادا ہو جائے۔

---

[1] ابن ماجہ: 1003۔

[2] ابو داؤد: 674۔

• جب مؤذن نماز کیلئے اقامت کہنا شروع کر دے یا نماز کھڑی ہو جائے تو نفلی نماز، یا تحیۃ المسجد، سنتِ مؤکدہ کو شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی بھی نماز نہیں ہوتی۔"[1]

اور جب اقامت کہی جائے اور آپ نفلی نماز پڑھ رہے ہو تو نماز کو ہلکی کر کے جلدی سے پورا کر لے، اسے ختم نہ کرے۔

• جب کوئی شخص آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے ہو تو وہ ان کے ساتھ نماز میں داخل ہو جائے چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہو چاہے قیام کی حالت میں ہو، یا رکوع کی حالت میں یا سجدے کی حالت میں یا لوگ تشہد میں بیٹھے ہوئے ہو، اگر وہ لوگوں کو رکوع کی حالت میں پاتا ہو اور وہ رکوع میں داخل ہو گیا تو صحیح قول کے مطابق اس نے رکعت کو پالیا لیکن اگر وہ رکوع کے بعد داخل ہوا تو اس نے رکعت نہیں پائی اسکے لئے یہ رکعت دہرانا ضروری ہے، کچھ لوگ رکوع کے بعد آتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں اور امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کرتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے اسی طرح کچھ لوگ آخری تشہد میں آتے ہیں اور نماز میں داخل نہیں ہوتے یہ بھی سنت کی خلاف ورزی ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا، وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز میں آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ میں چلے جاؤ اور تم اسے کچھ شمار نہ کرو، اور جس نے رکعت پالی تو اس نے نماز پالی۔"[2]

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ "

علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے اور امام جس حالت میں ہو تو وہ وہی کرے جو امام کر رہا ہو۔"[3]

• مقتدیوں پر واجب ہیکہ وہ مکمل طور پر اِمام کی اقتداء و پیروی کرے، انکے اقوال واَفعال اِمام کے اقوال واَفعال کے بعد ہو، امام سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کرے بلکہ اِمام کے پیچھے پیچھے تمام افعال کریں۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا يَخْشَى أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

---

[1] ترمذی:421۔

[2] ابوداؤد:893۔

[3] ترمذی:591۔

وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھالیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی سی صورت بنا دے۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، تو جب امام (اللہ أكبر) کہے تو تم بھی (اللہ أكبر) کہو، تم اس وقت تک (اللہ أكبر) نہ کہو جب تک کہ امام (اللہ أكبر) نہ کہہ لے، اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، تم اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک کہ وہ رکوع میں نہ چلا جائے، جب امام (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو تم (اللهم ربنا لك الحمد) کہو (مسلم کی روایت میں (وَلَكَ الْحَمْدُ) واو کے ساتھ ہے)، پھر جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، اور تم اس وقت تک سجدہ نہ کرو جب تک کہ وہ سجدہ میں نہ چلا جائے، اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔"[2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنی پیٹھ کو نہیں جھکاتے یہاں تک کہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے جاتے، جب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ امام سے پہلے رکوع وسجدہ کر رہا تھا تو اسے مارا اور کہا کہ: تم اکیلے نماز نہیں پڑھ رہے ہو بلکہ تم امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: امام سے پہلے رکوع وسجدہ کرنا حرام ہے، کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ امام سے پہلے رکوع وسجدہ کرے۔ بیشک یہ شیطان کھلواڑ کرتا ہے تاکہ بندے کی نماز خراب ہو جائے۔

- جب کوئی نماز سے پیچھے رہ جائے اور اسکی رکعت چھوٹ جائے تو وہ امام کے دوسرا سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کو مکمل کرے، کچھ لوگ بہت جلدی کرتے ہیں اور امام کے پہلا سلام پھیرنے کے بعد ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے نماز میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔
- جہری نماز میں مقتدی امام کی قرآت کو غور سے سنے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ الأعراف: 204)

جب سری نماز ہو اور مقتدی امام سے دور ہونے کی وجہ سے امام کی قرآت نہیں سن سکتا تو مقتدی بھی دل میں قرآن پڑھے بہت زیادہ آواز

---

[1] ابو داود: 623۔

[2] ابن ماجہ: 1238۔

سے نہ پڑھے کہ ارد گرد والوں کو خلل واقع ہو۔

- پہلے اگلی صف کو مکمل کرنا، صفوں کو درست کرنا اور خوب مل مل کر کھڑے ہو۔

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ، حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ . ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ : عِبَادَ اللهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ .

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرما رہے ہوتے اور یہ سلسلہ جاری رہا، تاوقتیکہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ ہم لوگ اس بات کو آپ ﷺ سے معلوم کر چکے ہیں پھر ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو کھڑے ہو گئے تھے کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے۔ اتنے میں آپ نے ایک آدمی دیکھا جس کا سینہ صف سے نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ کے بندو! تم لوگ ضرور بالضرور اپنی صفیں برابر کر لو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت ڈال دے گا۔"[1]

قَالَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : رَاصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ .

قتادہ کہتے ہیں کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی صفیں سیسہ پلائی دیوار کی طرح درست کر لو، اور انہیں ایک دوسرے کے نزدیک رکھو، اور گردنیں ایک دوسرے کے بالمقابل رکھو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میں شیاطین کو صف کے درمیان گھستے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے وہ بکری کے کالے بچے ہوں۔"[2]

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صفیں برابر رکھو کیونکہ صفوں کا برابر رکھنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔[3]

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: صفوں کو مکمل کرنا اور درست کرنا اور بیچ میں خالی جگہ کو پورا کرنا واجب ہے اور یہ ایکدوسرے سے قریب قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، ٹخنے سے ٹخنہ ملانے کا مطلب یہ نہیں ہیکہ آدمی اپنے پاؤں کو بہت زیادہ پھیلائے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور دو آدمیوں کی جگہ لے لیتے ہیں، اپنے بازو والے کو تکلیف دیتے ہیں اور دونوں پیر کو بہت زیادہ پھیلاتے ہیں یہ سنت کے خلاف عمل ہے۔

- جب اِمام سے قرآت میں غلطی ہو جائے یا بھول جائے تو مقتدی لقمہ دے سکتا ہے وہ امام کو بتا سکتا ہے، اس کی قرآت کو درست کرے اور

---

[1] صحیح مسلم:436۔
[2] نسائی:816۔
[3] صحیح بخاری:723۔

اسے یاد دلائے۔

عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيدَ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ يَحْيَى وَرُبَّمَا قَالَ - : شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللهِ تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا ۔

مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں قرآت کر رہے تھے، (یحیٰی کی روایت میں ہے کبھی مسور نے یوں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں قرآت کر رہے تھے) تو آپ ﷺ نے کچھ آیتیں چھوڑ دیں، انہیں نہیں پڑھا (نماز کے بعد) ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیتیں چھوڑ دی ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے مجھے یاد کیوں نہیں دلایا؟"۔[1]

- جب اِمام سے نماز میں غلطی ہو جائے تو مقتدی تنبیہ کرے، امام کو بتلائے، آدمی "سبحان الله" کہے اور عورتیں تالی بجائے۔

قال رسول الله ﷺ للناس: إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ، فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ، وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ.

آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: "جب تمہیں نماز کے اندر کوئی بات پیش آجائے، تو مرد سبحان اللہ کہیں، اور عورتیں تالی بجائیں"۔[2]

- اِمام پر واجب ہیکہ وہ مقتدیوں کے حقوق کی رعایت کرے۔ بہت زیادہ لمبی نماز نہ پڑھائے جس سے انہیں تکلیف ہو اور بہت زیادہ ہلکی بھی نہ پڑھائے کہ نماز میں کمی رہ جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ؛ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ ،وَالضَّعِيفَ، وَالْكَبِيرَ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ، فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے لوگ بھی ہوتے ہیں، اور جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے"۔[3]

اِمام بہت زیادہ ہلکی اور جلدی جلدی نماز نہ پڑھائے کہ ارکان اور واجبات صحیح طور پر ادا نہ کر سکے۔

اے لوگو! اپنے تمام معاملات میں اللہ سے ڈرو اور خاص طور پر نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو بیشک نماز دین کا ستون ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (سورة البقرة:43)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

---

[1] ابوداؤد:907۔

[2] نسائی:794۔

[3] نسائی:824۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہے.

اے لوگو! اللہ سے ڈرواور جان لوکہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا سب سے اہم مسئلہ نماز کو مسجد میں ادا کرنا ہے اور اللہ نے مسجد میں نماز قائم کر کے مسجد کو آباد کرنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کے ایمان کی گواہی دی ہے جو بار بار مسجد میں آتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ﴾ اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ (سورۃ التوبۃ:)

نبی کریم ﷺ نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ کیا اور انہیں منافق کہا ہے.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمَعُوا حُزَمَ الْحَطَبِ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا کہ اپنے کچھ نوجوانوں کو میں لکڑی کے گھٹر اکٹھا کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں تو کھڑی کی جائے، پھر میں ان لوگوں (کے گھروں) کو آگ لگا دوں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔"[1]

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ.

صحابہ میں سے کئی لوگوں سے مروی ہے کہ جو اذان سنے اور نماز میں نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: ان تمام حدیثوں پر غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض عین ہے مگر یہ کہ کوئی عذر ہو تو جماعت کو چھوڑنا جائز ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا دین کے سب سے بڑے شعائر میں سے ہے، اور جماعت کو ترک کرنا نماز کے اثرات کو مٹانا ہے، اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض عین ہے، اسی لیے "حی علی الصَّلَاةِ وحی علی الفلاح" کہا جاتا ہے کہ تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آؤ.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور مسجد کی طرف آؤ اور اللہ کے ذکر اور نماز سے اسے آباد کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے.

---

[1] ترمذی: 217۔

معذور لوگوں کی نماز کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے عبادت کے طریقے کو آسان کر دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تمام حالات میں اپنے دین کو لازم پکڑو بیشک وہی تمہارے لیے نجات اور تمہارا اصل مال ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ (سورۃ آل عمران: 102)

یہ اللہ کی رحمت میں سے ہیکہ اس نے دین کو بہت آسان بنایا اور اس میں کسی طرح کی کوئی سختی نہیں رکھی، یہ دین انسان کی تمام حالات کے ساتھ چل سکتا ہے، یہ دین آسانی، کشادگی، معافی کے ساتھ ساتھ تنگی کو ختم کرنے کیلئے آیا ہے، اور اسی آسانی میں سے یہ بھی ہیکہ مسافر، مریض اور خوف کی حالت میں نماز میں تخفیف کرنا ہے۔

جو شخص معذور ہو وہ اپنی استطاعت کے مطابق نماز ادا کرے، جب تک عقل باقی ہے نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے،

مریض پر لازم ہیکہ اگر وہ کھڑے ہو کر لکڑی پر ٹیک لگا کر نماز پڑھ سکتا ہے تو کوئی بات نہیں لیکن اگر مریض کھڑے ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے اسکے مرض میں اضافہ ہوگا اور وہ دیر سے صحت یاب ہوگا تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اور رکوع میں اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے تھوڑا سا سر جھکائے اور "سبحان ربی العظیم" کہے اور اگر بیٹھنے کی حالت میں سجدہ کرسکتا ہے تو اس پر سجدہ کرنا واجب ہے اور اگر سجدہ بھی نہیں کرسکتا تو اپنے سر سے اشارہ کرے اور رکوع سے تھوڑا زیادہ سر کو جھکائے اور "سبحان ربی الاعلی" کہے اور اگر مریض بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو افضل ہیکہ وہ اپنے دائیں پہلو پر نماز پڑھے، اور اگر قبلے کی طرف رُخ کرکے نماز نہیں پڑھ سکتا یا اس کے پاس کوئی موجود نہ ہو جو اسے قبلہ کی طرف متوجہ کردے اور نماز کا وقت نکل جانے کا ڈر ہو تو وہ جس سمت کی طرف اسے آسانی ہو اسی کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھے، اور اگر مریض پہلو کے بل بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو اپنی پیٹھ کے بل چت لیٹ کر اور دونوں پاؤں قبلے کی طرف کرکے اشارے سے نماز پڑھے۔

مریض کے نماز پڑھنے کی دلیل یہ ہیکہ:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا۔ اس لیے میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔[1]

اگر مریض اپنے سر سے اشارہ نہیں کرسکتا تو اپنی آنکھوں سے اشارہ کرکے نماز پڑھے اور علماء کے نزدیک یہی سب سے بہتر ہے، عوام کے نزدیک یہ بات مشہور ہیکہ: وہ اپنی انگلیوں سے یا ہاتھ سے اشارہ کرکے نماز پڑھے شریعت میں اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے اور اس سے

---

[1] صحیح بخاری: 1117۔

نماز بھی درست نہیں ہوتی اسلئے کہ ہاتھ اشارہ کرنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ چہرہ، سر اور آنکھ اشارہ کی جگہ ہے، ان تمام باتوں سے یہ واضح ہوتا ہیکہ جب تک عقل باقی ہے کسی بھی حالت میں مریض سے نماز معاف نہیں ہے وہ کسی بھی حالت میں نماز پڑھے، کچھ مریض جن کا آپریشن ہوتا ہے وہ ہاسپٹل میں اپنی چارپائیوں پر لیٹے رہتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے اور یہ دلیل دیتے ہیکہ وہ مکمل طور پر نماز نہیں پڑھ سکتے یا وہ وضوء کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یا ان کے کپڑے پر نجاست لگی ہے اور وہ اسے تبدیل نہیں کر سکتے، یا کسی بھی عذر کی بناء پر وہ نماز نہیں پڑھتے تو یقیناً وہ غلطی کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نماز ادا کرے اور جو شخص کچھ ارکان وشروط اور واجبات کو ادا کرنے سے عاجز ہے تو وہ اسے ادا نہ کرے لیکن جو ادا کر سکتا ہے اسے ادا کرے لیکن نماز کسی بھی حالت میں نہ چھوڑے۔

اگر مریض وضوء نہیں کر سکتا تو تیمم کر کے نماز پڑھے دیوار پر، زمین پر یا جہاں پر بھی مٹی اور گردوغبار موجود ہو اس پر ہاتھ مار کر تیمم کرے یا کوئی کسی بھی چیز میں تھوڑی سی مٹی لا کر رکھ دے مریض اس سے تیمم کرے، اور اگر مریض کو پانی یا مٹی نہیں ملے اور وقت نکل جانے کا ڈر ہو تو وہ بغیر وضوء کے نماز پڑھ لے اس کی نماز درست ہوگی۔

اگر مریض کے کپڑے پر نجاست وگندگی لگی ہو تو وہ اسے پانی سے دھل لے اور صاف کر لے اور اگر کپڑا بدل سکتا ہے تو اسے بدلنا واجب ہے لیکن اگر کپڑا اتارنے میں مشکل ہو یا گندگی کو دھلنا مشکل ہو اور نماز کا وقت نکلنے کا ڈر ہو تو پھر ایسے ہی نماز پڑھ لے اسکی نماز صحیح ہوگی۔

اگر وضوء کے کسی عضو پر زخم ہو یا اس پر پلاسٹر چڑھا ہوا ہو تو ہر وضوء کے وقت اس پر مسح کر لے۔

ہم پر واجب ہیکہ ہم جانے اور اپنے مریضوں کو سکھائے کہ جہاں کہیں پر بھی ہو نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا واجب ہے، کچھ مریض ایک لمبی مدت تک ہاسپٹل میں رہتے ہیں اور نماز چھوڑتے ہیں اور کہتے ہیکہ: بعد میں اس کی قضا کر لیں گے، یہ بہت بڑی غلطی ہے اور نماز کے احکام ومسائل کو نہ جاننے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔

ہاسپٹل میں مختلف وسائل کے ذریعے مریضوں کو طہارت اور نماز کے احکام ومسائل کو بتایا جائے اور مریض کیلئے دو نمازوں کو جمع کرنا ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

مسافر بھی معذور ہیں اسکے لئے نماز کو قصر کرنا (کم کرنا) جائز ہے یعنی چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا (ظہر، عصر، عشاء)، اور مغرب اور فجر کی نماز میں قصر کرنا جائز نہیں ہے

اللہ کا فرمان: ﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ ﴾

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز کچھ کم کر لو۔ (سورۃ النساء: 101)

سفر میں نماز قصر کرنے کیلئے دو باتیں ضروری ہیں:

پہلی بات: سفر کی مسافت اور دوری (80) اسی کلو میٹر ہو۔

دوسری بات: مسافر نماز کی قصر اس وقت سے شروع کریں گا جب وہ اپنے شہر یا بستی کو چھوڑ دے۔

مسافر کیلئے جب جب سفر کرے تو اسکے لئے قصر کرنا جائز ہے۔

نفلی نمازوں میں وتر کی نماز، تہجد کی نماز اور فجر کی سنت کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور اسکے علاوہ بقیہ سنتیں نہیں پڑھیں گا، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ سے سفر میں وتر اور فجر کی سنت کے علاوہ دوسری سنتیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

مسافر کیلئے دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے (ظہر وعصر اور مغرب وعشاء)۔

جب پہلی نماز کا وقت ہوگیا ہے تو سواری پر سوار ہونے سے پہلے دو نمازوں کو جمع کرلے اور اگر سوار ہونے کے بعد نماز کا وقت داخل ہوا تو پھر جمع تاخیر کرلے، جب کوئی ہوائی جہاز سے سفر کر رہا ہو تو اس کے اترنے کے بعد نماز پڑھ لے یا پھر فلائٹ میں بھی جس طرح چاہے نماز پڑھ لے ہوائی جہاز کے اترنے کا انتظار نہ کرے، جب مسافر سواری سے اتر جائے تو پھر ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے، اسلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے پورا ہونے کے بعد دو نمازوں کو جمع نہیں کیا مگر عرفہ میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء، اسی طرح بہت زیادہ بارش، سخت سردی اور آندھی طوفان کے وقت بھی دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اور ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے کیا۔

خوف کی حالت میں نماز پڑھنا جب لوگ خوف و دہشت کی وجہ سے مکمل نماز ادا نہیں کرسکتے تو وہ اپنی استطاعت کے مطابق نماز پڑھے۔

خوف و دہشت کے وقت نماز پڑھنے کی دو حالات ہیں:

پہلی حالت: جب خوف و دہشت بہت زیادہ ہو جیسے دشمن سے بھاگنے کا خوف، سیلاب کا خوف، درندوں کا خوف، اور جنگ کے میدان میں لڑائی جاری ہو تو دشمن کا خوف تو ایسی حالت لوگ اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق پیدل یا سوار ہوکر، قبلہ رخ ہوکر یا بغیر قبلے کی طرف رُخ کئے ہوئے نماز ادا کرے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ﴾

پھر اگر تم ڈرو تو پیدل پڑھ لو یا سوار۔ (سورۃ البقرۃ:239)

اِمام بغوی کہتے ہیکہ: اگر خوف کی وجہ سے تمہارے لیے کھڑے ہوکر اطمینان سے نماز پڑھنا ممکن ہو تو تم چلتے چلتے یا سواری پر نماز پڑھ لو، یہ جنگ کی حالت میں ہے کہ جب جنگ جاری ہو تو رکوع وسجدہ اشارے سے کرو، چاہے چہرہ قبلے کی طرف ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح سامنے درندہ ہو، یا سیلاب نے گھیر لیا ہو تو ایسی حالت میں بھی اشارے سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

دوسری حالت: جب خوف بہت زیادہ نہ ہو اور دشمن سامنے اور قریب ہو اور اس بات کا ڈر وخوف ہو کہ نماز کی حالت میں وہ لوگ حملہ کریں گے تو ایسی صورت میں امام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کریں گا، ایک حصہ امام کے ساتھ نماز پڑھیں گا اور دوسرا حصہ دشمن سے ان کی حفاظت کریں گا، جب ایک رکعت ہو جائے گی تو امام کھڑا رہیں گا اور جو امام کے پیچھے ہیں وہ لوگ باقی کی ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں گے پھر یہ لوگ چلے جائیں گے اور دوسرا گروہ آئیں گا پھر امام انہیں ایک رکعت پڑھا کر بیٹھا رہے گا اور باقی لوگ کھڑے ہوکر دوسری رکعت پوری کریں گے پھر امام کے ساتھ سلام پھیر دیں گے۔

خوف کی نماز کی اور دوسری صورتیں بھی احادیث میں آئی ہیں۔

اِمام اَحمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ سے خوف کے وقت نماز پڑھنے کے پانچ سے چھ طریقے ثابت ہیں اور سب صحیح ہے، اَصل مقصد لوگوں کیلئے آسانی کرنا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ [238] فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔ پھر اگر تم ڈرو تو پیدل پڑھ لو یا سوار، پھر جب امن میں ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمھیں سکھایا ہے، جو تم نہیں جانتے تھے۔ (سورۃ البقرۃ: 238-239)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں بہت ساری نعمتیں عطا کی..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسلام میں نماز کے مقام و مرتبہ کو جانو، اس سے پہلے معذور لوگوں کے نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیا گیا کہ نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے نہ بیماری کی حالت میں نہ خوف کی حالت میں اور نہ ہی سفر میں، نماز کو اسکے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے، لوگوں کو کیا ہو گیا ہیکہ لوگ صحیح سالم مسجد کے بازو میں رہتے ہوئے، جماعت کے ساتھ نماز کی آواز سنتے ہیں لیکن نماز سے پیچھے رہتے ہیں، لوگوں کو کیا ہو گیا ہیکہ نماز کو دیر سے پڑھتے ہیں جب نیند سے اُٹھتے ہیں یا کام سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھتے ہیں یاد رکھو کہ نماز اسکے مقررہ وقت پر فرض ہے.

جس نے نماز کو تاخیر سے پڑھا اس نے نماز کو ضائع کر دیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾

پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔ (سورۃ مریم: 59)

اللہ کا فرمان: ﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ [4] الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾

ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ (سورۃ الماعون: 4-5)

یہ لوگ اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے کہ وہ اپنے نفس اور اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے بچائے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، اس پر سخت دل، بہت مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم: 6)

کیابغیر نماز کے ان کا دین درست ہوسکتا ہے ہر گز نہیں۔

اے لوگو! اپنے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اسے گناہوں سے بچاؤ اور وقت مقررہ پر نماز پڑھو اور اپنے گھر والوں کو بھی گناہوں سے روکو اور نماز پڑھنے کا حکم دو۔

بیشک جب اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے تو گنہگار اور جو لوگ گناہ سے نہیں روکتے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

اور تم ایسے وبال سے بچو! کہ جو خاص کر صرف ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔(سورة الأنفال:25)

بارك الله لي ولكم

جمعہ کی نماز کے احکام ومسائل

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے جمعہ اور جماعات کو مشروع کیا تا کہ ان کو گناہوں سے پاک کرے اور ان کے درجات بلند کرے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے اس امت کو جمعہ جیسی عظیم نعمت عطا کی، اور اس دن اسلام کے سب سے عظیم شعار کو ادا کرنا مشروع و جائز کیا اور وہ جمعہ کی نماز ہے، اس نماز کے کچھ احکام ومسائل ہیں:

- اللہ رب العزت نے اس دن لوگوں کو بڑی تعداد میں جمع ہونے کا حکم دیا اور ایک ہی شہر میں جگہ جگہ جمعہ کی نماز قائم کرنے سے منع کیا مگر جب ایک ہی جگہ جمع ہونا ناممکن ہو تو دوسری جگہ بھی جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں،

بلکہ علماء نے بغیر ضرورت کے ایک سے زائد جگہ پر جمعہ کی نماز ادا کرنے کو حرام قرار دیا ہے لیکن لوگ آج اس سلسلے میں سستی کرتے ہیں، بغیر ضرورت کے جگہ جگہ جمعہ کی نماز قائم کرتے ہیں،

ہر مسلمان، عاقل، بالغ اور مقیم پر جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔

- جو لوگ جمعہ کی نماز سے پیچھے رہتے ہیں، جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے انکے لئے بہت سخت سزا اور وعید ہے، اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ، وَأَبو هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ. أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ. ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ.

سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے: اپنے منبر کی لکڑیوں پر: لوگ جمعہ کو چھوڑ دینے سے باز آجائیں، نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا کہ وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔"[1]

مسافر پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج کیلئے سفر کرتے تھے لیکن ان میں سے کسی نے جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جبکہ لوگ حج میں اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں، اگر مسافر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو اس کیلئے جائز ہے، جب مسافر چار دن سے زیادہ قیام کرنے کی نیت کرلے تو اس پر جمعہ کی نماز واجب ہے۔

- جمعہ کی نماز میں حاضر ہونے سے پہلے اچھی سی تیاری کرنا مستحب ہے یعنی غسل کرنا، خوشبو لگانا، اچھا کپڑا پہننا، شکل وصورت کو خوبصورت بنانا، مونچھیں کاٹنا اور ناخن کاٹنا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَاغْتَسَلَ الرَّجُلُ، وَغَسَلَ رَأْسَهُ، ثُمَّ تَطَيَّبَ مِنْ أَطْيَبِ طِيبِهِ، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ

---

[1] صحیح مسلم:865۔

اسْتَمَعَ لِلْإِمَامِ غُفِرَ لَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا پھر اچھی خوشبو لگایا، اور اچھا کپڑا پہن کر مسجد کی طرف نکلا اور صفوں کو کاٹتے ہوئے آگے نہیں بڑھا اور امام کے خطبہ کو غور سے سنا تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔[1]

- جمعہ کی نماز کیلئے اول وقت میں حاضر ہونا مستحب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ. فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو نہائے جمعہ کے دن جنابت سے (اس میں صاف اشارہ ہے کہ اپنی بی بی سے صحبت بھی کرے) پھر جائے یعنی اول گھڑی میں تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک گائے کی۔ اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک دنبہ کیا۔ اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا ایک مرغی کی۔ اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے ایک انڈا قربان کیا۔ پھر جب امام نکل آیا (یعنی خطبہ پڑھنے لگا) تو فرشتے (یعنی حاضری نویس جو مسجد کے دروازے پر حاضری لکھتے تھے) وہ مسجد میں حاضر ہو گئے اور خطبہ سننے لگے۔"[2]

اس حدیث میں جمعہ کی نماز کیلئے اول وقت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی گئی ہے اسلئے کہ اس میں بہت سارے فائدے ہیں جیسے پہلی صف میں جگہ ملنا، نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا حاصل ہونا، زیادہ سے زیادہ نفلی نمازیں پڑھنا، ذکر واذکار کرنا، توبہ واستغفار کرنا، دعاء کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا وغیرہ یہ سب چیزیں دیر سے آنے والے کو نہیں حاصل ہوتی، آج کے دور میں لوگ جمعہ کی نماز کیلئے جلدی مسجد میں آنے کا اہتمام بہت کم کرتے ہیں بلکہ جب اِمام داخل ہوتا ہے یا اقامت کہی جاتی اسوقت آتے ہیں یہ لوگ بہت زیادہ خیر اور اجر وثواب سے محروم ہوجاتے ہیں، اور شیطان ہی انہیں جلدی آنے سے منع کرتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ أَوِ الرَّبَائِثِ وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ.

عطاء خراسانی اپنی بیوی ام عثمان کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے کوفہ کے منبر پر علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیطان اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں جاتے ہیں اور لوگوں کو ضرورتوں وحاجتوں کی یاد دلا کر ان کو جمعہ میں

---

[1] صحیح ابن خزیمہ:1803۔

[2] صحیح مسلم:850۔

آنے سے روکتے ہیں۔[1]

• جمعہ کی نماز کیلئے شرط ہیکہ دونوں خطبہ سے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی جائے اور شہادتین کی گواہی دی جائے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے، مسلمانوں کو تقویٰ کی وصیت کرنا، وعظ ونصیحت کرنا، وقت اور حالات کے حساب سے جس چیز کی انہیں ضرورت ہے اسکی طرف رہنمائی کرنا، اس چیز کی وصیت کرنا جو انہیں اللہ سے قریب کردے اور اس چیز سے منع کرنا جو انہیں اللہ سے دور کردے اور جس کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی اور جہنم واجب ہوتی ہے اس سے منع کرنا، بہت زیادہ لمبا خطبہ نہ دینا کہ لوگ اکتا جائے اور نہ ہی بہت زیادہ چھوٹا خطبہ دینا کی لوگوں کو پوری بات سمجھ میں نہ آئے، وقت کی مناسبت سے فائدہ مند موضوع کا انتخاب کرنا اور غیر مناسب بے فائدہ موضوع اختیار کرنے سے بچنا۔

نبی کریم ﷺ جمعہ کے خطبہ کے موضوع اور اسے بیان کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ. حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ.

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی نمازیں پڑھیں، آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانے ہوتے تھے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے تھے کہ صبح شام آیا۔[2]

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمعہ کے خطبہ میں اسلام کے قواعد اور احکام ومسائل سکھاتے، خطبہ میں بہت زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے اور آپ کا خطبہ مختصر اور نماز لمبی ہوتی تھی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

رسول الله ﷺ يقول: إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ. فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے سو تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ کو چھوٹا۔[3]

خطباء پر واجب ہیکہ وہ خطبے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرے آج بہت سے خطباء جمعہ کے دن بہت لمبا خطبہ دیتے ہیں اور مناسب اور عوام کیلئے نفع بخش موضوع کا انتخاب بھی نہیں کرتے اور نماز کو بہت چھوٹا کرتے ہیں یہ سنت کی خلاف ورزی ہے۔

• جمعہ کے دن خاموش رہنا اور غور سے خطبہ سننا واجب ہے اور خطبے کے دوران بات چیت کرنا، یا ہاتھ اور پیر سے بہت زیادہ حرکت کرنا، داڑھی یا کپڑے سے کھیلنا حرام ہے اسلئے کہ یہ چیز خطبہ سننے سے مشغول کر دیتی ہے۔

عن عبدالله بن عباس: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من تكلم يومَ الجمعةِ والإمامُ يخطبُ فهو

---

[1] ابوداؤد: 1051۔
[2] صحیح مسلم: 867۔
[3] صحیح مسلم: 869۔

كالحمارِ يحملُ أسفارًا والذي يقولُ أنصتْ ليست له جمعةٌ".

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن جب اِمام خطبہ دے رہا ہو اور اس نے بات چیت کی تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو بوجھ اٹھاتا ہے اور جس نے خطبہ کے دوران کسی سے کہا کہ: خاموش رہو تو اس کا جمعہ نہیں۔[1]

اس حدیث میں جو جمعہ کے دن خطبہ کے دوران بات چیت کرتا ہے اسے گدھے سے تشبیہ دی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھاتا ہے لیکن اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا اسی طرح جو خطبہ کے دوران بات چیت کرتا وہ اجر وثواب سے محروم ہو جاتا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز میں کنکریوں کو چھوا، اس نے فضول کام کیا۔"[2]

- جو شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اور امام خطبہ دے رہا تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو ہلکی رکعت پڑھے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟! - قَالَ: لَا. قَالَ: قُمْ فَارْكَعْ.

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) آیا اور نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: "اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟"، اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اٹھ کر نماز پڑھو"۔[3]

عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَقَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: "جب کوئی آئے اور امام خطبہ پڑھنے کو صف سے نکل چکا ہو دو رکعت پڑھ لے۔"[4]

- جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھنا یا پہلی رکعت میں سورہ اعلی اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھنا مستحب ہے.
- جس نے جمعہ کی نماز امام کے ساتھ پہلی رکعت کو پالیا تو اس نے جمعہ کو پالیا اور جس نے دوسری رکعت میں امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد نماز میں داخل ہو تو اس نے جمعہ کو نہیں پایا تو وہ تکبیر تحریمہ کے وقت ظہر کی نیت کر کے نماز میں داخل ہو اور چار رکعت ظہر کی نماز پڑھے اور اگر اس نے تکبیر تحریمہ کے وقت ظہر کی نیت نہیں کی تو وہ اس کی نفلی نماز ہوگی پھر وہ دوبارہ ظہر کی نماز پڑھے۔
- جمعہ کی نماز سے پہلے کوئی محدود ومقرر سنت نہیں ہے جو شخص جمعہ کی نماز کیلئے پہلے مسجد میں آجائے تو وہ جتنی چاہے نفلی نمازیں پڑھیں، جب تک امام خطبہ کیلئے نہ داخل ہو.

---

[1] مسند احمد: 2033۔

[2] صحیح مسلم: 857۔

[3] صحیح مسلم: 875۔

[4] صحیح مسلم: 875۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب جمعہ کی نماز کیلئے مسجد میں آتے تو جتنی چاہتے نفلی نماز پڑھتے اور جمعہ کی نماز کے بعد سنت پڑھتے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ جب جمعہ کی نماز کے بعد مسجد میں سنت نماز پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور اگر گھر میں سنت پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت سنت پڑھ لے۔"[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا، وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (محمد بن صباح کی روایت میں ہے) جو شخص جمعہ کے بعد پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعتیں پڑھے، اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اور احمد بن یونس کی روایت میں یہ ہے کہ جب تم نماز جمعہ پڑھ چکو تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھو۔ سہیل کہتے ہیں: میرے والد ابو صالح نے مجھ سے کہا: میرے بیٹے! اگر تم نے مسجد میں دو رکعت پڑھ لی ہے پھر گھر آئے ہو تو (گھر پر) دو رکعت اور پڑھو۔[2]

- جمعہ کی نماز کے وقت خرید و فروخت کرنا حرام ہے دوسری اذان کے بعد مسجد کی طرف رُخ کرنا واجب ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (سورۃ الجمعہ: 9)

جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر کرنا حرام ہے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے اور زوال سے پہلے سفر کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے یہاں تک کہ جمعہ کی نماز پڑھ لے.

اللہ کے بندو! جمعہ اور جماعت کی حفاظت کرو تا کہ تم کامیاب لوگوں میں سے ہو جاؤ.

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

---

[1] صحیح مسلم: 881۔

[2] ابو داؤد: 1131۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و احسان والا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور جمعہ و جماعت کی حفاظت کرو تم اللہ کی طرف سے بہت زیادہ اجر و ثواب کو حاصل کروں گے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: پانچوں نمازیں اور جمعہ، جمعہ تک اور رمضان، رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔[1]

عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ، وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ ، فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ : خَلَقَ اللهُ فِيهِ آدَمَ ، وَأَهْبَطَ اللهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ ، وَفِيهِ تَوَفَّى اللهُ آدَمَ ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ ، مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .

ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن ہے، اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالاضحی اور عیدالفطر سے بھی زیادہ ہے، اس کی پانچ خصوصیات ہیں: اللہ تعالیٰ نے اسی دن آدم کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کو روئے زمین پہ اتارا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی، اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں جو بھی اللہ سے مانگے اللہ تعالیٰ اسے دے گا جب تک کہ حرام چیز کا سوال نہ کرے، اور اسی دن قیامت آئے گی، جمعہ کے دن ہر مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر (قیامت کے آنے سے) ڈرتے رہتے ہیں۔“[2]

تم اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں یہ مبارک دن عطا کیا اور اس میں بہت زیادہ خیر و برکت رکھی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم:233۔

[2] ابن ماجہ:1084۔

نماز کے بعد کی دعائیں اور اذ کار

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کو ہر وقت اس کا ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا خاص طور پر نماز ادا کرنے کے بعد..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ نے تمہیں بہت زیادہ ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا [41] وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ (سورۃ الأحزاب: 42)

اللہ نے خاص طور پر عبادات کو ادا کرنے کے بعد اس کا ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا،

- نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد اس کا ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ﴾

پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ (سورۃ النساء: 103)

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورۃ الجمعہ: 10)

پھر جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے (حصہ) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

- اللہ نے رمضان المبارک کے روزے مکمل کرنے کے بعد اس کا ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کر لو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔ (سورۃ البقرۃ: 185)

- حج کے ارکان مکمل کر لینے کے بعد اللہ نے اس کا ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾ (سورۃ البقرۃ: 200)

پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

یہ اس لیے کہ اللہ رب العزت جانتا ہے جو بندوں سے عبادات میں کمی ہو جاتی ہے اور انسان کو یہ احساس دلانا کہ وہ مسلسل ذکر واذ کار اور عبادات میں لگا رہے تاکہ بندہ جب عبادت سے فارغ ہو جائے تو اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس نے عبادت کو ادا کر دیا۔

فرض نمازوں کے بعد جو دعائیں اور اذ کار جائز ومشروع ہے انہیں اسی طرح ادا کیا جائے جس طرح نبی کریم ﷺ نے ادا کیا ہے نہ کہ ان بدعتی طریقے سے ذکر واذ کار کیا جائے جو صوفی لوگ کرتے ہیں۔

1) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . قَالَ الْوَلِيدُ : فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ : كَيْفَ

الْاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ.

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے: (اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ) سے اخیر تک۔ ولید نے کہا: میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیسے ہے؟ کہا: (أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ) کہتے یعنی "میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔"[1]

2) كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا سَلَّمَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ کہا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ". "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے دیا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو نے روک دیا اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار اور نصیبہ ور (کو تیری بارگاہ میں) اس کا مال نفع نہیں پہنچا سکتا۔" اور شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا کہ میں نے مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا۔[2]

3) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ.

ابو الزبیر نے کہا: سیدنا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت پڑھتے: (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ) "کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت، نہ عبادت کرنے کی قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے، نہیں کوئی معبود لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور نہیں پوجتے ہم مگر اسی کو، اس کا ہے سب احسان اور اسی کو سب بزرگی اور اسی کے لئے سب تعریف اچھی، نہیں ہے کوئی معبود عبادت کے لائق مگر اللہ، ہم صرف اسی کی عبادت کرنے والے

---

[1] صحیح مسلم: 591۔

[2] صحیح بخاری: 6330۔

ہیں اگرچہ کافر برا مانیں۔“ اور کہا: راوی سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہی پڑھا کرتے۔

4) عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ يَوْمَهُ ذَلِكَ كُلَّهُ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ، وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا الشِّرْكَ بِاللهِ.

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز فجر کے بعد جب کہ وہ پیر موڑے (دوزانوں) بیٹھا ہوا ہو اور کوئی بات بھی نہ کی ہو: (لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) دس مرتبہ پڑھے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کے لیے دس درجے بلند کئے جائیں گے اور وہ اس دن پورے دن بھر ہر طرح کی مکروہ و ناپسندیدہ چیز سے محفوظ رہے گا، اور شیطان کے زیر اثر نہ آپانے کے لیے اس کی نگہبانی کی جائے گی، اور کوئی گناہ اسے اس دن سوائے شرک باللہ کے ہلاکت سے دو چار نہ کر سکے گا۔[۲]

اور اس دعاء کو مغرب کی نماز کے بعد بھی دس مرتبہ کہنا ثابت ہے۔

5) فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ "اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ" پڑھنا،

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا، وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذَلِكَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا.

مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چپکے سے ان سے کہا: جب تم مغرب سے فارغ ہو جاؤ تو سات مرتبہ کہو »اللهم أجرني من النار« ”اے اللہ مجھے جہنم سے بچالے“ اگر تم نے یہ دعا پڑھ لی اور اسی رات میں تمہارا انتقال ہو گیا، تو تمہارے لیے جہنم سے پناہ لکھ دی جائے گی، اور جب تم فجر پڑھ کر فارغ ہو اور ایسے ہی (یعنی سات مرتبہ "اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ") کہو اور پھر اسی دن میں تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہارے لیے جہنم سے پناہ لکھ دی جائے گی۔[۳]

6) ہر نماز کے 33 مرتبہ "سبحان الله"، 33 مرتبہ "الحمد لله"، 33 مرتبہ "الله اكبر" اور ایک مرتبہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ. وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا

---

[۱] صحیح مسلم: 594۔

[۲] ترمذی: 3474۔

[۳] ابوداؤد: 5079۔

شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر تینتیس ۳۳ بار کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سینکڑا یوں کرے کہ ایک بار (لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) پڑھے یعنی "کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ، اکیلا ہے وہ، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کیلئے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے" تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بے حد) ہوں۔[1]

7) پھر آیت الکرسی، قل هو الله أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس پڑھنا۔

عن أبي أمامة الباهلي: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ آيةَ الكرسيّ دُبُرَ كلِّ صلاةٍ لم يمنعه من دخولِ الجنَّةِ إلَّا أن يموتَ".

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسکو سوائے موت کے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی (یعنی اگر اسکی موت ہو جائے تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا)۔[2]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ الْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا: میں ہر نماز کے بعد معوذتین قل أعوذ برب الفلق» اور قل أعوذ برب الناس« پڑھا کروں۔[3]

☆ جب ہم سلام پھیرے تو تین مرتبہ "استغفر اللہ" کہے۔

☆ پھر اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْكَ السَّلاَمُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ۔

☆ پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ". پڑھے یعنی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دیں گی بلکہ نیک اعمال اسے فائدہ پہنچائے گے۔

- ☆ پھر (لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَلاَ نَعْبُدُ إِلاَّ إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ)" پڑھے۔
- ☆ پھر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر تینتیس ۳۳ بار کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سینکڑا یوں کرے کہ

---

[1] صحیح مسلم: 597۔
[2] معجم طبرانی کبیر: 7532۔
[3] نسائی: 1337۔

ایک بار (لَآ إِلَٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) پڑھے.

- ☆ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد دس مرتبہ "لَآ إِلَٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھے.
- ☆ سات مرتبہ کہو "اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ" پڑھے۔
- ☆ پھر جب ترتیب کے ساتھ ان اذکار سے فارغ ہو جائے تو پھر" آیت الکرسی، قل هو الله أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس" پڑھے۔
- ☆ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد "قل هو الله أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس" تین تین مرتبہ پڑھے.

نماز کے بعد بلند آواز سے تسبیح تحمید، تکبیر اور تھلیل کہنا مستحب ہے، لیکن اجتماعی آواز نہ ہو ہر کوئی اکیلا آواز بلند کرے، اور انگلیوں پر "سبحان الله" و "الحمد لله" اور "الله اکبر" کو گنے اور شمار کرے اسلئے کہ قیامت کے دن انگلیوں سے پوچھا جائے گا.

ذکر و اذکار کو گننے کیلئے تسبیحات کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن یہ عقیدہ رکھے کہ اس کی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے، علماء نے کہا کہ: جس نے اس کی فضیلت کا عقیدہ رکھا تو اس نے اسے بدعت بنالیا، جیسا کہ بعض صوفی لوگ کرتے ہیں ان تسبیحات کو اپنی گردنوں میں یا ہاتھوں میں کنگن کی طرح لپیٹ لیتے ہیں اس میں ریاکاری اور تکلف ہے۔

ان اذکار سے فارغ ہونے کے بعد چپکے چپکے سے جو چاہے دعاء کرے اسلئے کہ ان اذکار کے بعد دعاء کے قبول ہونے کی امید زیادہ ہوتی ہے، فرض نمازوں کے بعد دعاء کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے جیسا کہ کچھ لوگ کرتے ہیں اور کبھی کبھی نفل نمازوں کے بعد بھی ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے ہیں، بلند آواز سے دعاء نہ کرے بلکہ چپکے چپکے، دھیمی آواز سے دعاء کرے، کچھ ملکوں میں لوگ فرض نمازوں کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بلند آواز سے دعاء کرتے ہیں، اِمام دعاء کرتا ہے اور حاضرین ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے ہیں یہ بدعت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی نماز کے بعد اس طرح سے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دعاء کرنا ثابت نہیں ہے اور نہ ہی کسی ائمہ کرام سے ثابت ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: اور اس تعلق سے اِمام شافعی کے بارے میں جو ذکر کیا جاتا ہے وہ سب غلط ہے اور جو چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے.

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورۃ الحشر:7)

اللہ کا فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴾

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔(سورۃ الأحزاب:21)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

فرض نمازوں کے ساتھ سنتِ رواتب کا اہتمام کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرکے اور گناہوں کو چھوڑ کر کے نیکیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا

....

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور بہت زیادہ نیکیاں کرو اور گناہوں سے توبہ کرو اور نمازوں کی حفاظت کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ﴾

اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ (سورة هود:114)

جان لو کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ سنتِ رواتب کو بھی جائز کیا ہے جسے "سنتِ مؤکدہ" بھی کہتے ہیں اسے چھوڑنا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے جو شخص مسلسل سنتوں کو چھوڑتا ہے پڑھتا نہیں ہے تو اس کی عدالت وصداقت ختم ہوجاتی ہے اور اسکی شہادت گواہی قبول نہیں کی جائے گی اسلئے کہ یہ دین کی کمی پر دلالت کرتا ہے، تو تم ان سنتوں کی حفاظت کرو، ان کی تعداد دس (10) یا بارہ (12) رکعات ہیں، ظہر سے پہلے صحیح قول کے مطابق چار رکعت اور ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب اور عشاء کے بعد دو رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، كَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے نبی کریم ﷺ سے دس رکعت سنتیں یاد ہیں۔ دو رکعت سنت ظہر سے پہلے، دو رکعت سنت ظہر کے بعد، دو رکعت سنت مغرب کے بعد اپنے گھر میں، دو رکعت سنت عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت سنت صبح کی نماز سے پہلے اور یہ وہ وقت ہوتا تھا جب آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔[2]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ.

---

[1] صحیح بخاری:1180۔

[2] صحیح بخاری:1169۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت سنت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت نماز پڑھنی نہیں چھوڑتے تھے۔[1]

جس کی فجر کی نماز سے پہلے کی سنت چھوٹ جائے تو وہ اسے سورج طلوع ہونے کے پڑھے اور فجر کی نماز کے بعد بھی پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[1] صحیح بخاری:1182۔

نفلی نمازوں کی فضیلت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے فرض اور نفل نیک اعمال کے ذریعے آخرت کے گھر کے لیے ذخیرہ اندوزی کرنے کا حکم دیا اور دنیا میں مشغول ہو کر دین سے اعراض اور غفلت سے منع کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے فرائض کو ادا کرنے کی حفاظت کرو، فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بھی ادا کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾

اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدردان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:158)

﴿وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا﴾ یعنی جو شخص فرض نماز، صدقات، روزے اور فرض حج کے ساتھ ساتھ نفلی نماز، صدقات، روزے اور حج بھی ادا کرتے ہیں۔

(التطوع) یعنی فرض عبادات کے علاوہ نفلی عبادات بھی ادا کرنا۔

﴿فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ یعنی اللہ اپنے بندوں کی اطاعت و فرمانبرداری پر شکر ادا کرتا ہے اور انہیں تھوڑے سے عمل کا بہت زیادہ بدلہ دیتا ہے، اور ان کے چھوٹے بڑے ہر عمل کے اجر و ثواب کو جانتا ہے، اور وہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

حدیث قدسی میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔[1]

نفلی عبادات کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا بندے کیلئے اللہ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ وسیلہ ہے، قیامت کے دن اللہ نفلی نمازوں کے ذریعے فرض عبادات میں جو کمی رہ جائے گی اللہ اسے پوری کریں گا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ۔

---

[1] صحیح بخاری:6502۔

ابو ہریرہ کہتے ہیکہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہوگیا، اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ ناکام اور نامراد رہا، اور اگر اس کی فرض نمازوں میں کوئی کمی ہوگی تو رب تعالی (فرشتوں سے) فرمائے گا: دیکھو، میرے اس بندے کے پاس کوئی نفل نماز ہے؟ چنانچہ فرض نماز کی کمی کی تلافی اس نفل سے کردی جائے گی، پھر اسی انداز سے سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔"[1]

فرض عبادات نفلی عبادات سے أفضل واکمل ہے اور ان کا اجر وثواب بھی بہت زیادہ ہیں۔

نفلی عبادات کی دو قسم ہیں:

پہلی قسم: جو مستقل نفلی عبادت ہے جیسے نفلی نماز، صدقات، روزے اور حج کرنا۔

دوسری قسم: وہ نفلی عبادات جو فرض عبادات کے تابع ہے تو بندے کو ان نفلی عبادات کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ فرائض کو مکمل کرنے والی ہے۔

- جب قیامت کے دن پنج وقتہ نمازوں کا حساب سب سے پہلے ہوگا تو بندے پر واجب ہیکہ وہ ان کی حفاظت کرے اور ساتھ ہی ساتھ سنتِ رواتب (سنتِ مؤکدہ) کا بھی اہتمام کرے، اور وہ دس یا بارہ رکعات ہیں، جیسا کہ حدیث میں بیان ہیکہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے نبی کریم ﷺ سے دس رکعت سنتیں یاد ہیں۔ دو رکعت سنت ظہر سے پہلے، دو رکعت سنت ظہر کے بعد، دو رکعت سنت مغرب کے بعد اپنے گھر میں، دو رکعت سنت عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت سنت صبح کی نماز سے پہلے۔[2]

اللہ کے نبی کریم ﷺ نفلی نمازوں میں سب سے زیادہ فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام کرتے تھے اسے نہیں چھوڑتے تھے اور وتر کی نماز کا بھی بہت اہتمام کرتے سفر وحضر دونوں میں اسے پڑھتے اور سفر میں فجر کی سنت کے علاوہ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم دوسری سنتِ رواتب نہیں پڑھتے تھے۔

- اللہ کے بندو! نفلی نمازوں میں سے ایک نماز "تہجد کی نماز" بھی ہے اور یہ سنتِ مؤکدہ ہے، اللہ نے رات میں نماز پڑھنے والوں کی تعریف بیان کی ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾

ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس

---

[1] ترمذی: 413۔

[2] صحیح بخاری: 1180۔

میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ السجدہ:18)۔

یعنی سردی کے دنوں میں وہ نرم نرم بستروں اور گرم کمبلوں کو چھوڑ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اور اپنے رب کو اسکے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں،

ان کا بدلہ یہ ہیکہ: اللہ کا فرمان: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (سورۃ السجدہ:17)

پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔

یعنی ان کے عمل کے اعتبار سے انکا بدلہ ہے، جس طرح انہوں نے رات کے وقت چپکے سے نماز ادا کرتے ہیں اسی طرح اللہ نے بھی انکے اجروثواب کو بھی چھپا کر رکھا ہے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں اسکا خیال بھی گزرا ہے۔

حافظ ابن رجب کہتے ہیکہ: ان سچے ایمانداروں کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ راتوں کو نیند چھوڑ کر اپنے بستروں سے الگ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں، تہجد پڑھتے ہیں" ۔مغرب عشاء کے درمیان کی نماز بھی بعض نے مراد لی ہیں ۔کوئی کہتا ہے اس سے مراد عشاء کی نماز کا انتظار ہے۔

یعنی نیند کی ضرورت ہونے کے باوجود عشاء کی نماز کو ادا کرنے کیلئے وہ اپنے نفس سے لڑائی کرتے اور عشاء کی نماز کا انتظار کرتے ہیں، اور اس میں وہ لوگ بھی داخل ہے جو صبح کے وقت نیند سے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کرتے ہیں.

- اللہ کے بندو! تہجد کی نماز پڑھنا سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَثْبَتُّ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے، اور کہنے لگے: اللہ کے رسول آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے، چنانچہ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ آپ کو دیکھوں، پھر جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اچھی طرح دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اور سب سے پہلی بات جو آپ نے کہی وہ یہ تھی "لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔"[1]

- تہجد کی نماز پڑھنا شیطان کی قید سے آزادی، نفس کی پاکیزگی، صبح کی نماز کیلئے چست اور چاک و چوبند ہونے اور دن میں کشادہ دلی کا سبب وذریعہ ہے۔

---

[1] ترمذی:2485۔

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔[1]

تہجد کی نماز کے بہت زیادہ فوائد ہیں، اس نماز کا اہتمام کروا گر چہ بہت کم ہی پڑھو، اور اپنے نفس کو اسکے اجر و ثواب سے محروم نہ کرو، اور رات میں اپنی آخری نماز وتر کی نماز پڑھو، وتر کی نماز سنتِ مؤکدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر و حضر میں کبھی بھی وتر کی نماز نہیں چھوڑتے تھے، بلکہ بعض علماء نے کہا کہ: وہ تمام دلیلیں جو وتر کی نماز کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اس سے واضح ہوتا ہیکہ وتر کی نماز واجب ہے،

اِمام احمد نے کہا کہ: جو آدمی مسلسل وتر کی نماز چھوڑتا ہے وہ برا آدمی ہے اسکی شہادت و گواہی قبول نہیں کی جائے گی.

اے لوگو! وتر کی نماز کی حفاظت کرو اور رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رات کی اپنی آخری نماز وتر رکھا کرو۔"[2]

جسے یہ بھروسہ ہو کہ وہ تہجد کی نماز کیلئے نہیں اٹھ سکیں گا تو وہ سونے سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لے،

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ، ثُمَّ لِيَرْقُدْ. وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: "جو کوئی ڈرے کہ آخر رات میں نہ اٹھ سکے گا پس چاہیئے کہ وتر پڑھ لے پھر سو جائے اور جس کو رات کو اٹھنے کا یقین ہو وہ آخر میں وتر پڑھے اس لئے کہ آخر رات کی قرأت ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔"[3]

جب بندہ عشاء کی نماز کے بعد ہی وتر کی نماز پڑھ لے پھر رات میں اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ تہجد کی نماز پڑھنا چاہے تو تہجد کی نماز پڑھ

---

[1] صحیح بخاری:1142۔
[2] صحیح بخاری:998۔
[3] صحیح مسلم:755۔

لےلیکن دو بارہ وتر کی نماز نہ پڑھے پہلی وتر کی نماز کافی ہوگی،اسلئےکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:ایک رات میں دو وتر کی نماز نہیں ہے.
سب سےکم وتر کی نماز ایک رکعت ہےاور سب سے زیادہ وتر کی نماز گیارہ رکعت ہے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے پھر ایک رکعت وتر کی نماز پڑھ لے۔

عن عائشة رضى الله عنها قالت: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

عائشہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ تہجد رمضان میں اور غیر رمضان گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ، وَاجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِكَ وِتْرًا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رات کی نفلی نماز دو دو رکعت ہے، جب تمہیں نماز فجر کا وقت ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ کر اسے وتر بنا لو، اور اپنی آخری نماز وتر رکھو۔"[2]

سب سے بہتر اور أفضل تین رکعت وتر کی نماز پڑھنا ہے، دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے، پھر ایک رکعت نماز پڑھے اور پھر رکوع کے بعد یا رکوع سے پہلے دعاءِ قنوت پڑھے،

جب تین رکعت وتر کی نماز پڑھے تو مستحب ہیکہ پہلی رکعت میں { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى } پڑھے، دوسری رکعت میں { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ } پڑھے اور تیسری رکعت میں { قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ } پڑھے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ وتر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھتے تھے،

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِ { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى }، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِ { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ }، وَفِي الثَّالِثَةِ بِ { قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ }، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا.

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ وتر میں پہلی رکعت میں { سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى } دوسری رکعت میں { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ } اور تیسری میں { قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ } پڑھتے، اور ان کے بالکل آخر ہی میں سلام پھیرتے، اور تین بار: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے (یعنی سلام پھیرنے کے بعد)۔[3]

دن کے وقت بھی نفلی نماز پڑھنا مستحب ہے وہ اوقات جس میں نماز پڑھنا منع ہے اسکے علاوہ اوقات میں نفلی نماز پڑھنا جائز ہے ان ہی نمازوں میں سے ایک نماز چاشت کی نماز ہے، اس نماز کا وقت سورج کے تھوڑا بلند ہونے سے لیکر زوال شمس تک ہے، اور یہ نماز سب سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت پڑھنا ہے، ہر دو رکعت میں سلام پھیرنا ہے، چاشت کی نماز پڑھنے اور اسکی فضیلت کی دلیل یہ ہے،

---

[1]) صحیح بخاری:1147۔
[2]) ترمذی:437۔
[3]) نسائی:1702۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے کی تین تاریخوں میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی طرح چاشت کی دو رکعتوں کی بھی وصیت فرمائی تھی اور اس کی بھی کہ سونے سے پہلے ہی میں وتر پڑھ لیا کروں۔[1]

اس نماز کو پڑھنا اور اس پر مداومت کرنا مستحب ہے خاص طور پر جو لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔

اے مسلمانو! اسی طرح کچھ نفلی نمازوں کے اسباب ہے جب یہ اسباب پائے جاتے ہے تو پھر یہ نمازیں پڑھی جاتی ہے، جیسے

- "تحیۃ المسجد" یعنی مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔
- "تحیۃ الوضوء" یعنی وضوء کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔
- سورج گہن اور چاند گہن کی نماز پڑھنا، یہ نفلی نمازیں دن اور رات میں کبھی بھی جب اس کا سبب پایا جائے تو اسے پڑھ سکتے ہیں۔

رات میں نماز پڑھنا دن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ: سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ فَقَالَ: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بعد فرض نماز کے کون سی نماز افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔[2]

نفلی نمازوں میں سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اسلئے کہ رات کے وقت بندہ تمام مشغولیت سے فارغ ہوتا ہے اس کا دل اللہ کے ذکر کیلئے اور قرآن میں غور وفکر کرنے کیلئے بالکل خالی ہوتا ہے، اور اس وقت اللہ رب العزت آسمان پر نازل ہوتے ہے، اور یہ وقت دعاء کی قبولیت کا وقت بھی ہے، تو تم تہجد کی نماز کا اہتمام کرو اور غفلت وسستی کرنے والوں میں سے مت ہوجاؤ، آج بہت سے لوگ پوری رات جاگ کر کھیل کود میں، گانا موسیقی سننے میں، گناہوں میں، فلمیں دیکھنے میں، اور ہنسی مذاق میں گزار دیتے ہیں اور جب فجر کی اذان ہوتی ہے تو سوجاتے ہیں، یا تاخیر سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور اس کی وجہ سے ان کا گناہ اور زیادہ بڑا ہوجاتا ہے کہ وہ رات بھر گناہوں میں گزارتے ہیں اور پھر فجر کی نماز پڑھے بغیر سوجاتے ہیں۔

اس طرح ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے اوقات کی حفاظت کرو جو تمہارے دین و دنیا کیلئے فائدہ مند ہو، اور اپنے اوقات کو ضائع و برباد مت کرو کہ تمہیں نقصان اٹھانا پڑے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ [15] آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ [16]

---

[1] صحیح مسلم: 721۔
[2] صحیح مسلم: 1163۔

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ[18] وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾

بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔[15] لینے والے ہوں گے جو ان کا رب انہیں دے گا، یقیناوہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔[16] وہ رات کے بہت تھوڑے حصے میں سوتے تھے۔[17] اور رات کی آخری گھڑیوں میں وہ بخشش مانگتے تھے۔ اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محروم کے لیے ایک حصہ تھا۔(سورۃ الذاریات:15-19)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

وہ اوقات جس میں نماز پڑھنا منع ہے:

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و احسان والا ہے جس کے احسانات کو ہم شمار نہیں کرسکتے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں نیک کام کرنے کا موقع دیا،

جان لو کہ کچھ اوقات ایسے ہیں جن میں نفلی نمازیں پڑھنا منع ہے، اور وہ پانچ اوقات ہیں،

پہلا وقت: دوسری فجر کے طلوع ہونے سے لیکر سورج طلوع ہونے تک، جب دوسری فجر طلوع ہوجائے تو نفلی نماز پڑھنا منع ہے سوائے فجر کی سنت کے، اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فجر طلوع ہو جائے تو کوئی بھی نماز نہیں ہے سوائے فجر کی دو رکعت سنت کے.

دوسرا وقت: سورج کے طلوع ہونے سے لیکر سورج کے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے تک نماز پڑھنا منع ہے.

عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ: رسول اللہ ﷺ تین گھڑیوں (وقتوں) میں ہم کو نماز سے روکتے تھے اور مردوں کے دفن سے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پورا نہ ڈوب جائے۔[1]

چوتھا وقت: عصر کی نماز سے لیکر سورج کے غروب ہونے کے قریب تک۔

پانچواں وقت: سورج جب غروب ہونا شروع ہو تو اسوقت سے لیکر سورج غروب ہونے تک۔

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

---

[1] صحیح مسلم:831۔

رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد جب تک کہ سورج نکل نہ آئے اور عصر کے بعد جب تک کہ ڈوب نہ جائے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

ان اوقات میں کچھ نمازیں پڑھنا جائز ہے۔

- اِن اوقات میں فرض نمازوں کی قضاء پڑھنا جائز ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَامَ عَنْ صلاةٍ أو نَسِيَها فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص سو جائے یا نماز بھول جائے تو چاہیئے کہ جب یاد آئے پڑھ لے۔"[2]

- ان اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ.

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے بنی عبد مناف! رات دن کے کسی بھی حصہ میں کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو۔"[3]

- فجر اور عصر کی نماز کے بعد جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اسلئے اس میں تاخیر کرنا میت کیلئے نقصان دہ ہے، اسی طرح اگر کوئی فجر کی نماز سے پہلے سنت نہیں پڑھ سکا تو فجر کی نماز کے بعد سنت پڑھنا جائز ہے۔ اِن باتوں کا دھیان رکھو اور اس کا اہتمام کرو۔

---

[1] ترمذی:183۔
[2] ابوداؤد:442۔
[3] ترمذی:868۔

جنازے کے احکام ومسائل

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہر انسانوں کیلئے موت کا فیصلہ کیا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور موت کو یاد کرو بیشک موت کا آنا بہت قریب ہے، اور تم موت کیلئے تیاری کرو، گناہوں سے توبہ کرو، زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو، لوگوں پر ظلم وزیادتی نہ کرو اور لوگوں کے حقوق کو ادا کرو بیشک موت کو بھول جانے سے دل سخت ہوجاتا ہے اور دنیا کی رغبت وخواہش کرنے لگتا ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ، يَعْنِي: الْمَوْتَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لذتوں کو توڑنے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا: "دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔"[3]

اللہ کے بندو! بیشک موت کو یاد کرنا دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے پھر دل میں دنیا کی خواہش نہیں رہتی، موت کی یاد نیک اعمال کرنے، گناہوں سے توبہ واستغفار کرنے، لوگوں پر ظلم نہ کرنے اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے پر ابھارتا ہے، بیشک موت سے انسان کی دنیا کی زندگی ختم ہوجاتی ہے، اللہ رب العزت نے مردوں کیلئے کچھ احکام ومسائل کو بیان کیا ہے جس کا جاننا ہم پر واجب وضروری ہے، جسے "جنائز کے

---

[1] ترمذی: 2307۔
[2] صحیح بخاری: 6416۔
[3] صحیح بخاری: 6488۔

احکام" سے جانا جاتا ہے۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: جنازے کے تعلق سے نبی کریم ﷺ کی سنت اور طریقہ سب سے مکمل اور اَفضل طریقہ ہے جو دوسری تمام امتوں کی مخالفت کرتا ہے، نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی سنت میں مردوں کے ساتھ احسان کرنا، میت کے اہل وعیال پر احسان کرنا، میت کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا جو اسکے لئے قبر میں اور قیامت کے دن فائدہ مند ہو، میت کیلئے مغفرت ورحمت کی دعاء کرنا، پھر اسے قبر میں اتارنا اور اسکے بعد میت کیلئے ثابت قدمی کی دعاء کرنا، پھر قبروں کی زیارت کرنا اور قبر والوں کیلئے سلامتی اور مغفرت کی دعاء کرنا۔

جنازے کے احکام:

- سب سے پہلے جب بندہ بیمار ہوتو اسے آخرت کی یاد دلانا، توبہ کرنے کی وصیت کرنا، اور جو لوگ اس کے پاس موجود ہو وہ اسے بار بار "لا إله إلا الله" پڑھنے کی تلقین کرنا تا کہ اس کا آخری کلام یہ کلمہ ہو۔

امام اِبن قیم نے تفصیل کے ساتھ جنازے کے احکام ومسائل کو بیان کیا ہے۔

- سب سے پہلا مسئلہ یہ ہیکہ جس کی موت کا وقت قریب ہو اور جو لوگ موجود ہو وہ اسے کلمہ طیبہ "لا إله إلا الله" پڑھنے کی تلقین کرے، تا کہ یہ کلمہ طیبہ اس کا آخری کلام ہو،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بیماروں کو جو مرنے کے قریب ہوں ان کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰه" پڑھنے کی تلقین کرو۔"[1]

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کا آخری کلام »لا إله إلا الله« ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔[2]

- جب کسی کی موت ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرے، اسے غسل دینے، کفن پہنانے، جنازے کی نماز پڑھنے اور اسے قبر میں اتارنے میں جلدی کریں۔

عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ، وَعَجِّلُوا فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ.

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے آئے، اور فرمایا: "میں یہی سمجھتا ہوں کہ اب طلحہ مرنے ہی والے ہیں، تو تم لوگ مجھے ان کے انتقال کی خبر دینا اور تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا، کیونکہ کسی مسلمان کی لاش

---

[1] ترمذی: 976۔

[2] ابوداؤد: 3116۔

اس کے گھر والوں میں رو کے رکھنا مناسب نہیں ہے۔"[1]

اِمام اِبن قیم کہتے ہیکہ: نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہیکہ میت کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا، اسے غسل دینا، خوشبو لگانا، اور سفید کپڑے میں اسے کفن پہنانا،

اللہ کے رسول ﷺ میت کو تین سے پانچ مرتبہ غسل دینے کا حکم دیتے اور اگر اس سے زیادہ غسل دینے کی ضرورت ہوتی تو طاق عدد میں غسل دے سکتے ہیں اور آخری مرتبہ میں کافور سے غسل دینے کا حکم دیتے اور جو میت کے ذمہ دار اور ولی ہوتے اسے سفید اور اچھے کپڑے میں کفن پہنانے کا حکم دیتے اور اس میں مبالغہ کرنے سے منع کرتے۔

مرد کو مرد حضرات اور عورت کو عورت غسل دیں گے، آدمی کیلئے جائز ہیکہ وہ اپنی بیوی کو غسل دے اور بیوی کیلئے جائز ہیکہ وہ اپنے شوہر کو غسل دے، اگر پانی نہ ہونے کی وجہ سے یا میت کا جسم جل گیا ہو یا کٹا ہو اور غسل دینے میں پریشانی ہو تو مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے، اگر بعض اعضاء کو غسل دینا ممکن ہو تو اسے غسل دے اور باقی اعضاء پر تیمم کرلیں۔

قال رسول اللہ ﷺ: وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ.

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچے بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور ان کے والدین کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کی جائے۔[2]

- جب میت کو غسل دے دیا جائے اور کفن بھی پہنا دیا جائے تو پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے اور جماعت کے ساتھ جنازے کی نماز پڑھنا أفضل ہے،

اِمام اِبن قیم کہتے ہیکہ: جنازے کی نماز کا مقصد میت کیلئے دعاء کرنا ہے، جنازے کی نماز میت کو دفن کرنے سے پہلے پڑھی جائے گی اور پھر دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر ثابت قدمی کی دعاء کی جائے گی، مسلمانوں کی جنازے کی نماز پڑھنا بہت أفضل عمل ہے اس کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے، أفضل و بہتر ہیکہ زیادہ سے زیادہ نمازی شریک ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَكُونُوا مِائَةً يَشْفَعُونَ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس میت پر بھی مسلمانوں کی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھے (جن کی تعداد) سو تک پہنچتی ہو، (اور) وہ (اللہ کے پاس) شفاعت (سفارش) کریں تو اس کے حق میں (ان کی) شفاعت قبول کی جائے گی۔"[3]

رسول اللہ ﷺ یقول: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جِنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيهِ

آپ ﷺ فرماتے تھے: "جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی ایسے ہوں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ

---

[1] ابوداؤد: 3159۔

[2] ابوداؤد: 3180۔

[3] نسائی: 1993۔

اس کے حق میں ضرور ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔"[1]

- میت کو دفن کرنے سے پہلے جس کی نماز جنازہ چھوٹ جائے تو وہ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر جنازے کی نماز پڑھے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، أَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهَا، أَوْ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَاتَ قَالَ: أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي، قَالَ: فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا، أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ: دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کرتی تھی یا ایک جوان تھا اور اس کو نبی ﷺ نے نہ پایا تو پوچھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مرگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے مجھ کو خبر نہ کی۔" کہا گویا انہوں نے اس کو حقیر جان کر محمد ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ جانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" لوگوں نے بتائی۔ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا: "یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے میرے نماز پڑھنے سے۔"[2]

- جنازے کی نماز کے بعد میت کو قبر میں اتارنے کیلئے جلدی کرے، ایک مسلمان کیلئے مستحب ہیکہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی جنازے کی نماز پڑھے اور اسے قبر میں دفن کرتے وقت جنازے میں شریک رہے، سکون و ادب کے ساتھ، آواز بلند نہ کرے،

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّي عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ، قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔[3]

- قبر کو کشادہ رکھنا اور اسے گہرا کرنا سنت ہے اور میت کو قبر میں دائیں پہلو پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے رکھنا بھی سنت ہے، پھر قبر کو مضبوطی سے بند کرنا پھر اس پر مٹی ڈالنا، قبر کو تھوڑا سا بلند کرنا تا کہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے۔

تا کہ کوئی قبر کو پیر سے کچل نہ دے اور قبر پر علامت کے طور پر پتھر رکھنے میں کوئی حرج نہیں تا کہ قبر کی زیارت کے وقت اسکی پہچان ہو سکے۔

- قبر پر لکھنا یا میت کا نام لکھنا جائز نہیں ہے، قبر پر چونا لگانا اور اس پر عمارت بنانا بھی جائز نہیں ہے، الیکٹرانک بلب کے ذریعے قبر کو روشن کرنا جائز نہیں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ.

---

[1] صحیح مسلم:948۔
[2] صحیح مسلم:956۔
[3] صحیح مسلم:945۔

زاد سليمان بن موسى او يكتب عليه".

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: قبروں کو پختہ کریں، اور اس سے کہ اس پر بیٹھیں اور اس سے کہ ان پر گنبد بنائیں۔[1]

سلیمان بن موسیٰ کی روایت میں "یا اس پر لکھا جائے۔"

نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہیکہ قبروں کو اونچا نہ کیا جائے اور اسے مضبوط اور پختہ نہ بنایا جائے اور نہ اس پر گنبد بنایا جائے یہ سب بدعت ہے،

عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.

ابی الھیاج اسدی رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو بھیجتا ہوں اس کے لئے مجھ کو بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹادے اس کو اور نہ چھوڑ کوئی بلند قبر مگر اس کو زمین کے برابر کر دے۔[2]

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو مسجد بنانے اور اس پر چراغ جلانے سے منع کیا ہے، اور ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے، اسی طرح قبروں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے انکی قبر کو عرس، میلہ اور عید بنانے سے منع کیا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے بہت زیادہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے، نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہیکہ قبروں کی توہین نہ کی جائے اور اس پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھا جائے اور بہت زیادہ قبروں کی تعظیم بھی نہ کی جائے کہ اس کے پاس یا اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی جائے اور اسے عرس، میلہ یا عید کی جگہ بنائی جائے.

نبی کریم ﷺ جب اپنے صحابہ کے قبر کی زیارت کرتے تو انکے لئے رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے اور قبروں کی زیارت کرنا جائز ومشروع ہے اور قبروں کی زیارت کے وقت یہ دعاء پڑھے۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ، فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ: -فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ- السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ -وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ- السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہیں: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

"اے مومن اور مسلمان گھر والو! تم پر سلام ہو، ہم تم سے ان شاء اللہ ملنے والے ہیں، اور ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔"[3]

---

[1] صحیح مسلم: 970۔
[2] صحیح مسلم: 969۔
[3] صحیح مسلم: 975۔

قبروں کی زیارت کا مقصد یہ ہیکہ میت کیلئے رحمت ومغفرت کی دعاء کرنا ہے لیکن لوگ آج قبروں کے زیارت کرتے وقت قبر والے سے دعاء کرتے ہیں، ان سے مدد مانگتے ہیں، اپنی ضروریات کو ان کے سامنے رکھتے ہیں، یہ شرک ہے یہ نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں ہے.

جو لوگ قبر کی زیارت کرتے ہیں ان کے یہاں تین قسم کا شرک پایا جاتا ہے۔

پہلا شرک: مردوں کو پکارنا اور ان سے دعاء کرنا۔

دوسرا شرک: مردوں کا وسیلہ لگا کر دعاء کرنا۔

تیسرا شرک: قبر کے پاس اللہ سے دعاء کرنا لیکن یہ عقیدہ رکھنا کہ قبر کے پاس دعاء کرنے سے دعاء قبول ہوتی ہے بہ نسبت مسجد میں دعاء کرنے کے.

- اے مسلمانو! جنازے کے پاس یا قبروں کے پاس قرآن کی تلاوت کرنا، سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورۃ یس کی تلاوت کرنا بدعت ہے، اور یہ سمجھنا کہ اس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو یہ بھی بدعت ہے، یہ نبی کریم ﷺ کی سنت وطریقہ نہیں ہے بلکہ یہ کفار کی عادات کی تقلید و پیروی کرنا ہے، قبروں پر پھول چڑھانا، موت کا اعلان کرنا، کالے کپڑے پہننا، موت کی وجہ سے رسمی چھٹی کا اعلان کرنا، موت کے وقت چند منٹ خاموش رہنا تا کہ روح کو تسکین ملے، یہ سب کفار کی عادت اور جاہلیت کے امور میں سے اس سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے.
- اے مسلمانو! بیشک میت کو جو چیز فائدہ پہنچاتی ہے وہ یہ ہیکہ اگر میت پر قرض ہو تو اسے ادا کیا جائے اسلئے کہ میت کی روح قرض کی وجہ سے بندھی ہوئی ہوتی ہے یہاں تک کہ قرض کو ادا کر دیا جائے، اسی طرح میت کی وصیت کو پورا کرنا، اس کی طرف سے صدقہ کرنا، حج اور عمرہ کرنا، اس کیلئے دعاء کرنا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مر جاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“[1]

- عورتوں کیلئے جنازے کے پیچھے جانا اور قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں جنازہ کے پیچھے جانے سے روکا گیا۔[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

---

[1] صحیح مسلم:1631۔

[2] صحیح مسلم:938۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور اس پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔[1]

عورتیں قبر کی زیارت نہیں کریں گی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کریں گی، قبر کی زیارت کرنا آدمیوں کیلئے خاص ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت کو مت بھولو کہ تم نیک اعمال کرنے سے غافل ہو جاؤ۔

اللہ کا فرمان: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [9] وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ [10] وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ [9] اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، پھر وہ کہے اے میرے رب! تو نے مجھے قریب مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔ [10] اور اللہ کسی جان کو ہرگز مہلت نہیں دے گا جب اس کا وقت آگیا اور اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کر رہے ہو۔ (سورۃ المنافقون: 9-11)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

جنازے کے احکام ومسائل

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون سب سے زیادہ اچھا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ نے مصیبت کے وقت صبر کرنے کا حکم دیا اور صبر کرنے والوں سے بہت زیادہ اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، اور ناراضگی اور جزع وفزع سے منع کیا ہے، اور انہیں دردناک عذاب سے ڈرایا ہے، اللہ نے کافر امتوں کی عادات وتقالید کی پیروی کرنے سے منع کیا ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ شروع زندہ کئے جانے پر ایمان نہیں رکھتے اور کسی کی موت پر گالوں پر تھپڑ مارتے ہیں، گریبان چاک کرتے ہیں، سر کے بالوں کو منڈوا لیتے ہیں اور بلند آواز سے نوحہ وماتم کرتے ہیں۔

رہی بات بغیر آواز کے رونا اور دل کا غمگین ہونا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وقال ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ: تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ۔

---

[1] ابوداود: 3236۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ (آپ ﷺ نے فرمایا): آنکھ آنسو بہاتی ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے۔[1]

میت کے اہل خانہ کی تعزیت کرنا، ان کو صبر کرنے اور ثواب کی امید رکھنے پر ابھارنا، اور تعزیت کے الفاظ یہ ہیکہ: اللہ تم کو بہترین بدلہ دے، اور میت کے گناہوں کو بخش دے۔

دلاسا اور تسلی دینے کیلئے کسی مکان میں جمع ہونا یا تعزیت کیلئے اعلان کرنا مناسب نہیں ہے۔

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیکہ: نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہیکہ میت کے اہل خانہ کو تسلی اور دلاسہ دینا اور یہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت نہیں ہیکہ تعزیت کیلئے کسی جگہ جمع ہونا اور قرآن کی تلاوت کرنا یا قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے، یہ سب بدعت اور ناپسندیدہ عمل ہے، نوحہ و ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، بالوں کو منڈوانا نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہیکہ میت کے اہل خانہ، لوگوں کیلئے کھانا نہیں بنائے گے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کھانا بنا کر میت کے اہل خانہ کو بھیج دیں یہ بہترین اخلاق میں سے ہے اسلئے کہ مصیبت نے انہیں کھانا بنانے سے مشغول کر دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے موت کی خبر دینے سے منع کیا ہے، اور یہ جاہلیت کا عمل ہے، حذیفہ بن یمان اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ لوگوں کو موت کی خبر دے۔

تعزیت کیلئے کسی جگہ جمع ہونا اور قرآن پڑھنا یا کسی کو اجرت دے کر قرآن پڑھوانا یہ سب بدعت اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

اِمام أحمد کہتے ہیکہ: ہم لوگ تعزیت کیلئے کسی جگہ پر جمع ہونے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

جس کے گھر میت ہوئی ہو وہ دوسرے دن کام کرنے کیلئے نکل جائے جیسے وہ پہلے نکلتا تھا۔

کسی کی موت پر دور دراز سے سفر کر کے آنا، پھر ایک معینہ مدت تک جانور ذبح کر کے، میت کے اہل خانہ کو کھانا کھلانا، یہ سب بدعتی أعمال ہے اور اس میں مال کو بغیر ضرورت کے خرچ کرنا ہے، نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔

---

[1] صحیح مسلم:2315۔

استسقاء کا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو بے نیاز اور قابل تعریف ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو،

اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ [15] إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ [16] وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ﴾

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے [15] اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے [16] اور یہ بات اللہ کو کچھ مشکل نہیں۔ (سورۃ فاطر:15-17)

اللہ اپنے بندوں سے بے نیاز ہونے کے باوجود ان کو دعاء کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ ان کی دعاء قبول کرے، ان کو سوال کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ ان کو عطا کرے، ان کو گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ ان کے گناہوں کو بخش دے لیکن بندے اللہ کی طرف فقیر ومحتاج ہونے کے باوجود اس سے اعراض کرتے ہیں اور اسکی معصیت ونافرمانی کرتے ہیں۔

اور تم جانتے ہو گناہ، معصیت اور نافرمانی اللہ کے غضب اور عذاب کا سبب ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا. وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ. وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا. وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ. وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم اس میں مبتلا ہو، (وہ پانچ باتیں یہ ہیں):

پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق وفجور اور زناکاری) ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں۔

دوسری یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تیسری یہ کہ جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے، اور اگر زمین پر چوپائے نہ

ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔

چوتھی یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے۔

پانچویں یہ کہ جب ان کے حکمراں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے۔"[1]

اس حدیث میں پانچ قسم کے گناہ کو ذکر کیا گیا ہے، اور ان میں سے ہر ایک گناہ اللہ کے عذاب وسزا کا سبب ہے،

ان ہی گناہوں میں سے ایک گناہ زکوٰۃ روکنا، زکوٰۃ ادا نہ کرنا اور ناپ تول میں کمی کرنا یہ دونوں گناہوں کی وجہ سے بارش رک جاتی ہے، قحط سالی، معاشی تنگی اور ظالم حکمرانوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے، اور تم اس وقت دیکھتے ہو کہ بارش اس کے مقررہ وقت سے لیٹ ہوتی ہے، قحط سالی کھیتوں کا سوکھ جانا اور اس کی وجہ سے جو نقصان لوگوں پر، شہروں اور جانوروں پر مرتب ہوتے ہیں وہ سب ہمارے سامنے واضح ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ: گناہ، ظلم اور معصیت کی وجہ سے پرندے اپنے گھونسلے میں مرجاتے ہیں۔

اِمام مجاہد نے کہا کہ: جب قحط سالی ہوتی ہے تو جانور بنی آدم پر لعنت وملامت کرتے ہیں اور جب بارش رک جاتی ہے تو کہتے ہے کہ یہ انسانوں کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے ہے۔

آج لوگوں کے ہاتھوں میں بہت زیادہ مال و دولت ہے لیکن وہ بخیلی کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی وکاہلی کرتے ہیں۔

لالچ وطمع کی وجہ سے یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، سامان کا وزن کرتے وقت لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لوگوں کو اشیاء کم کرکے دیتے ہیں، پیکنگ کے سامان میں چیزوں کو کم رکھتے ہیں، کچھ لوگ تو دوکانوں میں اچھا مال اوپر اور خراب مال نیچے رکھتے ہیں اور کہتے ہیکہ پورا مال اچھا ہے، نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ، يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر سے گزرے، تو آپ نے اس کے اندر اپنا ہاتھ داخل کر دیا، آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں تو آپ نے فرمایا: "غلہ والے! یہ کیا معاملہ ہے؟" اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بارش سے بھیگ گیا ہے، آپ نے فرمایا: "اسے اوپر کیوں نہیں کر دیا تاکہ لوگ دیکھ سکیں"، پھر آپ نے فرمایا: "جو دھوکہ دے، ہم میں سے نہیں ہے۔"[2]

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے عیب کو چھپانا اور اچھے سامان کو واضح کرکے بیچنے کو مسلمانوں کو دھوکہ دینا شمار کیا ہے۔

کچھ دکاندار تو گاہکوں کیلئے سامان کی قیمت بڑھا دیتے ہیں جو سامان کی قیمت نہیں جانتے وہ ان کی باتوں پر بھروسہ کر لیتے ہیں، ان تمام

---

[1] ابن ماجہ: 4019۔

[2] صحیح مسلم: 102۔

گناہوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب وسزا نازل ہوتی جو عام اور خاص تمام لوگوں کو شامل ہوتی ہے،
تم دیکھتے ہو کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے انسانوں، جانوروں اور پیڑ پودے سب کی زندگی کو نقصان پہنچتا ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا [48] لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا [49] وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴾
اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ [48] تاکہ ہم اس کے ذریعے ایک مردہ شہر کو زندہ کریں اور اسے اس (مخلوق) میں سے جو ہم نے پیدا کی ہے، بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پینے کے لیے مہیا کریں۔ [49] اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اسے ان کے درمیان پھیر پھیر کر بھیجا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر اکثر لوگوں نے سخت ناشکری کرنے کے سوا کچھ نہیں مانا۔ (سورۃ الفرقان: 48-50)
حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیکہ: ہم کچھ زمین پر بارش برساتے ہے اور کچھ زمین پر نہیں، اور ہم بادلوں کو ہانکتے ہیں اور جس زمین پر بارش برسانا ہوتا ہے اس زمین کی طرف اسے لے جاتے ہیں، پس وہ اس زمین پر برستا ہے جتنا اسکے لئے کافی ہوتا ہے اور اس کے پیچھے زمین پر ایک قطرہ پانی نازل نہیں ہوتا اس میں اللہ کی عظیم حکمت ہے۔
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ کوئی سال کسی سال کے کم وبیش بارش کا نہیں لیکن اللہ جہاں چاہے، برسائے۔ جہاں سے چاہے، پھیرے۔
پس چاہئے تھا کہ ان نشانات کو دیکھ کر اللہ کی ان زبردست حکمتوں کو اور قدرتوں کو سامنے رکھ کر اس بات کو بھی مان لیتے کہ بیشک ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور یہ بھی جان لیتے کہ بارشیں ہمارے گناہوں کی شامت سے بند کر دی جاتی ہیں تو ہم گناہ چھوڑ دیں لیکن ان لوگوں نے ایسا نہ کیا بلکہ ہماری نعمتوں پر اور ناشکری کی۔
بارش بندوں کیلئے بہت ہی بڑی اور عظیم نعمت ہے۔
اللہ کا فرمان: ﴿ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ [68] أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ [69] لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴾
پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ [68] کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟ [69] اگر ہم چاہیں تو اسے سخت نمکین بنا دیں، پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟۔ (سورۃ الواقعہ: 68-70)
یعنی اللہ ہی ہے جو اپنے فضل وکرم سے بارش کو نازل کرتا ہے، اگر اللہ چاہے تو بارش کر روک لے پھر بندوں کو نقصان پہنچے، بیشک اللہ ہی پانی کو میٹھا اور پینے کے قابل بناتا ہے اگر اللہ چاہے تو اسے کڑوا اور نمکین بنا دے پھر وہ پینے کے قابل نہ ہو۔
اللہ کے بندو! اللہ نے ہماری رہنمائی کی ہے اس بات کی طرف کہ جب بارش رک جائے تو ہم اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے، بخشش

طلب کرے اسلئے کہ گناہوں کی وجہ سے ہی بارش نہیں ہوتی، اللہ نے ھود علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا:
﴿وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ﴾
اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، وہ تم پر بادل بھیجے گا، جو خوب برسنے والا ہوگا اور تمھیں تمھاری قوت کے ساتھ اور قوت زیادہ دے گا اور مجرم بنتے ہوئے منہ نہ موڑو۔ (سورۃ ھود: 52)
بہت زیادہ توبہ و استغفار کرنا بارش کے نازل ہونے کا سبب ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا [10] يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا [11] وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا﴾
تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو، یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ [10] وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ [11] اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغات عطا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔ (سورۃ نوح: 10-12)
یعنی جب تم اللہ سے توبہ و استغفار کرو گے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو گے تو وہ بارش کے ساتھ ہی ساتھ رزق کی برکت بھی تمہیں ملے گی، زمین و آسمان کی برکتوں سے تم مالا مال ہو جاؤ گے، کھیتیاں خوب ہوں گی، جانوروں کے تھن دودھ سے بھرے رہیں گے، مال و اولاد میں ترقی ہوگی، قسم قسم کے پھلوں سے لدے پھندے باغات تمہیں نصیب ہوں گے، جن کے درمیان چاروں طرف اور بابرکت پانی کی ریل پیل ہوگی، ہر طرف نہریں اور دریا جاری ہو جائیں گے۔"
نبی کریم ﷺ نے بارش کے رک جانے کی صورت میں اپنی امت کیلئے استسقاء (یعنی بارش طلب کرنا) جائز و مشروع کیا اور وہ یہ ہیکہ استسقاء کی نماز پڑھنا، دعاء کرنا، اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا۔
نبی کریم ﷺ سے استسقاء کی مختلف صورتیں ثابت ہیں:
ایک صورت یہ ہیکہ جمعہ کے دن منبر خطبہ کے دوران بارش کی دعاء مانگنا۔
- دوسری صورت یہ ہیکہ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا جس میں لوگ باہر نکل کر کھلے میدان میں جمع ہوئے پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور دعاء کی، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہیکہ جب کبھی بھی بارش رک جائے تو تمام مسلمانوں سے یہ مطلوب ہیکہ وہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے اسلئے کہ گناہوں کی وجہ سے ہی بارش رک جاتی ہے، جیسا کہ علی بن طالب نے کہا کہ: کوئی بھی مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور توبہ و استغفار کرنے سے ختم ہو جاتی ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾
اور بلاشبہ یقیناً ہم نے فرعون کی آل کو قحط سالیوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ (سورۃ الأعراف: 130)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ [42] فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

اور بلا شبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے، پھر انھیں تنگ دستی اور تکلیف کے ساتھ پکڑا، تا کہ وہ عاجزی کریں۔ [42] پھر انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، جب ان پر ہمارا عذاب آیا اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنا دیا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ (سورۃ الأنعام: 142-143)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کی طرف پلٹ جاؤ، اپنے رب سے توبہ واستغفار کرو، بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

خطبہ دینے کے بعد پھر بارش کیلئے رو رو کر، گڑ گڑا کر دعائیں کرے اور اپنے گناہوں سے معافی مانگے۔

"اللهم أنت الغني ونحن الفقراء أنزل علينا الغيث ولا تجعلنا من القانطين اللهم اجعل ما أنزلته علينا قوة لنا على طاعتك ومتاعا إلى حين اللهم اسقنا غيثا مغيثا غدقا سحا طبقا عاما نافعا غير ضار خنيئا مريئا عاجلا غير أجل اللهم سقيا رحمة لا سقيا عذاب ولا هدم ولا غرق اللهم اسق عبادك وبلادك وبهائمك وانشر رحمتك وأحي بلدك الميت اللهم إن بالعباد والبلاد من اللأواء والشدة والجهد والضيق والضنك مالا نشكوه إلا إليك يا سميع الدعاء. اللهم أنبت لنا الزرع وأدر لنا الضرع وأنزل علينا من بركات السماء. واجعل ما أنزلته قوة لنا على طاعتك يا أرحم الراحمين اللهم إنا نسألك من فضلك ورحمتك فإنهما بيديك ولا يملكهما أحد سواك ياحي ياقيوم"۔

دعاء کرنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اپنی چادر کو پلٹتے اور قبلہ رخ ہو کر چپکے سے یہ دعاء کرتے "اے اللہ تو نے ہمیں دعاء کرنے کا حکم دیا اور تو نے ہم سے دعاء قبول کرنے کا وعدہ کیا ہم نے تجھ سے دعاء کی جیسا کہ تو نے حکم دیا تو دعاء کو قبول کر جو تو نے ہم سے وعدہ کیا"

وصل الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

عید الفطر کا خطبہ

اللہ أکبر اللہ أکبر اللہ أکبر لا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر اللہ أکبر وللہ الحمد..

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے عبادت کے راستے کو آسان کر دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے رمضان کا مہینہ مکمل کر کے تم پر احسان کیا، اور اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہارے روزے اور قیام کو قبول فرمائے، اور روزے کے تعلق سے جو بھی کمی اور غلطی ہوئی ہے اسے معاف کر دے، اور جان لو کہ آج کا یہ دن عید کا دن ہے جس دن مومنین اس بات سے خوش ہوتے ہیکہ اللہ نے رمضان کے روزے اور قیام کو مکمل کر کے ان پر احسان کیا اور انہیں اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے رمضان کے فضائل، خیرات وبرکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق اور قوت وطاقت دی، اور یہی حقیقی اور شرعی خوشی ہے.

اور وہ خوشی جو شہوات کے پورا ہونے یا لالچ وخواہشات کے حاصل ہونے سے ملتی ہے وہ خوشی قابل مذمت ہے.

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (سورۃ یونس:58)

آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

آج کا یہ دن شکر اور ذکر واذکار کا دن ہے، کھانے پینے کا دن ہے، اس دن روزہ رکھنا حرام ہے اسلئے کہ عید کے دن روزہ رکھنا اللہ کی مہمان نوازی سے اعراض کرنا اور اسکے حکم کی مخالفت کرنا ہے اسلئے اس دن کھانا پینا جائز ومشروع ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ.

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) ان کے لیے (سال میں) دو دن ہیں جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں تو آپ نے پوچھا: "یہ دو دن کیسے ہیں؟"، تو ان لوگوں نے کہا: جاہلیت میں ہم ان دونوں دنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہیں ان دونوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں: ایک عید الاضحی کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن"۔[1]

اللہ رب العزت نے اس امت کیلئے ان دونوں کھیل کود کے دنوں کو ذکر واذکار، شکر، مغفرت اور معافی کے دو دنوں سے بدل دیا.

اس دنیا میں مسلمانوں کیلئے تین عیدیں ہیں اور اسلام میں ہر عید عبادات کے مکمل ہونے کے بعد آتی ہے.

- ایک عید جو ہر ہفتے آتی ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے، یہ ہفتے کی عید ہے، اور اللہ نے ہفتے بھر فرض نمازوں کو ادا کرنے کے بعد اس کو عید کا دن بنایا، بیشک اللہ نے مسلمانوں پر دن ورات میں پانچ وقت کی نمازوں کو فرض کیا، جب مسلمانوں نے ہفتے بھر فرض نمازوں کو ادا کر لیا تو جمعہ کے دن کو ان کیلئے عید کا دن بنا دیا، اور اس دن جمعہ کی عظیم نماز کو مشروع کیا جس میں دو خطبے ہوتے ہیں، جو اللہ کی حمد وثناء، توحید کی

---

[1] ابوداؤد:1134۔

شہادت اور وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوتے ہیں، جمعہ کا دن بہت زیادہ فضیلت والا دن ہے، اس دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی. اور اللہ نے جمعہ کے دن کو اس امت کیلئے خاص کر دیا اور دوسری امتوں کو اس دن سے گمراہ کر دیا اور یہ دن فرض نمازوں کی تکمیل کے بعد عید کا دن ہے.

- دوسری عید" عید الفطر" جو رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنے کے بعد آتی ہے، جب مسلمان اسلام کے چوتھے رکن رمضان المبارک کے روزے کو مکمل کر لیتے ہیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی اور جہنم سے آزادی طلب کر لیتے ہے تو اللہ نے ان تمام عبادات کو ادا کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنے، اسکا ذکر واذکار کرنے اور اس کی کبریائی بیان کرنے کیلئے عید الفطر کا دن مقرر کیا اسے بدلے کا دن کہا جاتا ہے، اللہ اس دن لوگوں کو ان کے روزے کا پورا پورا بدلہ دیتا ہے، پھر لوگ اللہ کی مغفرت اور رضامندی کے ساتھ اپنے گھروں کی طرف لوٹتے ہیں۔

اللہ کے بندو! عید کے دن سب سے عظیم کام عید کی نماز پڑھنا ہے، اس کی مشروعیت کی دلیل کتاب وسنت اور مسلمانوں کا اجماع ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى [14] وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾

بے شک وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوگیا۔ [14] اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا، پس نماز پڑھی۔ (سورۃ الاعلی: 14-15)

بعض علماء نے کہا: ﴿تَزَكَّى﴾ یعنی جس نے صدقہ فطر دیا، ﴿فَصَلَّى﴾ یعنی عید کی نماز ادا کی،

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز کیلئے کھلے میدان میں نکلنے کا حکم دیا یہاں تک عورتوں کو بھی گھروں سے نکلنے کا حکم دیا تا کہ وہ مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہو سکے،

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ، حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ.

ام عطیہ نے، انہوں نے فرمایا: (نبی کریم ﷺ کے زمانہ) میں ہمیں عید کے دن عیدگاہ میں جانے کا حکم تھا۔ کنواری لڑکیاں اور حائضہ عورتیں بھی پردہ میں باہر آتی تھیں۔ یہ سب مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں۔ جب مرد تکبیر کہتے تو یہ بھی کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی کرتیں۔ اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔[1]

عید کی نماز ادا کرنے میں اسلام کے شعائر اور دین کی نشانی وعلامت کا اظہار کرنا ہے اور جس شہر کے لوگ پوری شروط پائے جانے کے باوجود عید کی نماز نہ پڑھے تو ان سے قتال کرنا واجب ہے.

عید کی نماز ادا کرنے کیلئے شہر سے قریب کسی کھلے میدان میں نکلنا سنت ہے اسلئے کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کھلے میدان میں ادا کرتے تھے اور بغیر عذر کے مسجد میں عید کی نماز پڑھنا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے اسلئے کہ کھلے میدان میں عید کی نماز ادا کرنے میں مسلمانوں کی ہیبت کا اظہار، بہت زیادہ اجر وثواب کا حاصل ہونا اور لوگوں کا بڑی تعداد میں جمع ہونا ممکن ہے کسی مسلمان کیلئے مناسب نہیں

---

[1] صحیح بخاری: 971۔

ہیکہ وہ عید کی نماز میں حاضر ہونے سے سستی کرے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہے.

- تیسری عید" عید الاضحیٰ" ہے اور یہ سب سے بڑی اور عظیم اسلامی عید ہے۔

اور یہ عید اسلام کے پانچویں رکن حج کو ادا کرنے کے بعد منائی جاتی ہے، اسی طرح اسلام کی تمام عیدیں عبادت کے مکمل ہونے کے بعد آتی ہے، اور ان عیدوں میں اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کا شکریہ ادا کرنا ہوتا ہے کہ اس نے ہمیں عبادت کرنے کی توفیق دی، اور اسلام میں ان تین عیدوں کے علاوہ کوئی بھی عید نہیں ہے، نہ عید میلاد ہے، نہ ہی ملک کے آزاد ہونے کے دن کوئی عید ہے جیسے" عید یوم الوطنی" کہتے ہیں اور نہ ہی دشمن پر فتح حاصل کرنے کے دن کوئی عید ہے بلکہ یہ سب دین میں بدعت اور کفار ومشرکین کی مشابہت اختیار کرنا ہے، اسلامی تاریخ میں مسلمانوں نے کتنی فتح حاصل کی لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اور نہ ہی آپ کے صحابہ نے کسی فتح کے دن کو عید کا دن بنایا۔

اللہ کے بندو! جان لو کہ اسلامی عیدیں کھیل کود کیلئے نہیں ہے بلکہ اللہ کا ذکر کرنے، اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرنے اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنے کیلئے ہے، مسلمانوں کی عیدیں کافروں کی عید کی طرح نہیں ہے جس میں فخر اور تکبر ہے جبکہ اسلامی عیدوں میں اللہ کا ذکر کرنا، اسکے سامنے جھکنا، عاجزی وانکساری کرنا، اطاعت وفرمانبرداری پر اس کا شکریہ ادا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا اور نماز قائم کرنا ہے.

جان لو کہ نیک اور خوش بخت وہ نہیں جس نے عید کو پالیا اور نئے نئے کپڑے زیب تن کر لئے، مختلف انواع واقسام کے کھانوں سے اپنے پیٹ کو بھر لیا، ہنسی مذاق اور بات چیت کر کے خوب خوش ہوا بلکہ حقیقی عید اور خوشی اس شخص کیلئے ہے جس کے روزے، نماز اور عبادات کو اللہ نے قبول کرلیا، جس کے گناہوں اور غلطیوں کو اللہ نے معاف کر دیا ہو، جس نے صدقہ فطر ادا کیا اور عید کی نماز پڑھی اور اپنے گھر اللہ کے انعام کے ساتھ لوٹا.

اللہ کے بندو! یاد کرو کہ پچھلے سال تمھارے آباء واجداد، رشتے دار میں سے کسی نے تمہارے ساتھ عید کی نماز پڑھی تھی لیکن اس سال وہ تمہارے ساتھ نہیں ہے اس دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے ساتھ صرف انکے اعمال ہے جو انہوں نے کیا، اور انہوں نے گھر بار، مال ودولت سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے، ان کے مال ودولت انہیں موت سے نہیں بچا سکے، اور اللہ کے پاس مال ودولت اور اولاد کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گے مگر جو قلب سلیم دل لیکر آیا ہوگا وہی کامیاب ہوگا.

دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے، عید کے دن کی زیب وزینت یہ حقیقی نہیں ہے بلکہ حقیقی زیب وزینت تو تقویٰ کی زیب وزینت ہے.

اللہ کا فرمان: ﴿يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ﴾

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ (سورۃ الأعراف: 26)

کچھ لوگ عید کے دن کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیکہ: اگر لوگوں کی عبادات اور روزے قبول ہو گئے تو یہ شکرانے کی نماز کیوں اور اگر قبول

نہ ہوئے تو ڈرنے کی بات کیوں۔

اللہ سے ڈرو اور اس عید کے دن کی عظمت کو سمجھو کہ اس دن کو کس لیے مشروع کیا گیا ہے، یاد کرو، غور و فکر کرو کہ تمہاری عمریں ختم ہو رہی ہے، اور تمہاری موت کا وقت قریب آ رہا ہے تو تم تقوی اور اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے دور کے سفر کیلئے تیاری کرو،

اللہ رب العزت نے موت کے بارے میں فرمایا: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ [19] وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ [20] وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ [21] لَّقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ﴾ (سورۃ ق:19-22)

اے لوگو عید کے دن کے اجتماع سے تم قیامت کے دن محشر کی زمین میں جمع ہونے کو یاد کرو، اللہ نے اس دن کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ [103] وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ [104] يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ [105] فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ [106] خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ [107] وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾

بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقینا ایک نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، یہ وہ دن ہے جس کے لیے (سب) لوگ جمع کیے جانے والے ہیں اور یہ وہ دن ہے جس میں حاضری ہوگی۔ [103] اور ہم اسے مؤخر نہیں کر رہے، مگر ایک گنے ہوئے وقت کے لیے۔ [104] جس دن وہ (وقت) آئے گا، کوئی شخص اس کی اجازت کے سوا بات نہیں کرے گا، پھر ان میں سے کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی خوش قسمت۔ [105] لیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے وہاں چیخیں گے چلائیں گے [106] وہ وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک آسمان و زمین برقرار ہیں۔ سوائے اس وقت کے جو تمہارا رب چاہے۔ یقیناً تیرا رب جو کچھ چاہے کر گزرتا ہے [107] لیکن جو نیک بخت کئے گئے وہ جنت میں ہوں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین باقی رہے مگر جو تیرا پروردگار چاہے۔ یہ بے انتہا بخشش ہے۔ (سورۃ ھود:103-108)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

اللہ أكبر اللہ أكبر لا إلہ إلا اللہ واللہ أكبر اللہ أكبر وللہ الحمد

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسلام جیسی عظیم نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرو، اور اس بات پر بھی کہ اس نے تمہیں بہترین امت بنایا، تو اسلام کے واجبات کو ادا کرو، اور اسکی مخالفت کرنے سے بچو اور اسلام کو لازم پکڑو تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین تلاش مت کرو ورنہ ہلاک و برباد ہو جاؤ گے،

اللہ کا فرمان:﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾(سورۃ آل عمران:85)

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

اپنے اردگرد کی امتوں اور قوموں کو دیکھو جو جاہلیت، اندھی گمراہی، باطل ادیان، فرقہ بندی اور جنگ و جدال میں زندگی گزارتی ہیں،

اللہ رب العزت نے سچ کہا ہے:﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔(سورۃ البقرۃ:137)

یہ اللہ کی سنت اور طریقہ رہا ہیکہ جو بھی حق کو چھوڑ دیتا ہے وہ باطل میں مبتلا ہو جاتا ہے اسلئے کہ حق کو چھوڑنے کے بعد صرف گمراہی ہے،

اللہ کا فرمان:﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ﴾

پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے۔(سورۃ یونس:32)

اسلام کی نعمت کو وہی جانتا ہے جو اسلام میں زندگی گزارتا ہے، کسی چیز کی اہمیت وفضیلت اس کی مخالف چیز سے معلوم ہوتی ہے، صحت وتندرستی کی قدر وقیمت وہی جانتا ہے جو مرض کی حالت میں ہو، روشنی کی اہمیت کو وہی سمجھتا ہے جو تاریکی میں رہتا ہے۔

جان لو کہ اسلام صرف اسلام کی طرف نسبت رکھنے یا اسلامی نام رکھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے احکامات کو لازم پکڑنا، اسکے واجبات کو ادا کرنا اور اسکی مخالفت کرنے سے دور رہنے کا نام ہے۔

بیشک اسلام کے ارکان، شریعت، احکامات اور سنتیں ہیں، اسلام اللہ کی عبادت کرنے اور مخلوق کے ساتھ احسان کرنے پر مشتمل ہے۔

بیشک مسلمان وہ ہے جس نے واجبات کو ادا کیا اور حرام چیزوں سے بچا، اللہ کے اکیلے معبود ہونے کی گواہی دی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کیا، رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھا اور استطاعت کے مطابق بیت اللہ کا حج کیا۔

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کی عزت اور جان ومال محفوظ ہو، کسی بھی نفس کو ناحق قتل کرنے سے بچو، مسلمان کو کسی بھی طرح کی تکلیف دینے سے بچے۔

اللہ کا فرمان:﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾

اور جولوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کوتکلیف دیتے ہیں، بغیر کسی گناہ کے جوانھوں نے کمایا ہوتو یقیناانھوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔(سورۃالأحزاب:58)

اے مسلمانو!اپنی نظروں کو نیچے رکھو بیشک یہ ابلیس کاایک ایسا تیر ہے جو دلوں میں شہوت کوابھارتا ہے اور زناوفحش کاموں کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے،اور ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچو اسلئے کہ جو بھی ٹخنے سے نیچے ہوگاوہ جہنم کی آگ میں داخل ہوگا، تواضع وخاکساری کولازم پکڑو بیشک اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،اپنی عورتوں کوحجاب اور پردے کی پابندی کرنے کاحکم دواورانہیں مردوں سے اختلاط ومیل جول سے دوررکھو،ڈرائیوراورنوکروں کے ساتھ خلوت میں،تنہائی میں جانے سے منع کرو،جب آدمی اورعورت تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

خریدوفروخت میں دھوکہ دہی سے بچو بیشک دھوکہ دینا ظلم ہے اورظلم قیامت کے دن تاریکی کاسبب بنے گا،اورجس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا تو وہ ان میں سے نہیں ہے،ناپ تول میں کمی نہ کرو،فسق وفجوراورلڑائی جھگڑے سے بچو۔

اللہ کا فرمان:﴿أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ[181]وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ[182]وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾

ماپ پورادواورکم دینے والوں میں سے نہ بنو۔[181]اورسیدھی ترازو کے ساتھ وزن کرو۔[182]اورلوگوں کوان کی چیزیں کم نہ دواور زمین میں فساد کرتے ہوئے دنگا نہ مچاؤ۔(سورۃالشعراء:181-183)

اللہ کا فرمان:﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾(سورۃ آل عمران:77)

بے شک جولوگ اللہ تعالیٰ کے عہداوراپنی قسموں کوتھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں،ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں،اللہ تعالیٰ نہ توان سے بات چیت کرے گانہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا،نہ انہیں پاک کرے گااوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔

رشوت لینے سے،سودکھانے سےاوریتیم کامال کھانے سے بچو بیشک یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے،بیشک یہ اللہ کی لعنت،اسکے غضب اور برکت کے ختم ہونے کاسبب ہے اس کی وجہ سے معاشرہ ہلاک وبرباد ہوجاتا ہےاورنیکیاں واچھائیاں ختم ہوجاتی ہے۔

اللہ سے ڈرواوردین پر پابندی کے ساتھ عمل کرو۔

عیدالاضحیٰ کا خطبہ

اللہ أکبر اللہ أکبر لا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر اللہ أکبر وللہ الحمد...

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے عید کا دن بنایا جس میں وہ اس کا ذکر واذکار کرتے ہیں اور اس کی نعمتوں اور فضل و احسان پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی عظیم نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرو اور جان لو کہ آج کا یہ دن حج کا سب سے بڑا اور عظیم دن ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کیلئے عید کا دن بنایا ہے اور یہ دن عرفہ کے دن کے بعد آتا ہے جس دن حجاج حج کا سب سے بڑا اور عظیم رکن ادا کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اَلْحَجُّ عَرَفَةُ یعنی عرفہ ہی حج ہے۔[1]

عرفہ کا دن جہنم سے آزادی کا دن ہے، اس دن اللہ رب العزت ان تمام لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جو عرفہ کے میدان میں وقوف کرتے ہیں، ٹھہرتے ہیں اور جو مسلمان عرفہ کے میدان میں وقوف نہیں کرتے اللہ ان کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

عرفہ کے بعد کا دن تمام مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے اور اس دن لوگ جانوروں کو ذبح کر کے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔

اس دن حاجی لوگ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں اور احرام سے حلال ہوجاتے ہیں، اپنی گندگی اور میل کچیل کو دور کردیتے ہیں اور اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں، اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور حجاج کے علاوہ دوسرے لوگ اللہ کا ذکر واذکار کرتے ہیں، کھلے میدان میں عید کی نماز ادا کرتے ہیں پھر اسکے بعد قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا کہ اس نے آپ کو "کوثر" عطا کیا اور اپنے رب کیلئے نماز پڑھنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا۔

اس مبارک دن کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہیکہ اس دن حجاج ھدی کا جانور ذبح کرتے ہیں اور دوسرے لوگ قربانی کا جانور ذبح کرتے ہیں۔

قربانی کرنا ابراہیم علیہ السلام، محمد ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، بیشک اللہ نے قربانی کو ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو تازہ کرنے کیلئے مشروع کیا جب اللہ نے ان کا امتحان لیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرے تو ابراہیم علیہ السلام نے فوراً اپنے رب کا حکم مانا اور اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو گئے،

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ [103] وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ [104] قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ [105] إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ [106] وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾

تو جب دونوں نے حکم مان لیا اور اس نے اسے پیشانی کی ایک جانب پر گرادیا۔ [103] اور ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! [104] یقیناً تو نے خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ [105] بے شک یہی تو یقیناً کھلی آزمائش ہے۔ [106] اور ہم نے اس کے فدیے میں ایک بہت بڑا ذبیحہ دیا۔ (سورۃ الصافات: 103-107)

---

[1] ترمذی: 889۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوا: فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ.

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے"، لوگوں نے عرض کیا: تو ہم کو اس میں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی" لوگوں نے عرض کیا: اور بھیڑ میں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "بھیڑ میں (بھی) ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔"[1]

اللہ کے رسول ﷺ ہر سال دو سینگ والے، موٹے تازے مینڈھوں کی قربانی کرتے ایک آپ اور آپ کے گھر والوں کی طرف سے اور دوسرا آپکی امت کی طرف سے۔

اے لوگو! اس سنت کو ادا کرنے کیلئے آگے بڑھو۔

بعض علماء کہتے ہیکہ: قربانی کرنا واجب ہے۔

جمہور علماء کہتے ہیکہ: قربانی کرنا سنت ہے اور یہی راجح قول ہے۔

عیدالاضحٰی کے دن سب سے افضل عمل قربانی کرنا ہے، جانور ذبح کرنا اس کی قیمت کو صدقہ کرنے سے افضل و بہتر ہے، اسلئے کہ جانور ذبح کرنے میں سنت کو زندہ کرنا ہے۔

سب سے افضل قربانی اس جانور کو ذبح کرنا ہے جو خوبصورت، موٹا تازہ اور اسکی قیمت سب سے زیادہ ہو، ایک بکرا یا بکری آدمی اور اسکے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اور ایک اونٹ یا ایک گائے یا بچھڑا سات لوگوں کی طرف سے کافی ہے۔

بھیڑوں کیلئے چھ مہینے یا اس سے زیادہ کی مدت، بکرا یا بکری کیلئے ایک سال کی مدت، گائے اور بچھڑے کیلئے دو سال کی مدت، اور اونٹ کیلئے پانچ سال کی مدت کا ہونا قربانی کیلئے جائز اور کافی ہوگا۔

عیب دار جانوروں کی قربانی کرنے سے اجتناب کرو ایسے جانور قربانی کیلئے جائز و کافی نہیں ہے۔

ایسا اندھا جانور جس کا اندھا پن واضح ہو، ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور وہ صحیح طرح سے چل نہیں سکتا، ایسا بیمار جانور جس کی بیماری بالکل واضح ہو، ایسا کمزور، لاگر اور پتلا جانور جس کی ہڈیوں پر گوشت نہ ہو، ایسا جانور جس کا کان بہت زیادہ کٹا ہوا ہو یا سینگ ٹوٹی ہوئی ہو، اور ایسا جانور جس کے دانت جڑ سے اکھڑ گئے ہو ایسے عیب دار جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

ایسا جانور جس کے کان چھوٹے ہو یا اس کے کان ہی نہ ہو یا ایسا جانور جس کی دم کٹی ہوئی ہو یا دم ہی نہ ہو، اور خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔

اونٹ کو نحر کرنا سنت ہے، بھیڑ اور بکری کو بائیں پہلو پر لٹا کر ذبح کرنا اور ذبح کرتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر اللھم إن ھذا منك

---

[1] ابن ماجہ: 3127۔

ولك" پڑھنااور پھر جس کی طرف سے قربانی ہے اس کا نام لینا، ذبح کرتے وقت جانور کے ساتھ نرمی و اِحسان کرنا، تیز چھری اور چاقو سے ذبح کرنااور چھری و چاقو جانور کے سامنے تیز نہ کرنا، بغیر دھاروالے چاقو سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے، ذبح کرتے وقت کھانے پینے کی رگ یا نالی حلق، سانس کی نالی اور گردن کے دونوں جانب خون کی دونوں نالیوں یارگوں کو کاٹنا ضروری ہے۔

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا سنت ہے، ایک حصہ کھانے کیلئے، دوسرا حصہ دوست واحباب کو تقسیم کرنے کیلئے اور تیسرا حصہ غریبوں، فقراء ومساکین میں تقسیم کرنا،

قربانی کرنے کاوقت عید کی نماز کے بعد سے لیکر تین دن تک یعنی عید کے بعد تین دن، دس ذی الحجہ سے لیکر تیرہ ذی الحجہ کو غروب شمس تک قربانی کرنے کاوقت ہے، عید کے دن قربانی کرنا أفضل ہے اور خود سے جانور ذبح کرنا أفضل ہے اور قربانی کا جانور ذبح کرنے کیلئے کسی کو وکیل اور ذمہ دار بنانا جائز ہے، جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے اس کیلئے بال اور ناخن کاٹنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ قربانی کا جانور ذبح کرلے۔

الله أكبر الله أكبر آج کا دن کتنا عظیم دین ہے، اسلامی عید کا دن، اور اسلام کی ہر عید اسلام ایک عظیم رکن کو ادا کرنے کے بعد آتی ہے.

آج کی عید اسلام کے عظیم رکن بیت اللہ کا حج ادا کرنے کے بعد آتی ہے، عرفہ کے میدان میں مسلمانوں کیلئے اللہ کی مغفرت اور جہنم سے آزادی حاصل ہوتی ہے، عید اس شخص کیلئے نہیں ہے جو ظاہری طور پر نئے نئے کپڑے پہنا ہو اور اس کا باطن خراب ہو، لیکن عید اس کی ہے جس کا ظاہر و باطن سب اچھا ہو، جس نے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہو،

کھانے پینے کی اشیاء، بہترین اور اچھے کپڑے اور اچھی سورای کا حاصل ہو جانا عید کی خوشی نہیں ہے بلکہ حقیقی عید کی خوشی یہ ہیکہ اللہ کی مغفرت اور جہنم سے آزادی مل جائے اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری حاصل ہو جس کو یہ چیزیں مل گئی عید کی خوشی اسی کیلئے ہے.

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ: ہر وہ دن ہمارے لیے عید کا دن جس دن میں ہم اللہ کی معصیت ونافرمانی نہ کرے اور ہر وہ دن ہمارے لیے عید کا دن ہے جس میں ہم اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری، ذکر واذکار اور اس کا شکریہ ادا کرے.

غیر مسلم قومیں اور امتیں باطل اور شرکیہ وکفریہ مناسبات کی وجہ سے عید مناتے ہیں لیکن اسلامی عیدیں انتہائی عظیم مناسبات کے بعد، اسلام کے ارکان کو ادا کرنے کے بعد مغفرت اور انعام حاصل کرنے کے بعد منائی جاتی ہے.

تم اللہ کی حمد وثناء بیان کرو اور اسکا شکریہ ادا کرو۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ[34] الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ[35] وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ[36] لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ

عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾
اور ہم نے ہر امت کے لیے ایک قربانی مقرر کی ہے، تاکہ وہ ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انھیں دیے ہیں۔ سو تمھارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دے۔ [34] وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ [35] قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو [36]۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اس کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے!۔ (سورۃ الحج:36-37)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے خیر و برکات سے فیض یاب کیا۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسلام جیسی عظیم نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرو جسے اللہ نے مکمل کر دیا اور اس سے بطور دین راضی ہو گیا،

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ مَعْشَرَ الْيَهُودِ، لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا. قَالَ: وَأَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا} فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ، نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ.

طارق بن شہاب سے روایت ہے: ایک یہودی شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب میں جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کر لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کون سی آیت؟ وہ یہودی بولا: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ (۵-المائدہ: ۳) آخر تک۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت اتری اور اس جگہ کو جہاں اتری۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر عرفات میں اتری جمعہ کے دن (اور وہ دن عید ہے مسلمانوں کی)۔[1]

اللہ کے بندو! اس عظیم آیت کے معنی و مفہوم پر غور و فکر کرو اور جس دن یہ آیت نازل ہوئی اس سے اس آیت کی عظمت اور اس دن کی عظمت معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں اللہ نے بندوں پر اپنے عظیم احسان کو بیان کیا ہے کہ اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا جس میں کسی بھی طرح کی

---

[1] صحیح مسلم:3017۔

کوئی کمی اور خلل نہیں ہے، جو ہر طرح کی تحریف وتبدیلی سے پاک وصاف ہے اور احکام ومسائل کی تفصیل کیلئے اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور اللہ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (سورۃ الحجر:9)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي كتاب الله وسنتي.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت.[1]

بیشک اسلام دین کامل ہے، اس میں بندوں کی تمام مصلحت اور زندگی گزارنے کا نظام ہے، جو ہر زمان ومکان کیلئے صحیح اور درست دین ہے، ہر طرح کی تبدیلی، نقص اور بیکار کی باتوں سے محفوظ ہے، اپنے اصول وضوابط، فروع، معانی ومفہوم اور عبادات ومعاملات میں مکمل دین ہے،

فائدہ مند چیزوں کے حصول، نقصان دہ امور کو دور کرنے، لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنے، لڑائی جھگڑوں اور اختلاف کے وقت فیصلہ کرنے کا ذمہ دار ہے، اس میں سیاسی امور کے اسلوب بھی موجود ہے، اس میں کسی بھی طرح کا کوئی نقص اور خلل نہیں ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾

جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔ (سورۃ فصلت:42)

تمام عالم اس کے سایہ تلے زندگی گزارتا ہے، اس کا عدل وانصاف ہر کسی کو شامل ہے اسکے مکمل ہونے کی گواہی اللہ نے دی ہے، یہ مسلمانوں پر اللہ کی سب سے عظیم نعمت ہے، اسکے علاوہ اللہ کسی دوسرے دین سے راضی وخوش نہیں ہے۔

جس نے یہ گمان کیا کہ اسلام اس زمانے کیلئے درست وصحیح نہیں ہے یا اس کے درست ہونے میں شک کیا، یا یہ کہا کہ: اسلام صرف اللہ اور بندے کے تعلق کے بارے میں گفتگو کرتا ہے، اس میں سیاسی اور اقتصادی امور کے بارے میں معلومات نہیں ہے جس نے یہ اعتقاد رکھا تو وہ کافر اور مرتد ہو گیا اور اس نے اللہ کے اس قول کو جھٹلایا ﴿اليوم أكملت لكم دينكم﴾۔

اس سے توبہ طلب کی جائے گی اگر اس نے توبہ کرلی تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اللہ کے بندو! اس عظیم آیت پر غور وفکر کرو کہ کس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ عرفہ کا دن اور جمعہ کا دن تھا جو حج کا سب سے بڑا دن جس دن اللہ کے رسول ﷺ نے انتہائی عظیم خطبہ دیا،

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا

[1] ترمذی:3788۔

قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ . قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ . قُلْنَا: بَلَى . قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هَذَا . قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ . فَقَالَ: أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ . قُلْنَا: بَلَى . قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هَذَا . قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ . قَالَ: أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ . قُلْنَا: بَلَى . قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ . كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا . فِي شَهْرِكُمْ هَذَا . فِي بَلَدِكُمْ هَذَا . إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ . أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ . قَالُوا: نَعَمْ . قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ . فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ . فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ . فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے دسویں تاریخ کو منیٰ میں خطبہ سنایا، آپ ﷺ نے پوچھا: لوگو! معلوم ہے آج یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ اس پر خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں۔ ہم بولے ہاں ضرور ہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا یہ مہینہ کون سا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ اس مرتبہ بھی خاموش ہو گئے اور ہمیں خیال ہوا کہ آپ ﷺ اس مہینہ کا نام کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم بولے کیوں نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا یہ شہر کون سا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، اس مرتبہ بھی آپ ﷺ اس طرح خاموش ہو گئے کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حرمت کا شہر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں ضرور ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بس تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ اور اس شہر میں ہے، تا آنکہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ کہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہنا اور ہاں! یہاں موجود غائب کو پہنچا دیں کیونکہ بہت سے لوگ جن تک یہ پیغام پہنچے گا سننے والوں سے زیادہ (پیغام کو) یاد رکھنے والے ثابت ہوں گے اور میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی (ناحق) گردنیں مارنے لگو۔[1]

بیشک مسلمان کے خون اور مال کی حرمت، مکہ ومدینہ کی حرمت اور حرمت والے مہینوں کی طرح ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کی حرمات کی تعظیم کرو، اور کسی بھی نفس کو ناحق قتل مت کرو مگر حق کے ساتھ، آپس میں ایکدوسرے کا مال باطل اور حرام طریقے سے نہ کھاؤ، سود خوری، رشوت،، خیانت، چوری اور خرید وفروخت میں دھوکہ دینے سے بچو، بیشک جس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا وہ ان میں سے نہیں، نمازوں کی اور جمعہ وجماعات کی حفاظت کرو، اپنے لڑائی جھگڑوں میں اللہ کی قسم کا ادب واحترام کرو، جھوٹی گواہی دینے سے بچو، بیشک اللہ کی کتاب میں جھوٹی گواہی اور شرک کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۃ الحج: 30)

[1] صحیح بخاری: 1741۔

اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو، شرمگاہ کی حفاظت کرو، اپنے عورتوں کو حجاب اور پردہ کرنے کا حکم دو، انہیں گھروں سے نکلنے سے منع کرو، روکو، اگر وہ گھروں سے نکلے تو پردے کے ساتھ، بے پردہ اور زیب وزینت کرکے نکلنے سے انہیں منع کرو، مردوں کے ساتھ اختلاط، میل جول اور گھروں اور گاڑیوں میں تنہائی میں مردوں کے ساتھ جانے سے منع کرو۔

اے آدمیو! ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچو بیشک جو بھی حصہ ٹخنے سے نیچے ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

رمضان المبارک کے مہینے کا استقبال کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے نیکیوں اور خیر و بھلائی کے موسم بنائے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور نیکیوں اور خیر و بھلائی کے موسم کو غنیمت سمجھو، اور اپنے نفس کی لغزشوں اور غلطیوں پر اس کا محاسبہ کرو، بیشک فرصت کے اَوقات ہمیشہ نہیں رہتے، بیشک عمریں ایک مقررہ مدت تک محدود ہے اور عنقریب رمضان المبارک کا عظیم مہینہ داخل ہونے والا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾

رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:185)

اس مہینے میں روزے رکھنا اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سب سے عظیم نفلی عبادت ہے، یہ صبر و اِحسان اور قرآن کی تلاوت کا مہینہ ہے، رحمت و مغفرت اور جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے، گناہوں سے معافی اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کا مہینہ ہے، اسی مہینے میں حق نے باطل پر فتح حاصل کی، اس مہینے میں مومن برے نفس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے، اس مہینے میں شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، اطاعت و فرمانبرداری سے روکنے والے امور کو ختم کر دیا جاتا ہے، اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات کی خیر و بھلائی سے محروم ہو گیا تو یقیناً وہی محروم ہے، اس مہینے کا ادب و اِحترام کے ساتھ استقبال کرو، اور اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تمہیں اس مہینے تک پہنچا دے اور اس مہینے میں اس کی رضامندی کے کام کرنے پر تمہاری مدد کرے، اور اللہ تم سے نیک اعمال کو قبول کرے، جس شخص کو اللہ نے رمضان المبارک کے مہینے تک پہنچا دیا اور اس میں نیکیاں اور خیر و بھلائی کرنے کی توفیق دے دی تو یقیناً اللہ نے اس پر بہت عظیم نعمت دے کر اس پر احسان کیا اس پر خوش ہونا واجب ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (سورۃ یونس:58)

آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیئے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

حقیقی خوشی تو اللہ کے فضل و رحمت کے حاصل ہونے سے ملتی ہے، خاص طور پر ہدایت اور دین حق سے خوشی ملتی ہے جو دین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے، خاص طور پر ہدایت اور دین کے موسم میں خوشی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ اس کے داخل ہونے سے مسلمان بہت خوش ہوتے ہیں، اسلئے کہ یہ مہینہ انکے لئے خیر و بھلائی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

دنیا کی لذتوں اور حرص اور لالچ سے خوش ہونا قابل مذمت ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ﴾

اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں تھوڑے سے سامان کے سوا کچھ نہیں۔ (سورۃ الرعد:26)

اور جو دنیا کی لذتوں کو حاصل ہونے سے خوش ہوتا ہے ایسے لوگوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

اسلئے کہ یہ خوشی بہت جلد ہی ختم ہونے والی ہے، اور یہ خوشی برائی اور تکبر کرنے پر ابھارتی ہے، اطاعت و فرمانبرداری سے غافل کر دیتی ہے

اور آخرت کو بھلا دیتی ہے۔

اے مسلمانو! اس مہینے کی سب سے عظیم عبادات فرائض و واجبات کو ادا کرنا اور گناہوں اور حرام کاموں کو چھوڑ دینا ہے، اور شہادتین کے بعد سب سے افضل عبادت پنج وقتہ نمازوں کو اسکے مقررہ وقت پر مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے تو اس رمضان المبارک کے مہینے میں اس کا بہت زیادہ اہتمام کرو، کچھ لوگ سال بھر فرض نمازوں کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اور جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو خوب محنت کرتے ہیں فرض نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن رمضان المبارک سے پہلے یا اس کے چلے جانے کے بعد نمازوں کو ضائع کرتے ہیں، نمازیں چھوڑتے ہیں تو صرف رمضان المبارک میں نمازوں کا اہتمام کرنا ان کیلئے فائدہ مند نہیں ہے، ان کی مثال ایسی ہیکہ جیسے بغیر راس المال کے نفع اور فائدہ حاصل کرنا، اسلئے کہ بغیر رأس المال کے فائدہ اور نفع حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح فرض عبادت کو ضائع کرکے نفلی عبادات میں خوب محنت کرنا فائدہ مند نہیں ہے، لیکن جو شخص رمضان المبارک سے پہلے نمازیں چھوڑتا تھا لیکن پھر اس رمضان المبارک میں نمازوں کا اہتمام کیا اور اللہ رب العزت سے سچی توبہ کرلی اور رمضان المبارک کے بعد بھی نمازوں کا اہتمام کیا تو رمضان اسکے لئے بیداری کا سبب بنا اور اسکے لئے فائدہ مند ثابت ہوا۔

☆ فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد رمضان المبارک کی سب سے عظیم عبادت اس مہینے کا روزہ رکھنا ہے جو اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا۔ (سورة البقرة:183)

اللہ کا فرمان: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔ (سورة البقرة:185)

- ☆ ہر مسلمان عاقل، بالغ، مقیم (یعنی سفر میں نہ ہو) اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے پر رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنا فرض ہے، اللہ کی عبادت کرتے ہوئے، ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے روزہ رکھنا،
- ☆ اللہ رب العزت نے رمضان المبارک کے روزے کو چاند دیکھنے سے جوڑ دیا ہے کہ چاند دیکھ کر رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہوتا ہے اور چاند دیکھ کر چلا جاتا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے (رمضان کا چاند) دیکھ کر روزہ رکھو، اور اسے (عید الفطر کا چاند) دیکھ کر روزہ بند کرو۔[1]

- ☆ روزے کا وقت طلوع فجر سے لیکر غروب شمس تک ہے۔

---

[1]) ترمذی:688۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾

تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔ (سورۃ البقرۃ:)

روزہ کہتے ہیکہ: دل سے نیت کر کے طلوع فجر سے لیکر غروب شمس تک کھانے، پینے، بیوی سے ہمبستری کرنے اور ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

- ☆ فجر سے پہلے سحری کرنے میں دیر کرنا اور اور سورج غروب ہوتے ہی افطار کرنے میں جلدی کرنا سنت ہے۔

اگر کوئی فجر کے طلوع ہونے اور سورج کے غروب ہونے کو دیکھ کر روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہے تو کوئی بات نہیں یا تو پھر مؤذن کی اذان جو وقت کا پابند ہو اس پر اعتماد کرے، پس وہ طلوع فجر اور غروب شمس کے وقت اذان دے، بیشک مؤذن تمام لوگوں کا مسؤول اور ذمہ دار ہے اسلئے کہ لوگ اس کی اذان سن کر روزہ افطار کرتے ہیں۔

اے مؤذنو! اللہ سے ڈرو اور وقت کی پابندی کرو اور ایک ایک منٹ کا دھیان رکھو، وقت پر اذان دو، نہ وقت سے پہلے اور نہ وقت کے بعد أذان دو، ورنہ لوگوں کے گناہوں کے ذمہ دار تم ہی ہونگے۔

کچھ مؤذن بہت لاپرواہی کرتے ہیں کبھی وقت سے پہلے اور کبھی تاخیر سے أذان دیتے ہیں اور لوگ ان کی اذان پر بھروسہ کر کے صحیح وقت پر روزہ نہیں رکھتے اور نہ ہی صحیح وقت پر افطار کرتے ہیں، اور مؤذنوں کی کاہلی کی وجہ سے وہ لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

جب کوئی مؤذن طلوع فجر کے وقت اذان دینے سے دیر کر دے تو پھر اسکے لئے جائز نہیں ہیکہ وہ دوبارہ اذان دے تا کہ لوگ دھوکے میں پڑ جائے بلکہ لوگ اپنے اردگرد کی دوسری مساجد کی اذان کا اہتمام کرے جہاں پر وقت مقررہ پر اذان ہوتی ہے اور اس سست و کاہل مؤذن کی اذان پر اعتماد کرنا چھوڑ دے جو بہت زیادہ دیر سے اذان دیتا ہے۔ اس معاملے میں اللہ سے ڈرو اور بہت زیادہ دھیان رکھو۔

- ☆ اس مہینے کی ایک دوسری خصوصیت "قیام اللیل" تراویح کی نماز ہے جو سنتِ مؤکدہ ہے، کسی مسلمان کیلئے اس کا چھوڑنا مناسب نہیں ہے اور جماعت کے ساتھ مسجد میں تراویح کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام اللیل کیا یعنی تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[2]

---

[1] ترمذی:806۔

[2] صحیح بخاری:2009۔

تراویح کی نماز کی کوئی تعداد محدود اور مقرر نہیں ہیں، کوئی امام بیس (20) رکعت، کوئی امام چھتیس (36) رکعت اور کوئی اِمام گیارہ (11) رکعت، تیرہ (13) رکعت نماز پڑھائے اور یہ تعداد ائمہ کرام سے منقول ہے لیکن راجح قول یہ ہیکہ جو شخص نماز لمبی کرنا چاہے تو وہ رکعات کی تعداد کم کردے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کرتے تھے اور جو شخص نماز ہلکی اور چھوٹی پڑھنا چاہے تو وہ رکعتوں کی تعداد زیادہ کردے، یہ مسئلہ بہت وسیع ہے، اِمام کیلئے جائز نہیں ہیکہ وہ تراویح کی نماز کو بہت چھوٹی اور ہلکی کرے اور قرآن کی قرآت کو بہت جلدی جلدی کرے اور رکوع وسجدہ بھی بہت زیادہ جلدی کرے کہ رکوع اور سجدے کی تسبیحات بھی نہ پڑھ سکے اور اطمینان اور سکون بھی حاصل نہ ہو.

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنی نماز کی حفاظت کرو اور اپنے پیچھے والوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو.

ایک بات کی طرف تنبیہ کرنا واجب ہیکہ کچھ ائمہ اللہ ان کو ہدایت دے وہ اپنی آواز کو مائک کے ذریعے مسجد کے باہر بھی پھیلاتے اور نشر کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس سے دوسروں کو عبادت کرنے میں تکلیف اور خلل ہوتا ہے اور دوسری مساجد کے لوگوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے، امام پر واجب ہیکہ اس کی آواز مسجد کے اندر تک ہی محدود رہے کبھی کبھی مائک میں نماز کی آواز باہر آنے سے لوگ نماز میں تاخیر اور سستی کرتے ہیں کہ لوگ بستروں پر سوئے رہتے ہیں اور جب اِمام کی قرآت کی آواز سنتے ہے تو نیند سے بیدار ہوتے ہے اور تاخیر سے نماز میں حاضر ہوتے ہیں تو ایسا کرنے سے رکنا واجب ہے.

اے مسلمانو! سے ڈرو سے اور جمعہ اور جماعات میں حاضر ہونے میں جلدی کرو تا کہ تم زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کرو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائے اور درجات بلند ہو، اور اپنی اولاد، بھائیوں اور پڑوسیوں کو سستی کرنے سے روکو،

اللہ کا فرمان: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورۃ المائدہ:2)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

رمضان المبارک کا استقبال کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل واحسان والا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور رمضان المبارک کے مہینے کی تعظیم اور ادب و اِحترام کرو، اسے غنیمت سمجھو اور اس کے روزے اور تراویح کی نماز کی حفاظت کرو اور اس کا اہتمام کرو، اس مہینے میں حرام کام کرنے سے بچو اور اسکے حفاظت کرو، بیشک جو بھی اچھا یا برا کام تم اس مہینے میں کرتے ہو تو یہ تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف گواہی دینے والا ہوگا، بیشک کچھ لوگوں کا شر و فساد اور برائی اس مہینے میں زیادہ ہوجاتی ہے وہ اس مہینے کی حرمت کو نہیں جانتے اور نہ ہی اس مہینے کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں اور وہ اس بات سے بھی نہیں ڈرتے کہ اس مہینے میں گناہوں اور نافرمانیوں کو لکھا جاتا ہے نوٹ کیا جاتا ہے۔

بیشک کچھ لوگ رمضان کے مہینے میں دن میں مردہ لاش کی طرح بن جاتے ہیں دن بھر سوئے ہوئے رہتے ہیں نہ نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ ہی دوسرے نیک کام کرتے ہیں اور راتوں کو کھانے پینے، کھیل کود، فلم بینی، ڈرامہ وسیریل دیکھنے اور بات چیت کرنے، جوا کھیلنے میں گزار دیتے ہیں اور ایک رکعت نفلی نماز بھی نہیں پڑھتے، بلکہ فرض نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں۔

کچھ لوگ تو عورتوں سے ملنے کیلئے سڑکوں پر نکل جاتے ہیں وہ عورتیں جو ننگی، مائل کرنے والی اور فتنے میں ڈالنے والی ہوتی ہے، یہ فتنہ برپا کرنے کیلئے شیطان کے لشکر ہے، یہ شیطان کے جال ہے جس کے ذریعے وہ آدمیوں کا شکار کرتے ہیں، اور ان عورتوں کے ولی اور ذمہ دار ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں انہیں منع نہیں کرتے، اندھے ہیں دیکھتے نہیں اور گونگے ہیں بولتے نہیں۔

کچھ لوگ رمضان المبارک کے مہینے کو دنیوی تجارت کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اپنا اکثر وقت تجارت میں اور دوکانوں اور تجارتی منڈیوں میں گزار دیتے ہیں اور نہ فرض نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور نہ ہی تراویح کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں، اور یہ لوگ رمضان المبارک کے مہینے میں مفلسی، غریبی اور گناہوں کے علاوہ کچھ نہیں کماتے، جب رمضان المبارک کے مہینے میں گناہوں کی معافی ومغفرت کے اتنے زیادہ اسباب وسائل فوت ہوجائے، چھوٹ جائے تو یہ سب سے بڑی محرومی ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی بھی ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت ہوئے بغیر وہ مہینہ گزر گیا۔[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور رمضان المبارک کے مہینے کی تعظیم کرو اور اسے غنیمت سمجھو۔

---

[1] ترمذی:3545۔

کس چیز سے رمضان المبارک کے مہینے کا داخل ہونا اور نکلنا ثابت ہوتا ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے چاند کو لوگوں کیلئے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ وعلامت بنائی..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی آسانی اور سہولیات پر اللہ کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے دین اسلام میں کسی بھی طرح کی کوئی تنگی و پریشانی نہیں رکھی،

اللہ کا فرمان: ﴿هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ﴾

اسی نے تمھیں چنا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، اپنے باپ ابراہیم کی ملت کے مطابق۔ (سورۃ الحج:78)

اللہ کا فرمان: ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ﴾

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے۔ (سورۃ المائدہ:6)

یہ اللہ کی آسانی اور سہولیات میں سے ہیکہ اس نے عبادات کے وقت کی شروعات اور خاتمے کیلئے ایسی واضح علامات کو مقرر کر دیا جس کے ذریعے ایک عام آدمی بھی جان سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہیکہ کونسی عبادت کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے۔

اور اسی میں سے ایک چیز رمضان المبارک کے مہینے کا شروع اور ختم ہونا بھی ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور فرمایا: "نہ روزہ رکھو اور نہ افطار کرو جب تک کہ چاند دیکھ لو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔"[1] (یعنی خواہ شعبان کے خواہ رمضان کے)۔

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ روزہ رکھنا اور افطار کرنا کب واجب ہوتا ہے تو وہ دو چیزیں ہیں:

پہلی چیز: چاند دیکھنا (یعنی عربی کی 29 تاریخ کو چاند دیکھنا) اگر چاند نظر آگیا تو اگلے دن سے روزہ رکھنا ہے.

دوسری چیز: مہینے کی تیس کی گنتی پوری کرنا (یعنی اگر 29 تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو پھر تیس کا مہینہ پورا کر کے عربی کی ایک تاریخ سے روزہ رکھنا.

اگر کسی ایک مسلمان نے بھی چاند دیکھ لیا تو اس کی بات قبول کر لی جائے گی اور تمام مسلمانوں پر روزہ رکھنا واجب ہوگا اگر چہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے چاند نہ دیکھا ہو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ . فَقَالَ : أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ : نَعَمْ . قَالَ : قُمْ يَا بِلَالُ ! فَأَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: میں نے چاند دیکھا ہے، (راوی حسن

---

[1] صحیح بخاری:1906۔

نے اپنی روایت میں کہا ہے یعنی رمضان کا) تو آپ ﷺ نے اس اعرابی سے پوچھا: "کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں؟" اس نے جواب دیا: ہاں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا اس بات کی بھی گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟" اس نے جواب دیا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔"[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَرَاءَى النَّاسُ الْهِلَالَ، فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی (لیکن انہیں نظر نہ آیا) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے اسے دیکھا ہے، چنانچہ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔[2]

رمضان المبارک کے داخل ہونے کیلئے ایک آدمی کی گواہی اور نکلنے کیلئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

اِمام اِبن قیم نے کہا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہیکہ آپ نے ایک آدمی کے گواہی دینے سے روزہ رکھنے کا حکم دیا اور دو آدمیوں کے گواہی دینے پر روزہ ختم کرنے کا حکم دیا، اسلئے کہ رمضان المبارک کے داخل ہونے میں کوئی تہمت اور شک نہیں ہے اور یہ عبادت کیلئے زیادہ مناسب ہے لیکن رمضان المبارک کے نکلنے میں تہمت اور شک ہے اسلئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے اسلئے اِفطار کرنے اور روزہ نہ رکھنے میں لوگوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ عبادت کیلئے احتیاط کرنا ہے، اور اصل میں رمضان کا باقی رہنا ہے اسکا ختم ہونا نہیں ہوگا مگر یقین کے ساتھ۔

دوسری بات: وہ چیز جس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم دیا وہ یہ ہے کہ جب 29 تاریخ کو چاند نہ نظر آئے تو مہینے کا تیس دن مکمل کرنا، اسلئے کہ اصل مہینے کا باقی رہنا ہے، اور عبادت کیلئے زیادہ مناسب اور محتاط ہے، اور روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی یہی دو علامتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے مقرر کی ہے، بیشک کچھ لوگ ماہر فلکیات اور حساب لگانے والوں کی خبروں پر بھروسہ کر کے روزہ رکھتے اور افطار کرتے ہیں یہ اللہ اور اسکے رسول کی جائز ومشروع چیزوں سے زائد چیز ہے اور دین میں ہر زائد چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ماہر فلکیات اور علم حساب کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک جماعت ہر سال مسلمانوں کو حیران و پریشان کرتے ہیں، چاند دیکھنے کے تعلق سے لوگوں کو شک وشبہ میں مبتلا کرتے ہیں اور غلطی کرتے ہیں، اور جو لوگ چاند دیکھتے ہیں ان پر جھوٹے ہونے کی تہمت اور الزام لگاتے ہیں، وہ چاہتے ہیکہ مسلمان ان کی بتائی ہوئی خبروں کے مطابق روزہ رکھے اور افطار کرے اسلئے کہ یہ زیادہ أضبط ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: بیشک میں دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ روزہ رکھنے کے تعلق سے ماہر فلکیات اور علم حساب کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں کہ چاند نظر آیا یا نہیں نظر آیا اور ان کی باتوں پر اعتماد کرتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خبر ملی کہ بعض قاضی حضرات عادل گواہوں کی باتوں کو ماہر فلکیات کی باتوں کے آگے رد کر دیا اور قبول نہیں کیا اور ان پر جھوٹے ہونے کی تہمت لگائی، ہم اس بات کو اچھی طرح جانتے

---

[1] ابن ماجہ: 1652۔

[2] ابو داؤد: 2342۔

ہیکہ اسلام کہ بہت سارے احکام ومسائل جیسے روزہ رکھنا، حج کرنا، عدت وغیرہ کا تعلق چاند دیکھنے سے ہیں اور ان احکام ومسائل میں ماہر فلکیات اور علم حساب والوں کی باتوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔

اِن لوگوں کی باتوں پر اعتماد کرنا دین میں بدعت ایجاد کرنا اور نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنا ہے اور عادل گواہوں کی گواہی کو قبول نہ کرنا، جھٹلانا اور ان پر تہمت لگانا اور مسلمانوں کو حیران و پریشان کرنا ہے، قاضیوں اور حکمرانوں پر طعن و تشنیع کرنا اور ان کے حکم کی مخالفت کرنا ہے جو قاضیوں کے حکم کو نافذ کرتے ہیکہ روزہ رکھنا ہے یا نہیں۔

ان لوگوں کی باتوں پر اعتماد کرنے میں مسلمانوں کے روزے کو خطرہ ہے اسلئے کہ ماہر فلکیات کی باتوں میں غلطی کا امکان ہے اسلئے کہ یہ انسانی عمل ہے جو غلطی سے خالی نہیں ہے، علم حساب اور فلکیات کے علم کو ہر کوئی نہیں جانتا اور ہر زمانے میں اور ہر جگہ اس کے ماہرین نہیں پائے جاتے، ہمارا دین آسانی اور سہولت پر مبنی ہے اسلئے مسلمانوں کیلئے روزہ رکھنا اور اِفطار کرنا ایک واضح علامت پر موقوف ہے جسے ہر زمانے میں اور ہر جگہ پر، عوام، جاہل، شہری، دیہاتی ہر کوئی جانتا ہے، اسلئے ان ماہرین فلکیات کی باتوں پر اعتماد نہ کرو جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ روزہ رکھو اور افطار کرو، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ، وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "صیام کا دن وہی ہے جس دن تم سب روزہ رکھتے ہو اور افطار کا دن وہی ہے جب سب عید الفطر مناتے ہو اور اضحی کا دن وہی ہے جب سب عید مناتے ہو۔"[1]

إمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ: مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ روزہ رکھو اور افطار کرو اسلئے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، اگر مسلمانوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی اور چاند نظر نہیں آیا تو تیس دن مکمل کرو پھر اگر یہ بات واضح ہوگئی کہ گزشتہ رات چاند نظر آگیا تھا تو تم نے اس دن روزہ نہیں رکھا تو اس دن کے روزے کی قضاء کرو اور تم معذور اور ماجور ہوگے۔

اگر لوگوں نے ماہر فلکیات اور علم حساب والوں کی خبر کے مطابق روزہ رکھا تو وہ گنہگار ہے اسلئے کہ اس نے ایسا کام کیا جس کا حکم نہیں دیا گیا اور ان کی باتوں پر یقین کرنے سے کبھی کبھی وقت سے پہلے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے وقت سے پہلے روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنے شروع نہ کردو۔[2]

---

[1] ترمذی: 697۔

[2] ابوداؤد: 2327۔

فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشُكُّ فِيهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے کسی ایسے دن روزہ رکھا جس میں لوگوں کو شبہ ہو (کہ رمضان کا چاند ہوا ہے یا نہیں) اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔[1]

کبھی کبھی ان کی باتوں پر اعتماد کرنے سے روزہ رکھنے میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔

بعض اونچی سوچ کے لوگ کہتے ہیکہ؛ بیشک علم نے بہت زیادہ ترقی کرلی ہے، نئی نئی ایجادات، اور صنعتی ترقی کی وجہ سے علم فلکیات نے بھی بہت زیادہ ترقی کرلی ہے جس کی وجہ سے چاند کا دیکھنا اور نہ دیکھنا آسان ہوگیا ہے،

- ☆ سب سے پہلی بات ہم کہتے ہیکہ علم حساب اور فلکیات کا علم قدیم زمانے سے موجود ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ نے اس پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کیا، اس لیے کہ اس میں غلطی اور اختلاف کا امکان بہت زیادہ ہے اور ماہرین فلکیات کبھی ایک بات پر متفق نہیں رہتے۔
- ☆ دوسری بات یہ ہیکہ عبادات توقیفی ہے اس کا دارومدار حکم ملنے یا منع کرنے پر ہے، اسلام نے چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم دیا اور بغیر چاند نظر آئے روزہ رکھنے سے منع کیا ہے یا تو پھر مہینہ کا تیس دن مکمل کرو، اور اس میں بندوں کیلئے آسانی اور انکو شکوک وشبہات سے دور رکھنا اور حکم کو ایسی محسوس چیز پر موقوف کرنا ہے جس کے بارے میں اختلاف نہ ہو۔

ان آلات کو استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جو چاند دیکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں جیسے بڑی بڑی دوربین وغیرہ لیکن جب اس کے ذریعے سے چاند آسانی سے نظر آجائے اور کسی طرح کا کوئی تکلف اور پریشانی نہ ہو، ہم ان آلات کو ایجاد کرنے اور استعمال کرنے کے پابند نہیں ہے لیکن جب یہ موجود ہے تو اس کو استعمال کرنے میں اور اس سے مدد لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور شریعت کے احکامات کی پابندی کرو اسے میں تمہارے لیے نجات اور ہدایت ہے اور یہ تمہارے لیے کافی ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

وہ تجھ سے نئے چاندوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ لوگوں کے لیے (عبادت) اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کے ذریعے ہیں اور نیکی ہرگز یہ نہیں کہ گھروں میں ان کی پچھلی طرفوں سے آؤ اور بلکہ نیکی اس کی ہے جو بچے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ:189)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

---

[1] ترمذی:686۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں پر ظاہری و باطنی بے شمار نعمتوں کا انعام کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صل اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور جان لو کہ جب بدلی کی وجہ سے شعبان کی 29 تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو شک والے دن یعنی شعبان کی تیس تاریخ کو روزہ رکھنا شک کی بنیاد پر کہ آج رمضان ہے یا نہیں تو یہ جائز نہیں ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس دن شعبان کا آخری دن شمار کرنے کا حکم دیا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ ،فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بدلی ہو جائے تو گنتی پوری کر دو۔"[1] (یعنی تیس کی)۔

اگر کسی کی پیر اور جمعرات کے نفلی روزہ رکھنے کی عادت ہو اور شعبان کی تیس تاریخ کو پیر یا جمعرات کا دن ہو تو اس دن عادت کے طور پر نفلی روزہ رکھنا جائز ہے، اسی طرح جسکے پچھلے سال رمضان کے روزوں کی قضاء باقی ہے وہ بھی تیس شعبان کو روزہ رکھ سکتے ہیں، لیکن اس دن بغیر عادت کے اور بغیر کسی قضاء روزے کے نئے سرے سے احتیاط کے نام پر یا ماہرین فلکیات کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ رکھنا بدعت ہے جائز نہیں ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور شریعت کے احکام ومسائل پر عمل کرو اسی میں تمہارے لیے خیر و بھلائی ہے۔

---

[1]) ترمذی: 688۔

روزے کے بعض احکام

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و اِنعام والا ہے، جس نے امت مسلمہ پر رمضان المبارک کے مہینے کا روزہ واجب کیا اور اسے دین ایک انتہائی عظیم رکن بنایا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں رمضان المبارک کے مہینے تک پہنچایا اور اس سے رمضان المبارک کے اوقات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی توفیق اور مدد مانگو، اور اس سے سوال کرو کہ وہ تمہیں اس مہینے میں سستی وکاہلی کرنے والوں میں سے اور اس کے اَوقات کو ضائع وبرباد کرنے والوں میں سے نہ بنائے، بیشک لمبی عمر سے وہی شخص خوش ہوتا ہے جو نیکیوں کے موسموں کو پاتا ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ عبادات اور اطاعت وفرمانبرداری کے کام کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی اور اور اس نے اچھا اور نیک عمل کیا ہو۔[1]

اور وہ صرف دنیا میں زندگی گزارنے کی خاطر لمبی عمر سے خوش نہیں ہوتا، اسلئے کہ دنیا میں بغیر عبادت اور اطاعت وفرمانبرداری کے زندگی گزارنے سے وقت بہت جلدی گزر جاتا ہے اور قیامت کے دن یہ حسرت وندامت کا باعث ہوگا۔

اور دنیا میں عبادت اور اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ زندگی گزارنے سے اس کا اثر باقی رہتا ہے اور اس کا خیر حاصل ہوتے رہتا ہے اسلئے کہ یہ آخرت کی زندگی سے جڑا ہوا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَهْ

اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔[2]

اللہ کا فرمان: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔ (سورۃ النحل: 97)

مومن کی زندگی دنیا میں بھی، قبر میں بھی اور قیامت کے دن بھی خیر وبھلائی، خوشی ومسرت اور شادمانی سے جڑی ہوئی ہے، مومن دنیا کی زندگی میں اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے لذت حاصل کرتا ہے اس کا دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتا ہے، پس وہ دنیا میں سکون کے ساتھ کھلے دل سے زندگی گزارتا ہے اور قبر میں اس کیلئے جنت کے دروازے اور کھڑکیاں کھول دی جاتی ہے، اور اس سے جنت کی خوشبو اور نعمتیں آتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ سو جا دلہن کے سونے کی طرح، پھر قیامت کے دن وہ اچھی حالت میں اٹھایا جائے گا، اس کا حساب آسان ہوگا

---

[1]) ترمذی: 2330۔

[2]) ترمذی: 3856۔

اور اپنے گھر والوں کی طرف خوشی خوشی لوٹے گا پھر وہ ہمیشہ کی جنت میں داخل ہو جائے گا جس میں اسے نہ تھکن محسوس ہوگی اور نہ ہی غم لاحق ہوگا اور نہ ہی بیماری اور وہ موت سے بھی نہیں ڈرے گا۔

اور جو کافر ہوگا اگر اسے پوری دنیا کی نعمت دے دی جائے پھر بھی وہ غمگین اور اداس رہتا ہے، دنیا میں اس کا وقت بہت جلدی جلدی گزرتا ہے پھر جب وہ مرجاتا ہے تو قبر میں اسے عذاب دیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے اور اسے مسلسل عذاب دیا جائے گا۔

اللہ کا فرمان: ﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ﴾ (سورۃ الرعد: 34)

ان کے لیے ایک عذاب دنیا کی زندگی میں ہے اور یقینا آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور انھیں اللہ سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔

اللہ کے بندو! مومن کی زندگی میں بہت سارے نیکیوں اور خیر وبھلائی کے موسم آتے ہیں اور ان میں سب سے بہترین اور عظیم موسم رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور یہ مومن کی زندگی کی سب سے عظیم کمائی ہے۔

ایک حدیث میں ہیکہ:

عن طلحة بن عبيدالله: أنَّ رَجُلينِ من بَلِيٍّ قَدِما على رسولِ اللهِ ﷺ فكان إسلامُهما جميعًا وكان أحدُهما أشَدَّ اجتهادًا من الآخَرِ فغزا المجتهِدُ منهما فاستُشهِدَ ومَكَثَ الآخَرُ بعدَه سَنَةً ثم تُوفِّيَ فقال طَلْحَةُ: بَيْنا أنا عندَ بابِ الجَنَّةِ إذ أنا بهما فخَرَجَ خارِجٌ من الجَنَّةِ فأَذِنَ للذي تُوفِّيَ الآخِرُ منهما ثم خَرَجَ فأَذِنَ للذي استُشهِدَ ثم رَجَعَ إليَّ فقال: ارجِعْ فإنَّه لم يُؤذَنْ لكَ فأصبحَ طَلْحَةُ يُحدِّثُ به الناسَ فعَجِبوا لذلك فبَلَغَ رسولَ اللهِ ﷺ وحدَّثوه الحديثَ فقال: من أيِّ ذلك تَعجَبونَ؟ فقالوا: يا رسولَ اللهِ هذا كان أشَدَّ الرَّجُلينِ اجتهادًا ثم استُشهِدَ في سبيلِ اللهِ عزَّ وجلَّ ودَخَلَ الآخِرُ الجَنَّةَ قبلَه؟ قال: أليس قد مَكَثَ بعدَه سَنَةً؟ قالوا: بلى قال: وأدرَكَ شهرَ رَمَضانَ فصامَه؟ قالوا: بلى قال: وصلّى كذا وكذا سجدةً في السَّنَةِ؟ قالوا: بلى، قال رسولُ اللهِ ﷺ: فلَما بينَهما أبعَدُ مما بينَ السَّماءِ والأرضِ.

طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیکہ: دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے بیک وقت اسلام قبول کیا، اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی زیادہ عبادت کرتا تھا اور وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا، جبکہ دوسرا آدمی جو پہلے آدمی کی بنسبت کم عبادت گذار تھا اس کی شہادت کے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ دوسرا آدمی شہادت پانے والے آدمی سے پہلے جنت میں داخل ہوا ہے اور جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب لوگوں کو سنایا جس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ دوسرا آدمی پہلے آدمی کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا؟ جس میں اس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا، اس کے روزے رکھے اور سال بھر اتنی نمازیں پڑھیں؟ تو ان دونوں کے درمیان جنت میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔[1]

---

[1] ابن ماجہ: 3925۔

جان لوکہ رمضان المبارک کے مہینے میں فرض نمازوں کے بعد سب سے عظیم عمل اس مہینے کا روزہ رکھنا ہے اور اللہ نے اسے اسلام کا ایک اہم رکن بنایا ہے، جس نے اس مہینے کے روزے کا انکار کیا تو وہ کافر اور مرتد ہے، اور جو اس مہینے کے روزوں کے واجب ہونے کا اقرار کرتا ہے لیکن سستی و کاہلی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا تو اس کیلئے سخت سے سخت سزا اور عذاب ہے، اس پر توبہ کرنا اور جو روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی قضاء کرنا واجب ہے، اور جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ رمضان المبارک کے مہینے کا روزہ نہیں رکھتا تو اس کا معاملہ مسلم حکمران کے سامنے پیش کرنا واجب ہے تا کہ وہ اسے روزہ رکھنے کا پابند بنائے۔

- ☆ روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ، مقیم اور صحت مند لوگوں پر فرض ہے۔
- ☆ مسافر اور مریض روزہ نہیں رکھیں گے اور بعد میں ان روزوں کی قضاء کریں گے۔
- ☆ چھوٹے بچوں پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے لیکن انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا تا کہ روزہ رکھنے ان کی عادت ہو جائے اور ان کی تربیت بھی ہو جائے اور یہ ان کیلئے نفلی روزے ہوں گے اور ان کے ولی اور والدین کو اسکا اجر وثواب ملے گا۔
- ☆ جو شخص پاگل ہو یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے جس کی عقل ختم ہوگئی ہو تو ان دونوں پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے لیکن جو شخص بوڑھا ہو لیکن اس کی عقل موجود ہو اور بہت زیادہ کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے، اسی طرح اگر مریض روزہ نہیں رکھ سکتا اور اسکا مرض ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو اور یہ ہمیشہ کا مرض ہو تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے۔
- ☆ اللہ کے بندو! روزے کا معنی ومفہوم یہ ہیکہ: دل سے نیت کر کے طلوع فجر سے لیکر غروب شمس تک کھانے، پینے، بیوی سے ہمبستری کرنے اور ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- ☆ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور باطل ہو جاتا ہے، جس نے جان بوجھ کر کھانا کھالیا اور کچھ پی لیا تو اس کا روزہ باطل ہو گیا اس پر توبہ کرنا واجب ہے اور بقیہ دن وہ کھانے پینے سے رکا رہے گا اور پھر بعد میں اس دن کے روزے کی قضاء کریں گا۔
- ☆ جس نے بھول کر کھالیا اور کچھ پی لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔
- ☆ اسی طرح طاقت کا انجکشن لگانا، غذائی گلوکوز چڑھانا، یا نسوں میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد اور ٹوٹ جاتا ہے اسلئے کہ یہ چیزیں خون اور جسم سے خلط ملط ہو جاتی ہے اور وہی کام کرتی ہے جو کھانے یا پینے کی چیزیں کرتی ہے،
- ☆ اسی طرح جان بوجھ کر آنکھوں میں، ناک میں یا کانوں میں دوائی ڈالنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسلئے کہ یہ حلق تک اور پیٹ تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے روزے کی حالت میں بہت زیادہ مبالغے کے ساتھ ناک میں پانی چڑھانے سے منع کیا ہے اسلئے کہ پانی حلق تک پہنچ جاتا ہے، اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح آنکھ اور ناک میں دوا کے قطرات ڈالنے سے وہ حلق تک پہنچ جاتا ہے اور اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزے کو فاسد اور باطل کرنے والی چیزیں:

1) جماع کرنا: رمضان المبارک کے مہینے میں دن میں بیوی سے ہمبستری کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور فاسد ہو جاتا ہے، اس پر توبہ کرنا واجب ہے اور بقیہ دن وہ کھانے پینے سے رکا رہے گا اور پھر بعد میں اس دن کے روزے کی قضاء کریں گا اور ساتھ میں کفارہ بھی ادا کریں گا اور وہ تین چیزیں ہیں:

1) ایک گردن آزاد کرنا۔

2) اگر یہ نہ ملے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھنا۔

3) اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ (60) مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ ہر اس چیز سے بچے جو بیوی سے ہمبستری کرنے کی طرف لیکر جاتی ہے جیسے شہوت سے بیوی کی طرف دیکھنا، شہوت کے ساتھ بیوی کو بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ بیوی کو چھونا ان تمام چیزوں سے بچنا واجب ہے۔

2) جماع کے بغیر بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنے سے منی کے گر جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے شہوت سے بیوی کی طرف دیکھنے سے، شہوت کے ساتھ بیوی کو بوسہ لینے سے، شہوت کے ساتھ بیوی کو چھونے سے یا مشت زنی کرنے سے ان تمام چیزوں سے منی کے گرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے بھی بچنا واجب ہے۔

جو شخص رمضان کے دن میں سونے کی حالت میں اسے احتلام ہو جائے، منی نکل جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اسلئے کہ یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے اور اس پر غسل کرنا واجب ہے۔

3) جان بوجھ کر قے کرنے سے (الٹی کرنے سے) روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر بغیر اختیار کے ایسے ہی الٹی ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

4) حجامہ لگوانے یا خون دینے کی وجہ سے بہت زیادہ خون بدن سے نکل جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حجامہ لگوایا اس کا روزہ ختم ہو گیا اس نے افطار کر لیا۔

جو شخص زخمی ہو گیا ہو اور بہت زیادہ خون بہہ گیا ہو یا دانت ٹوٹ گیا ہو اور اس نے منہ سے خون کو تھوک دیا تو روزہ صحیح ہوگا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

5) حیض اور نفاس کا خون آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، حیض و نفاس والی عورتوں کیلئے ان دونوں حالات میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے اگر روزہ رکھ لے تو ان کا روزہ صحیح نہیں ہوگا اور ان روزوں کی قضاء کرنا واجب ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے روزوں کو فاسد اور برباد ہونے سے اس کی حفاظت کرو، اللہ نے رات کو کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری کرنے کیلئے جائز کیا ہے اور دن میں ان چیزوں سے روزوں کی حفاظت کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾

روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا۔ (سورۃ البقرۃ: 187)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و احسان والا ہے جس نے ہمارے لیے روزہ رکھنے کو جائز کیا تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کر سکے..

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اس سے پہلے ان ظاہری اور حسی چیزوں کو بیان کیا گیا جس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح کچھ باطنی اور معنوی چیزیں بھی ہے جس سے روزہ فاسد اور ٹوٹ جاتا ہے، اس کو جاننا اور اس سے اجتناب کرنا واجب ہے اور وہ یہ ہے:

- ہر وہ قول اور فعل جو روزے کی حالت کے علاوہ دوسرے اوقات میں حرام ہے تو روزے کی حالت میں اسکا حرام ہونا اور اس کا گناہ اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، جیسے غیبت و چغلی کرنا، گالی گلوچ کرنا، جھوٹ بولنا، غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا، حرام چیزوں کو دیکھنا، گندی تصویریں، فلمیں، ڈرامے وغیرہ دیکھنا، گانا سننا، موسیقی سننا، یہ سب چیزیں روزے پر اثر انداز ہوتی ہے اور گناہوں کو واجب کرتی ہے، صرف کھانے، پینے سے رکے رہنا، بھوکے اور پیاسے رہنا ہی روزہ نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر حرام کاموں، حرام باتوں اور ہر طرح کے گناہوں کو چھوڑنا روزہ کہلاتا ہے۔

روزہ کہتے ہے پیٹ کو کھانے، پینے سے روک کر رکھنا، شرمگاہ کو ہمبستری اور فائدہ اٹھانے سے روکے رکھنا، نظروں کو حرام چیزوں کو دیکھنے سے روکے رکھنا اور زبان کو برے اور خراب الفاظ بولنے سے روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔

صرف کھانا، پینا چھوڑ دینا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی چھوڑنا ضروری ہے، ورنہ بغیر فائدے اور بغیر اجر وثواب کے اپنے آپ کو تھکانا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے روزوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو لازم پکڑو۔

قرآن کے سیکھنے، اس کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و احسان والا ہے جس نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور سب سے عظیم نعمت قرآن کی نعمت ہے۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں ایمان کی نعمت دے کر تم پر احسان کیا اور قرآن کے نزول کو تمہارے ساتھ خاص کر دیا بیشک قرآن انتہائی عظیم ہے، ذکر حکیم، سیدھا اور درست راستہ ہے، اللہ کا کلام ہے کہ اس کے مثل ومشابہ کوئی کلام نہیں، باطل اس کے آگے یا پیچھے سے نہیں آسکتا، ہر قسم کی کمی وزیادتی سے اللہ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، یہ لوحِ محفوظ اور مصاحف میں لکھا ہوا، سینوں میں محفوظ ہے، زبان سے اسکی تلاوت کی جاتی ہے سیکھنے اور غور وفکر کرنے کیلئے آسان ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾

اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟۔ (سورۃ القمر:17)

قرآن کو چھوٹے بچے اور غیر عربی لوگ بھی آسانی سے یاد کر سکتے ہیں، زبانیں اس کی تلاوت کرنے سے نہیں تھکتی، اس کی مٹھاس اور لذت سے کانوں کو اس کو سننے سے کوئی ملل نہیں ہوتا، علماء اس کی آیتوں میں غور وفکر اور تدبر کرنے سے آسودہ نہیں ہوتے، جن اور انسان سب مل کر بھی اس کے جیسی ایک چھوٹی سورت بھی نہیں لا سکتے، یہ قیامت تک ایک معجزہ اور ہمیشہ باقی رہنے والی حجت اور دلیل ہے، اللہ نے اس کی تلاوت کرنے، اس کی آیتوں میں غور وفکر اور تدبر کرنے کا حکم دیا، اور اسے بابرکت بنایا۔

اللہ کا فرمان: ﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔ (سورۃ ص:29)

عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ (الم) حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی، میں نہیں کہتا » الم « ایک حرف ہے، بلکہ » الف « ایک حرف ہے، » لام « ایک حرف ہے اور » میم « ایک حرف ہے۔“[1]

- ☆ اللہ نے قرآن کے حاملین اور اس پر عمل کرنے والوں کو دوسرے لوگوں پر فضیلت اور خصوصیت عطا کی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور

---

[1] ترمذی:2910۔

پڑھائے۔[1]

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ . وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ .

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مثال اس مؤمن کی جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی سی ہے کہ خوشبو اس کی عمدہ اور مزا اس کا اچھا ہے اور مثال اس مؤمن کی جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی سی ہے کہ اس میں بو نہیں مگر میٹھا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے اس پھول کے مانند ہے کہ بو اس کی اچھی ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے، اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزا کڑوا ہے۔"[2]

ان تمام دلیلوں میں سب سے پہلے قرآن کو سیکھنے پھر اسکی تلاوت کرنے اور اس میں غور وفکر کرنے اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے پر ابھارا گیا ہے.

قرآن کے تعلق سے سے لوگوں کی کئی اقسام ہیں.

پہلی قسم کے لوگ جو قرآن کی صحیح تلاوت کرتے ہیں پھر اس کے علوم کو سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ خوش بخت اور حقیقت میں قرآن والے ہیں.

دوسری قسم کے لوگ جو قرآن سے اعراض کرتے ہیں اس سے دور بھاگتے ہیں اس کو سیکھتے نہیں ہے، اسکی طرف توجہ نہیں دیتے ایسے لوگوں کیلئے اللہ سخت قسم کی سزا اور عذاب کی دھمکی دی ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴾ (سورۃ الزخرف: 36)

اور جو شخص رحمٰن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ [124] قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا [125] قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴾

اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے [124] وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہئے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔ (سورۃ طٰہٰ: 124-126)

کچھ لوگ قرآن کو سیکھتے ہیں اسے یاد کرتے ہیں لیکن اس کی تلاوت کرنے میں سستی و کاہلی کرتے ہیں، یہ قرآن کو چھوڑنا، اور نفس کو اس کی

---

[1]) صحیح بخاری: 5027۔

[2]) صحیح مسلم: 797۔

تلاوت کرنے سے بہت زیادہ اجروثواب سے محروم کرنے اور قرآن کے بھول جانے کا سبب ہے اور قرآن کی تلاوت سے اعراض کرنا، اور اس سے دور بھاگنا اور اس کو بھول جانا بہت بڑے نقصان کا سبب، بندے پر شیطان کے غالب ومسلط ہوجانے کا سبب اور دلوں کے سخت ہوجانے کا سبب ہے۔

کچھ لوگ بغیر غوروفکر اور عبرت ونصیحت حاصل کئے بغیر صرف قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس طرح تلاوت کرنے سے بہت زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور اللہ نے ان لوگوں کی مذمت اور برائی بیان کی ہے جو بغیر سوچے سمجھے اور بغیر غوروفکر کے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا:﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾

ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہیں کہ جو کتاب کے صرف ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں اور صرف گمان اور اٹکل ہی پر ہیں۔(سورۃ البقرۃ:78)

یعنی بغیر سوچے سمجھے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ قرآن کی تلاوت کے وقت اپنے دل کو حاضر رکھے اس میں غوروفکر کرے، اسلئے کہ بغیر غوروفکر کے سرسری طور پر قرآن کو ختم کرلینا کافی نہیں ہے۔

کچھ لوگوں نے قرآن کو مال کمانے اور کھانے کا ذریعہ بنالیا ہے، وہ محفلوں میں، کسی کی موت پر یا ولادت کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر اُجرت لیتے ہیں، قرآن کو خوب کھینچ کھینچ کر گانے کی ترنم میں پڑھتے ہیں، یہ قرآن کی تلاوت کا شرعی مقصد اور طریقہ نہیں ہے اور یہ لوگ ایک ساتھ کئی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں:

پہلا گناہ: بدعت کی جگہوں اور معصیت کی جگہوں پر قرآن کی تلاوت کرنا بلکہ بعض محفلیں تو ہنسی مذاق اور منکرات پر مشتمل ہوتی ہے۔

دوسرا گناہ: قرآن کو مال کمانے کا ذریعہ بنانا، اور اسکے ذریعے دنیا کو حاصل کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا عبادت ہے اس کے ذریعے مال اور دنیا کو حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کی تلاوت سے اللہ کی رضامندی اور اجروثواب حاصل کرنا مقصود ہے۔

تیسرا گناہ: قرآن کی تلاوت صحیح اور شرعی طریقے سے نہ کرنا، بلکہ جھوم جھوم کر گانا گانے کے انداز میں حرام ترنم کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

- ☆ کچھ لوگ لوگوں کو دکھانے کیلئے، شہرت طلبی اور نام کمانے کیلئے بہت اچھی آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں لیکن اس پر ایمان نہیں رکھتے تو یہ لوگ منافقین ہے اور یہ نفاق اعتقادی اور نفاق اکبر ہے جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔

مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے اس پھول کے مانند ہے کہ بو اس کی اچھی ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے۔[1]

اور یہ لوگ لڑائی جھگڑا کرنے اور متشابہ آیات کی پیروی کرنے کی خاطر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿فَأَمَّا الَّذِينَ

[1] صحیح مسلم:797۔

﴿فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾
پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی تلاش کے لیے اور ان کی اصل مراد کی تلاش کے لیے۔ (سورة آل عمران:)

- ☆ لیکن جو شخص اچھی آواز میں اچھی طرح قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہے لیکن اس کا مقصد لوگوں کی تعریف حاصل کرنا، نام کمانا ہو تو یہ نفاق عمل اور شرک اصغر ہے اس سے اجر وثواب ختم ہو جاتا ہے اور سزا کا مستحق ہوتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ [4] الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ﴾ (سورة الماعون: 5-6)
ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے [4] جو اپنی نماز سے غافل ہیں [5] جو ریا کاری کرتے ہیں۔

اگر اس کا مقصد لوگوں کو قرآن سنا کر ان کو فائدہ پہنچانا ہو تو بیشک اسے اجر وثواب ملے گا۔

اللہ کے بندو! بیشک آج قرآن ہمارے درمیان موجود ہے اور اس کو حاصل کرنا اور سیکھنا بہت آسان ہو گیا ہے، گھروں میں، مسجدوں میں، قرآن موجود ہے، ریڈیو پر ہر وقت قرآن کی تلاوت کو نشر کیا جاتا ہے جسے دور اور قریب کے سب لوگ آسانی سے سن سکتے ہیں یہ بہت عظیم نعمت ہے ان لوگوں کیلئے جنہیں اللہ نے قرآن کو سیکھنے، اس سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور یہ سب سے عظیم وسیلہ ہے ان لوگوں پر حجت قائم کرنے کیلئے جو قرآن سے اعراض کرتے اور دور بھاگتے ہیں، اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: ﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾ (سورة الأنعام:)
میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ۔
قرآن تمہارے حق میں حجت ہے یا تمہارے خلاف۔[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی کتاب کا بہت زیادہ اہتمام کرو اسے سیکھو، دوسروں کو سکھاؤ، اسکے علوم کو حاصل کرو اور اس پر عمل کرو تو تم اہل قرآن میں سے ہو جاؤ گے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا [9] وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (سورة بنی اسرائیل: 9-10)
یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے [9] اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

[1] ترمذی: 3517۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے قرآن کو مومنوں کیلئے نور بنایا...

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ کی کتاب کی حرمت، تعظیم اور بلند مقام ومرتبہ ہے ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ قرآن کی تعظیم اور اس کا ادب و اِحترام کرے، اور ادب و اِحترام کے ساتھ اسکی تلاوت کرے، اور غور سے، خشوع وخضوع کے ساتھ، دل لگا کر خاموشی سے اسے سنے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ الأعراف: 204)

- ☆ قرآن کی تعظیم میں سے یہ ہیکہ: پاک وصاف اور باوضوء ہو کر قرآن کو ہاتھ لگائے اور اسے پکڑے ناپاکی کی حالت میں قرآن کو ہاتھ میں نہ لیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ [77] فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ [78] لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (سورۃ الواقعہ: 78-79)

بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے [77] جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے [78] جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے جو فرمان سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دیا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک۔

جنابت اور ناپاکی کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے چاہے قرآن دیکھ کر تلاوت کرے یا بغیر دیکھے جو یاد ہو اسکی تلاوت کرے دونوں حرام ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کو قرآن کی تلاوت سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی مگر جنابت کی حالت، حیض اور نفاس والی عورتوں کیلئے بھی قرآن پڑھنا جائز نہیں یہاں تک کہ وہ پاک وصاف ہو جائے۔

بعض علماء نے حیض اور نفاس والی عورتوں کیلئے بغیر دیکھے جو یاد ہے اسکی تلاوت کرنے کی رخصت دی ہے جب اسے بھول جانے کا خدشہ اور ڈر ہو، حدث اَصغر (یعنی وضوء ٹوٹ جائے) تو بغیر دیکھے قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

- ☆ قرآن کو کسی چیز پر لکھنا جس سے قرآن کی توہین ہوتی ہے یہ جائز نہیں ہے، جیسے دروازے پر لٹکانے والے پردوں پر قرآن کی آیات لکھنا، زیب وزینت اور خوبصورتی کیلئے دیواروں پر قرآنی آیات لکھنا، یا تختیوں پر لکھ کر اسے لٹکانا، اور یہ کام آج کے زمانے میں لوگ بہت زیادہ کرتے ہیں، اس طرح سے الگ الگ رسم الخط میں خوبصورت انداز میں قرآن کی آیات کو لکھتے ہیں، اور بسا اوقات حیوان اور جانوروں کی شکل وصورت پر یا الیکٹرانک چراغ پر قرآن کی آیات کو لکھتے ہیں، یہ سب اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ اور اسکی توہین کرنا ہے، اسکو کمائی اور خرید وفروخت کا ذریعہ بنانا ہے، جو لوگ تختیوں پر قرآن کی آیات کو لکھتے ہیں پھر وہ اسے بیچ کر اس کی قیمت کو کھاتے ہیں اور جو لوگ اسے خریدتے ہیں وہ خوبصورتی اور زیب وزینت کیلئے اسے دیواروں پر لٹکاتے اور نصب کرتے ہیں، اور کبھی کبھی تو حرام تصاویر کے ساتھ غیر مناسب جگہوں پر اسے لٹکاتے ہیں، اللہ کی کتاب کا احترام کرو اور اس کی حفاظت کرو۔
- ☆ بیت الخلاء اور حمام میں قرآن لیکر داخل ہونا حرام ہے جس طرح بیت الخلاء میں قرآن پڑھنا حرام ہے۔
- ☆ اسی طرح مجلات، لٹریچر اور رسائل جس میں قرآن کی کچھ آیات لکھی ہوئی ہو اسکو گندگی کی جگہ اور کوڑے دان میں پھینکنا جائز نہیں ہے بلکہ

کچرے کے ڈبے میں اسے پھینکنے سے پہلے اس ورق کو جس پر قرآن کی آیات لکھی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر نکال لینا واجب ہے۔

زکوٰۃ کے احکام ومسائل

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے مالداروں کے اَموال میں فقراء ومساکین کا حصہ مقرر کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ زکوٰۃ دین اسلام کا تیسرا رکن ہے اور قرآن کی بہت ساری آیتوں میں زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے بلکہ تیس (30) سے زائد آیات میں زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے اس کی اہمیت وفضیلت اور عظیم مقام ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے، زکوٰۃ ادا کرنے میں بہت زیادہ فوائد اور مصلحت ہیں:

- ☆ ایک فائدہ یہ ہیکہ اللہ نے جو مال دیا ہے اسے خرچ کر کے اللہ کا شکریہ ادا کرنا، اور اللہ نے خرچ کرنے والوں سے جو اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے اسے حاصل کرنا.
- ☆ ایک مصلحت یہ بھی ہیکہ مالداروں کا اپنے فقراء ومساکین بھائیوں کی مدد کرنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا اور ان سے فقر وفاقہ کو دور کرنا.
- ☆ ایک فائدہ یہ ہیکہ نفس کو بخیلی اور کنجوسی اور برے اخلاق سے پاک وصاف کرنا، اور اسے اِحسان کرنے والوں کی صفوں میں شامل کرنا جن سے اللہ اور لوگ محبت کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔(سورۃ التوبۃ: 103)

- ☆ زکوٰۃ ادا کرنا مال میں زیادتی واضافہ کا سبب ہے اور اس سے مال میں برکت نازل ہوتی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

اور تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دیتا ہے اور وہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔(سورۃ سبا: 39)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - : أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے آدم کے بیٹے خرچ کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں۔" اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔"[1]

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کہ بہت زیادہ نقصانات ہیں:

- ☆ سب سے پہلا نقصان ان سب فوائد اور مصلحتوں سے محروم ہونا۔
- ☆ دوسرا زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے مال کو نقصان پہنچتا ہے اور وہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہیکہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زکوٰۃ کا مال دوسرے مالوں سے مل جاتا ہے (یعنی مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کی جاتی) تو وہ دوسرے مالوں کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے، آج کے اس دور میں تم دیکھتے اور سنتے نہیں ہو کہ جو مالوں کو حادثے اور مصائب لاحق

[1] صحیح بخاری:4684۔

ہوتی ہے جس سے مال تباہ ہوجاتا ہے جیسے آگ لگ جانا، مال کا ڈوب جانا، مال کا چوری ہوجانا، یا کسی کا مال پر ڈاکہ ڈالنا وغیرہ، اسی طرح پھلوں کو جو آفات اور مصیبت پہنچتی ہے جس سے پھل تباہ و برباد ہوجاتے ہیں یا اس کی پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے۔ یہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا و عذاب ہے۔

- ☆ زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے آسمان سے بارش کو روک دیا جاتا ہے وہ بارش جس کے ذریعے انسانوں اور جانوروں کی زندگی ہے جس کی وجہ سے درخت، پیڑ پودے اور پھلوں کی نشو ونما ہوتی ہے،

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی قوم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو آسمان سے بارش کو روک لیا جاتا ہے، جیسا کہ تم مشاہدہ کرتے ہو کہ بہت سے شہروں میں بارش کو روک لیا جاتا ہے تو اس کی وجہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے یہ تو دنیا کی سزا ہے اور آخرت کی سزا اور عذاب تو اس سے کئی زیادہ سخت ترین ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ [34] يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾

اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دے۔ [34] جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے خزانہ بنایا تھا، سو چکھو جو تم خزانہ بنایا کرتے تھے۔ (سورۃ التوبۃ: 34-35)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِمَّا إِلَى النَّارِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اس کی چاندی، سونے کے تختے بنائے جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کیے جائیں گے پھر اس کا ماتھا اور کروٹیں اس سے داغی جائیں گی اور اس کی پیٹھ اور جب وہ ٹھنڈے ہوجائیں گے پھر گرم کیے جائیں گے پچاس ہزار برس کے دن پھر اس کو یہی عذاب ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو اور بندوں کا اور اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔"[1]

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

---

[1] صحیح مسلم: 987۔

اور وہ لوگ جو اس میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے، ہرگز گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لیے اچھا ہے، بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب قیامت کے دن انھیں اس چیز کا طوق پہنایا جائے گا جس میں انھوں نے بخل کیا۔(سورۃ آل عمران:180)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ بن کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ کی "اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے۔" آخر تک۔[1]

یہ آخرت میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب دیا جائے گا کہ اس کے مال کو جہنم کی آگ میں پگھلا کر اس کی پیشانی اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، اور یہ عذاب صرف چند گھنٹے یا ایک بار نہیں بلکہ پچاس ہزار سال تک مسلسل اسے دیا جائے گا۔

زکوٰۃ کو ادا نہ کرنے والا کو اسی طرح چھوڑ دینا جائز نہیں ہے بلکہ اسے نصیحت کرنا واجب ہے اور اگر بار بار نصیحت کرنے کے باوجود وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کا معاملہ حاکم کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اگر وہ زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کرتا ہے تو اس سے توبہ کرنا طلب کیا جائے گا اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اسلئے کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گیا۔

اگر وہ زکوٰۃ کے وجوب کا اقرار کرتا ہے لیکن بخیلی اور کنجوسی کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس سے زبردستی زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جہاد اور قتال کے ذریعے اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں سے قتال کیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ ادا کر دی۔

اللہ کے بندو! جان لو کہ وہ اموال جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کی چار اقسام ہیں:

پہلی قسم: سونا، چاندی یا جو ان دونوں کے قائم مقام نقدی رقوم (کرنسی) ہے جیسے ڈالر، ریال، روپیہ، درہم، وغیرہ جس کے پاس سونے، چاندی ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچ رہے ہو یا نقدی رقوم (کرنسی) ہو جو نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو تو اس میں زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے چاہے اس نے یہ نقدی رقوم تجارت کیلئے، خرچہ کرنے کیلئے، شادی بیاہ کیلئے، گھر خریدنے کیلئے، گاڑی خریدنے کیلئے یا کسی بھی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مال کو جمع کیا ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچ رہا ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو تو اس میں ہر سو روپے پر ڈھائی روپیہ یا ہر سو ریال پر ڈھائی ریال زکوٰۃ نکالنا واجب ہے، اور بڑے، چھوٹے، پاگل ہر کسی کے مال سے زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اور

---

[1] صحیح بخاری:4565۔

یتیموں کے مال سے زکوٰۃ ان کا ولی یا ذمہ دار نکالیں گا۔

- ☆ أصل مال کے ساتھ ساتھ نفع شدہ مال کی بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی اگر چہ نفع شدہ مال پر بہت کم مدت گزری ہو اور ایک سال اس پر مکمل نہیں ہوا ہو لیکن پھر بھی اصل مال کے ساتھ اس پر زکوٰۃ ہے۔
- ☆ کام کرنے والے مزدور جو ہر مہینے اپنی تنخواہ کو جمع کرتے ہیں وہ سال کے کسی ایک مہینے کو زکوۃ نکالنے کیلئے مقرر کر دے اور زیادہ مناسب اور أفضل مہینہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور اس میں اپنی نقدی رقوم کا حساب وکتاب کر کے اگر وہ نصاب کو پہنچ رہا ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو تو پھر وہ زکوٰۃ ادا کر دے۔
- ☆ جس نے کسی کو قرض دیا ہو، یا کسی کو کوئی چیز ادھار میں بیچا ہو یا کسی چیز کا کرایہ آنا ہو اور اس پر ایک سال مکمل ہو چکا ہو اور قرض کی رقم ملنے کی امید ہو یا اس کا وقت قریب ہو تو چاہے رقم مل گئی ہو یا ملنے والی ہو تو اس مال کی بھی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔
- ☆ جس نے کسی کو قرض دیا اور رقم ملنے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں جب بھی رقم ملیں گی تو صحیح قول کے مطابق ایک سال کے حساب سے اس کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔
- ☆ جب آدمی لوگوں کا مقروض ہو اور اس کے پاس نقدی رقم یا تجارت کا سامان ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق جو اس کے پاس موجود ہے اس کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔

دوسری قسم: وہ اموال جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ تجارت کے ساز وسامان، یعنی وہ مال جس کے ذریعے تجارت کی جاتی ہے اور نفع حاصل کیا جاتا ہے جیسے کپڑے کی تجارت، گاڑیوں کی تجارت، ساز وسامان اور آلات کی تجارت، زمین کی تجارت، عمارتیں تعمیر کر کے بیچنا، کرانہ دوکان کے ساز وسامان، کھیل کود کے ساز وسامان، میڈیکل کی دوائیں، گھر بنانے کے ساز وسامان اور کتابوں کی تجارت وغیرہ سال مکمل ہونے کے بعد ان تمام تجارتی ساز وسامان کی قیمتوں کا جس قیمت میں اس نے خریدا ہے یا اس سے کم قیمت یا اس سے زیادہ قیمت کا اندازہ اور حساب لگایا جائے گا اور پھر پوری قیمت میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور چھوٹی، بڑی کسی بھی چیز کو چھوڑا نہیں جائے گا بلکہ ہر اس چیز کا حساب لگایا جائے گا جو تجارت کیلئے تیار کی گئی ہے۔

☆ وہ چیزیں جو اجرت اور کرایہ پر دینے کیلئے تیار کی گئی ہے جیسے گاڑیوں کو اجرت پر دینا، مکان، بلڈنگ یا فلیٹ کرایہ پر دینا، شاپنگ سینٹر میں دوکان کو کرایہ پر دینا یا کوئی بھی آلات یا ساز وسامان کرایہ پر دینا تو ان چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ان کے ذریعے سے جو قیمت اور رقوم حاصل ہوتی ہے اس پر زکوٰۃ ہے، اور اس کی زکوۃ ایک سال مکمل ہونے پر ہے۔

- ☆ اسی طرح وہ چیزیں جو انسان کے استعمال کرنے کی ہے جیسے گھر، تجارتی آفس، گاڑی جسے وہ استعمال کرتا ہے تو ان چیزوں پر زکوۃ نہیں ہے۔
- ☆ اسی طرح جس کے پاس کوئی کمپنی ہو یا وہ مشینیں جس سے چیزیں تیار ہوتی ہو یا جسے کمپنی میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ان مشینوں سے جو سامان اور مال تیار ہوتا ہے اس پر سال مکمل ہونے کے بعد جو رقم حاصل ہوتی ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

- ☆ اگرکسی شخص نے کسی کمپنی میں شئرخریدا ہو،حصہ داری کی ہواور وہ کمپنی براہ راست مشینوں کے ذریعے سامان،پروڈکٹ تیار کرتی ہے تو اس سے تیار کردہ پروڈکٹ اور سامان میں زکوٰۃ ہے۔
- ☆ اسی طرح اگرتجارتی زمین میں شراکت داری ہوتو اور اس پر ایک سال مکمل ہوگیا ہوتو اس کی قیمت کا اندازہ اور حساب لگا کر اس میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

تیسری قسم: وہ اموال جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ جانوروں کی زکوۃ ادا کرنا یعنی بکرا بکری،اونٹ،اور گائے بیل کی زکوۃ ادا کرنا۔

چوتھی قسم: زمین سے نکلنے والے غلوں،کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ ادا کرنا۔

ان دونوں اَقسام کی تفصیل فقہ اور مسائل کی کتابوں میں موجود ہے۔

اللہ کے بندو! جان لوکہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا ضروری ہے اسلئے زکوٰۃ عبادت ہے اور عبادت کے صحیح ہونے کیلئے نیت شرط ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔[1]

- ☆ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بہت ضروری ہے۔

اگرکسی نے کوئی مال صدقہ کیا پھر اس کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو یہ کافی نہیں ہوگا بلکہ یہ عام نفلی صدقہ ہوجائے گا،ہر مسلمان پر واجب ہیکہ وہ اپنے مالوں کو باریکی کے ساتھ شمار کرے اور اس کا حساب لگائے تاکہ کوئی مال باقی نہ ہو اسلئے کہ یہ برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

- ☆ بندے کیلئے جائز ہیکہ وہ زکوٰۃ کا حساب وکتاب کرنے اور اسے ادا کرنے کیلئے کسی کو وکیل یا ذمہ دار بنالے۔
- ☆ زکوٰۃ ادا کرنے والے پر واجب ہیکہ وہ خوش دلی کے ساتھ،بغیر احسان جتلائے زکوٰۃ ادا کرے اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت کراہیت اور ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرے،

اللہ کا فرمان:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾

اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو!۔(سورۃ البقرۃ:264)

- ☆ بے دلی کے ساتھ،ناخوش ہوکر،کراہیت اور ناپسندیدگی کے ساتھ صدقہ نکالنا منافقین کی علامت ہے،

اللہ کا فرمان:﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ﴾

وہ نماز کو نہیں آتے مگر اس طرح کہ سست ہوتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ ناخوش ہوتے ہیں۔ (سورۃ التوبۃ:54)

- ☆ صدقہ اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ دعاء کرنا مستحب ہے: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَعْطَيْتُمُ الزَّكَاةَ فَلَا تَنْسَوْا ثَوَابَهَا أَنْ تَقُولُوا:

---

[1] صحیح بخاری:1۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم زکاۃ دو اس کا ثواب نہ بھول جاؤ، بلکہ یوں کہو: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَمًا وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَمًا "اے اللہ! تو اسے ہمارے لیے مال غنیمت بنا دے، اسے تاوان نہ بنا۔"[1]

- ☆ جسے زکوٰۃ دی جائے وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ دعاء دے، "آجَرَكَ اللهُ أَجرا وَبَارَكَ لَكَ فِيمَا أَبقَيتَ وَجَعَلَهُ لَكَ طهورا"۔

اللہ کے بندو: اللہ سے ڈرو اور رمضان المبارک کے مہینے میں کثرت سے نفلی صدقہ وخیرات کرو،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ.

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: "رمضان میں صدقہ کرنا۔"[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں زیادتی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے تا آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔[3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔"[4]

اس مبارک مہینے میں صدقہ وخیرات ادا کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی بھی کرنا ہے اسلئے نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں بہت زیادہ سخاوت اور فیاضی کرتے تھے۔

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیکہ اللہ ہمیں اس کے پسندیدہ اعمال کرنے کی توفیق دے،

اللہ کا فرمان: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

---

[1] ابن ماجہ: 1797۔

[2] ترمذی: 663۔

[3] صحیح بخاری: 1410۔

[4] ترمذی: 664۔

عَلِيمٌ [103] أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾
آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے [103] کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے۔ (سورۃ التوبۃ: 103-104)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

دنیا و آخرت میں تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ جس مال کی زکوۃ تم خالص نیت اور حلال کمائی سے ادا کرتے ہو تو تم اللہ کو بہترین قرض دیتے ہو تم اسے اللہ کے پاس ذخیرہ پاؤں گے اور اس کا اجر وثواب بڑھتا رہے گا، اور اللہ دنیا میں بھی تمہارے مال میں اضافہ کریں گا اور اس میں برکت عطا کریں گا، کچھ لوگ کئی ملین کے مالک ہوتے ہیں اور کثرت سے زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات ادا کرتے ہیں لیکن وہ اپنے اوپر اللہ کے فضل و احسان کو نہیں دیکھتے، اگر اللہ چاہے تو ان کے مالوں کو ان سے سلب کرلے۔

اللہ رب العزت نے زکوٰۃ ادا کرنے کے مصارف کو مقرر کیا ہے، اسکے علاوہ کسی دوسری جگہ پر زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبۃ: 60)

- ☆ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو جو اس کیلئے ایک سال کی ضرورت، خرچ اور زندگی گزارنے کیلئے کافی ہو یا ہر مہینہ اس کی تنخواہ آتی ہو جو اسکے لئے کافی ہو تو وہ مالدار ہے اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اور اسکے لئے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں ہے۔
- ☆ جو شخص مال کمانے کی قدرت وطاقت رکھتا ہو جو اس کیلئے کافی ہو تو اس کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اور اسکے لئے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں ہے۔
- ☆ زکوٰۃ ادا کرنے والے پر واجب ہیکہ وہ ایسے لوگوں کو زکوۃ ادا کرے جن کے بارے میں غالب گمان ہو کہ وہ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کسی مالدار کے لیے مانگنا جائز نہیں اور نہ کسی طاقتور اور صحیح سالم شخص

کے لیے مانگنا جائز ہے۔"[1]

- ☆ اسی طرح مسجد ومدرسہ بنانے یا کسی خیر کے کاموں میں زکوٰۃ کا مال استعمال کرنا جائز نہیں ہے صرف ان ہی کاموں اور ان ہی لوگوں کو زکوۃ ادا کی جائے گی جو اللہ رب العزت نے جائز ومشروع کیا ہے،
- ☆ اسی طرح اپنے اصول وفروع، اپنی بیوی یا جن لوگوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ہو ان لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنی زکوٰۃ اور دوسری تمام عبادات کو کتاب وسنت کے مطابق کرو۔

---

[1]) ترمذی:652۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خوب محنت وکوشش کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور ان اوقات کو ختم ہونے سے پہلے غنیمت سمجھنے کا حکم دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور دن ورات کے اتنی تیزی سے گزر جانے سے عبرت حاصل کرو اور جان لو کہ تمہاری عمروں اور اوقات کو شمار کیا جاتا ہے اور ان اُوقات میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر کے اپنے اوقات کی حفاظت کرو جو تمہارے لیے حساب وکتاب کے وقت آسانی کا باعث ہو۔

اللہ کا فرمان: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾

کہے گا اے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لیے آگے بھیجا ہوتا۔ (سورۃ الحاقۃ: 24)

اور ان اوقات کو ضائع وبرباد مت کرو اور اس میں برائی مت کرو کہ جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن تمہیں غمگین اور رسوا ہونا پڑے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي﴾

کہے گا اے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لیے آگے بھیجا ہوتا۔ (سورۃ الفجر: 24)

اللہ کے بندو! جان لو کہ تم رمضان المبارک کے سب سے افضل وعظیم ایام میں زندگی گزار رہے ہو، تم نے شروع کے بیس دن کو مکمل کر لیا ہے اور اب تم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہو، جو شخص رمضان المبارک کے شروع ایام سے ہی نیکی اور احسان میں لگا ہوا ہے تو وہ ان آخری کے دس دنوں میں بہت زیادہ محنت وکوشش کرے اور نیکی کرنے میں لگا رہے اسلئے کہ یہ خیر میں آگے بڑھنا اور ان ایام کی اہمیت وفضیلت کو غنیمت سمجھے جو پہلے کے دنوں سے زیادہ اہمیت وخصوصیت کے حامل ہے اور جس شخص نے شروع کے ایام میں کوتاہی کی تو وہ ان بقیہ ایام کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی کوتاہی اور غفلت سے اللہ سے توبہ کرے اور بہت زیادہ نیک اعمال کو انجام دے شاید کہ اللہ رب العزت اسکے گناہوں کو بخش دے اسلئے کہ اَعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔

اللہ کے بندو! رمضان المبارک کا مہینہ دوسرے مہینوں سے بہت زیادہ مختلف ہے ایسے تو ایک مسلمان کی پوری زندگی اسکے لئے عظیم فرصت اور قیمتی موتیوں کی طرح ہے جس کی قیمت کا قدر ومنزلت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا لیکن اللہ رب العزت نے اس مہینے کو بہت زیادہ اہمیت وفضیلت کے ساتھ خاص کر دیا ہے، اور اس مہینے میں ایسے نیک اعمال کرنے کو جائز ومشروع کیا جو دوسرے مہینوں میں نہیں پائے جاتے، اس مہینے میں دن میں روزہ رکھنے کو واجب اور فرض کیا اور اس کو دین اسلام کا ایک رکن بنا دیا اور تمام اعمال میں سے روزے کو اپنے نفس کے ساتھ خاص کر لیا، اللہ رب العزت نے حدیث قدسی میں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "(کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوا روزہ کے کہ یہ میرا ہے اور میں

خود اس کا بدلہ دوں گا۔[1]

اس حدیث اللہ رب العزت نے روزے کو دو عظیم خصوصیات کے ساتھ خاص کیا ہے:

پہلی خصوصیت: روزے کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا اور یہ اضافت تشریفی ہے جو روزے کی شرف ومنزلت کا تقاضا کرتی ہے۔

دوسری خصوصیت: بیشک اللہ رب العزت نے روزے کے بدلے اور اجر وثواب کی ذمہ داری لی ہے جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیکہ روزہ رکھنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے جسے اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اس مہینے میں اللہ رب العزت نے رات میں مسجدوں میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز (قیام اللیل) پڑھنے کو جائز ومشروع کیا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اس نماز کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

"جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام اللیل کیا یعنی تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"[3]

اسی طرح ہم دیکھتے ہیکہ یہ پورا کا پورا مہینہ عبادت میں مشغول رہنے والا مہینہ ہے، دن میں روزہ رکھنا اور رات میں تہجد کی نماز پڑھنا، قیام اللیل کرنا۔

اس مہینے میں مومن کیلئے دو جہاد جمع ہو جاتے ہیں:

پہلا جہاد: دن میں روزہ رکھ کر اپنے نفس سے جہاد کرنا۔

دوسرا جہاد: رات میں قیام اللیل، تراویح کی نماز پڑھ کر نفس سے جہاد کرنا۔

اور جہاد کیلئے صبر کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے اس مہینے کو صبر والا مہینہ بھی کہتے ہیں اور اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔ (سورۃ الزمر: 10)

جس نے ان دونوں جہاد پر عمل کیا اور اس پر صبر کیا تو اسے بے شمار اجر وثواب دیا جائے گا، اور جس نے سستی کرتے ہوئے تراویح کی نماز کو چھوڑ دیا تو اس نے پوری رات کو معطل کر دیا اور ایک جہاد پر صبر نہیں کیا اور اپنے نفس کو اس عظیم اجر وثواب سے محروم کر دیا، تو لوگ اس بات سے متنبہ ہو جائے ہم دیکھتے ہیکہ کچھ لوگ رمضان المبارک کی اکثر راتوں میں تراویح کی نماز نہیں پڑھتے بلکہ صرف کچھ راتوں کو نماز

---

[1]) صحیح بخاری:5927۔

[2]) ترمذی:806۔

[3]) صحیح بخاری:2009۔

پڑھتے ہے پورا مہینہ مکمل نماز نہیں پڑھتے۔

اللہ رب العزت نے اس رمضان المبارک کے مہینے میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے کو جائز ومشروع کیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ (سورۃ البقرۃ:185)

اللہ رب العزت کا اس مہینے کو قرآن کے نزول کیلئے خاص کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہیکہ اس مہینے میں قرآن کی تلاوت کرنے کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت اس مہینے میں بہت زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے کو خاص کر دیا اور اس کا بہت اہتمام بھی کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وكان جبريل يلقاه فی كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان شریف کے مہینے میں اور بڑھ جاتی، جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کے لیے ہر روز آنے لگتے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کے لیے آتے اور آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔[1]

جبریل علیہ السلام سب سے افضل فرشتے اور محمد ﷺ سب سے افضل رسول دونوں اس أفضل کتاب کو اس أفضل مہینے میں جو مہینوں میں سب سے زیادہ أفضل ہے دونوں آپس میں اس أفضل کتاب کا دور کیا کرتے تھے جو اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے کی اہمیت وفضیلت پر دلالت کرتا ہے،

ایسے تو ہر وقت، ہر مہینے میں قرآن کی تلاوت کرنا مطلوب ہے لیکن اس مہینے میں اس کی تلاوت کرنے کا اجر وثواب دوسرے مہینوں کے بالمقابل بڑھ جاتا ہے اور جبریل علیہ السلام کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرنا اس بات کی دلیل ہیکہ جو قرآن کا حافظ ہو وہ اس سے زیادہ پکے حافظ کے ساتھ قرآن کا دور کرنا مستحب ہے۔

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں، تہجد میں اور نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تہجد کی نماز میں لمبی لمبی قرآت کرتے تھے بلکہ بعض صحابہ تو کئی سو آیات ایک رکعت میں پڑھتے یہاں تک کہ وہ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھی پر ٹیک لگا لیتے، ہم نے یہ بات اس لیے ذکر کی ہے جو لوگ نماز کو بوجھ سمجھتے ہوئے اس سے بھاگتے ہیں، جب إمام مقتدیوں کی رعایت کرے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہیکہ وہ جلدی جلدی، کوے کے چونچ مارنے کی طرح نماز نہ پڑھائے اور بہت تیزی سے بھاگنے والے اونٹ کی طرح تیزی سے قرآن کی تلاوت نہ کرے جس سے نماز میں خلل اور کمی واقع ہو، بلکہ وہ مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے اطمینان کے ساتھ نماز پڑھائے، اور تجوید کے ساتھ قرآت کرے جس سے مقتدی لوگ فائدہ اٹھا سکے اور ان کے دلوں پر قرآن کی تلاوت کا اثر ہو۔

---

[1] صحیح مسلم:2308۔

شروع رمضان سے لیکر آخر رمضان تک اعتدال کے ساتھ نماز ہو، کچھ ائمہ کرام قرآن ختم کرنے کیلئے نماز کو خوب لمبی اور طویل کرتے ہیں اور بہت جلدی جلدی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر جب قرآن ختم ہو جاتا ہے تو لوگ بقیہ راتوں میں تراویح کی نماز پڑھنے میں سستی وکاہلی کرتے ہیں جبکہ وہ سب سے افضل راتیں ہیں، کچھ لوگ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد کو چھوڑ کر عمرہ ادا کرنے کیلئے نکل جاتے ہیں جبکہ ان کا مسجد میں باقی رہنا اور ہر رات تراویح کی نماز، تہجد کی نماز پڑھنا انکے لئے عمرہ کرنے سے بہتر وافضل ہے، اور رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد کی نماز پڑھنے کا مقصد قرآن کو ختم کرنا اور ختم قرآن کی دعاء پڑھنا نہیں ہے بلکہ اس کا اصل مقصد ان راتوں میں عبادت کرنے میں مشغول رہنا ہے اگر کسی نے تمام راتوں میں تراویح کی نماز اطمینان وسکون اور اخلاص نیت کے ساتھ پڑھی اور اس نے قرآن کو ختم بھی نہیں کیا تو اس کیلئے مکمل اجر وثواب ملے گا ان شاء اللہ، لیکن اگر کسی نے کچھ راتوں میں یا اکثر راتوں میں جلدی جلدی بغیر اطمینان وسکون کے تراویح کی نماز پڑھ لی اور قرآن بھی ختم کرلیا اور بقیہ راتوں میں نماز نہیں پڑھی تو اسکے اجر وثواب میں کمی ہوگی اسے مکمل اجر وثواب حاصل نہیں ہوگا۔

اس مبارک مہینے میں اللہ رب العزت نے آخری عشرے میں بہت زیادہ محنت وکوشش کرنے اور زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کو جائز ومشروع کیا، اسلئے کہ یہ جہنم سے آزادی حاصل کرنے کی رات ہے، گناہوں سے توبہ کرنے اور گناہوں سے معافی مانگنے کی رات ہے، اور اسلئے بھی کہ اس آخری عشرے کی راتوں میں اللہ کے رسول ﷺ بہت زیادہ عبادت کرتے تھے اور اپنی کمر کو کس لیتے اور ان راتوں کو تلاوت، قیام اللیل اور تہجد کی نمازوں کے ذریعے زندہ کرتے، اور اس مہینے کے آخری عشرے میں اللہ کے رسول ﷺ عبادت کرنے کیلئے مسجد میں اعتکاف کرتے اور اپنے آپ کو عبادت کیلئے فارغ کرلیتے۔ اور اس آخری عشرے میں خوب محنت وکوشش کرنے میں اللہ کے رسول ﷺ کی اقتدا و پیروی کرنا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔ (سورۃ الأحزاب: 21)

ان آخری راتوں میں لیلۃ القدر ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾

قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (سورۃ القدر: 3)

یعنی لیلۃ القدر میں نیک اعمال کرنا دوسری راتوں میں عبادت کرنے سے ہزار گناہ بہتر ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اس مہینے کی تمام راتوں میں قیام اللیل کرنے سے یقیناً لیلۃ القدر حاصل ہوگی خاص طور پر آخری دس راتوں میں قیام کرنا یہ لیلۃ القدر کے ملنے کی امید زیادہ ہوتی ہے اور لیلۃ القدر کسی مخصوص رات میں متعین نہیں ہے اللہ رب العزت نے اسے چھپا کر رکھا ہے تا کہ بندے اس رات کو حاصل کرنے اور تلاش کرنے کیلئے تمام راتوں میں اللہ کی عبادت کرے اور زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کرسکے۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ جہنم سے آزادی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

وہ مسلمان جسے اللہ نے اس مہینے میں عبادت کرنے کی توفیق دی، اسکے گناہوں کو معاف کر دیا اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا اور اس نے لیلۃ القدر میں قیام بھی کیا تو یقیناً امید ہیکہ وہ اس مہینے کی خیر و برکات کے ذریعے کامیاب ہوگا اور اسے بلند درجات حاصل ہوگے، اور نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں بہت زیادہ عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے، لیکن آج اکثر لوگ اس چیز کا اہتمام نہیں کرتے، سستی وکاہلی کرتے اپنی اولاد اور اہل وعیال کو یونہی بیکار چھوڑ دیتے ہیں جو راتوں کو کھیل کود اور سڑکوں پر موج مستی کر کے گزار دیتے ہیں یا گھروں میں بیٹھ کر فلمیں، ڈرامے اور سیریل دیکھتے ہیں، گانے اور موسیقی سنتے ہیں اور جب دن ہوتا ہے تو پورا دن فرض نمازوں کو چھوڑ کر سوتے رہتے ہیں یہ اسلئے کہ ان کی تربیت اسی طرح ہوتی ہیکہ وہ رمضان المبارک کا ادب واِحترام نہیں کرتے اور یہ ان کے والدین کی سستی وکاہلی کا نتیجہ ہے اور کل قیامت کے دن اللہ ان سے انکی ذمہ داری کے بارے میں سوال کریں گا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔[1]

اور رمضان المبارک کے آخری عشرے کی خاص عبادت "اعتکاف" کرنا ہے اور اعتکاف کہتے ہے کہ: مسجد کو اللہ کی عبادت اور اطاعت وفرمانبرداری کے کاموں کیلئے لازم پکڑنا اور بغیر ضرورت کے مسجد سے باہر نہیں نکلنا اور ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً مسجد کی طرف لوٹ آنا، اللہ کے رسول ﷺ اس آخری عشرے میں تمام چیزوں سے الگ ہوکر، ہر قسم کی مصروفیات سے فارغ ہوکر اپنے رب سے سرگوشی کرنے، اس کا ذکر واذکار کرنے اور اس سے دعاء کرنے کیلئے الگ تھلگ ہوجاتے اور کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے اور نمازیں پڑھتے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[134] وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ[135] أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی

---

[1] صحیح بخاری: 893۔

ہے[133]۔جوخوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔[134]اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوں۔[135]یہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اور (یہ) عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے۔(سورۃ آل عمران:133-136)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

رمضان کے بقیہ ایام کو غنیمت جاننے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس کے فضل و اِحسان سے ہم نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا...

اے لوگو: اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو، بیشک سلف صالحین پورے رمضان المبارک میں بہت زیادہ محنت وکوشش کرتے اور مکمل طور پر، پوری مضبوطی اور اتقان کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرتے پھر رمضان المبارک کے بعد ان اَعمال اور عبادات کے قبول ہونے کا اہتمام کرتے اور اسکے قبول نہ ہونے سے بہت زیادہ ڈرتے اور خوف کھاتے تھے،

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ﴾

اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔(سورۃ المؤمنون:60)

اللہ کا فرمان:﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾

اس نے کہا اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔(سورۃ المائدہ:27)

لیکن آج کے دور میں کچھ لوگ اس کے برعکس ہے، جو رمضان المبارک میں مکمل طور پر عبادت نہیں کرتے، رمضان کے شروع میں خوب چست اور چاک و چوبند رہتے ہیں لیکن رمضان کے آخری عشرے میں وہ تھک جاتے ہیں یہاں تک کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی وکاہلی کرنے لگتے ہیں، یہ لوگ رمضان المبارک سے صحیح طور پر فائدہ نہیں اٹھاتے اور ان کے حالات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آتی اور وہ جیسے پہلے گناہ اور معصیت و نافرمانی کا کام کرتے تھے ویسے ہی رمضان کے بعد بھی کرتے ہیں اور جس نے رمضان المبارک میں اپنے گناہوں سے مغفرت ومعافی نہیں حاصل کی تو وہ سب سے بڑا محروم ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ شخص مجھ پر درود نہ بھیجے، اور اس شخص کی بھی ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت ہوئے بغیر وہ مہینہ گزر گیا، اور اس شخص کی بھی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا ہو اور وہ دونوں اسے ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے کی وجہ سے جنت کا مستحق نہ بنا سکے ہوں۔"[1]

بیشک کچھ لوگ رمضان المبارک میں پوری رات بیکار کے کاموں اور بات چیت میں گزار دیتے ہیں اور دن بھر جماعت کے ساتھ فرض نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر چھوڑ کر، اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو کر سوئے رہتے ہیں.

اللہ کے بندو! ان آخری ایام میں کثرت سے توبہ و استغفار کرو اور جو تم سے کوتاہی اور غلطی ہوئی ہے تو اس مہینے کو توبہ و استغفار کے ذریعے ختم کرو، بیشک استغفار کرنا ہر نیک عمل کا خاتمہ ہے، بیشک نماز، حج، قیام اللیل اور مجالس استغفار کے ذریعے ختم ہوتی ہے، اللہ رب العزت نے استغفار کرنے کا حکم دیا اور جو لوگ سچے دل سے توبہ و استغفار کرتے ہیں صرف زبان سے نہیں تو اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہیکہ وہ ان کے گناہوں کو بخش دیں گا،

اللہ کے بندو! اللہ کے عذاب و سزا سے بے خوف مت ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہو اور اپنے رب کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو لازم پکڑو.

[1] ترمذی:3545۔

رمضان المبارک کے اختتام پر کونسے کام کرنا مشروع ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو نے اپنے انعام و کرم سے نیک اور اچھی چیزوں کو مکمل کرتا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اتنی تیزی سے گزرنے والے دن اور رات میں غور وفکر کرو، اور جان لو کہ اس کے گزرنے سے تمہاری عمریں کم ہوتی ہے، اور تمہارے اَعمال کا رجسٹر لپیٹ دیا جاتا ہے تو تم توبہ و استغفار اور نیک اعمال کو کرنے میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ فرصت کے لمحات ختم ہو جائے.

اللہ کے بندو! کل تم رمضان المبارک کے مہینے کا استقبال کر رہے تھے اور آج تم رمضان کو الوداع کر رہے ہو وہ تم سے جا رہا ہے، وہ تمہارے اَعمال پر گواہ ہے، خوشخبری اور سعادت ہے اس شخص کیلئے جس کے حق میں رمضان اللہ رب العزت کے پاس خیر کی گواہی دے اور اس کیلئے جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے آزادی کی سفارش کرے، اور ہلاکت و بربادی ہے جس کے برے اعمال کے خلاف رمضان گواہی دے اور اپنے رب سے اسکے ضائع و برباد کرنے کی شکایت کرے، تو تم روزے اور قیام کے مہینے کو خیر کے کاموں کے ساتھ الوداع کرو، بیشک اَعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے، جو اس مہینے میں نیکی کرنے والا تھا تو وہ مسلسل نیک کام کرتا رہے اور جو اس مہینے میں برائی کرنے والا تھا تو وہ برائی کو چھوڑ کر توبہ و استغفار کرے اور باقی ایام میں نیک عمل کرے، ہوسکتا ہیکہ اس سال کے بعد اسکے لئے رمضان المبارک کا مہینہ لوٹ کر نہ آئے اور یہ اس کا آخری رمضان ہو، تو تم خیر و بھلائی اور نیک اعمال کو انجام دے کر اس مہینے کا خاتمہ کرو اور جو نیک اعمال تم رمضان المبارک کے مہینے میں ادا کرتے تھے رمضان کے بعد دوسرے مہینوں میں بھی مسلسل ان نیک اعمال کو کرتے رہو، بیشک تمام مہینوں کا رب ایک ہے، وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے، اور اس نے تم کو تمام اوقات میں اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا، جو شخص رمضان المبارک کی عبادت کرتا تھا تو رمضان المبارک تو چلا گیا، ختم ہوگیا اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اللہ تو باقی ہے اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، تو تم اپنی پوری زندگی میں اللہ کی عبادت کرو، کچھ لوگ خاص طور پر صرف رمضان المبارک میں عبادت کرتے ہیں، مسجد میں جماعت کے ساتھ فرض نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں، کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور جیسے ہی رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوتا ہے وہ نیک اعمال سے سستی کرنے لگتے ہیں، جمعہ و جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ لوگ اس عمارت کو گرا دیتے ہیں جو انہوں نے تعمیر کی تھی، اور یہ لوگ سمجھتے ہیکہ رمضان المبارک میں بہت زیادہ محنت و کوشش کرنے اور خوب عبادت کرنے سے سال بھر کے گناہ، برے اعمال اور واجبات و فرائض کو چھوڑنا سب کی معافی ہو جاتی ہیں سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ رمضان المبارک یہ صغیرہ گناہوں، چھوٹے چھوٹے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے۔ (سورۃ النساء: 31)

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: پانچوں نمازیں اور جمعہ، جمعہ تک اور رمضان، رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔[1]

شرک کے بعد نماز چھوڑنے سے بڑا کونسا گناہ ہے؟ بلکہ نماز کو چھوڑنا اور ضائع کرنا کچھ لوگوں کی ایک عام اور معروف عادت بن گئی ہے.

بعض سلف سے ایسی قوم کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان المبارک میں بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں اور رمضان کے ختم ہونے کے بعد عبادت کو چھوڑ دیتے ہیں برائیاں کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ: یہ ایسے لوگ ہے جو صرف رمضان میں اللہ تعالیٰ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسلئے کہ جو اللہ کو جانتا ہے وہ ہر زمانے میں ہر وقت اس سے ڈرتا رہتا ہے.

کچھ لوگ رمضان المبارک میں روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے ہیں اور برائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کو ظاہر کرتے ہیں ایمان اور ثواب کی امید سے یہ کام نہیں کرتے بلکہ معاشرے میں اچھا بننے کیلئے اور وہ اسے معاشرے کی تقلید کرنا شمار کرتے ہیں تو یہ نفاق اکبر ہے جس طرح منافقین لوگوں کو دکھانے کیلئے اپنی عبادات کو ظاہر کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں اچھا سمجھے. اور یہ لوگ رمضان المبارک کو قید خانہ سمجھتے ہیں اور اور اس کے ختم ہونے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ وہ گناہ اور حرام کاموں کو انجام دے سکے اور رمضان کے ختم ہونے سے خوش ہوتے ہیں کہ وہ قید سے آزاد ہو گئے ہو.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : أَظَلَّكُمْ شَهْرُكُمْ هَذَا بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَا مَرَّ بِالْمُسْلِمِينَ شَهْرٌ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْهُ ، وَلَا مَرَّ بِالْمُنَافِقِينَ شَهْرٌ شَرٌّ لَهُمْ مِنْهُ بِمَحْلُوفِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَيُكْتَبُ أَجْرُهُ وَنَوَافِلُهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُ ، وَيُكْتَبُ إِصْرُهُ وَشَقَاءُهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُ ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يُعِدُّ فِيهِ الْقُوَّةَ مِنَ النَّفَقَةِ لِلْعِبَادَةِ ، وَيُعِدُّ فِيهِ الْمُنَافِقُ اتِّبَاعَ غَفَلَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَاتِّبَاعَ عَوْرَاتِهِمْ ، فَغُنْمٌ يَغْنَمُهُ الْمُؤْمِنُ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا: تم پر ایسا مہینہ سایہ فگن ہو گیا ہے کہ مسلمانوں پر اِس سے بہتر مہینہ اور منافقین پر اس سے بُرا مہینہ کبھی نہیں آیا۔ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مہینے کا ثواب اور اس کی نفلی عبادت اس کی آمد سے پہلے لکھ دیتا ہے اور اس کی بدبختی اور گناہ بھی اس کے آنے سے پہلے لکھ دیتا ہے، کیونکہ مومن اس میں انفاق کے ذریعے قوت حاصل کر کے عبادت کرنے کی تیاری کرتا ہے اور منافق مومنوں کی غفلتوں اور ان کے عیب تلاش کرنے کی تیاری کرتا ہے۔"[2]

مومن رمضان المبارک کے ختم ہونے سے خوش ہوتا ہے اسلئے کہ اس نے رمضان کو عبادت اور اطاعت و فرمانبرداری میں مکمل کیا اور منافق

---

[1] صحیح مسلم:233۔

[2] صحیح ابن خزیمہ:1884۔

رمضان المبارک کے ختم ہونے سے خوش ہوتا ہے اسلئے کہ اسے گناہ کرنے اور خواہشات کو پورا کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ اپنے آپ کو رمضان المبارک میں قید خانے میں سمجھتا ہے، اور مومن رمضان المبارک کے بعد توبہ و استغفار اور عبادت کرتا ہے اور منافق رمضان کے بعد گناہ، حرام کام، گانے و موسیقی سننا وغیرہ برائیاں کرتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ رب العزت نے اس مہینے کے اختتام پر عید کی رات میں تکبیرات کہنے کو مشروع و جائز کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾

وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔ (سورۃ البقرۃ:185)

- ☆ اللہ رب العزت نے تمہارے لیے صدقۃ الفطر کو جائز و مشروع کیا جو ہر چھوٹے بڑے، مرد و عورت، آزاد و غلام ہر کسی پر واجب ہے اور پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے۔
- ☆ صدقۃ الفطر میں ہر شہر اور ملک کے لوگ جو غلہ اور غذا استعمال کرتے ہیں انہیں چیزوں کو نکالا جائے گا جیسے گیہوں، چاول، کشمش، کھجور، جو اور باجرہ اور اس کی مقدار ہر شخص اور ہر فرد کی طرف سے ایک صاع یعنی تقریباً تین کلو گرام، ان پانچوں چیزوں میں سے کسی بھی چیز کو نکالنا کافی ہوگا۔
- ☆ صدقۃ الفطر میں قیمت نکالنا (درہم، ریال، روپیہ) جائز نہیں ہے، اسلئے کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کرنا ہے اسلئے کے نبی کریم ﷺ نے طعام (یعنی کھانے کی اشیاء) کو نکالنے کا حکم دیا، تو اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

اِمام احمد نے کہا کہ: صدقۃ الفطر میں قیمت ادا نہیں کی جائے گی تو ان سے کہا گیا کہ: کچھ لوگ کہتے ہیکہ عمر بن عبدالعزیز لوگوں سے قیمت لیا کرتے تھے تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا کہ: لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا قول چھوڑ کر دوسرے کے قول پر عمل کرتے ہیں، جب تک کسی بھی مسئلے میں اللہ کے رسول ﷺ کا قول موجود ہو تو کسی کے قول پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

- ☆ انسان اپنے نفس کی جانب سے اور جن لوگوں کے نان و نفقہ کی ذمہ داری ہے ان کی جانب سے صدقہ فطر نکالے گا۔
- ☆ صدقۃ الفطر نکالنے کی جگہ وہ شہر ہے جس میں اس نے رمضان المبارک کا مہینہ گزارا اور مکمل کیا ہے، جو شخص کسی شہر میں ہو اور اسکے اہل و عیال دوسرے شہر میں ہو وہ اپنے فطرے کے ساتھ ان کا فطرہ بھی اسی شہر میں نکالے گا جس میں وہ موجود ہے، یا تو اگر اس کی جانب سے اور اس کے گھر والوں کی جانب سے اسکے ہی شہر میں نکال دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے یا تو وہ جس جگہ پر موجود وہاں پر اپنی طرف سے اور اس کے گھر والے جہاں موجود ہے وہ اسی شہر میں فطرہ نکال دے تو یہ بھی جائز ہے۔
- ☆ فطرہ اسی شہر کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا جن کیلئے زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہو چاہے وہ فقراء اسی شہر کے ہو یا دوسرے شہر سے اس شہر میں آئے ہو۔ صدقۃ الفطر کو دوسرے شہر کے فقراء کیلئے بھیجنا جائز نہیں ہے اگر کسی شہر میں مسلم فقراء موجود نہ ہو تو اس شہر سے قریب والے شہر میں صدقۃ الفطر کو بھیجنا جائز ہے۔

مذاہبِ اربعہ کے فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہیکہ: مسلمان پر واجب ہیکہ وہ صدقہ فطر اسی شہر میں تقسیم کرے جہاں پر اس پر واجب ہوا ہے

یعنی جس جگہ پر اس نے رمضان المبارک کا مہینہ مکمل کیا ہے اور اگر کوئی کسی دوسرے شہر کے فقراء کی مدد کرنا چاہتا ہے تو وہ صدقہ فطر کے علاوہ دوسرے صدقات کے ذریعے ان کی مدد کرے اسلئے کہ صدقۃ الفطر ایک عبادت ہے جو زمان اور مکان کے ساتھ مقید اور بندھا ہوا ہے اس سے نکلنا جائز نہیں ہے، اسی طرح دوسرے شہر میں قیمت بھیج کر اس سے کھانے کی اشیاء خرید کر فقراء میں تقسیم کرنا بھی جائز نہیں ہے اسلئے کہ صدقۃ الفطر کو نکالنے کا وقت چاند دیکھنے کے بعد عید کی رات سے لیکر عید کی نماز کیلئے نکلتے وقت تک ہے، جس نے عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر نہیں نکالا تو وہ عید کے دن نکالے اور جو عید کے دن بھی نہیں نکال سکا تو وہ بعد میں اس کی قضاء کرے، عید سے ایک یا دو دن پہلے بھی صدقہ فطر نکالنا جائز ہے اور اسکے نکالتے وقت مستحق فقراء کو دینا بھی جائز ہے، فقراء کیلئے جائز ہیکہ وہ بھی اپنا صدقہ فطر نکالے ان صدقات میں سے جو انہیں دیا گیا ہے اور بہت سارے لوگوں کا صدقہ فطر ایک فقیر کو بھی دینا جائز ہے۔

- ☆ صدقہ فطر کی حکمت یہ ہیکہ اس میں روزے دار کیلئے لغو اور بیہودہ کاموں سے پاکی اور فقراء و مساکین کیلئے کھانے کا انتظام کرنا اور روزوں کے مکمل ہونے پر اللہ کا شکر یہ ادا کرنا ہے تو اللہ کے بندو خوشی کے ساتھ، اچھا اور اوسط قسم کا کھانا صدقہ فطر میں ادا کرو۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ [267] الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (سورۃ البقرۃ: 267-268)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہیں اور اس میں سے گندی چیز کا ارادہ نہ کرو، جسے تم خرچ کرتے ہو، حالانکہ تم اسے کسی صورت لینے والے نہیں، مگر یہ کہ اس کے بارے میں آنکھیں بند کرلو اور جان لو کہ اللہ بڑا بے پروا، بے حد خوبیوں والا ہے۔ شیطان تمھیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمھیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمھیں اپنی طرف سے بڑی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

- ☆ صدقہ فطر کی ایک حکمت یہ بھی ہیکہ: عید کے دن فقراء کو سوال کرنے سے بے نیاز کرنا، روکنا تا کہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ خوشی مناسکے، اسی لیے ایک صاع نکالنے کی تحدید کی گئی تا کہ وہ ایک فقیر کیلئے کافی ہو جائے اور نکالنے والے پر بوجھ بھی نہ ہو۔
- ☆ قیمت نکالنے کی بجائے کھانے کی اشیاء کو نکالنے کی حکمت یہ ہیکہ اس میں فقراء کیلئے آسانی ہے اسلئے کہ عید کے دن دکانیں کھلی نہیں رہتی اور اس میں صدقہ فطر کو لوگوں کے سامنے اظہار کرنا ہے جبکہ قیمت ادا کرنے سے یہ چھپا ہوا صدقہ ہو جاتا ہے اور اسکے علاوہ اور بہت ساری حکمتیں ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور صدقہ فطر نکالنے کا اہتمام کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى [14] وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾

بے شک وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوگیا۔ [14] اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا، پس نماز پڑھی۔ (سورۃ الاعلی: 14-15)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے رمضان المبارک کے مہینے کو مکمل کر کے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق دی..

اے لوگو! دن اور رات میں ہر وقت اللہ سے ڈرو بیشک وہ نگہبان ہے اس سے کوئی چیز چھپتی نہیں ہے وہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے کبھی سوتا نہیں ہے.

اللہ کے بندو! اللہ رب العزت نے رمضان المبارک کے مہینے کے آخر میں تمہارے لیے عید کی نماز ادا کرنے کو جائز و مشروع کیا ہے اور یہ نماز فرض روزے مکمل کرنے کے بعد اللہ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ہے جس طرح اللہ رب العزت نے عید الاضحیٰ کی نماز کو حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے جائز و مشروع کیا، یہ دونوں مسلمانوں کی عید ہیں،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ.

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) ان کے لیے (سال میں) دو دن ہیں جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں تو آپ نے پوچھا: "یہ دو دن کیسے ہیں؟"، تو ان لوگوں نے کہا: جاہلیت میں ہم ان دونوں دنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہیں ان دونوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں: ایک عید الاضحیٰ کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن۔"[1]

ان دونوں عیدوں کے علاوہ دوسری عیدوں کو ایجاد کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے جیسے عید میلاد، برتھ ڈے منانا، قومی عید وغیرہ۔

اسلام میں عید کو عید اسلئے کہتے ہیکہ یہ ہر سال خوشی و مسرت کے ساتھ لوٹ کر، بار بار آتی ہے اس سے پہلے اللہ رب العزت روزے اور حج کی عبادت سے خوش ہوتا ہے جو اسلام کے دو اہم رکن ہے۔

اللہ رب العزت ہر سال اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے اور انہیں آگ سے آزاد بھی کرتا ہے، اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز کیلئے باہر کھلے میدان میں نکل کر ادا کرنے کا حکم دیا کہ تمام لوگ مرد و عورت سب عید کی نماز کیلئے نکلے اور عورتوں کیلئے سنت یہ ہیکہ وہ خوشبو نہ لگائے اور زیب و زینت اور شہرت والے لباس بھی نہ پہنے، اور مردوں سے اختلاط نہ ہو، اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ ہٹ کر بیٹھے گی اور مسلمانوں کی دعاء میں شریک ہونگی۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ، حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ.

---

[1]) ابوداؤد: 1134۔

ام عطیہ نے فرمایا: کہ (نبی کریم ﷺ کے زمانہ) میں ہمیں عید کے دن عیدگاہ میں جانے کا حکم تھا۔ کنواری لڑکیاں اور حائضہ عورتیں بھی پردہ میں باہر آتی تھیں۔ یہ سب مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں۔ جب مرد تکبیر کہتے تو یہ بھی کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی کرتیں۔ اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔[1]

عید کی نماز کیلئے نکلنا اسلام کے شعائر اور اسکی علامت کا اظہار کرنا ہے، تم اس نماز میں حاضر ہونے کی کوشش کرو، بیشک یہ نماز رمضان کے احکام و مسائل کو مکمل کرنے والی ہے،

اور جب تم عید کی نماز کیلئے نکلو تو خشوع وخضوع کے ساتھ، نگاہیں نیچی کر کے، ٹخنے سے اوپر کپڑا پہن کر، لغو اور بیکار کی باتوں اور جھوٹ سے زبان کی حفاظت کرو، گانے اور موسیقی سننے سے کان کی حفاظت کرو، کھیل کود کی محفلوں میں حاضر مت ہو اور راتوں کو مت جاگو، اسلئے کہ اطاعت کے بعد اطاعت کرنا ہے نہ کہ گناہ کرنا، اسی لیے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد اپنے امت کیلئے شوال کے چھ روزے رکھنے کو مشروع کیا،

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ،ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے"۔[2]

یعنی اجر وثواب میں ایک سال کے برابر، اسلئے کہ ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہے، رمضان المبارک کا روزہ دس مہینے کے برابر اور شوال کے چھ روزے دو مہینے کے برابر، اس طرح سال بھر روزہ رکھنے کا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اللہ کے بندو! ان چھ روزوں کی بھی حفاظت کرو تاکہ تم زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کرسکو۔

---

[1]) صحیح بخاری:971۔
[2]) صحیح مسلم:1164۔

رمضان کے بعد ایک مسلمان پر کیا چیز واجب ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو دنوں اور مہینوں میں الٹ پھیر کرنے والا ہے

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور غور وفکر کرو کہ یہ دن اور رات کتنی تیزی سے گزر رہے ہیں اور اس کے تیزی سے گزرنے سے تمہارا اس دنیا سے منتقل ہونے کا وقت قریب ہوتا جا رہا ہے، تو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو اور آخرت کیلئے تیاری کرو، رمضان المبارک اپنی خیر و برکات کے ساتھ داخل ہوا اور تیزی کے ساتھ چلا بھی گیا اور وہ اپنے رب کے پاس گواہی دینے والا ہے اس شخص کے حق میں جس نے اسکی قدر و منزلت کو جانا اور اس میں اطاعت کی اور اس شخص کے خلاف گواہی دینے والا ہے جس نے اس میں غفلت و سستی سے کام لیا اور اس میں برائیاں کی۔

ہم میں سے ہر کوئی اس مہینے میں اپنا محاسبہ کرے کہ اس نے کون کون سے اعمال کئے تو جس نے اس مہینے میں اپنے نفس کیلئے نیک اعمال آگے بھیجے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور ان اعمال کی قبولیت کیلئے دعاء کرے اور مسلسل نیک اعمال کرے، اور جس نے اس مہینے میں کوتاہی کی تو وہ اللہ سے توبہ کرے اور پھر سے ایک نئی زندگی شروع کرے، اور غفلت وگناہوں کی زندگی کے بدلے اطاعت وفرمانبرداری اور نیکی کی زندگی شروع کرے، شاید اللہ رب العزت ان نیکیوں کے بدلے گناہوں کو معاف کردے اور بقیہ زندگی میں نیک اعمال کرنے کی توفیق دیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ﴾

دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔ (سورۃ ھود:114)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، برائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو برائی کو مٹا دے۔"[1]

اللہ کا فرمان: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔ (سورۃ الفرقان:70)

اللہ کے بندو: بیشک رمضان کے مہینے میں لوگوں کی حالت مختلف ہوتی ہیں۔

- ☆ کچھ لوگ رمضان المبارک سے پہلے عبادت کرنے والے اور گناہوں سے دور رہنے والے ہوتے ہیں اور جب رمضان المبارک کا مہینہ

---

[1] ترمذی:1987۔

داخل ہوتا ہے تو وہ اس میں بھی بہت زیادہ عبادت اور نیکیاں کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اللہ کی رحمت اور مغفرت حاصل ہوتی ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ (سورۃ الأعراف: 56)

- ☆ کچھ لوگ رمضان المبارک سے پہلے فرائض وواجبات کو ادا کرتے تھے اور بہت زیادہ اطاعت وفرمانبرداری کے کام کرتے تھے اور جب رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہوا تو اس میں بھی روزہ رکھے اور تراویح وتہجد کی نماز پڑھی لیکن ان سے چھوٹے چھوٹے گناہ ہو گئے، بڑے گناہ نہیں تو یہ لوگ اللہ کی مغفرت کو حاصل کر لیتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا﴾

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت وبزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔ (سورۃ النساء: 31)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ، جمعہ تک اور رمضان، رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔[1]

- ☆ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے رمضان سے پہلے بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہو لیکن شرک نہیں کیا ہو اور اس پر جہنم واجب ہو چکی ہو لیکن پھر اس نے رمضان المبارک میں روزہ رکھا اور قیام اللّیل کا اہتمام کیا، ایسے شخص کو جہنم سے آزادی حاصل ہو جائے گی۔

جو شخص رمضان المبارک کے مہینے میں بھی گناہوں پر قائم ودائم ہو اور حرام کاموں کو انجام دیتا ہو، فرائض وواجبات کو ترک کرتا ہے، اور اس کی حالت میں کچھ تبدیلی نہ ہو اور اس نے اللہ سے اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار بھی نہیں کیا، یا وقتی طور پر صرف رمضان المبارک میں توبہ کیا اور رمضان کے بعد پھر اپنی حالت پر لوٹ کر آ گیا تو ایسا شخص سب سے بڑا خسارہ اور نقصان اٹھانے والا ہے جس نے اپنی زندگی کو خسارے میں ڈال دیا اور اپنے وقت کو ضائع وبرباد کیا اور رمضان المبارک سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکا۔

جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا: "ومن أدرك شهرَ رمضانَ فلم يُغفرْ له فأبعدَه اللهُ ثمَّ أبعدَه فقلتُ آمينَ".

جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی مغفرت ومعافی نہیں کرا سکا تو اللہ اسے دور کر دے، ہلاک وبرباد کر دے تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: آمین۔[2]

محروم تو وہ ہے جسے اللہ محروم کر دے اور سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جسے اللہ اپنے سے دور کر دے۔

---

[1] صحیح مسلم: 233۔

[2] الترغیب والترھیب للمنذری: 2/114۔

اللہ کے بندو! ہر وقت اللہ کی عبادت کرنا واجب ہے اور عبادت مرتے دم تک ختم نہیں ہوتی۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴾

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔ (سورۃ الرعد: 99)

اللہ کا فرمان: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ (سورۃ آل عمران: 102)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مرجاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔[1]

اللہ رب العزت کیلئے عبادت کرنے کے اوقات مقرر اور محدود ہے کچھ عبادت روزانہ ادا کی جاتی ہے، کچھ عبادت ہفتے میں ایک مرتبہ اور کچھ عبادت سال میں ایک بار ادا کی جاتی ہے، ان میں سے کچھ عبادات اسلام کا رکن ہے اور کچھ اسے مکمل کرنے والی ہے، دن و رات میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنا یہ کلمہ طیبہ کی گواہی دینے کے بعد اسلام کا دوسرا رکن ہے، جمعہ کی نماز ہفتے میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہے جس کیلئے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہے اسی طرح رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنا سال میں ایک مرتبہ واجب ہے اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا واجب ہے اور جس نے ایک سے زیادہ حج وعمرہ کیا تو یہ اسکے لئے نفلی ہے۔

اسی طرح نفلی نمازیں پڑھنا، نفلی صدقات کرنا، نفلی روزے رکھنا اور نفلی حج وعمرہ کرنا یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہیکہ ایک مسلمان کی زندگی میں صرف عبادت ہی عبادت کرنا ہے یا تو فرض عبادت کرنا یا تو نفلی عبادت کرنا۔

جو شخص یہ سمجھتا ہیکہ صرف رمضان المبارک میں عبادت کرنا مطلوب ہے اور رمضان کے بعد عبادت کرنا معاف ہے تو اس نے بہت برا گمان کیا اور اللہ کے حق سے جاہل ہے بلکہ اس نے صحیح طور پر اللہ کے حق کو جانا ہی نہیں اور نہ اللہ کی صحیح طور پر قدر کی، اس طرح سے کہ اس نے صرف رمضان المبارک میں اللہ کی عبادت کی اور صرف رمضان میں اللہ سے ڈرا اور صرف رمضان میں اللہ سے ثواب کی امید کی، بیشک یہ انسان اللہ سے اپنے تعلقات کو کاٹ دیتا ہے جبکہ بندہ پلک جھپکنے کے برابر اللہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، صرف رمضان المبارک میں نیک عمل کرنا چاہے جو بھی عمل ہو وہ صاحب عمل کیلئے مردود ہے چاہے اس نے کتنا زیادہ ہی اپنے نفس کو تھکایا ہو لیکن یہ اعمال اس کیلئے مردود ہے، رمضان المبارک سے وہی مومنین فائدہ اٹھاتے ہیں جو ہر زمانے میں اپنی عبادات پر قائم رہتے ہیں وہ جانتے ہیکہ تمام مہینوں کا رب ایک ہے اور وہ ہر مہینے اپنے بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے اور اس پر گواہ ہے۔

بعض مسلمان تو اتنے جاہل ہوتے ہیکہ جو یہ سمجھتے ہیکہ صرف ہفتے میں ایک بار جمعہ کی نماز پڑھ لینا پورے ہفتہ نماز پڑھنے سے کافی ہے اور

---

[1] صحیح مسلم: 1631۔

پورا ہفتہ پانچ وقت کی نمازیں ضائع کرتا ہے، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیکہ صرف رمضان المبارک میں عبادت کرلینا سال بھر عبادت کرنے سے کافی ہے پھر وہ سال کے گیارہ مہینے نماز کو ضائع کرتے اور چھوڑتے ہیں، کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیکہ زندگی میں ایک مرتبہ حج کرلینا زندگی بھر عبادت کرنے سے کافی ہے، اور یہ لوگ حدیث سے غلط استدلال کرتے ہیکہ ایک عبادت سے دوسری عبادت کے درمیان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اگر یہ لوگ حدیث کے آگے کا جملہ پڑھے اور اس پر غوروفکر کرے تو معلوم ہوگا کہ یہ اسوقت ہے جب کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کردیں گے۔ (سورۃ النساء: 31)

شرک کے بعد نمازوں کو ضائع کرنے اور چھوڑنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ لوگ نمازوں کو ضائع و برباد کرتے ہیں اور اسکے علاوہ دین کے دوسرے احکامات کو بھی ضائع کرتے ہیں اور ان گناہوں سے ان کی معافی صرف اور صرف توبہ واستغفار کرنے اور نیک اعمال کرنے سے ہوگی۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا [59] إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا﴾ (سورۃ مریم: 59-60)

پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کردیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔ [59] مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ نماز کو چھوڑنا اس گناہ کی معافی صرف اور صرف توبہ کے ذریعے ہے اور صحیح اور خالص توبہ کیلئے تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط: گناہ کو مکمل طور پر چھوڑ دینا، جو شخص توبہ کرتا ہے اور گناہ پر قائم بھی رہتا ہے، گناہ کرنا نہیں چھوڑتا تو اس کی توبہ صحیح نہیں ہے اور نہ ہی مقبول ہے۔

دوسری شرط: گناہوں پر ندامت اور شرمندہ ہونا جو شخص اپنے گناہوں پر شرمندہ نہ ہو تو اس کی بھی توبہ صحیح نہیں ہے۔

تیسری شرط: بندہ اس بات کا پختہ عزم و ارادہ کرے کہ وہ اب مرتے دم تک اس گناہ کو انجام نہیں دیں گا۔

اور جس شخص نے ایک مقررہ وقت تک توبہ کی جیسے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں توبہ کی اور اس کی نیت یہ ہیکہ وہ رمضان المبارک کے بعد پھر گناہوں کا ارتکاب کریں گا تو اس کی بھی توبہ صحیح اور مقبول نہیں ہے، بیشک رمضان المبارک سب سے بہترین مددگار ہے اس شخص کیلئے جو اپنے گناہوں سے صحیح توبہ کرنا چاہتا ہے، اسلئے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اپنے نفس اور خواہشات پر غلبہ حاصل کرنا، شہوات کو چھوڑنا، اور اطاعت و فرمانبرداری کے کام کرنا آسان ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں توفیق دیا ہوا، ہدایت یافتہ شخص وہی ہے جس نے اس مہینے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیک اعمال اور

اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی عادت بنالی، اورگناہوں اور معصیت سے دور رہا اور مستقبل میں مسلسل عبادت اور نیک کام کرنے کی عادت بنالی اور وہ شخص ذلیل اور رسواء ہوا جس نے رمضان المبارک کو اپنے اوپر بوجھ سمجھا اور اسے قید خانہ شمار کیا اور جلدی سے رمضان المبارک کے ختم ہونے کا انتظار کرتا رہا تاکہ وہ گناہوں کو انجام دے سکے، اپنے نفس اور شیطان کی اطاعت وفرمانبرداری کی.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور رمضان المبارک کے بعد بھی مسلسل اللہ کی عبادت اور نیک اعمال کو کرتے رہو.

اللہ کا فرمان: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورة آل عمران: 200)

اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور جہاد کے لئے تیار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں اسلام جیسی عظیم نعمت عطا کر کے ہم پر احسان کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور رمضان المبارک کے بعد بھی نیکی اور خیر وبھلائی کے کام کرتے رہو، بیشک نیکی اور عبادت کے قبول ہونے کی علامت یہ ہیکہ نیکی کے بعد نیکی کرتے رہنا، رمضان المبارک تو نیکیوں پر ابھارنے اور توبہ اور نیک اعمال کی شروعات ہے اور عمل کی انتہا اور خاتمہ تو موت کے آنے سے ہے نہ کہ رمضان المبارک کے چلے جانے سے، رمضان المبارک میں جو توبہ واستغفار اور نیک اعمال کو انجام دیا گیا اس کے قبول ہونے کی علامت یہ ہیکہ بندہ کی حالت اطاعت وفرمانبرداری کے کاموں میں رمضان المبارک کے بعد اس سے بہت زیادہ اچھی ہو جو حالت رمضان سے پہلے تھی، اور انسان کی رسوائی اور عمل کے قبول نہ ہونے کی علامت یہ ہیکہ رمضان المبارک کے بعد اس کی حالت پہلے سے زیادہ بری ہو.

اے لوگو! ہوشیار ہو جاؤ، اور رمضان المبارک کے بعد اپنی حالت پر غور وفکر کرو، بیشک توبہ کا دروازہ رمضان میں اور ہر وقت، ہر زمانے میں کھلا ہوا ہے، جس نے رمضان المبارک میں اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کی تو وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ توبہ کرنے میں جلدی کرے بیشک اللہ ہر وقت توبہ کو قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ [53] وَأَنِيبُوا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ [54] وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ [53] اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے، پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔ [54] اور اس سب سے اچھی بات کی پیروی کرو جو تمھارے رب کی جانب سے تمھاری طرف نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم سوچتے بھی نہ ہو۔ (سورة الزمر: 55)

اے لوگو! جو کچھ نیکیاں اور اچھے اعمال تم نے رمضان المبارک میں کمائے ہیں اس کی حفاظت کرو اور گناہوں اور معصیت و نافرمانی کے ذریعے اسے برباد مت کرو، ورنہ تم اس عمارت کو منہدم کردوں گے جو تم نے تعمیر کی ہے، بیشک برائیاں اور گناہ جب زیادہ ہوجاتے ہے تو انسان کو ہلاک و برباد کردیتے ہیں اور قیامت کے دن ترازو میں نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوجائے گا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ﴾

اور وہ شخص کہ اس کے پلڑے ہلکے ہوگئے تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، اس لیے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے۔ (سورۃ الأعراف: 9)

حج کے مہینے اور اسکی فضیلت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں فضل واکرام سے نوازا، اور برابر خیر وانعام کے مواسم ہم پر آتے رہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہارے لئے انتہائی عظیم شریعت کو جائز ومشروع کیا اور تمہیں خیر وبرکت کے بہترین مواسم عطا کئے جو ہر دن، ہر ہفتے اور ہر سال تمہارے لیے آتے رہتے ہیں، اور تمہارے لیے ایسی شریعت کو مقرر کیا جو ہر خیر وبھلائی پر ابھارتی ہے اور ہر برائی کو تم سے دور کرتی ہیں.

- ☆ بیشک نماز ہر برائی اور فحش کاموں سے روکتی منع کرتی ہے، یہ اللہ رب العزت کا سب سے بڑا ذکر ہے، اپنے رب کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرنا، اس کے ذریعے بندہ اپنے رب سے تعلق جوڑتا ہے، اسکی طرف رجوع کرتا ہے، اور یہ دین ودنیا کے بوجھ کو ادا کرنے پر بہترین مددگار ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورۃ البقرۃ:153)

- ☆ زکوٰۃ ادا کرکے فقراء ومحتاجین کی مدد کرنا، انکے ساتھ احسان کرنا، لوگوں کے دلوں میں دین سے محبت پیدا کرنے کی ترغیب دلانا، غلاموں کو آزاد کرنے اور قرضداروں کی مدد کرنا نفس اور مال کو پاک وصاف کرنا،

اللہ کا فرمان: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں۔ (سورۃ التوبۃ:103)

زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اضافہ وزیادتی ہوتی ہے، یہ خیر وبرکت کے نازل ہونے اور آفات ومصیبت کو دور کرنے کا سبب ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔[1]

مومن زکوٰۃ ادا کرنے کو مال غنیمت سمجھتا ہے اسلئے کہ وہ اللہ کے وعدے پر بھروسہ کرنے والا ہوتا ہے، اور منافق اسے قرض سمجھتا ہے اسلئے کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے وعدے پر بھروسہ نہیں کرتا.

- ☆ بیشک روزہ رکھنے میں اللہ رب العزت کی اطاعت وفرمانبرداری کی خاطر شہوات، خواہشات اور نفس کی محبوب وپسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دینا، اچھے اخلاق کو اپنانے اور برے اخلاق کو چھوڑ دینے پر تربیت کرنا ہے۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه يقول: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ

---

[1] صحیح مسلم:2588۔

سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ : إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہئے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔[1]

- ☆ بیشک حج اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، مال کو خرچ کرنا، بدن اور جسم کو تھکانا، اللہ کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی آل و اولاد اور گھربار، وطن چھوڑ دینا، جب ابراہیم علیہ السلام نے آواز لگائی ،لوگوں کو بلایا تو اللہ رب العزت نے ان سے کہا:

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ [27] لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ [28] ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (سورۃ الحج:28-29)

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس پیدل اور ہر لاغر سواری پر آئیں گے، جو ہر دور دراز راستے سے آئیں گی۔ تا کہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انھیں دیے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا خوب طواف کریں۔

اللہ کے بندو! اس وقت ہم حج کے مہینوں میں ہے جسے اللہ رب العزت نے حج کا احرام باندھنے کیلئے مقرر کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴾

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔ (سورۃ البقرۃ:197)

اللہ رب العزت نے خبر دی ہیکہ حج کو معلوم اور مقرر مہینوں میں ادا کرنا ہے اور وہ مہینے شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے شروع کے دس دن ہے، جسے لوگ ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے جانتے ہیں، بیشک حج کا وقت معروف ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں جس طرح روزے اور نماز کا وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ﴾ یعنی جس نے ان مہینوں میں حج کا احرام باندھا چاہے شروع کے مہینے میں یا درمیان میں یا آخر میں، جس نے بھی حج کا احرام باندھا تو حج اس پر فرض ہوگیا، اس کو ادا کرنا اور حج کے مناسک کو پورا کرنا واجب ہے، پھر حج کا احرام باندھ کر اسے اتارنا جائز نہیں ہے۔

﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ اس میں احرام باندھنے والے کیلئے کچھ آداب کو بیان کیا گیا ہے جس سے احرام کی حالت

---

[1] صحیح بخاری:1904۔

میں بچنا واجب وضروری ہے یعنی تم حج کے احرام کی تعظیم کرو اور خراب ہونے سے اس کی حفاظت کرو،

(رفث) یعنی بیوی سے جماع کرنا یا ہمبستری سے پہلے جو کرتے ہیں. بات چیت، بوس وکنار وغیرہ.

(فسوق) یعنی تمام گناہ اور معاصی.

(الجدال) یعنی لڑائی جھگڑا کرنا، بیشک لڑائی جھگڑا کرنا برائی اور شر پر ابھارتا ہے اور آپس میں دشمنی ہوجاتی ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے، جبکہ حج کا مقصد اللہ کے گھر کے پاس اور مقدس مقامات کے پاس اللہ کا ذکر واذکار کرنا، اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا، اور گناہوں اور حرام کاموں کو چھوڑ دینا تاکہ حج مبرور ہو، مقبول ہو.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے کہا کہ: حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے.

اللہ کا تقرب گناہوں کو ترک کرکے اور نیک اعمال اور اطاعت وفرمانبرداری کے کام کرکے حاصل ہوتا ہے اور اللہ نے حج کے ایام میں گناہ کرنے سے منع کیا اور نیک عمل کرنے کا حکم دیا۔

﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ﴾ اور خاص طور پر حج کے ایام میں، مقدس سرزمین، مقدس مقامات اور مسجد حرام میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے پر ابھارا اسلئے کہ یہاں پر نیکیاں کرنے کا اجروثواب دوسرے مقام پر نیکی کرنے سے کئی گنا زیادہ ہے بلکہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا اجروثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے.

حج میں جس لڑائی جھگڑے سے منع کیا گیا کہ حج کے دنوں میں، حرم کی سرزمین پر زمانہ جاہلیت میں قبائل کے درمیان جو جھگڑے چلا کرتے تھے کہ اپنے آباء واجداد کی تعریف کرنا، ایکدوسرے پر فخر کرنا یہاں تک کہ انہوں نے حج کو عبادت سے لڑائی جھگڑے کی طرف پھیر دیا، اور فضائل حاصل کرنے کی بجائے گناہ اور جرائم کا ارتکاب کرنے لگے، اور آج بھی کچھ لوگ جاہلیت کی اس سنت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، حج میں مظاہرات کرنا، چیخنا چلانا، بتوں کی تصویریں بلند کرنا، حجاج کرام کو تکلیف دینا، انہیں ڈرانا، حرم کی حرمت اور حرمت والے ایام کی رعایت نہ کرنا،

جبکہ اللہ رب العزت نے حرم کے بارے میں کہا: ﴿وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

جو بھی ظالم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (سورۃ الحج:25)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے عبادت اور اطاعت وفرمانبرداری کیلئے کچھ اوقات اور مواسم بنائے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے اور نیک اعمال کرکے اپنے اوقات کی حفاظت کرو تاکہ اس کا اجروثواب تمہارے لیے ذخیرہ ہو، اور ان لوگوں میں سے مت ہوجاؤ جنہوں نے اپنے اوقات کو ضائع وبرباد کردیا اور پھر موت کے وقت انہیں حسرت وندامت اور شرمندگی کا احساس ہوا،

اللہ کا فرمان: ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ[99] لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ﴾

یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر

نیک اعمال کرلوں۔(سورۃ المؤمنون:99-100)
تو ان سے کہا جائے گا کہ: موت کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں، اسی طرح اللہ کے بندو جب خیر و برکات اور نیکیوں کے موسم چلے جاتے ہیں تو پھر لوگ اس کی تمنا کرتے ہیں اور اللہ نے مسلسل تمہارے لیے نیکیوں کے مواسم بھیجتے رہتا ہے، رمضان المبارک کے مہینے کے بعد حج کا مہینہ آجاتا ہے.

جس نے رمضان المبارک میں روزے رکھا اور تراویح کی نماز پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو گئے اور جس نے حج کیا اور اس میں کوئی گناہ کا کام نہیں کیا تو وہ ایسے ہی لوٹتا ہے جیسے کہ وہ آج ہی پیدا ہوا ہے.

مومن کی زندگی میں کوئی ایسی گھڑی اور وقت نہ گزرے مگر وہ اس میں اللہ کی عبادت، اس کا ذکر و اذکار کرے، ہر وہ وقت اور گھڑی جو اللہ کی عبادت اور ذکر و اذکار سے خالی ہو تو وہ بندے کیلئے قیامت کے دن نقصان کا سبب بنے گی، نیک اعمال کے قبول ہونے کی علامت یہ ہیکہ نیکی کے بعد نیکی کرنا اور اسکے قبول نہ ہونے کی علامت یہ ہیکہ نیکی کرنے کے بعد برائی اور گناہ کا کام کرنا، برائیوں کے بعد نیکیاں کرنے سے برائی ختم ہوجاتی ہے،

حسن بصری نے کہا کہ: مومن کے عمل کی آخری مدت موت ہے، پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾
اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔(سورۃ الحجر:99)
تو اپنے اوقات کی حفاظت کرو اور اس کو نقصان دہ کاموں میں ضائع و برباد مت کرو، بیشک تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اسکے اعمال اچھے ہو۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کو نیکی اور خیر وبھلائی کے مواسم عطا فرمائے تاکہ وہ اس میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے،...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ یہ دنیا ایک گزرگاہ ہے، اور تم برابر سفر میں ہو اور تمہارا ٹھکانہ تمہارے رب کی طرف ہے، بیشک تمہارے سامنے نیکیوں کے عظیم موسم گزرجاتے ہیں جس میں نیکیوں کے اجر وثواب کو بڑھا دیا جاتا ہے اور گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے ان ہی عظیم موسموں میں سے ایک موسم عشرہ ذی الحجہ بھی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فضائل اور مختلف قسم کی عبادت کو جمع کر دیا ہے جو کسی سے مخفی نہیں، اللہ رب العزت نے ذی الحجہ کے شروع کے دس دنوں کے بارے میں اپنی کتاب قرآن مجید میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی عظمت کو بیان کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالْفَجْرِ [1] وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴾

قسم ہے فجر کی! [1] اور دس راتوں کی! ۔(سورۃ الفجر: 1-2)

اس سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ مراد ہے اور اللہ نے اس کی قدر ومنزلت اور فضیلت بیان کرنے کیلئے اس کی قسم کھائی ہے.

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي: أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَالَ: إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ.[1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان دنوں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر کوئی بھی دن ایسا نہیں کہ جس میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں کے نیک عمل سے زیادہ پسندیدہ ہو“، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلے، اور پھر لوٹ کر نہ آئے ۔“

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: دنیا کے تمام ایام میں سے ان دس دنوں میں نیک عمل کرنا اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے بلکہ ان دس دنوں میں نیک عمل کرنا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے اَفضل ہے سوائے ایک جہاد کہ آدمی اپنے مال اور جان کے ساتھ نکلے اور پھر لوٹ کر نہ آئے، صرف یہی جہاد ان دس دنوں میں نیک عمل کرنے سے اَفضل ہے ورنہ نیک اعمال کرنا اَفضل ہے، اور ان دس دنوں میں جہاد کی دوسری اَقسام سے افضل نیک اعمال کرنا ہے۔

---

[1] ابوداؤد: 2438۔

اللہ رب العزت نے ان دس دنوں میں روزہ رکھنے کو جائز ومشروع کیا ہے سوائے دسویں ذی الحجہ کو اسلئے کہ وہ عید اور قربانی کا دن ہے، اور اللہ رب العزت نے ان ایام میں زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر واذکار کرنے اور خاص طور پر تکبیرات "الله أكبر" کہنے کو مشروع کیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ﴾

ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔ (سورۃ الحج: 28)

جمہور علماء کے نزدیک اس سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے اور "أيام المعدودات" سے مراد ایام تشریق ہے، اور ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر واذکار کرنا، "سبحان الله والحمد لله والله أكبر ولا إله إلا الله" پڑھنا مستحب ہے اور بازاروں میں بھی بلند آواز سے اسے پڑھا جائے،

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ أَيَّامُ الْعَشْرِ وَالْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (اس آیت) "اور اللہ تعالیٰ کا ذکر معلوم دنوں میں کرو" میں ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور »أيام المعدودات« سے مراد ایام تشریق ہیں۔

ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور لوگ ان بزرگوں کی تکبیر (تکبیرات) سن کر تکبیر کہتے اور محمد بن باقر رحمہ اللہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہتے تھے۔[1]

یہ بندوں کے ساتھ اللہ کی رحمت ہے بیشک ہر کوئی حج کرنے کی قدرت اور استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ نے عشرہ ذی الحجہ کو حجاج اور غیر حجاج کیلئے مشترک بنایا جو شخص حج کی قدرت نہیں رکھتا تو وہ ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے جو جہاد کرنے سے أفضل ہے اور ان دس دنوں میں سے ایک دن "عرفہ کا دن" ہے جو تمام دنوں میں سب سے افضل دن ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "أفضل الأيام يوم عرفة"۔

سب سے افضل اور بہتر دن عرفہ کا دن ہے۔[2]

اور حدیث میں اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں بیان ہیکہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اس سے مراد صغیرہ گناہ، چھوٹے چھوٹے گناہ مراد ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ

سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیکہ آپ ﷺ سے عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا: تو فرمایا: "ایک سال گزرا ہوا ایک سال

---

[1] صحیح بخاری: 969۔

[2] فتح الباری: 8/271۔

آگے آنے والے گناہوں کا کفارہ ہے۔"[1]

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا۔"[2]

غیر حجاج کیلئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور حاجیوں کیلئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا جائز اور مناسب نہیں ہے تا کہ وہ اللہ کا ذکر واذ کار کرنے اور وقوف عرفہ کیلئے مضبوط و طاقتور ہو۔

عرفہ کا دن گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کا دن ہے اس دن اللہ رب العزت عرفہ کے میدان میں جمع ہونے والوں کے ذریعے فخر کرتا ہے،

قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟۔"[3]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، هُنَّ أَفْضَلُ أَمْ عِدَّتُهُنَّ جِهَادًا فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: هُنَّ أَفْضَلُ مِنْ عِدَّتِهِنَّ جِهَادًا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَا مِنْ يَوْمٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِأَهْلِ الْأَرْضِ أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي شُعْثًا غُبْرًا ضَاحِينَ جَاءُوا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَرْجُونَ رَحْمَتِي، وَلَمْ يَرَوْا عَذَابِي، فَلَمْ يُرَ يَوْمٌ أَكْثَرُ عِتْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے افضل ایام کوئی دن نہیں ہے، ایک آدمی نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی افضل دن ہے، اور اللہ کے نزدیک یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے اس دن اللہ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور عرفہ کی زمین میں موجود لوگوں کے ذریعے آسمان والوں پر (فرشتوں) فخر کرتا ہیکہ میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ پراگندہ حال، بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہو کر ہر تنگ راستے سے آئے

---

[1] صحیح مسلم: 1162۔

[2] صحیح مسلم: 1162۔

[3] صحیح مسلم: 1348۔

ہیں اور وہ میری رحمت کی امید کرتے ہیں اور انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا ہے اور یوم عرفہ کے دن بہت زیادہ تعداد میں لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے۔[1]

عن طلحة بن عبيدالله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما رُئِيَ الشَّيطانُ يومًا هو فيه أصغَرُ ولا أدحَرُ ولا أحقَرُ ولا أغيَظُ منه في يومِ عَرَفةَ وما ذاك إلّا لِما يرى من تنَزُّلِ الرَّحمةِ وتجاوُزِ اللهِ تعالى عنِ الذُّنوبِ العِظامِ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ کے علاوہ کسی بھی دن شیطان کو اتنا زیادہ ذلیل، شکست کھایا ہوا، دھتکارا ہوا اور اتنا زیادہ غصے میں نہیں دیکھا گیا اور یہ اسلئے کہ اس دن رحمتیں نازل ہوتی ہے اور اللہ بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔[2]

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہتر دعا عرفہ والے دن کی دعا ہے اور میں نے اب تک جو کچھ (بطور ذکر) کہا ہے اور مجھ سے پہلے جو دوسرے نبیوں نے کہا ہے ان میں سب سے بہتر دعا یہ ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. "اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے (ساری کائنات کی) بادشاہت ہے، اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"[3]

اس مبارک مہینے میں اور عشرہ ذی الحجہ میں یوم النحر (دس ذی الحجہ کا دن) قربانی کا دن ہے جو حج کا سب سے بڑا دن ہے، اس دن وقوف عرفہ کے بعد مسلمان اپنے حج کو مکمل کرتے ہیں جو اسلام کا پانچواں رکن ہے اور اس دن حج کے ارکان کو ادا کرنے کے بعد وہ جہنم سے آزادی حاصل کر لیتے ہیں اور جن مسلمانوں نے حج کیا اور جن لوگوں نے حج نہیں کیا ہے تو یہ دن تمام مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے اس دن حجاج اپنے حج کے مناسک وأرکاان کو مکمل کرتے ہیں جیسے جمرات کو کنکری مارنا، بال منڈوانا، بیت اللہ کا طواف کرنا، صفا مروہ کی سعی کرنا، اور اس دن دوسرے لوگ اللہ کا ذکر واذ کار کرنے کیلئے عید کی نماز ادا کرتے ہیں۔

اور اس مبارک مہینے میں ایام تشریق بھی ہے جسے ایام منی بھی کہتے ہیں،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلَّهِ.

یہ دن کھانے، پینے اور اللہ تعالیٰ کی یاد (شکر ادا کرنے) کے ہیں۔[4]

---

[1] صحیح ابن حبان: 3853۔

[2] التمهید لابن عبدالبر: 1/ 115۔ اسنادہ مرسل۔

[3] ترمذی: 3585۔

[4] صحیح مسلم: 1142۔

اور یہ ایام المعدودات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ﴾

اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو۔(سورۃالبقرۃ:203)

اور یہ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کے بعد تین دن ہے،اور اللہ رب العزت نے ان ایام میں زیادہ سے زیادہ ذکرواذکار کرنے کا حکم دیا اور ان ایام میں مختلف طرح سے اللہ کا ذکر کرنا:

- ☆ فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا۔
- ☆ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا ذکر کرنا" بسم اللہ" کہنا۔
- ☆ کھانے اور پینے پر اللہ کا ذکر کرنا،بیشک ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکرواذکار کرنے کے دن ہیں،کھانے پینے کی شروعات میں اللہ کا نام لینا اور پھر کھانے پینے کے بعد "الحمد للہ" کہنا۔

ذی الحجہ کے مہینے اور عشرہ ذی الحجہ کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت اور خیروبرکات ہے اور سب سے عظیم فضیلت یہ ہیکہ اس میں حج جیسی عظیم عبادت کو ادا کیا جاتا ہے اور اس مہینے میں لڑائی جھگڑا کرنا حرام ہے اسلئے کہ اس مہینے میں حج ہوتا ہے اور یہ حرمت والے مہینوں میں سے بھی ہے تو اے مسلمانوں اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکریہ ادا کرو اور اس کی خیروبرکات کو غنیمت سمجھو اور غفلت وسستی کرنے والوں میں سے مت بن جاؤ۔

اللہ کا فرمان:﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ[198]ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ[199]فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[200]وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[201]أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ[202]وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

پھر جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کو اس طرح یاد کرو جیسے اس نے تمھیں ہدایت دی ہے اور بلا شبہ اس سے پہلے تم یقیناً گمراہوں سے تھے۔پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔پھر جب تم اپنے حج کے احکام پورے کرلو تو اللہ کو یاد کرو،اپنے باپ دادا کو تمھارے یاد کرنے کی طرح،بلکہ اس سے بڑھ کر یاد کرنا،پھر لوگوں میں سے کوئی تو وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب!ہمیں دنیا میں دے دے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب!ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔[202]

اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو، پھر جو دو دنوں میں جلد چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو ڈرے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔ (سورۃ البقرۃ: 198-203)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے کہ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پھر جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ۔

منی کے ایام کھانے پینے کے ایام ہے۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ، إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ.

عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم دونوں نے بیان کیا: کسی کو ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس کے لیے جو قربانی کا جانور نہ پائے[2]

ان ایام میں روزہ رکھنے سے منع کرنے اور کھانے پینے کا حکم دینے کی حکمت یہ ہیکہ: اللہ رب العزت جانتا ہے جو حجاج کو سفر کی مشقت و پریشانی پہنچتی ہے، احرام باندھنے سے تھک جانا اور حج کے ارکان کو ادا کرتے کرتے ان کا بدن اور نفس تھک جاتا ہے تو اس لیے اللہ رب العزت نے منی کے ایام کو آرام کرنے، کھانے پینے اور اللہ کا ذکر واذکار کرنے کا دن بنا دیا، اور انہیں قربانی کے جانوروں کا گوشت کھانے کا حکم دیا، اسلئے کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں اور حجاج کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہے جنہوں نے حج تو نہیں کیا لیکن عشرہ ذی الحجہ میں نیک اعمال کئے، روزے رکھے، ذکر واذکار کیا اور بہت زیادہ عبادات کی، اور اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے قربانی کے جانور ذبح کئے تو یہ تمام لوگ عید کی خوشیوں میں، کھانے پینے اور آرام کرنے میں شریک ہوئے، اور یہ تمام لوگ اللہ کی ضیافت میں ہیں۔

تو ان ایام میں اللہ کے رزق میں سے کھاتے رہو اور اس کے فضل و اِحسان پر اس کا شکریہ ادا کرتے رہو اسی لئے ان دنوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو۔

---

[1] صحیح مسلم: 1142۔
[2] صحیح بخاری: 1947۔

بیت اللہ الحرام کی عظمت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس کعبہ کو، حرم کو، بیت اللہ کو لوگوں کے لئے واپس حاصل کرنے، بار بار لوٹ کر آنے اور امن و امان کی جگہ بنائی...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بے شمار نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو جن نعمتوں کو تم شمار بھی نہیں کر سکتے، جس اللہ نے تمہارے لئے یہ شریف و مقدس گھر بنایا اور جسے حرم بنایا، دنیا کے ہر حصے میں موجود مسلمان اس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور دنیا کے ہر حصے سے، تنگ راستوں سے اسکی طرف حج و عمرہ کرنے کیلئے آتے ہیں، ﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں.

اس کے ارد گرد ایکدوسرے سے ملاقات کرتے ہیں ایکدوسرے کو جانتے پہچانتے ہیں، مصلحت کو حاصل کرنے اور اپنی مشکلات کو حل کرنے کیلئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہیں، اسلام کی قوت و طاقت اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا اظہار ہوتا ہے، دین کے شعائر و علامات بلند ہوتے ہیں، ہر طرح کی تفریق ختم ہو جاتی ہے سوائے تقویٰ کے، ہر انسانی شعائر اور جاہلیت کی شریعت گر جاتی ہے، صرف دین کا شعار اور رب العزت کی شریعت باقی رہتی ہے، ہر باطل اور شرکیہ عقائد ختم ہو جاتے ہیں صرف خالص توحید اور عقیدہ حنیفیت باقی رہتا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے جو ملت اسلامیہ کے امام ہے۔

اس گھر کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے جس وقت اللہ رب العزت نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو اس گھر کو بنانے کا حکم دیا،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔(سورۃ البقرۃ:125)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

اور جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا۔(سورۃ الحج:26)

- جس نے اس گھر میں بتوں کی عبادت لانے کی کوشش کی اور اسکے ارد گرد بتوں کی عبادت کو قائم کیا تو اللہ نے اس کے وجود کو ختم کر دیا اور اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھایا،

جیسا کہ عمرو بن لحی الخزاعي کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السُّيُوبَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ اپنی آنتیں جہنم میں کھینچ رہا تھا اور سب سے

پہلے سائبہ اسی نے نکالا۔"[1]

یہ اس کا بدلہ ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو بدل دیا اور بتوں کی عبادت کرنے کی شروعات کی، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے ساتھ کیا کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ذریعے فتح مکہ کے دن کعبہ کے ارد گرد سے تمام بتوں کا صفایا کر دیا۔

- ☆ جو شخص اس گھر کے تعلق سے اور اسکی طرف رُخ کرنے والوں کے ساتھ برا ارادہ کیا تو اللہ اسے دردناک عذاب دیں گا،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور وہ اللہ کے راستے سے اور اس حرمت والی مسجد سے روکتے ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے اس طرح بنایا ہے کہ اس میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے برابر ہیں اور جو بھی اس میں کسی قسم کے ظلم کے ساتھ کسی کج روی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب سے مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الحج: 25)

جب حبشہ کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا اور لوگوں کو اس سے روکا اور اس کیلئے اس نے بہت بڑا اور عظیم لشکر تیار کیا، اس میں بڑے بڑے ہاتھی تھے جسے اس نے ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر انہیں ایک ساتھ جمع کرلیا تاکہ اس کے ذریعے کعبہ کو منہدم کردے، اور وہ کسی بھی عرب کے قبیلے سے گزرتا تو انہیں اپنے لشکر میں شامل ہونے پر مجبور کرتا، جب وہ حرم کی مقدس سرزمین پر پہنچا تو مکہ کے لوگ خوف وڈر کی وجہ سے پہاڑوں پر چڑھ گئے، اور جب ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کی کوشش کی اور ہاتھیوں کو کعبہ کی طرف چلنے کیلئے تیار کرلیا تو یہ تمام ہاتھی بیٹھ گئے تو ان ہاتھیوں کو بہت مارا گیا لیکن وہ کھڑے نہیں ہوئے اور جب انہیں کعبہ کے علاوہ دوسری سمت لیکر جایا جاتا تو وہ چلنے لگتے اور اس کا لشکر اسی طرح تھا کہ اللہ نے ان پر ابابیل پرندوں کا ایک جھنڈ بھیجا جو چنے اور دال کے دانے کے برابر تین تین پتھر ایک چونچ میں اور دو پتھر اپنے پنجوں میں اٹھائے ہوئے تھے اور ان پتھروں کو ان پر پھینکا تو وہ ہلاک و برباد ہوگئے اور اس بارے میں اللہ رب العزت نے ایک سورت نازل کی،

اللہ کا فرمان: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ[1] أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ[2] وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ[3] تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ[4] فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ﴾ (سورۃ الفیل).

کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ [1] کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ [2] اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے [3] جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے [4] پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔

یعنی اللہ نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا تو وہ ایسے ہوگئے جیسے کے کھایا ہوا بھوسا جسے جانور لوگ کھاتے ہیں، اس میں عبرت و نصیحت اور ڈرانا ہے ان لوگوں کو جو اس گھر کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ انہیں ہلاک و برباد کریں گا اور انہیں لوگوں کے عبرت بنا دیں گا۔

---

[1] صحیح مسلم: 2856۔

اس شریف گھر کی کچھ عظیم خصوصیات ہیں:

پہلی خصوصیت: یہ روئے زمین پر پہلا گھر ہے جو لوگوں کیلئے بنایا گیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ [96] فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے [96] جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا گیا ہے۔ (سورۃ آل عمران: 96-97)

اللہ رب العزت نے خبر دی ہیکہ روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد بیت اللہ الحرام ہے جو بیت المقدس سے پہلے ہے، اور اس میں بہت عظیم اور واضح نشانیاں ہیں اس طرح سے کہ اتنے ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی وہ ویسا ہی باقی ہے جیسا اللہ نے اسے توحید کا علمبردار، توحید کا منارہ اور لوگوں کے ثواب حاصل کرنے اور بار بار لوٹنے کی جگہ مقرر کیا، باوجود اس کے کہ کافروں نے ہر وسیلے اور ذرائع کے ذریعے اسے ختم کرنے اور گرانے کی کوشش کی، اسکے باوجود یہ ہر دشمن کے آگے چیلنج بن کر باقی رہا۔

- ☆ اسے اللہ نے "بیت العتیق" کا نام دیا یعنی پرانا گھر.

اسے بیت العتیق اسلئے کہا جاتا ہیکہ یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کیلئے بنایا اور مقرر کیا گیا۔

یہ بھی قول ہیکہ: اللہ نے اسے جابر و ظالم لوگوں سے آزاد کر دیا اس پر کبھی بھی کوئی ظالم غلبہ نہیں حاصل کر سکا۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ: اللہ رب العزت نے نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان والے دن اسے غرق ہونے سے بچالیا.

- ☆ بیشک یہ مبارک گھر ہے یعنی بہت زیادہ خیر و برکات والا، اللہ نے اس گھر کا حج کرنے اور اسکا طواف کرنے میں بہت زیادہ اجر و ثواب رکھا ہے اور اسے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنایا ہے اور اس میں نیکی کرنے کا اجر کئی گنا زیادہ ہے۔

- ﴿هُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾ یہ گھر تمام جہان والوں کیلئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے، لوگ اپنی نمازوں اور عبادات میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، رخ کرتے ہیں، مومن لوگ جب حج وعمرہ کرنے کیلئے اس کی طرف جاتے ہے تو انہیں مختلف قسم کی ہدایت حاصل ہوتی ہے جیسے حق بات کو جاننا، عقیدے کی اصلاح ہونا وغیرہ۔

اسی لیے کسی مستشرق نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب وہ لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی پلاننگ بنانے کیلئے جمع ہوئے تو اس نے کہا کہ: جب تک یہ قرآن اور کعبہ موجود ہے تم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی امید اور لالچ مت رکھو۔

- ﴿فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ﴾ اس گھر میں واضح نشانیاں اور دلیلیں ہیں، توحید پر دلالت کرنے والی واضح نشانیاں وعلامت ہیں، جیسے مقام ابراہیم، صفا مروہ اور تمام مقدس مقامات۔

- ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ اللہ نے اس گھر کے ارد گرد کے علاقوں کو حرم بنایا ہے کہ جب کوئی ڈرا ہوا شخص اس میں داخل ہوتا ہے تو وہ ہر

برائی سے امن میں رہتا ہے یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پاتا تو اس سے بدلہ نہیں لیتا یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر نکل جائے،

اللہ کا فرمان:﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ﴾

اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک حرم امن والا بنا دیا ہے، جب کہ لوگ ان کے گرد سے اچک لیے جاتے ہیں۔(سورۃ العنکبوت:67)

یہاں تک کہ حرم کی حدود میں کسی بھی جانور کا شکار نہیں کیا جائے گا، پرندوں کو بھگایا نہیں جائے گا کسی درخت کو کاٹا نہیں جائے گا اور نہ ہی گھاس پھوس کو اکھاڑا جائے گا۔

دوسری خصوصیت: روئے زمین پر اس گھر (کعبہ) کے علاوہ کسی بھی چیز کا طواف کرنا جائز نہیں ہے، کسی قبر، مزار، درخت اور کسی بھی پتھر کا طواف کرنا جائز نہیں ہے جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی گھر کا طواف کرنا جائز ہے تو وہ کافر ہے اسلئے کہ اللہ اور اسکے رسول نے بیت اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کا طواف کرنا جائز و مشروع نہیں کیا۔

تیسری خصوصیت: اللہ رب العزت نے امت مسلمہ پر ہر سال اس گھر کا حج کرنا واجب کر دیا ہے اور جو شخص استطاعت و قدرت رکھتا ہے اس پر زندگی میں ایک مرتبہ اس گھر کا حج کرنا واجب و فرض ہے،

اللہ کا فرمان:﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ﴾

لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا گیا ہے۔

تمام لوگوں پر ہر سال حج کرنا فرض کفایہ ہے لیکن ہر وہ شخص جو استطاعت و قدرت رکھتا ہے اس پر زندگی میں ایک مرتبہ اس گھر کا حج کرنا واجب اور فرض عین ہے،

اللہ نے لوگوں کیلئے اس گھر کا حج کرنا مشروع کیا ہے تاکہ وہ اپنے فائدے کو حاصل کرنے کیلئے حاضر ہو نہ کہ اسے حجاج کی ضرورت ہے بلکہ لوگوں کا اس میں فائدہ ہے۔

اللہ رب العزت نے اس گھر کے محاسن اور خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس گھر کا حج کرنے کی مشروعیت کو بیان کیا ہے تاکہ لوگوں کو اس کی طرف رغبت دلائے، اور بندوں کے دلوں میں اس کو دیکھنے کیلئے محبت اور شوق پیدا ہو،

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا ﴾

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ثواب حاصل کرنے، لوگوں کے لیے لوٹ کر آنے کی جگہ اور امن و امان کی جگہ بنائی۔(سورۃ البقرۃ:125)

یعنی دنیا کے تمام حصے سے لوگ اس طرف بار بار لوٹتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں اور جب جب وہ اس گھر کی زیارت کرتے ہیں تو ان کے دلوں میں اور زیادہ شوق اور اس سے گھر سے محبت ہوتی ہے۔

جو شخص استطاعت و قدرت ہونے کے باوجود اس گھر کا حج نہ کرے تو اللہ نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے۔

اللہ کافرمان: ﴿وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

اور جوکوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔ (سورۃ آل عمران:97)

جس نے حج کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے حج کو چھوڑ دیا تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور جس نے سستی وکاہلی کرتے ہوئے حج کو چھوڑ دیا تو اسے حج کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ حج کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کی وراثت میں سے حج کے خرچ کے برابر مال نکال کر اسکی طرف سے حج کیا جائے گا۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: {وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا}.

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفر کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور وہ حج نہ کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اور یہ اس لیے کہ اللہ نے اپنی کتاب (قرآن) میں فرمایا ہے: "اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔"[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طاقت رکھ کر حج نہ کرنے والا یہودی ہو کر مرے گا یا نصرانی ہو کر۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں وہ دیکھیں جو لوگ مال رکھنے کے باوجود حج نہ کرتے ہوں ان پر جزیہ لگا دیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔

روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں جس کی طرف قصد کرنا واجب ہے اور جس کا طواف کرنا جائز ہے سوائے مسجد الحرام کے اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے، سب سے افضل جگہ مسجد الحرام ہے اور سب سے افضل گھر بیت اللہ ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کہا جب آپ کو مکہ سے نکالا گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ.

عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو «حزوراء» (چھوٹا ٹیلہ) پر کھڑے دیکھا، آپ نے فرمایا: "قسم اللہ کی! بلا شبہ تو اللہ کی سرزمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی زمینوں میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب سرزمین ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔"[2]

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اس عظیم گھر کو مسلمانوں کیلئے ان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنایا اور اس گھر کا طواف

---

[1] ترمذی:812۔

[2] ترمذی:3925۔

کرنے، اس کے پاس نماز پڑھنے کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنایا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اس گھر میں آیا اور بے ہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کیں، نہ گناہ کیا، وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا۔"[1] (یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا)۔

اے مسلمانو! اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکریہ ادا کرو۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ[26] وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ[27] لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ[28] ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ[29] ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ[30] حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾

اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے بیت اللہ کی جگہ متعین کر دی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے پاک کر۔ [26] اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس پیدل اور ہر لاغر سواری پر آئیں گے، جو ہر دور دراز راستے سے آئیں گی۔ [27] تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انھیں دیے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔ [28] پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا خوب طواف کریں۔ [29] یہ اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے اور تمھارے لیے مویشی حلال کر دیے گئے ہیں سوائے ان کے جو تمھیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ اس حال میں کہ اللہ کے لیے ایک طرف ہونے والے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں، یا اسے ہوا کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔ (سورۃ الحج: 26-31)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

---

[1] صحیح مسلم: 1350۔

اللہ کے رسول ﷺ کی مسجد اور مدینہ کے حرم کی فضیلت

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے رسول مصطفی کی مسجد کو فضیلت بخشی...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ مسجد نبوی کی زیارت کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کی بہت عظیم فضیلت ہے، یہ ان تین مساجد میں سے ایک ہے جس کی طرف نماز پڑھنے کیلئے سفر کرنا جائز ہے، مسجد نبوی میں ایک وقت کی نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے سوائے مسجد الحرام کے، مسجد نبوی کی زیارت کرنے والے کیلئے جائز ہیکہ وہ بغیر تحدید کے جتنی چاہے نمازیں پڑھے۔

- ☆ مسجد نبوی کی زیارت کرنا ہر وقت جائز ہے حج سے پہلے یا حج کے بعد، اس کی زیارت کا حج سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلئے کہ یہ مستقل عبادت ہے جس کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نماز پڑھنے کیلئے کسی اور مساجد کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے سوائے مسجد قباء کے، نماز پڑھنے کیلئے مسجد قباء کی زیارت کرنا مستحب ہے اس شخص کیلئے جو مدینہ منورہ میں رہتا ہو یا اس کی طرف سفر کرکے آیا ہو۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ کو حرم بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا، مدینہ کا حرم شمال سے لیکر جنوب تک عیر پہاڑ اور ثور پہاڑ کے درمیان ہے اور یہ دو معروف پہاڑ ہیں، اور مشرق سے لیکر مغرب تک حرہ شرقیہ اور حرہ غربیہ کے درمیان ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں سو جو شخص اس جگہ کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض، سنت قبول نہیں کرے گا۔[1]

- ☆ مدینہ کے حرم میں کسی جانور کا شکار کرنا، کسی درخت کو کاٹنا حرام ہے اور دنیا میں مکہ اور مدینہ کے علاوہ اور کوئی حرم نہیں ہے، تو ان دونوں حرم کی تعظیم کرو، اس کے احکام کو جانو اور جو حرام کیا گیا ہے اس سے بچو۔
- ☆ جس نے مسجد نبوی کی زیارت کی اس کیلئے مستحب ہیکہ وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی ابو بکر اور عمر پر سلام بھیجے۔

نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آئے اور اس کی طرف چہرہ کرکے کھڑا ہو جائے اور کہے: "السلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته"۔ پھر دائیں طرف ایک بالشت آگے بڑھے اور کہے: "السلام عليك يا أبا بكر الصديق"۔ پھر دائیں طرف تھوڑا آگے بڑھے اور کہے: "السلام عليك يا عمر الفاروق"۔

- ☆ بقیع قبرستان اور شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرنا اور وہاں پر مدفون لوگوں کیلئے مغفرت کی دعاء کرنا مستحب ہے۔ جان لو کہ قبروں کی زیارت کرنا مرد حضرات کیلئے مستحب ہے عورتوں کیلئے نہیں، عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے نہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت نہ

---

[1] ترمذی: 2127۔

کسی اور کی قبر کی زیارت کرنا اسلئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔

حج کی خصوصیات اسکے شروط اور واجبات کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے بیت اللہ کا حج کرنا مشروع کیا تا کہ ان کے گناہ معاف ہو جائے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس نے ڈرنے کا حکم دیا اور آج کے اس خطبے میں اسلام میں حج کی خصوصیات اور اسکے احکامات کے تعلق سے گفتگو ہوگی، اللہ ہمیں نیک عمل کرنے کی توفیق دے.

- ☆ حج دین اسلام کا ایک اہم رکن اور اسکی عظیم بنیاد ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾

اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پرواہے۔ (سورة آل عمران:97)

یعنی لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا واجب ہے اسلئے کہ لفظ "علی" وجوب پر دلالت کرتا ہے، اور پھر اللہ نے اس کے بعد فرمایا: ﴿ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾

جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پرواہے۔

- ☆ حج کو ادا نہ کرنے والے اور اسے چھوڑنے والے کو اللہ نے کافر کہا ہے، اور یہ حج کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے اور جو شخص حج کے واجب ہونے کا اعتقاد و یقین نہیں رکھتا تو وہ کافر ہے.

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام سے کہا: ﴿ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے. (سورة الحج:27)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا ۔

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفر کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور وہ حج نہ کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر.[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (۱) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکاۃ دینا (۴) رمضان کے روزے رکھنا، (۵) جس کے پاس

---

[1] ترمذی:812۔

استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا۔"[1]

سبیل سے مراد سفر کا خرچ ہو اور سواری ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور پھر اسکے گھر لوٹا دے اور قرض ادا کرنے کے بعد اس کے پاس اسکے گھر والوں کیلئے اتنا مال ہو جو انکے لئے کافی ہو یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔

حج کی مشروعیت کو اللہ رب العزت نے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ [28] ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾

تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انھیں دیے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔ [28] پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا خوب طواف کریں۔ (سورۃ الحج:28-29)

- ☆ حج کا فائدہ بندوں کو ہی پہنچتا ہے نہ کہ اللہ رب العزت کو اسلئے اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پرواہ ہے۔

اللہ کو حجاج کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ اس کی طرف محتاج ہے اس کی طرف قصد کرتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں بلکہ بندے اس کی طرف محتاج ہے اسلئے اس کی طرف اپنے ضرورت کی خاطر سفر کرتے ہیں.

- ☆ نماز، روزہ، زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد اتنی تاخیر سے حج کی فرضیت کی حکمت یہ ہیکہ: بیشک نماز ہر روز دن ورات میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، پھر ہر سال روزہ رکھنا فرض ہے اور اسلام میں حج کو ہجرت کے (9) نواں سال میں فرض کیا گیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں صرف ایک حج کیا اور وہ ہجرت کے دسوے سال میں کیا، اور چار عمرے ادا کئے.
- ☆ حج اور عمرہ کا مقصد ایسی جگہ پر اللہ کی عبادت کرنا جس جگہ پر اللہ نے اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ رَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جمرات کی رمی اور صفا ومروہ کی سعی اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لیے شروع کی گئی ہے۔"[2]

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہیکہ حج کرنا فرض ہے اور اسلام کا ایک اہم رکن ہے، استطاعت رکھنے والے پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اور ہر سال حج کرنا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اور جس نے فرض حج کے علاوہ اور زیادہ حج کیا تو یہ نفلی حج ہے،

اور اکثر علماء کے قول کے مطابق عمرہ کرنا واجب ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا:

---

[1]) ترمذی:2609۔

[2]) ترمذی:902۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ، عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، لیکن ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے اور وہ حج اور عمرہ ہے"۔[1]

جب عورتوں پر عمرہ کرنا واجب ہے تو مرد حضرات پر بدرجہ اولی عمرہ کرنا واجب ہے، اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے کہا جس نے سوال کیا:

عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ ؟ قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ ۔

ابورزین عقیلی لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں، وہ حج وعمرہ کرنے اور سوار ہو کر سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: "تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرلو"۔[2]

ایک مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ حج وعمرہ کرنا واجب ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول ﷺ نے اور فرمایا: "کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔" ایک شخص نے کہا کہ ہر سال یا رسول اللہ! آپ ﷺ چپ ہو رہے اس نے تین بار یہی عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہوتا۔[3]

- ☆ ایک مسلمان پر جو استطاعت رکھتا ہے اس پر حج کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے اور اگر اس نے تاخیر کی تو وہ گنہگار ہوگا، اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج ادا کرنے میں جلدی کرو اسلئے کہ کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا بیماری یا مصیبت پیش آجائے.

حج کے واجب ہونے کیلئے پانچ شرطیں ہیں:

1) اسلام۔

2) بالغ ہونا۔

---

[1] ابن ماجہ: 2901۔

[2] ترمذی: 930۔

[3] صحیح مسلم: 1337۔

3) عقلمند ہونا۔

4) آزاد ہونا۔

5) حج کرنے کی استطاعت کا ہونا۔

جس شخص میں یہ پانچ شرطیں پائی جائے تو اس پر جلدی سے حج کرنا واجب ہے۔

- ☆ چھوٹے بچے اور غیر بالغ کا حج وعمرہ کرنا صحیح ہوگا لیکن یہ اسکے لئے نفلی حج وعمرہ ہوگا، بالغ ہونے کے بعد اس پر فرض حج کرنا ہوگا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلِهَذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک عورت نے ایک بچے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے اٹھایا اور پوچھنے لگی: کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں (اس کا بھی حج ہے) اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔"[1]

علماء کا اس بات پر اجماع ہیکہ اگر بچے نے بالغ ہونے سے پہلے حج کیا اور بالغ ہونے کے بعد وہ حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس پر حج کرنا فرض ہے پہلا حج اسکے لئے کافی نہیں ہوگا بلکہ وہ اسکے لئے نفلی حج ہوگا، اسی طرح عمرہ کا بھی معاملہ ہے، اگر بچہ تمیز کرنے والا نہ ہو تو اس کا ولی اسکی طرف سے نیت کریں گا، اور اسے احرام کی حالت میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے اس سے اسے بچائے گا، اسے اٹھا کر طواف اور سعی کریں گا اور مزدلفہ، منی اور عرفات کے میدان میں اسے اپنے ساتھ لیکر جائے گا، اور اس کی طرف سے جمرات کو کنکری ماریں گا،

اور اگر بچہ سن تمیز کو پہنچ چکا ہو وہ سمجھتا ہو تو وہ خود نیت کریں گا اور اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق حج کے مناسک وآرکان کو ادا کریں گا اور جن مناسک کو ادا کرنے سے وہ عاجز ہوگا تو اس کا ولی ان مناسک کو ادا کریں گا، جیسے اگر بچہ چلنے سے عاجز ہے تو اسکے ولی پر ہے جمرات کو کنکری مارنا، طواف یا سعی کرنا، چاہے اسے اٹھا کر کرے یا سواری پر کرے، جو کام بچہ کرسکتا ہے جیسے وقوف عرفات، مزدلفہ میں رات گزارنا تو یہ کام کرنا اس پر لازم ہے اور یہ کام اس کا ولی نہیں کریں گا اسلئے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے، اور بچہ اپنے حج میں ان تمام باتوں سے اجتناب کریں گا بچے گا جس سے بڑے لوگ اجتناب کرتے ہیں۔

- ☆ حج پر قادر اور مستطیع سے مراد وہ شخص ہے جو جسمانی اور مادی طور پر حج کرنے کی قدرت رکھتا ہو، سفر کی تکلیفوں کو برداشت کرلیتا ہو، اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو اسکے آنے اور جانے کے خرچ کیلئے اور اس کی آل وآولاد کیلئے اور جن لوگوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے ان تمام لوگوں کیلئے کافی ہو یہاں تک کہ وہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ آئے، اور ضروری ہیکہ اس نے قرض کو اور لوگوں کے حقوق کو ادا کردیا ہو، اور یہ بھی شرط ہیکہ حج کی طرف جانے والا راستہ پرامن ہو راستے میں اس کی جان ومال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔
- ☆ جس شخص کے پاس مال ہو لیکن جسمانی طور پر وہ قدرت وطاقت نہیں رکھتا ہو جیسے بہت بوڑھا شخص، یا ایسا دائمی مریض ہو جس کی شفایابی کی امید نہ ہو تو لازم ہیکہ کوئی اس کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرے، فرض حج یا عمرہ اسکے شہر سے یا کسی بھی جگہ پر کوئی میسر ہو جو اس کی طرف سے حج کرے۔

---

[1] صحیح مسلم:1336۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ؛ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ ، قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ ، إِنَّ أَبِي أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ الْبَعِيرِ ! قَالَ : حُجِّي عَنْهُ.

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والد کو اللہ کے فریضہ حج نے پالیا ہے لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ نہیں سکتے (تو کیا کیا جائے؟)۔ آپ نے فرمایا: "تو ان کی طرف سے حج کر لے۔"[1]

- ☆ اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کر رہا ہے تو اس کیلئے شرط ہیکہ پہلے وہ اپنی طرف سے فرض حج ادا کر چکا ہو،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ : لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ قَالَ : مَنْ شُبْرُمَةُ ؟ قَالَ : أَخٌ لِي ، أَوْ قَرِيبٌ لِي ، قَالَ : حَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ، ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کہتے سنا: »لبيك عن شبرمة« "حاضر ہوں شبرمہ کی طرف سے" آپ ﷺ نے دریافت کیا: "شبرمہ کون ہے؟"، اس نے کہا: میرا بھائی یا میرا رشتہ دار ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: "تم نے اپنا حج کرلیا ہے؟"، اس نے جواب دیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے اپنا حج کرو پھر (آئندہ) شبرمہ کی طرف سے کرنا۔"[2]

- ☆ اگر کوئی شخص قدرت وطاقت رکھتا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص نفلی حج کرسکتا ہے، نائب کو اتنا مال دیا جائے گا جو اسکے لیے جانے اور آنے کیلئے کافی ہو، حج پر اجرت لینا اور اسے کمائی کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانے کا ہو، بیت اللہ الحرام کا حج کرنا اور مقدس مقامات کی زیارت کرنا مقصود ہو، اس کا حج کرنا اللہ کیلئے ہو نہ کہ دنیا کمانے کیلئے، جس نے مال کمانے کیلئے حج کیا تو اس کا حج صحیح نہیں ہے، اور وہ کسی کی طرف سے کافی بھی نہیں ہوگا۔

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

---

[1] ترمذی: 928۔

[2] ابوداؤد: 1811۔

حج کیلئے پہلے سے تیاری کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے بیت اللہ الحرام کا حج کرنا مشروع کیا اور اسے اسلام کا ایک اہم رکن بنایا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اِخلاص کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کرو اور اللہ نے اسی بات کا تمہیں حکم دیا ہے.

اللہ کے بندو: ان مبارک ایام میں مسلمان بیت اللہ الحرام کے حج کے سفر کی تیاری میں لگے رہتے ہیں، کچھ تو نفلی حج کرتے ہیں اور کچھ لوگ فرض حج ادا کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ حج کیلئے جسمانی و مالی طور پر تیاری کرنا اسی طرح نیت کرنا بھی لازم ہے، حج کی تیاری کیلئے اتنے خرچ کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے لوگوں سے بے نیاز کردے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾

اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے. (سورة البقرة:197)

اللہ رب العزت نے حج کے سفر کیلئے توشہ لینے کا حکم دیا یعنی حاجی کے پاس سفر کا اتنا خرچ ہو جو اسکے آنے جانے کیلئے کافی ہو اور مناسب سواری ہو جو اسے بیت اللہ الحرام تک پہنچا دے اور پھر حج مکمل ہونے کے بعد اسے اس کے وطن پہنچا دے.

اللہ کا فرمان: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔ (سورة آل عمران:97)

- ☆ راستے کی استطاعت و طاقت رکھنے سے مراد سفر کا خرچ اور مناسب سواری کا ہونا مراد ہے.

اسلئے کہ لوگ بلا خرچ سفر کو نکل کھڑے ہوتے تھے پھر لوگوں سے مانگتے پھرتے اور دوسرے حاجیوں پر بھروسہ کرتے اور کہتے تھے کہ: ہم توکل و بھروسہ کرنے والے ہیں تو جس پر یہ حکم ہوا اور اللہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور سفر کا توشہ، کھانے پینے کی اشیاء لینے کا حکم دیا جو انہیں لوگوں سے مانگنے سے بے نیاز کردے.

- ☆ جب لوگوں نے یہ سمجھا کہ حج کے موسم میں حجاج کیلئے تجارت کرنا اور مال کمانا جائز نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی،

اللہ کا فرمان: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾

تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں. (سورة البقرة:198)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح بیان کردیا ہیکہ دنیا و آخرت دونوں کیلئے زادراہ (توشہ) لو: دنیا کیلئے زادراہ (توشہ) یہ ہیکہ سفر کیلئے کھانے پینے کی اشیاء کا انتظام کرنا یہاں تک کہ سفر ختم ہوجائے اور آخرت کے سفر کیلئے زادراہ یہ ہیکہ: نیک عمل کرنا اور برائیوں سے دور رہنا، پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ: عبادت کے ساتھ ساتھ تجارت کرنا، مال کمانا، رزق کو تلاش کرنے میں کوئی حرج و تنگی نہیں ہے جب تک یہ عبادت سے مشغول نہ کردے.

اسی طرح یہ توکل کے بھی خلاف نہیں ہے، جو شخص حج کا ارادہ کرتا ہے اسکے لئے ضروری ہیکہ وہ اپنے گھر والوں کیلئے اتنا خرچ اور مال چھوڑ

دے جو ان کیلئے کافی ہو یہاں تک کہ وہ حج سے انکی طرف لوٹ آئے،اور حج کیلئے ان کے نان ونفقہ اور خرچ میں کمی کرنا جائز نہیں ہے،ایسی حالت میں وہ گنہگار ہوگا اور اسے اجر وثواب نہیں ملے گا۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو جن کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے ضائع کردے۔"[1]

- ☆ اسی طرح جو شخص حج کرنا چاہتا ہے اس پر واجب ہیکہ وہ پہلے اپنا قرض ادا کرے اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے جو حج کرنے اور قرض ادا کرنے دونوں کیلئے کافی ہو تو وہ پہلے قرض ادا کرے ایسی حالت میں اس پر حج کرنا جائز نہیں ہے۔
- ☆ اسی طرح حجاج پر واجب ہیکہ وہ اپنے حج میں حلال کمائی خرچ کرے،حلال مال سے حج کرے تاکہ اس کا حج مقبول ہو اور اسکے گناہ معاف ہوجائے۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خرج الحاجُّ حاجًّا بنفقةٍ طيّبةٍ ووضع رِجلَه في الغَرْزِ فنادى لبَّيْك اللَّهمَّ لبَّيْك ناداه منادٍ من السَّماءِ لبَّيْك وسعدَيْك زادُك حلالٌ وراحلتُك حلالٌ وحجُّك مبرورٌ غيرُ مأزورٍ وإذا خرج بالنَّفقةِ الخبيثةِ فوضع رِجلَه في الغَرْزِ فنادى لبَّيْك ناداه منادٍ من السَّماءِ لا لبَّيْك ولا سعدَيْك زادُك حرامٌ ونفقتُك حرامٌ وحجُّك مأزورٌ غيرُ مبرورٍ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کوئی حاجی پاکیزہ اور حلال روزے کے ذریعے حج پر نکلتا ہے اور جیسے ہی سواری پر اپنا پیر رکھتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے "لبیک وسعدیک" تمہارا زادراہ (سفر کا خرچ حلال ہے،تمہاری سواری حلال کی ہے اور تمہارا حج مبرور ومقبول ہو اور تم پر کوئی گناہ نہ ہو،اور جب ناپاک اور حرام کمائی سے حج کیلئے نکلتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے "لا لبیک ولا سعدیک" تمہارا زادراہ (سفر کا خرچ حرام ہے،تمہاری سواری حرام کی ہے اور تمہارا حج مبرور ومقبول نہ ہو اور تم گناہگار رہو۔[2]

جب حج کیلئے حلال کمائی سے مال خرچ کرنا ہو تو یہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے میں داخل ہوتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ [195] وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ﴾

اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت کی طرف مت ڈالو اور نیکی کرو،بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ [195] اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔(سورۃ البقرۃ:195)

یہ دونوں آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: بیشک حج کیلئے مال خرچ کرنا اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا ہے اسلئے کہ حج وعمرہ کو انفاق فی

---

[1] ابوداود:1692۔

[2] معجم طبرانی الاوسط:5228۔اس کی سند کمزور ہے۔

سبیل اللہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

- ☆ ایک صحابی نے جہاد کیلئے نام لکھا دیا اور ان کی بیوی حج کرنا چاہتی تھی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس صحابی سے کہا کہ: اسکی بیوی کے ساتھ حج کرے۔

اسلیئے بعض علماء کا کہنا ہے اور ایک روایت کے مطابق میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی قول ہیکہ: حاجی کو زکوۃ کا مال دیا جائے گا اسلئے کہ زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے کا ایک حصہ (فی سبیل اللہ) بھی ہے، اور حج کرنا فی سبیل اللہ میں داخل ہے تو جس نے حج نہیں کیا اسے زکوٰۃ کے مال میں سے دیا جائے گا جس سے وہ حج کر سکے۔

- ☆ جو شخص حج کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ و استغفار کر لے، اگر اس نے لوگوں پر ظلم کیا ہے تو ان کے پاس جا کر ان سے معافی مانگے، تا کہ وہ حج کا استقبال اور اسکی شروعات توبہ اور ظلم سے پاک ہو کر کرے، اس پر واجب ہیکہ وہ گناہوں اور معصیت سے بچے، اور نمازوں کی حفاظت کرے اور واجبات کو ادا کرے یہ تمام چیزیں بندے سے پوری زندگی میں مطلوب ہے لیکن حج جیسی عظیم عبادت میں اس کا بہت زیادہ اہتمام کرے، اس کیلئے مناسب نہیں ہیکہ: وہ گناہوں اور معصیت میں ڈوبا ہوا حج میں داخل ہو یا حج کے دوران گناہ کا کام کریں۔

اللہ کا فرمان: ﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے۔ (سورۃ البقرۃ:)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس گھر کا حج کیا اور نہ شہوت کی فحش باتیں کیں، نہ گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔[1]

حج مبرور کیلئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

پہلی: حج میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال اور نیکیاں کرنا، لوگوں کے ساتھ احسان، نرمی اور بھلائی کرنا، اچھے اخلاق سے پیش آنا، اور حج میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس طرح سے کہ لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا، ان کے ساتھ اپنے قول و فعل کے ذریعے حسن سلوک کرنا، چاہے وہ حج کے سفر میں تمہارے ساتھ ہو یا جب مقدس مقامات پر حجاج سے ملاقات ہو،

سفر کو سفر اسلئے کہا جاتا ہیکہ آدمی کے اخلاق کردار سے وہ روشن ہو جاتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الحجۃ المبرورۃ لیس لھا جزاء إلا الجنۃ قالوا:

---

[1] صحیح بخاری:1820۔

وما برّ الحج يا رسول الله؟ قال: إطعام الطعام وافشاء السلام.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مبرور ومقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول: حج مبرور کیا ہے؟ تو کہا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور سلام کو پھیلانا عام کرنا.[1]

سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ: سب سے افضل حاجی کون ہے؟ تو کہا: جس نے کھانا کھلایا اور اپنی زبان کی حفاظت کی.

مراسیل خالد بن معدان نے کہا کہ: نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس گھر کا ارادہ کرے (بیت اللہ) تو اس کے اندر تین صفات ہونا چاہیے: اللہ کا ڈر جو اسے حرام کام کرنے سے روکے، حلم و بردباری جو اس کی جہالت پر کنٹرول کرے، اچھی صحبت، اچھا ساتھی ورنہ اللہ کو اس کے حج کی کوئی ضرورت نہیں.

اور یہ تین صفات کی سفر میں بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے خاص طور پر حج کے سفر میں جس نے ان تین صفات کو مکمل کرلیا تو اس نے اپنا حج مکمل کرلیا اور لوگوں میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے اور لوگوں کی تکلیفوں پر صبر کرے جیسا کہ اللہ نے متقی لوگوں کی صفات بیان کی،

اللہ کا فرمان: ﴿ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلۡكَٰظِمِينَ ٱلۡغَيۡظَ وَٱلۡعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ﴾

جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔(سورۃ آل عمران:134)

دوسری بات: حج میں سب سے بڑی نیکی کثرت سے اللہ کا ذکر واذکار کرنا، اللہ رب العزت نے حج کے مناسک وأرکان میں ایک کے بعد ایک ارکان کو ادا کرتے وقت ذکر واذکار کرنے کا حکم دیا خاص طور پر احرام کی حالت میں تلبیہ پکارنے اور تکبیرات کہنے کا حکم دیا، حاجیوں کیلئے تقوی سے أفضل کوئی توشہ نہیں ہے، بیشک تقویٰ تمام اچھائیوں کو جمع کردیتا ہے.

حجاج پر واجب ہیکہ وہ خالص اللہ کیلئے حج کرے لوگوں کو دکھانے کیلئے، شہرت طلبی اور دنیاوی لالچ اور طمع حاصل کرنے کیلئے نہ ہو،

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَتِمُّوا ٱلۡحَجَّ وَٱلۡعُمۡرَةَ لِلَّهِ﴾

حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو.(سورۃ البقرۃ:196)

یعنی شریعت کے مطابق حج کے مناسک وأرکان کو مکمل کرنا،

(للہ) یعنی خالص اللہ کیلئے حج کرنا اور اسکے أفعال شرک اکبر وأصغر سے پاک ہو، اس میں ریا کاری، شہرت طلبی، گھمنڈ، فخر کرنا نہ ہو، بلکہ حج میں تواضع وخاکساری ہو۔

عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى الل

---

[1]) مسند احمد:14482۔اس کی سند ضعیف ہے۔

هُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَحْلٍ رَثٍّ، وَقَطِيفَةٍ تَسْوَى أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ أَوْلَا تَسْوَى، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوے پر سوار ہو کر ایک ایسی چادر میں حج کیا جس کی قیمت چار درہم کے برابر رہی ہوگی، یا اتنی بھی نہیں، پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ ایسا حج ہے جس میں نہ ریاکاری ہے اور نہ شہرت۔"[1]

- ☆ حجاج کیلئے مناسب ہیکہ وہ تکلیف ومشقت کو برداشت کرے، اور اپنے نفس کو حج میں بہت زیادہ آرام نہ پہنچائے، آج کے دور میں لوگ بڑی شان وشوکت سے، اعلیٰ قسم کی گاڑیاں اور بہترین خیمے وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں جس سے حاجیوں کو تنگی اور تکلیفیں پہنچتی ہے، بلکہ کچھ لوگ ایام تشریق میں منی میں رات نہیں گزارتے بلکہ منی سے باہر بہترین ٹھنڈے کمروں میں رہتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیکہ منی میں جگہ نہیں ملی.
- ☆ حجاج پر واجب ہیکہ وہ منی میں ہی کوئی جگہ تلاش کرے اور اس میں پڑاؤ ڈالے، اگر تلاش کرنے کے بعد بھی جگہ نہ ملے تو حاجیوں کے ساتھ کسی قریب جگہ میں رہے اور اپنے خیمے کو حجاج کے خیموں سے دور نہ گاڑھے، بلکہ منی سے قریب کسی بھی جگہ پر حاجیوں کے خیموں کے ساتھ اپنا خیمہ لگائے، یہ اسکی استطاعت کی انتہا ہے.
- ☆ حجاج پر واجب ہیکہ وہ حج کا سفر کرنے سے پہلے اپنے مال کا حساب وکتاب، اور جو اس پر قرض ہے اور جو امانتیں اسکے پاس ہے سب کو لکھ کر رکھ لے اگر اس کی موت ہو جائے یا کسی وجہ سے وہ لوٹ کر نہیں آسکے تو اسکے گھر والے یہ سب حقوق ادا کردے اور وہ ذمہ داری سے بری ہو جائے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور حج کیلئے تیاری کرو اور شریعت کے مطابق حج ادا کرو اور اسکے مناسک وأرکان کو مکمل کرو اور خالص اللہ کیلئے خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کے ساتھ حج کرو، اپنے حجاج بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کی تکلیفوں کو برداشت کرو ان کو تنگ مت کرو اور حج کی مشقت وتھکاوٹ پر صبر کرو اسلئے کہ حج کرنا ایک جہاد ہے اور جہاد میں مشقت اور تھکاوٹ ہوتی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ﴾

حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کروگے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔ (سورۃ البقرۃ:197)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

[1] ابن ماجہ:2890۔

دوسرا خطبہ

حج کیلئے تیاری کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا جو اسکی استطاعت رکھتا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور دین کے تمام ارکان، واجبات پر عمل کرو، دین کے تمام جوانب کی حفاظت کرو، ان لوگوں میں سے مت ہو جاؤ جو دین کے ایک رکن اور ایک پہلو کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسرے رکن وواجبات کو چھوڑ دیتے ہیں، کچھ لوگ حج وعمرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور باقی دوسرے ارکان کو چھوڑ دیتے ہیں، عقیدے کی اصلاح کا اہتمام نہیں کرتے جو دین کی بنیاد وأساس ہے، وہ مردوں کو پکارتے ہیں اور مختلف عبادات کے ذریعے ان کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔

کچھ لوگ نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے جو دین کا ستون ہے اور اس کو چھوڑنے والا کافر اور دین سے نکل جاتا ہے، کچھ لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جو اسلام کا تیسرا رکن اور نماز کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے، کچھ لوگ رمضان المبارک کے مہینے کا روزہ نہیں رکھتے جبکہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا اہل ایمان پر فرض ہے تو ایسے لوگوں کے حج وعمرہ قبول نہیں ہوتے جو اسلام کے بقیہ ارکان کو ضائع وبرباد کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ [85] أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾

کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار، اور اللہ تعالی تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں [85] یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید لیا ہے، ان کے نہ تو عذاب ہلکے ہوں گے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ (سورة البقرة:85-86)

دین صرف حج کر لینا نہیں ہے بلکہ حج کرنا دین کا ایک حصہ اور اسکے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور اس سے پہلے بہت سے اہم ارکان ہے اور ان ارکان کو ادا کرنے کے بعد ہی حج قبول کیا جاتا ہے، جو شخص اسلام کے کچھ ارکان کو ضائع کرنے والا ہو اور وہ حج کرنا چاہتا ہے تو اس پر واجب ہیکہ وہ صحیح توبہ کرے، اور ان ارکان کو ادا کرے پھر اسکے بعد حج کرے شاید کہ اللہ اسکی توبہ قبول کر لے اور اسکا حج اور دوسری تمام عبادات قبول ہو جائے، پھر وہ مسلسل توبہ کرے، اور دین واطاعت وفرمانبرداری پر قائم رہے، اور اپنے پوری زندگی میں گناہوں سے بچتا رہے، بیشک اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے، اور توبہ کا دروازہ موت تک کھلا ہوا ہے، اور موت کسی بھی وقت آسکتی ہے کوئی نہیں جانتا کب کس کی موت آجائے۔

اللہ کے بندو: اللہ سے ڈرو اور توبہ کرنے میں جلدی کرو اور اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہو۔

حج کی صفت کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنی تمام عبادات اور نیک اعمال میں اس کے رسول صل اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو تاکہ یہ عبادات اللہ کے نزدیک صحیح اور مقبول ہو،

اللہ کا فرمان: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

جو رسول کی فرماں برداری کرے تو بے شک اس نے اللہ کی فرماں برداری کی۔ (سورۃ النساء: 80)

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورۃ آل عمران: 31)

کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

اسی میں سے ایک یہ ہیکہ حج کے مناسک و ارکان کو ادا کرنے میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے حج کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کی پیروی کرے اور وہی کرے جو آپ نے کیا،

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یقول: يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ۔

لوگو! مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو۔ [1]

یعنی تم مجھ سے حج کرنے کا طریقہ اور اس کے مناسک کو ادا کرنے کا طریقہ سیکھ لو، اور تم حج میں وہی کام کرو جو میں نے کیا، یہ انتہائی جامع کلام ہے اور علماء نے اس سے یہ استدلال کیا ہیکہ: نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے اپنے پورے حج میں جو کام کیا اور جو کہا چاہے وہ واجب ہو مستحب اسے کرنا مشروع اور جائز ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صفة حجة صل الله عليه وسلم" میں مختصر طور پر بیان کیا ہے:

- ☆ صحیح احادیث سے ثابت ہیکہ: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ سے حج کا احرام باندھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: جو حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے، اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا باندھے اور جو حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھنا چاہے وہ حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے۔
- ☆ جب لوگ مکہ پہنچے تو کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا جنہوں نے آپ کے ساتھ حج کیا کہ وہ اپنا احرام اتار دے اور حلال ہو جائے مگر جو شخص اپنے ساتھ ھدی کا جانور لایا ہو وہ اپنا احرام نہ اتارے یہاں تک کہ ھدی کے جانور کو اس کی جگہ

---

[1] نسائی: 3064۔

پہنچا دے یعنی اسے ذبح کر دے، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے حج کا احرام باندھا ہے ہم اس کو عمرہ کیسے کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دیکھو جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو"، لوگوں نے پھر وہی بات دہرائی، آپ ﷺ غصہ ہو کر چل دیئے اور غصہ کی ہی حالت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، انہوں نے آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے تو بولیں: کس نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ اللہ اسے ناراض کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: "میں کیوں کر غصہ نہ کروں جب کہ میں ایک کام کا حکم دیتا ہوں اور میری بات نہیں مانی جاتی.

آپ ﷺ اپنے ساتھ ھدی کا جانور لیکر آئے تھے اسلئے آپ نے اپنا احرام نہیں اتارا اور حلال نہیں ہوئے.

اور جب لوگوں نے احرام اتارنے اور حلال ہونے سے کراہیت و ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ.

جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے ہی معلوم ہوتی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔[1]

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بال جما لیے تھے اور قربانی کے گلے میں قلادہ پہنا کر میں (اپنے ساتھ) لایا ہوں، اس لیے جب تک میں نحر نہ کرلوں گا میں احرام نہیں کھولوں گا۔[2]

تمام مسلمانوں نے احرام کو اتار دیا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے ساتھ ہدی کا جانور لائے تھے، اور ان میں سے رسول اللہ، علی بن طالب اور طلحہ بن عبید اللہ اپنے ساتھ ہدی کا جانور ساتھ میں لائے تھے،

- ☆ جب یوم الترویہ (8 ذی الحجہ) کا دن تھا تو جن لوگوں نے احرام اتار دیا تھا انہوں نے پھر حج کا احرام باندھا اور منی کیلئے نکل گئے اور منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز پڑھی اور منی میں ہی رات گزاری پھر فجر کی نماز پڑھی اور پھر تمام لوگوں کے ساتھ مقام نمرہ کی طرف چلے گئے، جب مقام نمرہ پر پہنچے تو وہاں پر آپ کیلئے خیمہ نصب کیا گیا، مقام نمرہ عرفات کے میدان سے باہر ہے یہ جگہ نہ حرم میں ہے اور نہ عرفات میں اور آپ کے بعد خلفائے راشدین یہاں پر ہی اترتے تھے، پھر جب زوال شمس کا وقت ہوا تو پھر آپ سوار ہو کر تمام مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے وادی عرنہ کی طرف آئے یہاں پر اب مسجد بنادی گئی ہے، یہ جگہ بھی نہ حرم میں ہے اور نہ عرفات میں بلکہ یہ مشعر الحلال اور مشعر حرام کے درمیان ہے یہاں سے عرفات کا میدان ایک میل دور ہے۔

یہاں پر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی سواری پر حج کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور یہ جمعہ کا دن تھا، پھر سواری سے نیچے اترے اور ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ دو رکعت قصر کے ساتھ پڑھائی، پھر آپ ﷺ تمام مسلمانوں کے ساتھ عرفات کے میدان میں وقوف کرنے کیلئے چلے اور جبل رحمہ کے پاس وقوف کیا، پھر آپ ﷺ اور تمام مسلمان ذکر و اذکار اور دعاء میں لگے رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کا

---

[1]) صحیح بخاری: 7230۔

[2]) صحیح بخاری: 1725۔

وقت قریب ہی تھا تو تمام لوگ مزدلفہ کی طرف نکل گئے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھی، پھر مزدلفہ میں رات گزاری یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہوگیا تو اول وقت میں اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی پھر "قزح" کے پاس رک گئے یہ مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے جسکا نام "مشعر حرام" ہے ایسے تو قرآن میں پورے مزدلفہ کو مشعر حرام کہا گیا ہے، اسی جگہ پر تمام مسلمان کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح کی سفیدی واضح ہوگئی پھر تمام لوگ منی کی طرف چل پڑے اور سب سے پہلے بڑے جمرے (جمرہ عقبہ) کو کنکری ماری، پھر سر کے بال منڈوائے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ نے (63) اونٹ ذبح کئے اور باقی کے اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کیلئے کہا اس طرح مکمل سو (100) اونٹ ذبح کئے، پھر کعبہ کے پاس آئے اور طوافِ افاضہ کیا جسے حج کا طواف بھی کہتے ہے۔

آپ کے گھر والوں میں جو کمزور تھے تو وہ لوگ فجر سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل گئے اور رات میں ہی جمرہ عقبہ کو کنکری ماری، تمام مسلمان تین دن تک منی میں قیام کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے پانچ وقت کی نمازیں قصر کے ساتھ ان کے وقت پر پڑھائی، اور ہر دن زوالِ شمس کے بعد جمرہ صغریٰ، جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ تینوں کو کنکری ماری، اللہ کے رسول ﷺ پہلے اور دوسرے پھر دوسرے اور تیسرے جمرات کے درمیان سورۃ بقرۃ کی مقدار کے برابر لمبا کھڑے رہتے اور ذکر واذکار اور دعاء کرتے،

- ☆ حج میں تین جگہ ٹھہرنا ہے عرفات، مزدلفہ اور منی، منی کے آخری دن جمرات کو کنکری مار کر تمام مسلمان منی سے نکل گئے پھر مقام "محصب" خیف بنی کنانہ کے پاس پڑاؤ کیا اور بدھ کی رات یہاں پر گزاری۔

اسی رات اللہ کے رسول ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ مقام تنعیم سے عمرہ کرے، اس کے بعد اس جگہ پر ایک مسجد بنادی گئی جسے مسجد عائشہ کے نام سے جانا جاتا ہے، اسکے بعد آپ ﷺ اور کسی صحابہ نے اس جگہ سے کبھی بھی عمرہ نہیں کیا سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اسلئے کہ جب وہ مکہ آئی تو وہ ناپاک ہوگئی اور بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ہی صفا مروہ کی سعی کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے کہا: اقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ ولا بين الصفا والمروة۔

حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج انجام دو صرف کعبہ کا طواب نہ کرو اور نہ ہی صفا مروہ کی سعی کرو۔[1]

پھر تمام مسلمانوں نے طوافِ وداع کیا اور مدینہ کی طرف لوٹ گئے، ایام تشریق کے بعد کسی صحابی نے آپ کے زمانے میں کبھی مقام تنعیم جاکر عمرے کا احرام باندھ کر کبھی بھی عمرہ نہیں کیا۔

یہ اللہ کے رسول ﷺ کے حج کے طریقے کا خلاصہ ہے اور ہمیں آپکی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم وہی کام کرے جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تاکہ ہمارے حج وعمرہ کے تمام اعمال اللہ کے نزدیک صحیح اور مقبول ہو۔

اللہ کا فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔ (سورۃ الأحزاب: 21)

---

[1] صحیح بخاری: 5559۔

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

حج کی صفات

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس دین اسلام اور نبی کریم ﷺ کو نبی بنا کر ہم پر فضل و اِحسان کیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہارے لیے تمہارے دین کو بیان کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تم اس دین پر ثابت قدم رہنے کا سوال کرو.

اللہ کے بندو: جان لو کہ حج کے اعمال و مناسک کی تین اَقسام ہیں:

پہلی قسم: حج کے ارکان: جس کے بغیر حج مکمل اور صحیح نہیں ہوتا اور وہ ارکان یہ ہیں:

حج کا احرام باندھنا، وقوف عرفہ، طوافِ افاضہ (حج کا طواف) اور صفا مروہ کی سعی کرنا.

دوسری قسم: حج کے واجبات اور وہ یہ ہیں: مقررہ میقات سے احرام باندھنا، سورج کے غروب ہونے تک عرفات کے میدان میں رہنا یہ اس شخص کیلئے ہے جو دن میں عرفہ پہنچ جائے، آدھی رات تک مزدلفہ میں رات گزارنا جو آدھی رات سے پہلے مزدلفہ پہنچ چکا ہو، جمرات کو کنکری مارنا، سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا، ایام تشریق میں منی میں رات گزارنا، طوافِ وداع کرنا سوائے حیض اور نفاس والی عورتوں کے.

تیسری قسم: حج کی سنتیں اور مستحبات اور وہ یہ ہیں: حج کے ارکان اور واجبات کے علاوہ جتنے بھی اعمال ہیں وہ سب مستحبات میں سے ہیں جیسے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا اور اسی دن منی کیلئے نکل جانا، نویں ذی الحجہ کی رات منی میں گزارنا اور منی میں پانچ وقت کی نمازیں اس کے وقت پر قصر کے ساتھ پڑھنا، وقوف عرفہ سے پہلے مقام نمرہ پر اترنا پڑاؤ کرنا، عرفہ کے میدان میں وقوف کے دوران دعاء کرنا، مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد دعاء کرنا، ایام تشریق میں دن میں منی میں ٹھہرنا، حج قران اور حج افراد کرنے والوں کا طوافِ قدوم کرنا یعنی جب مکہ میں داخل ہو تو بیت اللہ کا طواف کرنا.

جس نے حج کے ارکان میں سے کوئی ایک رکن جیسے احرام باندھنا اور وقوف عرفہ میں سے کوئی ایک رکن بھی چھوڑ دیا تو اس کا حج صحیح نہیں ہوگا اگرچہ ان دونوں کے علاوہ سے حج مکمل ہو جاتا ہے لیکن ان دونوں کے بغیر حج نہیں ہوتا، جس نے حج کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوڑ دیا تو اس پر دم دینا ہے، اور جس نے حج کی کوئی سنت چھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں ہے.

اے مسلمانو! اپنے حج کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی سنت و شریعت کے مطابق مکمل کرو.

حج کے مناسک میں توحیدِ عبادت (توحید الوہیت) کے دروس واسباق

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس تمام مخلوقات کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اور انہیں توحید اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ نے تمہیں صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ (سورۃ الذاریات:56)

اللہ نے اپنے تمام بندوں کو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [21] الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ [21] جس نے تمہارے لیے زمین کو ایک بچھونا اور آسمان کو ایک چھت بنایا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمھاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔ (سورۃ البقرۃ:21-22)

عبادت صحیح ودرست نہیں ہوتی مگر توحید کے ساتھ جس طرح نماز درست وصحیح نہیں ہوتی مگر طہارت وپاکی کے ساتھ، جس طرح پیشاب وپاخانے سے طہارت باطل وٹوٹ جاتی ہے اسی طرح شرک کی وجہ سے تمام عبادات باطل وبرباد ہوجاتی ہے،

اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم ﷺ کو کہا: ﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔ (سورۃ الزمر:65)

شرک کے ساتھ کوئی بھی نیک عمل اور عبادت درست اور قبول نہیں ہوتی، اسی لیے قرآن مجید میں جہاں جہاں عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ شرک سے منع بھی کیا گیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ (سورۃ النساء:36)

ہر نبی ورسول نے اپنی قوم سے کہا: ﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾

اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (سورۃ الأعراف:59)

اللہ کے بندو! اللہ نے ہمارے لیے بیت اللہ کا حج کرنا مشروع و جائز کیا تو ہم غور و فکر کرے کہ اس حج میں توحید کے جو مظاہر و دروس اور شرک سے دور رہنے کے جو اسباق ہے اس پر غور و فکر کرے۔

- ☆ جب ہم اس گھر کی بنیاد اور اساس پر غور و فکر کرے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس گھر کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴾
اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔ (سورۃ البقرۃ:125)

اللہ رب العزت نے اس گھر کو تمام قسم کی گندگی سے پاک و صاف کرنے کا حکم دیا اور سب سے بڑی گندگی و نجاست شرک ہے،
جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ﴾
اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔ (سورۃ التوبۃ:28)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴾
اور جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا۔ (سورۃ الحج:26)

جب اس گھر کی بنیاد ہی توحید پر رکھی گئی ہے تو لازم ہیکہ یہ گھر قیامت تک توحید پر ہی باقی رہے، کسی مشرک اور کافر کو اس تک پہنچنے یا اس کے ارد گرد تک پہنچنے کی اجازت نہیں دی جائے، اسلئے جب نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا اور مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کعبہ پر اور اس کے ارد گرد (360) بت تھے، اللہ کے رسول ﷺ اپنی لاٹھی سے ان بتوں کو گراتے جاتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے، ﴿ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴾
اور کہہ دے حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔ (سورۃ بنی اسرائیل:81)

تمام بت اپنے منہ کے بل ایکدوسرے پر گرتے جاتے پھر اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کو کعبہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور پھر انہیں جلا دیا گیا، پھر نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کی دیواروں پر جو بھی تصاویر بنی ہوئی تھی اسے مٹا دیا صاف کر دیا اور یہ سب اللہ کے اس قول پر عمل کرنا تھا: ﴿ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ ﴾ میرے گھر کو پاک و صاف کر دو۔

اسلئے کہ یہ گھر مسلمانوں کا قبلہ ہے، اس کی طرف ان کا حج و عمرہ کرنا ہے، ان کے دلوں اور جسموں کے جمع ہونے کی جگہ ہے اس کی طرف تمام لوگ ہر تنگ راستے سے سفر کر کے آتے ہیں تو واجب ہیکہ نسل در نسل یہ گھر توحید کا مصدر اور صحیح عقیدے کا سرچشمہ اور منبع ہو، اور جو بھی شخص اس گھر میں شرک کا بیج بونا چاہے یا اسکے ارد گرد بدعات و خرافات کو انجام دینے کی کوشش کرے تو واجب ہیکہ اسے اس گھر سے دور کر دیا جائے، تا کہ یہ گھر خالص توحید کا مصدر رہو اور اس میں اکیلے اللہ کی عبادت ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو زندہ کیا جائے اور اسی کی طرف لوگوں کو

دعوت دی جائے۔

اللہ رب العزت نے حج وعمرہ کو خالص اسکے لئے ادا کرنے کا حکم دیا، اللہ کا فرمان:﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ﴾

حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے پورا کرو۔(سورۃ البقرۃ:196)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ ہر حج وعمرہ اگر اس میں توحید اور اِخلاص نہ ہو وہ اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔

- ☆ حج میں توحید عبادت کی ایک علامت اور مظہر یہ ہیکہ: احرام باندھنے کے بعد سے اللہ کیلئے مسلسل بلند آواز سے تلبیہ پکارنا، اور اس سے شرک کی نفی کرنا اور اس بات کا اعلان کرنا کہ اکیلا اللہ ہی حمد وثناء کا مستحق ہے، تمام نعمتیں اور بادشاہت اسی کیلئے ہے،

(لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك إن الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك)

حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد وثنا، نعمتیں اور فرماں روائی تیری ہی ہے، تیرا (ان میں) کوئی شریک نہیں"۔

- ☆ حج میں توحید الوہیت کا ایک مظہر یہ بھی ہیکہ: سب سے عظیم ذکر جو یومِ عرفہ کے دن کہا جاتا ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

سب سے بہتر دعا عرفہ والے دن کی دعا ہے اور میں نے اب تک جو کچھ (بطور ذکر) کہا ہے اور مجھ سے پہلے جو دوسرے نبیوں نے کہا ہے ان میں سب سے بہتر دعا یہ ہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

"اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے (ساری کائنات کی) بادشاہت ہے، اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔[1]

اتنے بڑے مجمع اور بھیڑ بھاڑ میں، اس مبارک دن میں بار بار مسلسل اس کلمے کو پڑھنے میں توحید عبادت اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا اعلان ہے، تاکہ حجاج کرام اس کلمہ کے معنیٰ ومفہوم کو سمجھے اور اس کے مطابق عمل کرے، اور حج کے تمام اعمال خالص اللہ کیلئے ادا کرے جو شرک کی گندگی سے پاک وصاف ہو۔

- ☆ حج میں توحید عبادت کے مظاہر میں سے ایک مظہر یہ ہیکہ: اللہ رب العزت نے اس گھر کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا۔

اللہ کا فرمان:﴿ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾

اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔ (سورۃ الحج:29)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ طواف کرنا صرف کعبہ کے ساتھ خاص ہے، روئے زمین پر کعبہ کے علاوہ کسی درخت، پتھر، مزار اور قبر اور

---

[1] ترمذی:3585۔

کسی بھی دوسری چیز کا طواف کرنا جائز نہیں ہے، یہاں پر حجاج کو یہ جاننا ضروری ہیکہ: بیت اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کا طواف کرنا باطل ہے اور یہ اللہ کی عبادت کرنا نہیں ہے بلکہ شیطان کی عبادت کرنا ہے۔

- ☆ طواف کرتے وقت توحید عبادت کی ایک علامت ومظہر یہ ہیکہ: طواف کرنے والا جب طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے وقت اللہ اکبر کہتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہیکہ بیشک یہ دونوں اللہ کے شعائر میں سے ہیں، اور ان دونوں کو چھونا اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور نبی کریم ﷺ کی اقتداء و پیروی کرنا ہے، اسی لیے عمر رضی نے جب حجر اسود کا بوسہ لیا تو کہا:

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - يُقَبِّلُ الْحَجَرَ، وَيَقُولُ: وَاللهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ، وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ، وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

عمر بن الخطاب حجر کو بوسہ دیتے ہوئے کہتے تھے: قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھ کو بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔"[1]

یہاں پر ایک مسلمان کیلئے یہ جاننا ضروری ہیکہ: کسی بھی مزار، قبر، درخت اور پتھر کو چھونا جائز نہیں ہے سوائے رکن یمانی اور حجر اسود کے اسلئے کہ یہ دونوں اللہ کے شعائر میں سے ہے اور کسی مزار یا قبر وغیرہ کو چھونا اللہ کی شریعت کی خلاف ورزی کرنا ہے اسلئے کہ یہ اللہ کے شعائر میں سے نہیں ہے۔

- ☆ حج میں توحید عبادت کا ایک مظہر یہ بھی ہیکہ: حاجی جب طواف سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ "الکافرون" اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کی بعد سورۃ "إخلاص" پڑھتا ہے اور یہ دونوں سورتیں توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت پر مشتمل ہے۔

پہلی سورت میں مشرکین کے دین سے برآت کا اظہار ہے اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا بیان ہے۔

دوسری سورت میں اللہ کیلئے صفات کاملہ کو ثابت کرنا اور اللہ کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک وصاف کرنا اور اس کے ذریعے بندہ اپنے رب کو جانتا ہے اور اسکے لئے إخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے سے برآت و بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں توحیدِ عبادت کا درس یہ ہیکہ بندہ اللہ رب العزت کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے سعی کرتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو کوئی اس گھر کا حج کرے، یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ دونوں کا خوب طواف کرے اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو بے شک اللہ قدر دان ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ: 158)

---

[1] صحیح مسلم: 1270۔

اس سے ایک مسلمان یہ سیکھتا ہیکہ صفا ومروہ کے علاوہ زمین میں کسی بھی جگہ کی سعی کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ صفا مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہے اور اللہ نے انکی سعی کرنے کا حکم کادیا اور یہ ایک عبادت ہے اور صفا مروہ کے علاوہ کسی بھی جگہ کی سعی کرنا عبادت نہیں ہے اور نہ ہی اللہ کا حکم ہے اور نہ ہی وہ اللہ کے شعائر میں سے ہے۔

- ☆ عید کے دن اور ایام تشریق میں صرف اللہ کا ذکر واذ کار کرنا اس سے بھی ہمیں توحید الوہیت کا درس ملتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ﴾

اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو۔(سورۃ البقرۃ:203)

اس مبارک شہر میں، ان مبارک ایام میں حج کے انتہائی عظیم اعمال کو ادا کرتے وقت جمرات کو کنکری مارتے وقت، جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا ذکر واذ کار کرنا منی میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنا، یہ سب اللہ کا ذکر واذ کار کرنا ہے اور جمرات کو کنکری مارتے وقت" اللہ اکبر" کہنا، اور جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا ذکر کرنا، یہ سب حج میں توحید عبادت کے مظاہر ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔(سورۃ الحج:34)

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ [36] لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴾

قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو [36]۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اس کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے!۔(سورۃ الحج:36-37)

یہاں پر ایک مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ جانور کو ذبح کرنا عبادت ہے اور اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ شرک اکبر ہے جیسے کسی قبر والے کے نام پر، کسی ولی یا جن کے نام پر یا کسی بھی مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا جائز نہیں اور یہ شرک اکبر ہے۔

- ☆ حج میں توحید عبادت کے مظاہر میں سے یہ بھی ہیکہ: اللہ رب العزت نے حج کے مناسک کو ادا کرنے کے دوران اور اس سے فارغ ہونے کے بعد کثرت سے ذکر واذ کار کرنے کا حکم دیا اور اسکے علاوہ دوسرے لوگوں کو یاد کرنے منع کیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ[198]ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ[199]فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[200]وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[201]أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ[202]وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ﴾

جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعرحرام کے پاس ذکرالٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے [198]۔ پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے [199]۔ پھر جب تم اپنے حج کے احکام پورے کرلو تو اللہ کو یاد کرو، اپنے باپ دادا کو تمھارے یاد کرنے کی طرح، بلکہ اس سے بڑھ کر یاد کرنا، پھر لوگوں میں سے کوئی تو وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے دے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ [200] اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ [201] یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ [202] اور اللہ تعالیٰ کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو. (سورۃ البقرۃ: 198-202)

بیشک حج صرف ایک سفر اور تفریح کی چیز نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سارے دروس و اسباق ہیں اور صحیح عقیدے کی عملی تعلیم اور جاہلیت کے عقائد کو چھوڑ دینا ہے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے حج اور تمام اعمال کو خالص اللہ کیلئے اور رسول ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرو تا کہ تمہارا حج مقبول و مبرور ہو اسلئے حج مبرور کا بدلہ صرف اور صرف جنت ہے.

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے ایسے اُمور کو جائز ومشروع کیا جو ان کے دین ودنیا کیلئے فائدہ مند ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اے وہ لوگوں جن پر اللہ نے احسان کیا اور انہوں نے اسکے گھر کا حج کیا، اور تم نے حج کے مناسک واَرکان سے صحیح عقائد کو سیکھا، اور جو تم نے صحیح عقیدے کو سیکھا اور تمہارے علاوہ تمہارے شہر کے جو لوگ غلط عقائد اور غلطی پر ہیں تم پر لازم ہیکہ تم ان کے عقائد اور غلطیوں کی اصلاح ودرستگی کی کوشش کرو، بیشک تم سے اس کے بارے میں اللہ کے یہاں سوال کیا جائے گا، بیشک اللہ نے عالم پر جاہل لوگوں کو سکھانے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔(سورۃالتوبۃ:122)

اللہ کی ناراضگی کے کاموں میں لوگوں سے اچھا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے.

اللہ کا فرمان: ﴿ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔(سورۃ آل عمران:104)

مومن سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرے پھر اپنے علاوہ دوسرے لوگوں کی اصلاح کریں۔

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے دین وعقائد کا اہتمام کرو،

بیشک عبادت کی بنیاد دو اصولوں پر ہے:

پہلا اصول: إخلاص یعنی عبادت خالص اللہ رب العزت کیلئے کرنا۔

دوسرا اُصول: اللہ کے رسول ﷺ کی سنت پیروی کرنا۔ اور یہ دونوں اصول قرآن وسنت میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری:13۔

ہجرت کی مشروعیت اوراسکی اقسام

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جوفضل واحسان والا ہے جس نے اپنے بندوں کیلئے دلوں اور بدن کی ہجرت کو جائز کیا اور یہ دونوں ہجرت کو ہمیشہ کیلئے باقی رکھا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تمہارے لیے تمہارے نبی کریم ﷺ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے، اپنے اقوال واَفعال اور اخلاق میں نبی کریم ﷺ کے طور طریقے اور منہج پر چلو اور ان کی پیروی کرو، جیسا کہ اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

بلا شبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔(سورۃ الأحزاب:21)

ان دنوں میں لوگ اپنے خطبوں اور دروس میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں گفتگو کرتے ہے اور اسے ایک تاریخی قصے کے طور پر بیان کرتے ہیں اور پھر اسے بھول جاتے ہیں اور اس ہجرت کے قصے کا ان کے دلوں اور انکے اَفعال پر کوئی اَثر دکھائی نہیں دیتا، بلکہ ہر سال لوگ اس واقعہ کو بغیر سمجھے بیان کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتے.

ہجرت کے لغوی معنی ہے: انسان کا اپنے علاوہ دوسرے لوگوں کو اپنے بدن، اپنی زبان اور اپنے دل سے چھوڑ دینا، ان سے الگ ہوجانا.

شریعت میں ہجرت کہتے ہیکہ: کافر شہر کو یا برے لوگوں کو یا برے اعمال کو اور بری خصلتوں کو چھوڑ دینا ان سے الگ ہوجانا،

اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت وطریقہ ہے جب انہوں نے کہ: ﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ (سورۃ الصافات:99)

اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

یعنی میں کفر کی سرزمین سے ایمان کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں، اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بعض اولاد کے ساتھ شام کی طرف، مسجد اقصی، ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کی۔

اور اپنی بعض اولاد کے ساتھ ملک حجاز کی طرف مکہ مکرمہ، بیت اللہ کی طرف ہجرت کی، اور اپنے رب سے دعاء کی،

اللہ کا فرمان: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ﴾ (سورۃ ابراہیم:)

اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔

ہجرت کرنا محمد ﷺ کی شریعت میں سے ہے، جب مکہ میں کفار ومشرکین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ تکلیفیں دینے لگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو وہ لوگ دو مرتبہ اپنے دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور نبی کریم ﷺ مکہ میں ٹھہرے رہے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور ان کی تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے، اور کہتے:

﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا﴾

اور دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لئے اپنے پاس

سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے۔ (سورۃ بنی اسرائیل:80)

تو اللہ نے آپ کو اور آپکے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی، تو انہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر، اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی کی تلاش میں اور اللہ اور اسکے رسول اکرم کی مدد کرنے کی خاطر جلدی سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور اپنا مال، گھر، اور کاروبار سب کچھ چھوڑ دیا، تو اللہ نے ان صحابہ کرام کی تعریف کی اور ان سے بہت زیادہ اجر وثواب کا وعدہ کیا، اور اللہ کی کتاب میں ہجرت کو جہاد کے ساتھ جوڑ دیا، اور مہاجر صحابہ کرام سب سے اَفضل صحابہ ہے جنہوں نے اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کی خاطر اپنی سب سے معزز چیز، اپنا مال، اپنا وطن اور اپنے عزیز وأقارب اور رشتے داروں کو چھوڑ دیا، اور یہ ہجرت قیامت تک شریعت کا ایک حصہ بن گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا.

معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہجرت ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ توبہ کا سلسلہ ختم ہو جائے، اور توبہ ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج پچھم سے نکل آئے۔"[1]

ہر وہ شخص جو کسی بھی ملک میں اپنے دین کو اظہار کرنے کی قوت وطاقت نہیں رکھتا تو وہ اس شہر سے منتقل ہو کر ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے جس شہر میں وہ اپنے دین کا اظہار کر سکے۔

دین کا اظہار کرنے کا معنی یہ ہیکہ: اللہ کی طرف دعوت دینا، لوگوں کو بلانا، کفار ومشرکین سے برآت کا اعلان کرنا، اور جس دین پر اور کفر وشرک پر وہ ہے اس کے باطل ہونے کو بیان کرنا،

دین کا اظہار کرنے کا یہ معنی ومطلب نہیں ہیکہ: صرف عبادت کرنے اور اپنے دینی شعائر کا اظہار کرنے کی آزادی ہو، اور اللہ کی طرف دعوت دینے، کفار ومشرکین سے دشمنی اور برآت کا اظہار کرنے اور ان کے کفر وشرک کو باطل ہونے کو بیان کرنے کی اجازت اور چھوٹ نہ ہو۔

اللہ رب العزت نے ان لوگوں کو ڈرایا اور دھمکایا ہے اور سخت سزا کا وعدہ کیا ہے جو ہجرت کرنے کی قدرت وطاقت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتے،

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا [97] إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا [98] فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ

---

[1] ابو داؤد: 2479۔

ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے۔فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے[97] مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارہ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔تو یہ لوگ، اللہ قریب ہے کہ انھیں معاف کر دے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد معاف کرنے والا،نہایت بخشنے والا ہے۔(سورۃ النساء:97-99)

یہ سخت عذاب اور سزا ان لوگوں کیلئے ہے جو قدرت وطاقت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتے اور یہ آیت عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو کفار ومشرکین کے درمیان رہتا ہے اور اپنے دین کا اظہار نہیں کرسکتا تو یہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور حرام کام کا ارتکاب کرنے والا ہے،اسی لیے اللہ رب العزت نے کہا: بیشک جو لوگ ہجرت کرنے کو چھوڑ کر اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو فرشتے موت کے وقت ان سے کہتے ہیں: تم کیوں ٹھہرے رہے اور ہجرت کو چھوڑ دیا تو یہ لوگ کہتے ہیکہ: ہم کمزور تھے اور ہجرت کرنے کی قدرت وطاقت نہیں رکھتے تھے لیکن یہ عذر ومعذرت صحیح نہیں ہے اسلئے کہ انہوں نے قدرت وطاقت ہونے کے باوجود ہجرت کرنے کو چھوڑ دیا اسلئے فرشتے ان کو ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیکہ: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تو جو شخص کسی ملک میں اپنے دین کا اظہار نہیں کرسکتا تو اس پر واجب ہیکہ وہ اس شہر سے نکل کر ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے جس میں وہ اپنے دین کا اظہار کرسکے،بیشک اللہ کی زمین کشادہ ہے اور وہ نیک اور اچھے ملکوں سے خالی نہیں ہے،

اللہ کا فرمان:﴿ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ﴾

جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا،وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور کشادگی بھی.(سورۃ النساء:)

یعنی جو شخص ایسی جگہ پا جائے جس میں وہ کفار ومشرکین کی اذیت وتکالیف سے محفوظ ہو،اور رزق میں کشادگی بھی ہو تو یہ اللہ رب العزت نے ان کو بدلہ دیا اس مال کا جو اس نے اپنے ملک میں چھوڑ دیا تھا۔

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ [41] الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴾

اور جن لوگوں نے اللہ کی خاطر وطن چھوڑا،اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا،بلاشبہ ہم انھیں دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور یقیناً آخرت کا اجر سب سے بڑا ہے۔کاش! وہ جانتے ہوتے۔[41] وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں۔(سورۃ النحل:42)

- اللہ کے بندو! ہجرت کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ: برائیوں کو چھوڑ دینا یعنی کفر،شرک،فسق وفجور،برے اعمال،برے اخلاق وعادات،بری صفات اور ہر قسم کی برائی کو چھوڑ دینا بھی ہجرت ہے،اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:﴿ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾

ناپاکی کو چھوڑ دے۔(سورۃ المدثر:5)

الرجز یعنی بتوں کو چھوڑ دینا اور اسکی عبادت کرنے والوں سے برآت کا اظہار کرنا۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا۔[1]

یعنی وہ تمام اعمال اور اخلاق و عادات، حرام مال کھانا، حرام چیزوں کو پینا، ہر برے اعمال کو چھوڑ دینا اور اس سے دور رہنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

- ☆ ہجرت کی ایک قسم کفار و مشرکین، منافقین اور فاسق لوگوں کو چھوڑ دینا اور ان سے دور رہنا،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ﴾

اور اس پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور انھیں چھوڑ دے، خوبصورت طریقے سے چھوڑنا۔ (سورۃ المزمل:10)

- ☆ سب سے عظیم اور بڑی ہجرت دلوں کا اللہ کی طرف ہجرت کرنا یعنی خالص اللہ کیلئے عبادت کرنا، ایک مومن اپنے قول و عمل سے صرف اللہ کی رضامندی و خوشنودی چاہتا ہے اور وہ ان ہی چیزوں کو پسند کرتا ہے جو اللہ رب العزت کو پسند ہو۔
- ☆ اسی طرح اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا یعنی آپ کی اقتداء و پیروی کرنا، آپکی سنت اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری کو مقدم رکھنا، شرک و بدعات، خرافات اور کتاب و سنت کی مخالفت کرنے والے مذاہب کو چھوڑ کر کتاب و سنت کی طرف ہجرت کرنا۔

یہ سب ہجرت کی أقسام ہیں: کفر کی جگہ کو چھوڑنا، باطل اور گمراہ لوگوں کو چھوڑنا، برے اعمال باطل اقوال و أفعال کو چھوڑنا، قرآن وسنت کی مخالفت کرنے والے مذاہب و آراء کو چھوڑنا۔

صرف ہجرت کے واقعہ کو ایک تاریخی قصے کی طرح بیان کر دینا، یا ہجرت کی مناسبت سے محفلیں منعقد کرنا پھر اس واقعہ کو بھول جانا جس کا دلوں پر کچھ اَثر نہ ہو یہ مقصد نہیں ہے،

- ☆ اکثر لوگ ہر سال ہجرت کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں لیکن اس کے معنی و مفہوم کو نہیں سمجھتے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتے بلکہ اپنے اعمال میں اسکی مخالفت کرتے ہیں، وہ یہ بیان کرتے ہیکہ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام نے کفر کی جگہ کو چھوڑ کر ایمان کی جگہ کی طرف ہجرت کی اور وہ خود کافر ملک میں رہتے ہیں یا اپنی چھٹیاں گزارنے اور سیر و تفریح کیلئے کافر ملکوں کا سفر کرتے ہیں۔
- ☆ وہ ہجرت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں لیکن وہ قبروں اور مزارات کی عبادت کرنا نہیں چھوڑتے بلکہ اللہ کے علاوہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔
- ☆ وہ ہجرت کے بارے میں بات کرتے ہیں لیکن کفار و مشرکین اور منافقین و فاسق لوگوں کو نہیں چھوڑتے بلکہ مومنوں کے علاوہ ان کافروں اور مشرکین کو اپنا دوست بناتے ہیں بلکہ کچھ لوگ تو ان کافروں کو مسلم ممالک لیکر آتے ہیں اور انہیں اپنے گھروں میں اپنے درمیان رکھتے ہیں انہیں گھروں میں داخل کرتے ہیں بچوں کی تربیت اور عورتوں کے ساتھ تنہائی اور اکیلے میں ملنا جلنا، اور ان پر بھروسہ کرنا تو یہ کہاں برے لوگوں کو چھوڑنا ہوا۔

---

[1] صحیح بخاری:10۔

- ☆ یہ لوگ ہجرت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں لیکن باطل مذاہب اور گمراہ آراء وافکار اور کفریہ قوانین کو نہیں چھوڑتے بلکہ اسے اسلامی شریعت کے برابر مانتے ہیں.
- ☆ یہ لوگ ہجرت کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں لیکن برائیوں، برے اخلاق اور بری عادت اور برے اعمال کو نہیں چھوڑتے، گانا سننا، گندی فلمیں دیکھنا، ڈرامہ اور سیریل دیکھنا نہیں چھوڑتے.
- ☆ یہ لوگ ہجرت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں لیکن کفار کی عادت واطوار کی تقلید کرنا نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی مشابہت اختیار کرتے ہیں داڑھی کاٹنا، مونچھیں بڑی کرنا، عورتوں کا بے پردگی کرنا تو ہجرت کا معنی ومفہوم کہا گیا؟

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور ہجرت کے واقعہ اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کے واقعات سے دروس وأسباق حاصل کرو اور اس کے مطابق زندگی گزارو، ان واقعات کو صرف زبانی طور پر بیان مت کرو،

اللہ کا فرمان:﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں، انھی کے لیے بڑی بخشش اور باعزت رزق ہے۔ (سورۃ الأنفال: 74)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے لشکر کی مدد کی اور اکیلے تمام جماعتوں اور لشکر کو شکست دی...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ ہجرت دین کے انتہائی عظیم مقامات میں سے ہے، ہجرت کی وجہ سے مسلمان کافر کے وطن، اسکے عقیدے وأخلاق کو چھوڑ دیتا ہے، اس کے ذریعے مسلمان کے دین کو اور اسکی شخصیت کو عزت ووقار حاصل ہوتا ہے، اس کے ذریعے مومنوں سے دوستی اور کافروں سے برآت کا اظہار ہوتا ہے.

نبی کریم ﷺ کا ہجرت کرنا یہ انتہائی عظیم واقعہ ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے اولیاء اور دشمنوں کے درمیان فرق کر دیا، اور اس واقعہ کو دین اسلام کی سربلندی اور اپنے بندے اور رسول کی مدد اور عزت کا ذریعہ بنایا، اس کے ذریعے مہاجر صحابہ کو دوسرے صحابہ پر فوقیت وبرتری حاصل ہوئی، مہاجر صحابہ سب سے افضل صحابہ ہے جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا.

صحابہ کرام نے ہجرت کے واقعہ سے ہجری سال کی شروعات وآغاز کی اور اس کے ذریعے اسلامی تاریخ رکھنا شروع کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ اسلامی تاریخ وکیلنڈر کا آغاز کس سے شروع کیا جائے تو صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ ہجرت کے واقعہ سے اسلامی سال کی شروعات کی جائے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔

تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔[1]

مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہیکہ وہ عیسوی تاریخ یا کفار کی تواریخ کا استعمال کرے اگر یہ جائز ہوتا تو صحابہ کرام اس سے اعراض نہیں کرتے، اسلئے کہ عیسوی تاریخ کا استعمال کرنے میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کے عادت واطوار اور انکی عید میں شرکت کرنا ہے، اور ہمیں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی اور ہمیں دوسرے ادیان سے بے نیاز کر دیا ہے اسلئے ہم اسلام کے ذریعے ہی عزت حاصل کرے اور ہم ہمارے رب کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کو لازم پکڑے.

---

[1] ابو داؤد: 4607۔

کسی کو نقصان پہنچانا حرام ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نیکی اور احسان کرنے کا حکم دیا اور ظلم اور سرکشی کرنے سے منع کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، تم میں سے ہر کوئی اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے بھائی کیلئے اسی چیز کو ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، اپنے بھائی کیلئے خیر و بھلائی کرو اور اس سے شر و برائی کو دور کرو اور اسے تکلیف مت پہنچاؤ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنْ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ.

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: "کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں نہ ابتداءً نہ مقابلةً۔"[1]

اس حدیث کو جمہور علماء نے قبول کیا ہے اور اس سے دلیل پکڑی ہے، یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ: کسی کو نقصان پہنچانا یا خود نقصان اٹھانا حرام ہے،

یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیکہ: کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا حرام ہے،

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي صِرْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ.

ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو دوسرے کو نقصان پہنچائے اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جو دوسرے کو تکلیف دے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف دے گا۔"[2]

لوگوں کو نقصان پہنچانے کی دو قسم ہیں:

پہلی قسم: بغیر کسی مصلحت اور فائدے کہ لوگوں کو نقصان پہنچانا جس کا نقصان اسی کے نفس کی طرف لوٹ آتا ہے، اس کے حرام اور برا ہونے میں کوئی شک نہیں اور قرآن و حدیث میں بہت سے مقامات پر خود کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے،

- ☆ اسی میں سے وصیت کرنے میں نقصان اٹھانا یا نقصان پہنچانا۔

اللہ کا فرمان: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ﴾

اس وصیت کے بعد جو کی جائے، یا قرض (کے بعد)، اس طرح کہ کسی کا نقصان نہ کیا گیا ہو۔ (سورۃ النساء: 12)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ، فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ:

---

[1] ابن ماجہ: 2340۔

[2] ترمذی: 1940۔

﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖۚ وَصِيَّةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ والله عليم حليم تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِۚ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ [13] وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَٰلِدٗا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٞ مُّهِينٞ﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرتے ہیں پھر ان کی موت کا وقت آتا ہے اور وہ وصیت کرنے میں (ورثاء کو) نقصان پہنچاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے"، پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖۚ وَصِيَّةٗ مِّنَ ٱللَّهِ} - إِلَى قَوْلِهِ - {وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ}﴾ تک آیت پڑھی"۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے وہ اسے آگ میں داخل کرے گا، ہمیشہ اس میں رہنے والا ہے اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔[1]

اِبن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیکہ: وصیت کرنے میں دوسرے وارثین کو نقصان پہنچانا کبیرہ گناہ ہے اسلئے کہ جو ایسا کرتا ہے اللہ نے اسے جہنم میں داخل کرنے کی دھمکی دی ہے اور جہنم کی دھمکی کبیرہ گناہ پر ہی ہوتی ہے.

وصیت کرنے میں نقصان پہنچانے کی دو قسم ہیں:

پہلی قسم: اپنے کسی وارث کیلئے اس کے فرض حصے سے زیادہ کی وصیت کرنا جبکہ اللہ نے وراثت میں اس کا فرض حصہ مقرر کر دیا ہے، تو اس سے دوسرے وارثین کو نقصان پہنچتا ہے،

اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عن أَبِي أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ.

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں فرما رہے تھے: "اللہ تعالیٰ نے (میت کے ترکہ میں) ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے"۔[2]

دوسری قسم: وارثین کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے ثلث مال سے زیادہ کی وصیت کرنا، اس سے ورثاء کے حصے میں کمی ہوتی ہے، اور نبی کریم ﷺ نے ثلث مال یا اس سے کم مال کی وصیت کرنے کی رخصت دی ہے اور کہا کہ: ثلث مال کی وصیت کرنا بھی بہت زیادہ ہے.

- ☆ قرآن مجید میں جس نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے کہ شادی شدہ زندگی میں شوہر کا بیوی کو نقصان پہنچانا۔

---

[1] ترمذی: 2117۔

[2] ابن ماجہ: 2714۔

جیسے شوہر جب بیوی کو طلاق دیتا ہے تو پھر جب عدت ختم ہونے کا وقت قریب ہوتا ہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا ہے اور اس کا مقصد بیوی کو صرف روک کر رکھنا اور اسے نقصان پہنچانا تاکہ وہ کسی دوسرے سے شادی نہ کرسکے، پھر بیوی کو دوبارہ طلاق دیتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انھیں اچھے طریقے سے رکھ لو، یا انھیں اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انھیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکے رکھو، تاکہ ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے سو بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (سورۃ البقرۃ: 231)

اللہ کا فرمان: ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾

اور ان کے خاوند اس مدت میں انھیں واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں، اگر وہ (معاملہ) درست کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ (سورۃ البقرۃ: 228)

- ☆ ازدواجی زندگی میں شوہر کا بیوی کو نقصان پہنچانے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ" ایلاء" کے ذریعے شوہر کا بیوی کو نقصان پہنچانا۔

"ایلاء" کہتے ہیکہ شوہر کا بیوی سے ہم بستری (مجامعت) نہ کرنے کی قسم کھانا اور اللہ نے اس کی مدت چار مہینے مقرر کی ہے اگر شوہر اس مدت کے اندر اپنی بیوی سے رجوع کر لیتا ہے اور قسم کا کفارہ ادا کر کے، بیوی سے ہم بستری کر لیتا ہے تو یہی اس کی توبہ ہے، اور اگر چار مہینے کی مدت گزر جانے کے بعد بھی شوہر اپنی قسم پر قائم رہتا ہے اور بیوی سے ہمبستری اور مجامعت نہیں کرتا تو مسلم حکمران یا قاضی اس پر یہ بات لازم کریں گے کہ یا تو وہ بیوی سے رجوع کرے اور اس سے ہمبستری کرے یا تو بیوی کو طلاق دے دیں تاکہ بیوی اس نقصان سے بچ جائے،

اللہ کا فرمان: ﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [226] وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ہی قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ: 226-227)

- ☆ شادی شدہ زندگی میں شوہر کا بیوی کو نقصان پہنچانے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ شوہر بغیر کسی عذر کے بہت لمبی لمبی مدت تک سفر کرے اور اس کی بیوی اسے لوٹنے کا مطالبہ کرے لیکن شوہر انکار کر دے، اور اس کی مدت چھ مہینے ہے، اگر اس کے بعد بھی شوہر آنے سے انکار کر دے تو اگر بیوی مطالبہ کرے تو حاکم اور قاضی میاں بیوی کے درمیان جدائی اور تفریق کرا دیں گے تاکہ بیوی سے نقصان دور ہو جائے۔
- ☆ قرآن مجید میں جس نقصان سے منع کیا گیا ہے اس میں سے یہ بھی ہیکہ اولاد کی تربیت میں نقصان پہنچانا۔ جیسے بچے کو دودھ پلانے میں (رضاعت) نقصان پہنچانا۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ﴾

مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔ ہر شخص کو اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔ (سورۃ البقرۃ:233)

ماں کو نقصان پہنچانا یہ ہیکہ اس سے اس کا بچہ چھین لیا جائے اور باپ کو نقصان پہنچانا یہ ہیکہ ماں بچے کو دودھ پلانے سے انکار کردے تاکہ باپ اس بات کا مکلف ہو کہ اس کے بچے کو دوسری عورت دودھ پلائے اور باپ اس کے خرچ کو برداشت کریں گا۔

- ☆ قرآن مجید میں معاملات اور لین دین میں نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے جیسے گواہوں اور لکھنے والوں کو نقصان پہنچانا جو اپنے رجسٹر میں دستاویزات اور گواہی کو لکھتے اور جمع کرتے ہیں، اللہ نے ان کو نقصان پہنچانے سے یا ان لوگوں کو دوسروں کو نقصان پہنچانے سے منع کیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ﴾

اور نہ کسی لکھنے والے کو تکلیف دی جائے اور نہ کسی گواہ کو۔ (سورۃ البقرۃ:282)

کاتب اور گواہ کو نقصان پہنچانا یہ ہیکہ ان دونوں کو ایسے وقت یا ایسی حالت میں لکھنے یا گواہی دینے کیلئے بلایا جائے جو ان دونوں کیلئے نقصان دہ ہو اور کاتب اور گواہ کا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانا یہ ہیکہ کاتب ایسے باتیں لکھے جو اسے لکھنے کیلئے نہیں کہا گیا اور شاہد جو کچھ دیکھا اور سنا ہے اسکے برخلاف گواہی دے یا ضرورت کے وقت وہ اپنی گواہی کو چھپائے۔

☆ معاملات اور لین دین میں نقصان پہنچانے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ مقروض پر سختی کی جائے جبکہ اللہ نے ایک مدت تک اس کے ساتھ آسانی کرنے یا اس کا قرض معاف کردینے کا حکم دیا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا لازم ہے اور یہ بات کہ صدقہ کردو تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ (سورۃ البقرۃ:280)

جب تک مقروض تنگی اور پریشانی کی حالت میں ہو تو اس سے قرض کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مقروض کیلئے بھی جائز نہیں ہیکہ اسکے پاس قرض ادا کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود وہ قرض دینے والے کو اسکی رقم ادا نہ کرے۔

- ☆ معاملات میں لاچار اور مجبوری کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے۔

"بیع المضطر" یہ ہیکہ فقیر اپنا سامان بیچنے کیلئے مجبور ہو اور سامان خریدنے والا اسے دھوکہ دے اور سستے دام میں فقیر سے وہ سامان خرید لے،

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ قَالَ اللهُ تَعَالَى: {وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ}، وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ، وَبَيْعِ الْغَرَرِ.

علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا، جو کاٹ کھانے والا ہو گا، مالدار اپنے مال کو دانتوں سے پکڑے رہے گا (کسی کو نہ دے گا) حالانکہ اسے ایسا حکم نہیں دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ "اللہ کے فضل بخشش وانعام کو نہ بھولو یعنی مال کو خرچ کرو" (سورۃ البقرہ: ۲۳۸) مجبور و پریشاں حال اپنا مال بیچیں گے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے لاچار و مجبور کا مال خریدنے سے اور دھوکے کی بیع سے روکا ہے۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ نے مجبوری اور لاچاری کی خرید وفروخت سے منع کیا۔

اللہ کے بندو" بیع مؤجل" (یعنی قیمت بعد میں ادا کرنا) میں سامان کو اس کی اصلی قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جب خریدنے والا سامان خریدنے پر مجبور ہو تو اسکی ضرورت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سامان کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے اسلئے کہ اس سے خریدنے والے کو نقصان پہنچے گا۔

- ☆ اسلام میں عبادات میں بھی نقصان سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ [107] لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ (سورۃ التوبۃ: 107)

اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کرنے (کے لیے) اور ایمان والوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے (کے لیے) اور ایسے لوگوں کے لیے گھات کی جگہ بنانے کے لیے جنھوں نے اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور یقیناً وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا ارادہ نہیں کیا اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اس میں کبھی کھڑے نہ ہونا۔

اس مسجد کو بنانے سے یہ نقصان تھا کہ اسے برے مقاصد کی خاطر بنایا گیا اسلئے اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا اور اسے گرا دینے کا حکم دیا۔

دوسری قسم: اپنی مصلحت اور خاص فائدہ کیلئے لوگوں کو نقصان پہنچانا۔

جیسے اپنی ملکیت میں اس طرح سے تصرف کرنا جس کی وجہ سے پڑوسی کو نقصان پہنچے، جیسے اپنے گھر کے احاطے میں درخت لگانا جس کی ٹہنیاں اور پتے پڑوسی کے گھر تک پھیلے ہوئے ہو یا کنواں کھودنا جو پانی کو جذب کرلے، یا کوئی ایسی چکی بنانا جس کے گرد وغبار، آواز، بدبو اور دھوئیں سے پڑوسی کو نقصان پہنچے، یا اپنے گھر کی دیوار میں کھڑکی لگانا جس سے پڑوسی کے گھر کے حالات کی خبر معلوم ہو، یا اتنی لمبی دیوار بنانا جس سے ہوا یا سورج کی روشنی پڑوسی تک نہ پہنچ سکے ان تمام نقصان سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح پڑوسی کو سب سے بڑا نقصان پہنچانا یہ بھی ہیکہ اپنے گھر کو ایسے لوگوں کو کرائے پر دینا جو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ اللہ سے ڈرتے ہیں، بیشک ایسے لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کی زندگی کو تنگ کرتے ہیں تو کافر اور فاسق لوگوں کو مسلمانوں کے پڑوس میں کرائے پر گھر دینے سے بچو اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے اور اس سے جو اُجرت اور کرایہ حاصل ہوتا ہے وہ حرام ہے۔

---

[1] ابوداود: 3382۔

اسی طرح حرام چیزوں کو بیچنے کیلئے کرائے پر دکان دینا حرام ہے جیسے گانے، موسیقی، ویڈیو یا تصاویر کیلئے دکانوں کو کرائے پر دینا وغیرہ۔

- ☆ پڑوسی کو نقصان پہنچانا یہ بھی ہیکہ پڑوسی کو اس کی ملکیت میں تصرف کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے سے منع کرنا روکنا جب کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہو جیسے اگر آدمی کو اپنے پڑوسی کی دیوار میں لکڑی یا کیل ٹھوکنے کی ضرورت ہو اور دیوار بھی اسے برداشت کرلے تو دیوار کے مالک پر اس کی اجازت دینا واجب ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔[1]

- ☆ لوگوں کو مشترکہ چیزوں سے فائدہ اٹھانے سے منع کرنا جیسے نہروں اور وادی کا بہتا پانی استعمال کرنے سے منع کرنا، صحرا میں جانوروں کو چرانے سے منع کرنا، بنجر زمین سے گھاس اور لکڑی حاصل کرنے سے منع کرنا، یا نمک سے فائدہ اٹھانے سے منع کرنا،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فالتو پانی سے کسی کو اس غرض سے نہ روکو کہ جو گھاس ضرورت سے زیادہ ہو اسے بھی روک لو۔[2]

عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ أَبِيهَا قَالَتِ : اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ، مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ ؟ قَالَ : الْمَاءُ قَالَ : يَا نَبِيَّ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ ؟ قَالَ : الْمِلْحُ قَالَ : يَا نَبِيَّ اللهِ ، مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ ؟ قَالَ : أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ.

بہیسہ اپنے والد (عمیر) کہتی ہیں کہ میرے والد نے نبی اکرم ﷺ سے (آپ کے پاس آنے کی) اجازت طلب کی، (اجازت دے دی تو وہ آئے) اور وہ آپ ﷺ کے اور آپ کی قمیص کے درمیان داخل ہو گئے (یعنی آپ کی قمیص اٹھا لی) اور آپ ﷺ کے بدن مبارک کو چومنے اور آپ سے لپٹنے لگے، پھر انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی"، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نمک"، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ دینا جائز نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم جتنی نیکی کرو اتنی ہی وہ تمہارے لیے بہتر ہے (یعنی پانی نمک تو

---

[1] صحیح بخاری:2463۔
[2] صحیح بخاری:2354۔

مت روکو اس کے علاوہ اگر ممکن ہو تو دوسری چیزیں بھی نہ روکو)"۔[1]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَالنَّارِ، وَثَمَنُهُ حَرَامٌ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزوں میں سارے مسلمانوں کی شرکت (ساجھے داری) ہے: پانی، گھاس اور آگ، ان کی قیمت لینا حرام ہے۔"[2]

ابوسعید کہتے ہیں: پانی سے مراد بہتا پانی ہے۔

▪ ☆ لوگوں کو نقصان پہنچانے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ لوگوں کے راستے میں تکلیف دہ چیزوں کو رکھ کر لوگوں کو تکلیف دینا یا لوگوں کی گزرگاہ پر ایسی چیزوں کو رکھ دینا جس سے کوئی حادثہ ہو جائے یا جس سے لوگوں کا راستہ بند ہو جائے، یا غلط اور مخالف سمت میں چلنا جس سے لوگوں کو خطرہ لاحق ہو یہ تمام چیزیں حرام ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کیلئے خیر وبھلائی کو لازم پکڑو اور نقصان پہنچانے سے بچو،

اللہ کا فرمان: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔(سورۃ المائدہ:2)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے جس نے پیدا کیا اور درست بنایا اور جس نے لوگوں کی تقدیر کو مقدر کیا اور ہدایت دی۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ جس طرح ایک مسلمان پر لوگوں کو نقصان پہنچانا حرام ہے اسی طرح بغیر کسی مصلحت اور فائدے کہ ہر مسلمان پر اپنے آپ کو، اپنے نفس کو نقصان پہنچانا یا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا حرام ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔(سورۃ البقرۃ:195)

یقیناً اللہ رب العزت نے ان لوگوں کیلئے سخت قسم کی وعید اور عذاب کا وعدہ کیا ہے جو اپنے نفس کو ہلاکت و بربادی میں ڈال دیتے ہیں، اپنے آپ کو قتل کر دیتے ہیں۔

---

[1] ابوداؤد: 1669۔

[2] ابوداؤد: 3477۔

اللہ کافرمان:﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا [29] وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴾

اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔ [29] اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ (سورۃ النساء:29-30)

اسی طرح جو شخص نشہ آور اشیاء، شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کے ذریعے اپنے نفس کو ہلاکت و بربادی میں ڈال دیتے ہیں یا جس کی وجہ سے ان کے جسم میں مختلف بیماریاں ہوتی ہے یا نشہ کرنے کی وجہ سے ان کی عقل ختم ہو جاتی ہے تو ایسے لوگوں کیلئے دنیا و آخرت میں سخت قسم کی سزا اور وعید ہے.

- ☆ نفس کو نقصان پہنچانے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ نفس پر بہت زیادہ سختی کرنا اور عبادت کے سلسلے میں نفس کو مشقت اور تکلیف میں ڈالنا، یقیناً اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کیلئے بہت ہی آسان شریعت مقرر کی جس میں کوئی تنگی اور حرج نہیں ہے،

اللہ کافرمان:﴿ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾

اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (سورۃ البقرۃ:186)

اللہ کافرمان:﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾

اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ (سورۃ الحج:78)

اللہ رب العزت نے معذور، مریضوں اور مسافروں کیلئے نماز اور روزے کے ایسے احکامات بیان کئے جو ان کی حالات کے مناسب ہے اور اللہ نے مداومت کے ساتھ مسلسل عبادت میں درمیانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا اگر چہ بہت تھوڑا عمل ہی کیوں نہ ہو.

اللہ رب العزت نے غلو اور سختی کرنے سے منع کیا ہے،

اللہ کافرمان:﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ﴾

اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو. (سورۃ المائدہ:77)

قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ.

آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں اسی غلو نے ہلاک کیا۔"[1]

غلو کہتے ہیں کہ جائز و مشروع اور شرعی حدود سے آگے بڑھنا۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، لَكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ

---

[1] ابن ماجہ:3029۔

النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت میں سے بعض نے کہا: میں نکاح (شادی بیاہ) نہیں کروں گا، بعض نے کہا: میں گوشت نہ کھاؤں گا، بعض نے کہا: میں بستر پر نہ سوؤں گا، بعض نے کہا: میں مسلسل روزے رکھوں گا، کھاؤں پیوں گا نہیں، یہ خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے (لوگوں کے سامنے) اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ (مجھے دیکھو) میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور کھاتا پیتا بھی ہوں، اور عورتوں سے شادیاں بھی کرتا ہوں۔ (سن لو) جو شخص میری سنت سے اعراض کرے (میرے طریقے پر نہ چلے) سمجھ لو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"[1]

اللہ کے بندو اپنی عبادات میں کتاب وسنت کی پیروی کو لازم پکڑو بیشک سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

---

[1] صحیح مسلم:1401۔

معنی قولہ ﷺ: "إن الحلال بين والحرام بين"

اللہ کے رسول ﷺ کا قول: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

اے لوگو: اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ حلال چیزوں کا استعمال کرنے میں حرام چیزوں کی ضرورت نہیں پڑتی اور اس میں سزا وعذاب اور گناہوں سے نجات ہے۔

عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا: حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔[1]

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے چیزوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے اور ہر قسم کے تعلق سے مسلمان کا موقف بھی بیان کیا ہے:

پہلی قسم: حلال بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے اور وہ پاکیزہ اور حلال چیزیں کھانا، پینا، پاکیزہ اور حلال کپڑا پہننا، حلال طریقے سے نکاح کرنا اور حلال مال کمانا اور اس کے علاوہ وہ تمام چیزیں جس کے حلال ہونے کی اللہ نے دلیل بیان کی اور اسکے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں آئی تو ایسی چیزیں بھی مباح اور جائز ہے۔

دوسری قسم: حرام بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے اور وہ ناپاک، خبیث اور حرام چیزیں کھانا، پینا، ناپاک اور حرام کپڑا پہننا، حرام طریقے سے نکاح کرنا اور حرام مال کمانا اور اس کے علاوہ وہ تمام چیزیں جس کے حرام ہونے کی اللہ نے دلیل بیان کی ہے یا جس کی خباثت وگندگی اور نقصان بالکل ظاہر ہو: جیسے مردار کھانا، جمع ہوا خون، سور کا گوشت، شراب، زنا، محارم سے نکاح کرنا، سود، جوا، لوگوں کا مال چوری کر کے، غصب کر کے اور ظلم، رشوت اور دھوکہ دہی اور باطل طریقے سے کھانا، لڑائی جھگڑا کر کے اور جھوٹی قسم کھا کر، جھوٹی گواہی کے ذریعے دوسروں کا مال کھانا اس کے علاوہ کسی بھی باطل طریقے سے دوسرے کا مال کھانا حرام ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: 52۔

پس حلال بالکل واضح ہے عالم اور جاہل ہر کوئی اسے جانتا اور پہچانتا ہے اور مومن کے دل کو اس سے اطمینان اور سکون ملتا ہے اور دلوں اور اخلاق پر اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، دلوں اور جسم کی صحت کیلئے اس میں بہت سے فائدے ہیں اسلئے کی اس کی نشو ونما پاکیزہ غذا سے ہوتی ہے اور اطاعت وفرمانبرداری کیلئے مضبوط ہوتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو. (سورۃ المؤمنون 51:)

ایک مسلمان ان حلال اور پاکیزہ چیزوں کو استعمال کرتا ہے اور بغیر کسی اسراف اور زیادتی کے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کے ذریعے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کیلئے مضبوط ہوتا ہے اور اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے.

پس حرام بھی بالکل واضح ہے عالم اور جاہل ہر کوئی اسے جانتا اور پہچانتا ہے اور مومن کے دل کو اس سے اطمینان اور سکون نہیں ملتا، دلوں اور اخلاق پر اس کے برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور دلوں اور جسم کی صحت کیلئے اس میں بہت سے نقصانات ہیں اسلئے کی اس کی نشو ونما ناپاک، خبیث اور حرام غذا سے ہوتی ہے.

اور ایک مسلمان ان حرام چیزوں سے بچتا اور دور رہتا ہے اور ان حرام چیزوں کو اپنے حلال مال میں داخل نہیں کرتا اور اس سے کچھ بھی نہیں کھاتا اور نہ ہی ان حرام مال سے کپڑا پہنتا اور نہ ہی کسی طرح کا استعمال کرتا ہے اسلئے کہ ایک مومن کو ان حرام چیزوں کو چھوڑنے اور اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے قریب تک جانے سے منع کیا گیا ہے.

تیسری قسم: مشتبہ چیزیں: یعنی وہ چیزیں جس کا حکم بہت سے لوگوں سے مخفی اور چھپا ہوا ہوتا ہے، لوگ نہیں جانتے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، اور اس کا حکم صرف علم میں مضبوط اور پختہ لوگ ہی جانتے ہیکہ اس کا تعلق کس قسم سے ہے.

اس کی مثال علماء کے درمیان وہ اختلافی مسائل جن کی دلیلوں میں بہت باریکی کے ساتھ غور وفکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،

جیسے حلال مال کا حرام مال کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہوجانا کہ ان کے درمیان تفریق کرنا ناممکن ہو،

اسی طرح اپنی ملکیت کا دوسرے کی ملکیت کے ساتھ مل جانا۔

اسی طرح مردار جانور کا گوشت پاک جانور کے گوشت کے ساتھ مل جانا۔

ایک مسلمان اس طرح کی چیزوں سے بچتا اور احتیاط کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا حکم واضح ہوجائے اسلئے کہ اس میں حرام سے بچنا اور اپنے دین کو کمی سے بچانا اور اپنی نفس کی بے عزتی سے بچنا ہے.

انسان کی عزتِ نفس پہ تعریف اور مذمت کی مستحق ہوتی ہے اور جس نے ان مشتبہ چیزوں سے اجتناب اور احتیاط کیا تو اس نے اپنے نفس کی عزت کو داغدار اور عیب دار ہونے سے اسکی حفاظت کی، اسی طرح اس نے اپنے دین میں بھی خلل وکمی واقع ہونے سے اسکی حفاظت کی،

جاہل پر واجب اور لازم ہیکہ وہ مشتبہ چیزوں کے بارے میں علماء سے سوال کریں۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ (سورۃ النحل:43)
علماء سے سوال کرنے سے جہالت ختم ہوجاتی ہے اور حق بالکل واضح ہوجاتا ہے اسی طرح شکوک وشبہات سے اجتناب کرنے میں دین اور عزتِ نفس کی حفاظت ہے اور اس میں انسان کے درمیان اور حرام چیز میں واقع ہونے کے درمیان ایک رکاوٹ ہوتی ہے، بیشک جس نے مشتبہ چیزوں سے احتیاط کیا، بچا تو وہ بدرجہ اولی حرام چیزوں سے بھی احتیاط کرنے والا ہوگا۔
اللہ کے نبی کریم ﷺ گھر میں یا راستے میں گری ہوئی کھجور دیکھتے تو اسے نہیں کھاتے اس ڈر سے کہ کہیں وہ صدقے کی کھجور تو نہیں ہے اسلئے کہ نبی کریم ﷺ پر صدقہ حرام تھا۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي، فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي، فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا.
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے گھر جاتا ہوں اور اپنے بچھونے پر کھجور پڑی پاتا ہوں اور اٹھاتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ صدقہ کی نہ ہو اور پھینک دیتا ہوں۔"[1]
عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ.
ابوالحوراء سعدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کون سی بات یاد ہے؟ تو انہوں نے کہا: مجھے آپ کی یہ بات یاد ہے: جو بھی چیز شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور وہ کرو جس میں شک نہ ہو۔[2]
اسی لیے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شکوک وشبہات اور مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگا رہتا ہے اور اس سے احتیاط نہیں کرتا تو پھر وہ حرام چیزوں میں واقع ہوجاتا ہے اسلئے کہ جب وہ مشتبہ چیزوں پر جرأت کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ حرام کاموں کو انجام دینے کی جرأت کرنے لگتا ہے، اور نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان کی اس شخص کیلئے جو مشتبہ چیزوں سے نہیں بچتا اس کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو اپنے جانوروں کو کسی بادشاہ کی چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے جس میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے لیکن چرواہا اپنے جانوروں کو بادشاہ کی چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے اور وہ اس بات سے مطمئن نہیں ہیکہ کب اس کے جانور بادشاہ کی چراگاہ میں داخل ہوجائے اور پھر بادشاہ اس چرواہے کو سزا دے۔
اسی طرح اللہ رب العزت کی بھی ایک چراگاہ ہے جس میں داخل ہونے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور وہ اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں جسے اللہ نے اپنے بندوں پر حرام کیا ہے اور جو مشتبہ چیزوں کے ذریعے اللہ کی چراگاہ کے قریب آتا ہے تو وہ پھر حرام چیزوں میں واقع ہوجاتا ہے اور پھر وہ اللہ کی سزا اور عذاب کا مستحق ہوجاتا ہے، اور اللہ رب العزت نے ان حرام چیزوں کو "اللہ کے حدود" کا نام دیا ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا﴾

---

[1] صحیح بخاری:2432۔
[2] ترمذی:2518۔

یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ:187)
یعنی اللہ کی حرام کردہ چیزوں کے قریب تک مت جاؤ.
اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾
اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ۔ (سورۃ الأنعام:151)
اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا﴾
اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ (سورۃ بنی اسرائیل:32)
اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾
اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر اس طریقے سے جو سب سے اچھا ہو۔
اور اللہ رب العزت نے حلال چیزوں کے استعمال میں حد سے زیادہ آگے بڑھنے سے منع کیا ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾
یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:229)
یقیناً اللہ نے لوگوں کیلئے حرام اور حلال چیزوں کو مقرر کر دیا ہے اور حرام چیزوں کے قریب جانے سے منع کیا اور حلال چیزوں میں حد سے تجاوز کرنے سے منع کیا ہے.

اللہ کے بندو: اس زمانے میں لوگوں کے دلوں میں اللہ کا ڈر وخوف بہت کم ہوگیا ہے، اکثر لوگ حرام کاموں کو کرنے اور واجبات کو چھوڑنے پر دلیر اور جری بن گئے ہے، ظلم وزیادتی، جھوٹ اور بہتان کی کثرت ہو چکی ہے، لڑائی جھگڑے، گالی گلوج، امانتوں کو ضائع و برباد کرنا اور خیانت کرنا، سود کھانا، رشوت لینا، دھوکہ دہی اور لین دین ومعاملات میں جھوٹ بولنا بالکل عام ہو چکا ہے، رشتوں کو کاٹنا، یتیموں کا مال کھانا، ایکدوسرے کے تعلق سے دلوں میں نفرت ودشمنی بہت زیادہ ہو چکی ہے، اکثر لوگوں میں نمازوں کو ضائع کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، جمعہ اور جماعات میں سستی کرنا بالکل عام ہوگیا ہے، لوگوں میں والدین کی نافرمانی پھیلتے جارہی ہے اور یہ سب حلال وحرام کے احکامات کی پابندی نہ کرنے اور مشتبہ چیزوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہے جو لوگوں کو گناہوں کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے.

اللہ کے بندو: اللہ سے ڈرو اور تمام لوگ اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ.
اللہ کا فرمان: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾
اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورۃ المائدہ:2)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

حلال وحرام کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل واحسان والا ہے جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہمارے لئے حلال وحرام کو بیان کیا۔
اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک تقوی و پرہیزگاری میں ہی دلوں کی اصلاح و درستگی ہے، جب دل درست ہوتا ہے تو تمام اعمال اور تصرفات درست ہوتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

یہ اور جو اللہ کے نام کی چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔ (سورۃ الحج:32)

اللہ کے نبی کریم ﷺ کی حدیث کے معنی ومفہوم پر ہم مسلسل غور وفکر کر رہے ہیں اس حدیث کے آخری حصے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"

سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔[1]

یعنی بندے کی حرکات وسکنات کی درستگی، اس کا حرام چیزوں سے اجتناب کرنا اور شکوک وشبہات سے بچنا دل کی اصلاح و درستگی پر منحصر ہے، اگر دل صحیح سالم اور درست ہو تو اس میں اللہ کی محبت اور جن چیزوں کو اللہ پسند کرتا ہے اس کی محبت ہوتی ہے، اس میں اللہ کا ڈر وخوف اور اللہ کی ناپسندیدہ وحرام چیزوں میں واقع ہونے کا ڈر ہوتا ہے، اگر دل درست ہوتا ہے اس کی وجہ سے بندہ حرام اشیاء اور شکوک وشبہات سے بچتا اور اجتناب کرتا ہے، اور اگر دل فاسد وخراب ہو تو اس پر خواہشات کی پیروی اور اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں کا غلبہ ہوتا ہے، اور فاسد وخراب دل گناہوں اور مشتبہ چیزوں کی طرف ابھارتا ہے اور اللہ کے نزدیک صحیح سالم اور درست دل ہی فائدہ مند ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ [88] إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے۔ مگر جو اللہ کے پاس سلامتی والا دل لے کر آیا۔ (سورۃ الشعراء:88-89)

جان لو کہ گناہوں، معصیت ونافرمانی کے اثرات دلوں پر مرتب ہوتے ہیں، گناہوں اور نفاق کی وجہ سے دل بیمار ہو جاتا ہے،

اللہ رب العزت نے منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾

ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا۔ (سورۃ البقرۃ:10)

گناہوں کی وجہ سے دلوں پر مضبوط اور بھاری غلاف چڑھ جاتا ہے اور ہدایت ونور کی باتیں دلوں تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی کوئی وعظ ونصیحت دلوں پر اثر کرتی ہے، اور یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔ (سورۃ المطففین:14)

---

[1] صحیح بخاری:52۔

اسی طرح حرام کھانے اور گناہوں سے نہ بچنے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے اور دعاء قبول بھی نہیں ہوتی،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوگا۔"[1]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے اجسام کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے سے زیادہ اپنے دلوں کو گناہوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھو اور کتاب و سنت کے ذریعے اس کا علاج کرو.

---

[1] ترمذی: 2411۔

سود کا بیان اور اسکا حکم

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اسلئے کہ اس میں بہت زیادہ نقصان اور ہلاکت ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ یقیناً یہ مال تمہارے لیے فتنہ اور آزمائش ہے،

اللہ کا فرمان:﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

اور جان لو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایک آزمائش کے سوا کچھ نہیں اور یہ کہ اللہ، اسی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔(سورۃ الأنفال:28)

مال کے فتنے سے بچو بیشک مال کا فتنہ بہت خطرناک ہے، اور مال کا سب سے خطرناک فتنہ سودی مال کھانا ہے، سود کے حرام ہونے پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہے اور اللہ رب العزت نے سودی لین دین کرنے والوں کیلئے سخت سے سخت سزا و عذاب کی دھمکی دی ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔(سورۃ البقرۃ:275)

- اللہ رب العزت نے خبر دی ہیکہ بیشک جو لوگ سودی کاروبار اور لین دین کرتے ہیں وہ لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس حالت میں کھڑے ہوں گے جیسا کہ یہ لوگ پاگل اور مجنون ہو گئے ہو اور دنیا میں سود کھانے کی وجہ سے ان کے پیٹ بہت بڑے بڑے ہوں گے.
- ☆ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سزا بیان کی اور انہیں دھمکی دی ہے جو سود کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود سود کھاتے ہیں تو ایسے لوگ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ہوں گے۔

اللہ کا فرمان:﴿وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

اور جو پھر دوبارہ حرام کی طرف لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔(سورۃ البقرۃ:275)

- ☆ اسی طرح اللہ رب العزت نے خبر دی ہیکہ بیشک وہ سود کی وجہ سے برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا﴾

اللہ سود کو مٹاتا ہے۔(سورۃ البقرۃ:)

یعنی اللہ تعالیٰ اس مال سے برکت کو ختم کر دیتا ہے جس میں سود کا مال ملا ہوا ہو، سود خور کا مال کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اس میں کوئی برکت اور خیر نہیں ہے اور یقیناً یہ مال اسکے لیے وبال ہے، دنیا میں تھکاوٹ اور آخرت میں عذاب، اس سے صاحب مال کو کوئی فائدہ نہیں ملتا اور اللہ رب العزت نے سود خور کی صفت بیان کی کہ وہ گنہگار اور کافر ہے،

اللہ کا فرمان:﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔(سورۃ البقرۃ:276)

اللہ رب العزت نے خبر دی ہیکہ بیشک وہ سود خور کو ناپسند کرتا ہے، اور سود خور کا اللہ کی محبت سے محروم ہونا اس بات کو لازم ہیکہ اللہ رب العزت اس سے نفرت کرتا ہے اور اللہ نے سود خور کو "کفار" کا نام دیا ہے یعنی بہت زیادہ نعمت کی ناشکری کرنے والا، اور کفر کی یہ قسم اسلام سے خارج

نہیں کرتی اسلئے کہ یہ اللہ کی نعمت کا انکار کرنا اور ناشکری کرنا ہے، اسلئے کہ سودخور نہ محتاج پر رحم کرتا ہے اور نہ ہی فقراء کی مدد کرتا ہے اور نہ ہی تنگ دست کو مہلت دیتا ہے۔

اور جو شخص سود کو حلال سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے اور یہ کفر اسے اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سودخور کی یہ صفت بیان کی ہیکہ سودخور بہت بڑا گنہگار ہے یعنی اخلاقی ومادی نقصان میں ڈوبا ہوا منہمک ہے۔

- ☆ اللہ اور اسکے رسول نے سودخور سے جنگ کا اعلان کیا ہے اسلئے کہ اگر اس نے سود کو نہیں چھوڑا تو وہ اللہ اور اسکے رسول کا دشمن ہے، اور سودخور کی ایک صفت یہ بھی ہیکہ وہ بہت بڑا ظالم ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (سورۃ البقرۃ:278-279)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو [278] اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

یہ بعض قرآنی آیات جس میں سودی لین دین کرنے سے ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے، اسی طرح احادیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے ڈرایا اور دھمکایا۔

نبی کریم ﷺ نے سود کو کبیرہ گناہوں اور ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔

عَنِ الْحَارِثِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ.

نبی کریم ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔[1]

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی: دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً.

سود کا ایک درہم 33 مرتبہ یا 36 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے، جبکہ زنا میں کتنی زیادہ قباحت اور برائی ہے۔[2]

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے خبر دی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ.

سود کے 72 دروازے اور درجات ہیں اور سب سے چھوٹا اور نچلا درجہ آدمی کا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے۔[3]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: سود کی حرمت جوا کھیلنے کی حرمت سے زیادہ ہے، اسلئے کہ سودخور ہر حالت میں فقراء ومحتاج سے زائد مال وصول کرتا ہے، اور جوا کھیلنے والا کبھی اسے زائد مال حاصل ہوتا ہے اور کبھی نہیں ملتا۔ سود ایسا ثابت شدہ ظلم ہے جس میں مالدار فقیروں

---

[1] نسائی: 5118۔

[2] مسند البزار: 3381۔

[3] ابن ماجہ: 2274۔

پر غالب ہوتا اسکے برعکس جوا میں کبھی کبھی فقیر مالدار سے مال وصول کرتا ہے اور کبھی کبھی دونوں جوا کھیلنے والے مالدار اور فقیر کو برابر کا نفع حاصل ہوتا ہے اگر چہ جوا کھیلنے میں بھی باطل طریقے سے مال کھانا ہے جوکہ حرام ہے اور جوا کھیلنے میں محتاج پر ظلم کرنے اور اسے نقصان پہنچانا نہیں جوسود میں ظلم وزیادتی اور نقصان پہنچانا ہے۔

- ☆ سود کھانا یہودیوں کی صفت ہے جو ہمیشہ اور مسلسل اللہ رب العزت کی لعنت کے مستحق ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا [160] وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

تو جو لوگ یہودی بن گئے، ان کے بڑے ظلم ہی کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں، جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں اور ان کے اللہ کے راستے سے بہت زیادہ روکنے کی وجہ سے۔ [160] اور ان کے سود لینے کی وجہ سے، حالانکہ یقیناً انھیں اس سے منع کیا گیا تھا اور ان کے لوگوں کے اموال باطل طریقے کے ساتھ کھانے کی وجہ سے اور ہم نے ان میں سے کفر کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ النساء: 160-161)

- ☆ سود کے حرام ہونے کی حکمت یہ ہیکہ اس میں ناحق طریقے سے لوگوں کا مال کھانا ہے، اسلئے کہ سود خور بغیر کسی تھکاوٹ اور محنت کے زائد مال وصول کرتا ہے۔
- ☆ اس میں ان فقراء و محتاجین کو نقصان پہنچانا ہے جو زائد رقم ادا کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔
- ☆ اس میں لوگوں کے درمیان خیر و بھلائی نہ کرنا اور اچھے قرض کا راستہ بند کر دینا اور ایسے قرض کا دروازہ کھولنا ہے جسے ادا کرنا فقراء کیلئے بہت بھاری اور مشکل ہے۔
- ☆ اس میں محنت و مشقت، تجارت اور لین دین نہیں کرنا ہے جس کے ذریعے دنیا کا نظام درست ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت نے لوگوں کی معاشی زندگی اور تجارت کی بنیاد اس بات پر رکھی ہیکہ ہر کوئی محنت و مشقت اور کام کرکے ایکدوسرے سے فائدہ اٹھائے اور یہ چیز سود سے خالی ہے اسلئے کہ سود میں بغیر محنت کے دوسرے سے زائد مال وصول کرنا ہے۔

اے مسلمانو! سود کی حرمت اور اسکی سزا و عذاب سننے کے بعد تم لوگ یہ سوال کروں گے کہ سود کیا ہے، اسکی تعریف کیا ہے اور سود کی کتنی قسمیں ہیں؟

سود کے لغوی معنی ہے: "زیادتی و اضافہ"۔

سود کا شرعی معنی یہ ہیکہ: مخصوص مال میں زیادتی و اضافہ کرنا ہے۔

سود کی دو قسمیں ہیں:

1) ربا النسیئۃ۔

2) ربا الفضل۔

ربا النسیئہ ماٰ خوذ ہے نسا سے جس کے معنی ہے تاخیر کرنا، دیر کرنا، اور اس کی دو اَقسام ہیں:

پہلی قسم: تنگ دست اور پریشان شخص پر قرض کا پلٹ جانا یعنی اگر تنگی والا شخص مدت پوری ہونے کے بعد اس کے پاس تمہارے قرض کی ادائیگی کے قابل مال نہ ہو اور یہی جاہلیت کا سود ہے کہ: ایک آدمی دوسرے آدمی کو ایک مقررہ مدت تک مال قرض دیا اور جب وہ مدت پوری ہو چکی تو اس آدمی نے کہا: تم قرض کی رقم ادا کروں گے یا سود دوں گے؟ اگر اس نے قرض کی رقم ادا کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ قرض ادا کرنے کی مدت بڑھا کر مقروض سے زیادہ مال وصول کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ﴾

اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا لازم ہے۔ (سورۃ البقرۃ:280)

جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے اور مقروض شخص تنگی اور پریشان ہو تو اس پر قرض کو پلٹنا جائز نہیں ہے بل اسے مہلت اور وقت دینا واجب ہے اور اگر مقروض شخص کے پاس قرض کی ادائیگی کی رقم موجود ہو تو پھر اسے ادا کرنا ضروری ہے اور قرض دینے والے کیلئے مقروض سے صرف اصل مال، اصل رقم وصول کرنا ہے۔

دوسری قسم: ایک ہی جنس کی دو چیزیں جن کی علت بھی ایک ہی ہو دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو تاخیر سے، دیر سے لینا، وصول کرنا، جیسے سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گیہوں کے بدلے گیہوں، جو کے بدلے جو اور نمک کے بدلے نمک تاخیر سے بیچنا، اسی طرح ان اجناس میں سے ایک جنس کو دوسری جنس سے تاخیر سے بیچنا بھی ربا النسیئۃ کی ایک قسم ہے۔

دوسری قسم: ربا الفضل یعنی ایک ہی جنس کی اشیاء کو زیادتی یا اضافہ کے ساتھ بیچنا، اور چھ چیزوں میں اس کے حرام ہونے کی شریعت میں دلیل موجود ہے اور یہ چھ اشیاء یہ ہیں (سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور، نمک) جب ان میں سے کسی چیز کو اسی کی جنس کے بدلے بیچا جائے تو زیادتی اور اضافہ حرام ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، يَدًا بِيَدٍ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور جو کو جو کے بدلے میں اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر برابر، نقدا نقد بیچو، (ادھار نہیں)۔[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو، اچھا ہو یا خراب بیچنا حرام ہے مگر برابر برابر اور نقد (ادھار نہیں)، اسی طرح گیہوں کو گیہوں کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے نمک کو نمک کے

[1] صحیح مسلم:1584۔

بدلے بیچنا حرام ہے مگر برابر برابر اور نقد (ادھار نہیں)، اور ان ہی چھ اشیاء پر باقی چیزوں کو قیاس کیا جائے گا جو ان چھ اشیاء کی علت میں شریک ہو تو جمہور علماء کے نزدیک اس میں زیادہ وصول کرنا حرام ہے مگر علماء نے. ان چھ اشیاء کی علت کی تحدید میں اختلاف کیا ہے.

- ☆ صحیح قول کے مطابق سونے اور چاندی میں علت "قیمت" ہے اور ان دونوں پر ان تمام چیزوں کو قیاس کیا جائے گا جسے قیمت کے طور پر مقرر کیا جاتا ہے جیسے اس زمانے میں کاغذ کی نوٹ کو بطور قیمت استعمال کیا جاتا ہے تو بعض کو بعض کے بدلے بیچتے وقت زیادہ وصول کرنا حرام ہے جب دونوں کی جنس ایک ہی ہو۔
- ☆ صحیح قول کے مطابق (گیہوں، جو، کھجور، نمک) میں علت "ناپ تول" یا "وزن" اور اسی کے ساتھ ساتھ کھانا بھی ہے یعنی کوئی بھی کھانے والی اشیاء جسے ناپا یا وزن کیا جاتا ہے اس میں زیادہ وصول کرنا حرام ہے۔

اسی طرح کسی بھی کھانے والی چیز میں "ناپ تول" یا "وزن" کی علت پائی جائے یا کسی بھی نقدی چیز کے بطور قیمت مقرر ہونے کی علت پائی جائے تو اس میں سود داخل ہوتا ہے،

- ☆ جب جنس اور علت ایک ہی ہو تو جیسے گیہوں کے بدلے گیہوں بیچنا تو اس میں تاخیر اور زیادہ لینا حرام ہے، بلکہ برابر برابر اور نقد لینا جائز ہے۔

اسلئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے اور چاندی کو بدلے میں چاندی کے اور گیہوں کو بدلے میں گیہوں کے اور جو کو بدلے میں جو کے اور کھجور کو بدلے میں کھجور کے اور نمک کو بدلے میں نمک کے برابر برابر، ٹھیک ٹھیک، نقدا نقد بیچو، (ادھار نہیں)."[1]

جب علت ایک ہی ہو اور جنس مختلف ہو جیسے گیہوں کو جو کے بدلے بیچنا تو اس میں تاخیر کرنا، دیر کرنا حرام ہے اور زیادہ لینا جائز ہے،

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ، فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔

پھر جب قسم بدل جائے (مثلاً گیہوں جو کے بدلے) تو جس طرح چاہے بیچو (کم و بیش) پر نقد ہونا ضروری ہے۔"[2]

- ☆ جب علت اور جنس دونوں مختلف ہو تو جیسے سونے کو گیہوں، چاندی کے بدلے جو بیچنا تو اس میں تاخیر اور زیادہ لینا دونوں جائز ہے۔
- ☆ ناپ تول والی چیز کو اسی کی جنس کے بدلے ناپ تول کر ہی بیچنا جائز ہے اور وزن والی چیز کو اسی کی جنس کے بدلے وزن کر کے ہی بیچنا جائز ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم: 1587۔
[2] صحیح مسلم: 1587۔

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ كَيْلًا بِكَيْلٍ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ كَيْلًا بِكَيْلٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سونے کو سونے کے بدلے وزن کر کے برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے بدلے وزن کر کے برابر۔ اور گیہوں کو گیہوں کے ناپ تول کر اور جو کو جو کے بدلے ناپ تول کر کے بیچو۔ [1]

اسلئے کہ اگر شرعی معیار کی مخالفت کی گئی تو اس میں مساوات اور برابری ثابت نہیں ہوتی۔

- ☆ اسی طرح ناپ تول والی چیز کو اسی کی جنس کے بدلے اندازہ لگا کر بیچنا، وزن والی چیز کو اسی کی جنس کے بدلے اندازہ لگا کر بیچنا جائز نہیں ہے، اسلئے کہ مساوات اور برابری سے جہالت اور لاعلمی دراصل اضافہ اور زیادتی کا علم ہونا ہے۔

اے مسلمانو! ایک چیز جو اس باب سے تعلق رکھتی ہے جسے اکسچینج، ٹرانسفر کہتے ہیں یعنی نقدی کو نقد کے بدلے بیچنا چاہے جنس ایک ہی ہو یا مختلف ہو، چاہے نقد سونا، چاندی ہو یا کاغذ کی نوٹ جس کے ذریعے اس زمانے میں لین دین ہوتا ہے تو اس کا بھی حکم سونے، چاندی کا ہے اسلئے کہ یہ سود کی علت میں سونے، چاندی کے ساتھ شریک ہے اور وہ علت "قیمت" ہے،

- ☆ جب نقد کو اسی کی جنس کے بدلے جیسے سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے یا کاغذ کی نوٹ کو اسی کی جنس کے بدلے جیسے ڈالر کو ڈالر کے بدلے، درہم کو درہم کے بدلے یا سعودی ریال کو سعودی ریال کے بدلے بیچا جائے تو مقدار میں برابری و مساوات اور ایک ہی مجلس میں لین دین کرنا واجب ہے۔
- ☆ جب نقد کو نقد کے بدلے اسکے علاوہ کی جنس سے بیچا جائے جیسے سعودی ریال کو امریکی ڈالر کے بدلے، سونے کو چاندی کے بدلے تو اس میں ایک ہی مجلس میں لین دین کرنا، تبادلہ کرنا واجب ہے اور مقدار میں کمی و زیادتی جائز ہے۔
- ☆ اسی طرح سونے کے زیورات کو چاندی کے درہم کے بدلے یا کاغذ کی نوٹ کے ذریعے بیچنا تو اس میں بھی ایک ہی مجلس میں لین دین کرنا، تبادلہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح چاندی کے زیور کو سونے کے بدلے بیچنے کی مثال ہے۔
- ☆ اسی طرح سونے کے زیورات کو سونے کے بدلے، چاندی کے زیورات کو چاندی کے بدلے بیچا جائے تو اس میں دو چیز واجب ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہو اور ایک ہی مجلس میں لین دین کرنا، تبادلہ کرنا واجب ہے۔

اے مسلمانو! بیشک سود بہت خطرناک ہے، اسکے احکامات کو جانے بغیر اس سے بچنا ناممکن ہے، اور جو شخص خود سے اسکے احکامات کو نہیں جان سکتا تو اس پر لازم ہیکہ وہ علماء سے اس کے بارے میں سوال کرے، کسی کمپنی میں شئر خریدنا یا کوئی تجارت و کاروبار کرنا جائز نہیں مگر اس بات کی تاکید کرلے کہ وہ سود سے خالی ہو، تاکہ وہ قرض سے بھی محفوظ ہو اور اللہ کے اس عذاب و سزا سے بھی بچ جائے جو اللہ نے سود خوروں کی وعید بیان کی ہے، اور بغیر دلیل کے لوگوں کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ بغیر کسی پرواہ اور بغیر کسی احتیاط کے مال کمانا بالکل عام ہو چکا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ آخری زمانے میں سود کا استعمال بہت زیادہ ہوگا اور جو سود نہیں کھائے گا تو

---

[1] مشکل الآثار: 6104۔

اس کا غبار اسے ضرور حاصل ہوگا۔

ہم اللہ سے عافیت وسلامتی کا سوال کرتے ہیں.

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[278] فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ[279] وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[280] وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ [278] پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑی جنگ کے اعلان سے آگاہ ہو جاؤ، اور اگر توبہ کر لو تو تمھارے لیے تمھارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ [279] اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا لازم ہے اور یہ بات کہ صدقہ کر دو تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ [280] اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو پورا دیا جائے گا جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورة البقرة: 278-281)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے حلال چیزوں کے ذریعے حرام اشیاء سے بے نیاز کر دیا اور اپنے بندوں کیلئے احکامات کو تفصیل سے بیان کیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ،

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ (سورة البقرة: 278)

اس خطبہ میں ہم کچھ سودی لین دین اور سودی معاملات کے بارے میں گفتگو کریں گے جو آج لوگوں کے درمیان رائج ہے تا کہ ایک مسلمان اس سے اجتناب کرے اور اللہ کے عذاب سے ڈرے اس سے بچے اور ناپاک، خبیث کمائی سے دور رہے جو اس کے کمانے والے کیلئے دنیا و آخرت میں وبال ہوگا۔

ان ہی سودی معاملات میں سے ایک سب سے خطرناک سودی لین دین یہ ہیکہ جب قرض ادا کرنے کی مدت مکمل ہو جائے اور تنگ دست اور پریشان حال شخص قرض کی رقم ادا نہ کر سکے تو مدت کو بڑھا کر قرض کی رقم میں اضافہ کر دینا اور قرض کو تنگ دست پر پلٹ دینا،

اس بارے میں اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[278] فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ[279]

﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو [278] اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کرلو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا [279] اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے۔ (سورۃ البقرۃ: 278-279)

اس آیت کریمہ میں اس طرح کا سودی لین دین کرنے کے بارے میں کچھ دھمکی آمیز جملوں کو ذکر کیا گیا ہے:

پہلا جملہ: اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو ایمان کا نام لیکر پکارا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اے ایمان والو! ﴿إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

یہ دونوں جملے اس بات پر دلالت کرتے ہیکہ اس طرح کا سودی لین دین کرنا ایک مومن کیلئے مناسب نہیں ہے۔

دوسرا جملہ: اللہ کا فرمان: ﴿اتَّقُوا اللَّهَ﴾ یعنی اللہ سے ڈرو، یہ جملہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہیکہ جو شخص اس طرح کا سودی لین دین کرنے والا اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی وہ متقی و پرہیزگار ہے۔

تیسرا جملہ: اللہ کا فرمان: ﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ اس جملے میں اللہ نے حکم دیا کہ: جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو، اور اللہ کا حکم واجب وفرض ہونے کا فائدہ دیتا ہے، تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہیکہ جو اس طرح کا سودی لین دین کرتا ہے تو یقیناً اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔

چوتھا جملہ: اللہ رب العزت نے اس شخص سے جنگ کا اعلان کر دیا ہے جو اس طرح کا سودی معاملہ اور لین دین کرتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا﴾ یعنی اگر تم نے سود کو نہیں چھوڑا۔

﴿فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ تو جان لو کہ تم نے اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کا اعلان کیا اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کا اعلان کر دے تو وہ ہمیشہ شکست کھائے گا اور کبھی بھی اسے فتح حاصل نہیں ہوگی۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا﴾ (سورۃ فاطر: 44)

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے، بے بس کر دے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

پانچواں جملہ: سود خور کو ظالم کہا گیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾

تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہی ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

اللہ رب العزت کی یہ تمام دھمکیاں اس شخص کیلئے ہے جو اس طرح کا سودی لین دین کرتا ہے۔

- ☆ بینک کا معاملہ اس بات پر قائم ہوتا ہیکہ ضرورت مندوں، تاجروں اور کمپنیوں کے درمیان قرض کا معاہدہ ہوتا ہے، بینک ان لوگوں کو مخصوص فائدے اور محدود فیصدی نسبت کے حساب سے مال دیتی ہے اور مقررہ مدت پر قرض ادا نہ کرنے اور تاخیر کرنے کی وجہ سے یہ نسبت

بڑھتے جاتی ہے اور اس میں سود کی دونوں قسم" ربا الفضل" اور" ربا النسیئۃ" پائی جاتی ہے.

- ☆ اسی طرح بینک میں ایک سودی لین دین یہ بھی جاری ہیکہ: مخصوص فائدے کی خاطر بینک کو مال دینا یعنی ایک مقررہ مدت تک بینک کو مال یا کوئی بھی سامان دینا پھر بینک اس مال میں تصرف کرتی ہے اور جو بھی فائدہ اس مال سے حاصل ہوتا ہے تو بینک پھر صاحب مال کو دس فیصد یا پانچ فیصد کے حساب سے اسے فائدہ دیتی ہے.
- ☆ ایک سودی لین دین یہ بھی ہے:" بیع العینۃ" یعنی کسی شخص سے ایک مقررہ قیمت پر ایک مخصوص مدت تک کوئی سامان بیچنا پھر وہی سامان مقررہ اور محدود قیمت سے کم قیمت پر اس سے خرید لینا اور اس خرید وفروخت میں سود تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے اور حدیث میں اس طرح کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:" جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے گایوں بیلوں کے دم تھام لو گے کھیتی باڑی میں مست ومگن رہنے لگو گے، اور جہاد کو چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تم اس وقت تک نجات وچھٹکارا نہ پا سکو گے جب تک اپنے دین کی طرف لوٹ نہ آو گے۔"[1]

بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کے ہاتھ ایک تھان کپڑا ایک ہزار روپے میں ایک مہینہ کے ادھار پر بیچا، پھر زید نے آٹھ سو روپیہ نقد دے کر وہ تھان عمرو سے خرید لیا، یہ بیع سود خوروں نے ایجاد کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَسْتَحِلُّونَ الرِّبَا بِالْبَيْعِ".

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ تجارت کے ذریعے سود کو حلال کرلیں گے.[2]

جس نے کوئی سامان ایک مقررہ مدت تک خریدا پھر اس سامان کو جس سے خریدا تھا اسکے علاوہ سے بیچ دیا تاکہ اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے تو یہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسے" مسألۃ التورق" کہتے ہیں اور عام لوگ اسے" بیع الدینۃ" یا" بیع الغائبۃ" کہتے ہیں، تو اِن شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اسلئے کہ لوگوں کو اسکی ضرورت ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اس سامان کو اس شخص سے نہیں بیچا جائے گا جس سے خریدا ہے۔

اے مسلمانو! اپنے معاملات اور لین دین میں سود کے داخل ہونے اور اپنے مالوں میں سود کی آمیزش اور اختلاط سے بچو، بیشک سود کھانا اور سودی لین دین کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور جس قوم میں بھی زنا اور سود عام ہوجاتا ہے تو اس قوم میں فقیری، لاعلاج بیماریاں، ظالم وجابر حکمران اور مصیبت وحادثات ظاہر ہوتی ہے.

سود مالوں کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے اور برکات کو ختم کر دیتا ہے، اور اللہ رب العزت نے سود کھانے والوں کیلئے سخت سے سخت سزا وعذاب کا

---

[1] ابوداود: 3462۔
[2] اغاثۃ اللھفان لابن قیم: 1/ 520۔

وعدہ کیا ہے، اور اللہ نے دنیا و آخرت میں سود خوروں کی سزا و عذاب کو بیان کیا، اللہ رب العزت نے یہ خبر دی کہ سود خور اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کا اعلان کرتا ہے اور دنیا میں سود خور کی سزا یہ ہیکہ مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور مال کو نقصان پہنچتا ہے اور مال تباہ و برباد ہو جاتا ہے، تم سنتے ہوں گے کہ کتنے زیادہ سے زیادہ مال جل کر، ڈوب کر یا سیلاب کی وجہ سے بہہ کر تباہ و برباد ہو گئے، پس مالدار فقیر بن گئے اور اگر مال باقی بھی ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور صاحب مال اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ صرف تھکتا ہے اور اس کے حساب وکتاب کی مشقت و پریشانی کو برداشت کرتا ہے۔

سود خور اللہ کے نزدیک اور تمام مخلوقات کے نزدیک مبغوض اور ناپسندیدہ ہوتا ہے اسلئے کہ وہ صرف مال کو لیتا ہے اور دیتا نہیں ہے، مال کو جمع کرتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا اور نہ ہی صدقہ وخیرات کرتا ہے، سود خور بخیل اور کنجوس ہوتا ہے، دل اس سے نفرت کرتے ہیں، معاشرہ اسے چھوڑ دیتا ہے یہ دنیا میں اسکی سزا ہے اور آخرت میں اس سے زیادہ سخت اور ہمیشہ کا عذاب ہے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے بیان کیا کہ سود سب سے خبیث اور ناپاک کمائی، نقصان دہ رشوت، حرام کمائی ہے اور انسانی معاشرے پر ایک بھاری بوجھ ہے۔

- ☆ سودی لین دین کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ بعض کرنسی اور نوٹوں کو بعض کے بدلے ایک ہی مجلس میں قبض کئے بغیر تبدیل کرنا۔
- ☆ اسی طرح سونے یا چاندی کے زیورات کو اسی کی جنس کے بدلے زیادتی اور اضافہ کے ساتھ بیچنا جیسے سونے کے زیور کو سونے کے زیور کے بدلے اضافے وزیادتی کے ساتھ بیچنا، اور اسکی وجہ یہ ہیکہ بناوٹ اور کوالیٹی کے اعتبار سے ایک زیور دوسرے زیور سے زیادہ اچھا ہو، جو شخص خراب کوالیٹی یا خراب بناوٹ والے زیور کو اسی کی جنس کے اچھی کوالیٹی اور بناوٹ والے زیور کے بدلے بیچنا چاہتا ہے تو اس کا سب سے صحیح طریقہ یہ ہیکہ خراب زیور کو کرنسی اور نوٹ کے ذریعے بیچ دے پھر جو قیمت ملے گی اس سے اچھی کوالیٹی اور خوبصورت بناوٹ والا زیور خرید لے، اور جب ایک جنس کے زیور کو دوسری جنس کے زیور کے بدلے بیچا جائے جیسے سونے کے زیور کو چاندی کے زیور کے بدلے یا چاندی کے درہم کے بدلے بیچنا تو اس میں وزن میں زیادتی اور اضافے کے ساتھ بیچنا جائز ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ ایک ہی مجلس میں لین دین اور تبادلہ کرنا ہوگا۔

کچھ لوگ اس حرام کام میں واقع ہوتے ہیکہ سونے کے زیور کو چاندی کے بدلے یا چاندی کے درہم کے بدلے یا کرنسی اور نوٹوں کے بدلے بیچتے ہیں لیکن ایک ہی مجلس میں مکمل قیمت ادا نہیں کرتے بلکہ تاخیر سے قیمت ادا کرتے ہیں یہ واضح سود ہے،

- ☆ اسی طرح اچھی قسم کی کھجوروں کو یا گیہوں کو خراب قسم کی کھجوروں یا گیہوں کے بدلے زیادتی اور اضافے کے ساتھ بیچنا بھی سود ہے جیسے ایک کلو اچھی کھجور کو دو کلو خراب کھجور کے بدلے بیچنا یہ بھی واضح سود ہے اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہیکہ خراب کھجور کو درہم یا کرنسی کے بدلے بیچنا پھر اس درہم اور کرنسی سے اچھی کھجوریں خریدنا۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور تمام قسم کے سودی کاروبار اور لین دین سے بچو، بیشک اس کی خطرناکی اور انجام بہت خراب ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا [2] وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے [2] اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ (سورۃ الطلاق: 2-3)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظیم

تیسرا خطبہ

سود کے نقصانات اور سزا کے بارے میں

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے حلال کمائی میں خیر و برکت رکھی اور اس کے نیک اعمال کرنے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ سود کا نقصان اور گناہ صرف سود لینے والے پر نہیں ہے بلکہ سود لینے، سود دینے والے اور سود پر مدد کرنے والے سب کے سب گناہ میں برابر ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کے لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے، گناہ اور سرکشی پر مدد کرنے کی وجہ سے چاروں لوگ لعنت کے مستحق ہے، جو فائدے پر قرض دیتا ہے اور جو قرض لیتا ہے اور جو سودی لین دین کو لکھتا ہے سب کے سب ملعون ہے، اسی طرح جو شخص بینک میں یا کسی سودی کمپنی میں کام کرتا ہے تو وہ بھی گنہگار اور لعنت کا مستحق ہے اور تمام لوگ اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کا اعلان کرتے ہیں.

یقیناً اللہ اور اسکے رسول نے سود خوروں سے جنگ کا اعلان کیا ہے اور جو اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کریں گا وہ شکست کھا جائے گا.

ایک مثال یہ ہیکہ ایک طاقتور ملک جس کے پاس خطرناک اسلحہ اور تباہ و برباد کرنے والے ہتھیار ہو اور وہ ایک کمزور ملک جس کے پاس ہتھیار نہ ہو اس سے جنگ کا اعلان کردے تو بتاؤ اس کمزور ملک کو کتنا زیادہ ڈر و خوف ہوگا اور چین و سکون بھی میسر نہیں ہوگا جب مخلوق سے اتنا زیادہ ڈر و خوف تو خالق سے کتنا زیادہ ڈر و خوف ہوگا جس کو آسمان و زمین کی کوئی بھی چیز بے بس اور ہرا نہیں سکتی، جس کیلئے آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر ہے جس کے بارے میں صرف اللہ ہی جانتا ہے، اللہ کب کس لشکر کو سود خوروں پر مسلط اور غالب کردے جسے وہ دیکھ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی جانتا ہے.

اللہ بعض بندوں کو بعض پر غالب اور مسلط کر دیتا ہے اور پھر انہیں الہام کرتا ہیکہ وہ تباہ و برباد کرنے والے خطرناک اسلحہ اور ہتھیار ایجاد کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ انسانوں کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں جیسا کہ آج یہ سب ہو رہا ہے یہاں تک کہ ان ہتھیاروں کو ایجاد کرنے والے دوسروں کی بنسبت ان ہتھیاروں سے زیادہ ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں.

- ☆ اللہ رب العزت مہلک، جان لیوا اور لاعلاج بیماریوں کو مسلط کر دیتا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیکر اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے جیسا کہ آج کے دور میں بہت سی مہلک اور جان لیوا بیماری موجود ہے جو ہمارے اسلاف میں نہیں پائی جاتی تھی.
- ☆ اللہ ٹڈیوں، مچھروں اور کیڑے مکوڑوں کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور چین و سکون کو ختم کر دیتے ہیں اور

وہ اسے کسی بھی طریقے سے ختم نہیں کرسکتے.

- ☆ کبھی کبھی اللہ رب العزت جابر وظالم حکمران اور گروہوں کو مسلط کردیتا ہے جو ان کے مال ودولت کو چھین لیتے ہیں، اور ان کے چین وسکون کو ختم کردیتے ہیں اور ان کو برے برے عذاب وسزا چکھاتے ہیں.
- ☆ کبھی کبھی اللہ رب العزت ان اموال پر ایسے مصائب وحادثات کو مسلط کردیتے ہیں جو ان کے اَموال تباہ وبرباد کردیتے ہیں. جیسے سیلاب، آگ اور ڈوب کر یا اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ یا کسی بھی قدرتی آفت کے ذریعے مال تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں.
- ☆ کبھی کبھی اللہ رب العزت بارش کو روک کر، کنویں کے پانی کو زمین کی تہہ میں پہنچا کر یا پانی کی قلت یا پانی کو ختم کرکے لوگوں کو سزا وعذاب میں مبتلا کرتا ہے جس کی وجہ سے درخت، کھیتیاں تباہ وبرباد ہوجاتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اسکے علاوہ دوسرے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے.

توجو شخص اللہ سے جنگ کرتا ہے تو اللہ کے لشکر بہت زیادہ ہے، اللہ کسی بھی لشکر کو مسلط کردیتا ہے جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا،

اللہ کا فرمان: ﴿قُلۡ هُوَ ٱلۡقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابٗا مِّن فَوۡقِكُمۡ أَوۡ مِن تَحۡتِ أَرۡجُلِكُمۡ أَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعٗا وَيُذِيقَ بَعۡضَكُم بَأۡسَ بَعۡضٍۗ ٱنظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ ٱلۡأٓيَٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَفۡقَهُونَ﴾ (سورۃ الأنعام:65)

کہہ دے وہی اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے، یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے، یا تمھیں مختلف گروہ بنا کر گتھم گتھا کر دے اور تمھارے بعض کو بعض کی لڑائی (کامزہ) چکھائے، دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ سمجھیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے غضب اور اسکی سزا سے بچو اور جان لو کہ سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے.

مسلمانوں کو ان کی فائدہ مند چیزوں میں اور راستے میں تکلیف دینا حرام ہے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایکدوسرے کی مدد کرنے اور اور ایکدوسرے کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو ان کے راستوں اور گزرگاہوں میں تکلیف دینے سے بچو، نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایمان کی ایک شاخ اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور یہ صدقہ اور اِحسان کی ایک قسم ہے، اور راستے میں تکلیف دہ چیز پھینکنا یا رکھنا برائی اور معصیت وگناہ ہے اور لعنت ورسوائی کا سبب ہے.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کی ستر سے اوپر یا ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں اور سب سے افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے میں سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور شرم وحیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔"[1]

الأذی: یعنی ہر وہ چیز جو راستہ چلنے والوں کو تکلیف دے جیسے پتھر، کانٹا، ہڈی، گندگی، لوہا اور کانچ وغیرہ

إماطۃ: یعنی ختم کرنا، زائل کرنا، ہٹانا.

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا ،فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ. وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ.

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے سامنے میری امت کے اچھے برے سب اعمال لائے گئے تو میں نے ان کے نیک کاموں میں یہ بھی دیکھا راستے سے تکلیف دینے والی چیز (جیسے کانٹا، پتھر، نجاست وغیرہ) ہٹانا اور ان کے برے اعمال میں میں نے دیکھا بلغم جو مسجد میں ہو اور دفن نہ کیا جائے۔"[2]

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ ، قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا ، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، قَالَ: وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچائے، اس طرح

---

[1] صحیح مسلم:35۔
[2] صحیح مسلم:553۔

پر کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے تو وہ بھی ایک صدقہ ہے۔"[1]

سلامی: یعنی وہ باریک ہڈیاں اور انسان کے جسم میں جو جوڑ ہوتے ہیں۔

حدیث کا معنی یہ ہیکہ: ان ہڈیوں کا آپس میں جڑے رہنا اور انکا صحیح سالم ہونا بندوں پر اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے اور ان میں سے ہر ایک ہڈی اور جوڑ صدقہ وخیرات کا محتاج ہے تو ہر ابن آدم اس نعمت کے شکرانے کے طور پر صدقہ کرے۔

اور صدقے کی ایک قسم مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی۔ اس نے اسے اٹھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔[2]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے جنت میں ایک شخص کو مزے اڑاتے دیکھا جس نے ایک درخت کو راستے میں سے کاٹ دیا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔"[3]

جس طرح گزرنے والوں کی سلامتی کی خاطر مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے اور دور کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اسی طرح راستے میں تکلیف دہ چیز پھینکنے یا رکھنے پر سخت قسم کی سزا اور وعید بھی بیان کی گئی ہے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا : وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ : الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لعنت کے دو کاموں سے بچو۔" (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں) لوگوں نے کہا: وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک تو راستے میں (جدھر سے لوگ جاتے ہوں) پائخانہ کرنا، دوسری سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پائخانہ کرنا۔"[4]

(ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

---

[1] صحیح مسلم:1009۔
[2] صحیح بخاری:652۔
[3] صحیح مسلم:1914۔
[4] صحیح مسلم:269۔

اس حدیث میں لوگوں کو راستے میں یا اس سائے میں جس میں لوگ بیٹھتے ہیں اس میں پاخانہ کرنا منع ہے اور جو شخص ایسا کریں گا وہ لعنت اور سزا کا مستحق ہوگا اسلئے کہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور انہیں ناپاک کر دیتی ہے اور اس راستے سے لوگوں کو گزرنے سے محروم کر دیتی ہے اسی طرح لوگوں کے سایے میں پاخانہ کرنے سے لوگ اس پر لعنت بھیجتے ہیں.

آج اکثر لوگ اس معاملے میں بہت سستی کرتے ہیں اور لوگوں کو راستے میں یا ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر تکلیف دینے سے کوئی پرواہ نہیں کرتے، راستے میں گڑھا کھودتے ہیں، کچرا پھینکتے ہیں، پتھر، لوہا اور کانچ کے ٹکڑے ڈال دیتے ہیں، پانی کو بہتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں، گاڑیوں کو راستے میں کھڑی کر دیتے ہیں، اگر ان تمام چیزوں میں لوگوں کو تکلیف دینا، راستے کو بند کرنا، راستہ چلنے والوں کیلئے خطرات وپیچیدگی پیدا کرنا اور سزا اور عذاب کی باتوں کو بھول جانا، لوگوں کے راستوں کے کنارے پر جو سایہ دار درخت ہوتے ہیں جس کے نیچے مسافر آرام کرتے ہیں ان جگہوں پر جا کر گندگی اور کچرا پھینکنا، پیشاب و پاخانہ کرنا، جانور ذبح کرنا، خون، گندگی، ہڈیوں اور بچے ہوئے کھانوں کو اس جگہ پر چھوڑ دینا جس سے وہ سایہ دار جگہ خراب ہو جائے تو ایسی صورت میں ایمان اور انسانیت کہاں گئی؟ اللہ کا ڈر وخوف کہاں گیا؟

ایک مسلمان کا شعور واحساس کیا ہوگا جب گندگی اور کیچڑ کے ذریعے یا پتھروں، لوہے اور کانچ کے ٹکڑوں کے ذریعے راستے کو بند کر دیا گیا ہو یا راستے میں گہرے گڑھے کھود دیئے گئے ہو یا غلاظت اور بدبو دار ہواؤں کے ذریعے راستے کو خراب کر دیا گیا ہو؟

ایک مسلمان کا شعور واِحساس کیا ہوگا جب وہ سورج کی گرمی اور سفر کی تھکن سے چور چور ہو کر جب وہ کسی سایہ دار جگہ پر آرام کرنے کیلئے پہنچتا ہے تو وہ اس جگہ کو گندگی اور بدبو سے بھری ہوئی پاتا ہے تو سوچو اس کے اندر کتنا غصہ ہوگا؟ اور اس شخص کے حق میں کتنی بددعاء کرتا ہوگا جس نے یہ کیا ہے اور وہ اپنے قبیح فعل کی وجہ سے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے اس کا مستحق بھی ہے.

اے وہ لوگوں جو لوگوں کو راستوں میں تکلیف دیتے ہو یا ان کی آرام کرنے والی جگہوں پر تکلیف دیتے ہو اللہ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں کو تکلیف دینے سے بچو اور انکے حقوق کا احترام کرو، اور مظلوم لوگوں کی بددعاء سے بچو اسلئے اسکے درمیان اور اللہ کے درمیان کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے.

- ☆ مسلمانوں کو ان کے راستے میں تکلیف دینے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ کچھ بے وقوف اور نادان قسم کے لوگ بیچ راستے میں گاڑیاں اور کار کھڑی کر کے بات چیت اور ہنسی مذاق کرتے ہیں اور دوسرے گزرنے والوں کیلئے راستے کو بند کر دیتے ہیں اور لوگوں کیلئے پریشانی اور خطرات پیدا کرتے ہیں.
- ☆ کچھ لوگ بے مقصد یونہی مذاق، دل لگی اور تفریح کیلئے اپنے گاڑیوں اور کاروں سے لوگوں کو ڈراتے اور خوفزدہ کرتے ہیں یہ واضح برائی ہے اسے روکنا اور اس سے منع کرنا واجب ہے حقیقت میں ایسا کرنا کم عقلی، پسماندگی اور پچھڑی تہذیب وثقافت اور نعمت کی ناشکری کرنا ہے.
- ☆ کچھ لوگ طیش میں آ کر بہت تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی چلاتے ہیں اور گاڑیوں کے ہارن کی آوازوں کے ذریعے لوگوں کو پریشان کرتے ہیں.
- ☆ مسلمانوں کو راستے میں تکلیف دینے اور ان کو پریشان کرنے کی ایک قسم یہ بھی ہیکہ ایسے لوگ گاڑی اور کار چلاتے ہیں جنہیں ڈرایونگ

کرنا نہیں آتی اور وہ گاڑیوں اور کاروں کو کنٹرول بھی نہیں کر سکتے پس وہ خود بھی خطرہ مول لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں،حکمرانوں پر واجب ہیکہ لوگوں کو نقصان اور حادثات سے بچانے کی خاطر وہ چھوٹے بچوں کو ڈرائیونگ کرنے سے منع کرے۔اور مسلمانوں سے اس خطرے کو دور کرنے کیلئے حکمرانوں کی مدد کرنا واجب ہے۔

- ☆ مسلمانوں کو تکلیف دینا یہ بھی ہیکہ مسلمانوں کے راستے اور گزرگاہوں پر بیٹھ کر ان کی ایک ایک حرکت اور معاملات پر نظر رکھنا انکے ایک ایک معاملات کی جانکاری رکھنا اور عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا جو کہ جائز نہیں ہے اور یہ حرام ہے اور سب سے بڑا گناہ یہ بھی ہیکہ راستے کے حقوق وواجبات کو ادا نہ کرنا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ. قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔" لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم کو اپنی مجلسوں میں بیٹھنا ضروری ہے ہم باتیں کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو۔" لوگوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: "آنکھ نیچے رکھنا اور غیر محرم کی طرف بری نظر سے نہ دیکھنا اور راستے میں تکلیف نہ دینا کسی کو چلنے میں اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا۔"[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیکہ راستے میں بیٹھنا منع ہے مگر وہی شخص راستے میں بیٹھ سکتا ہے جو ان امور کو انجام دے سکے اور راستے کے حقوق کو ادا کرے۔

اور جو شخص تفریح ومزہ کیلئے راستے میں بیٹھتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے راستے کے جو حقوق بتائے ہیں اس پر عمل نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہے تو حکمران پر واجب ہیکہ وہ اس سے منع کرے خاص طور پر جب لوگ راستے میں بیٹھ کر منکر کام کو کرنے لگے جیسے عورتوں سے بات کرنا، ان سے ملنا جلنا وغیرہ۔

- ☆ سڑکوں اور راستوں پر فٹبال کھیلنے یا کسی بھی طرح کا کھیل کود کرنے سے بہت زیادہ شور وغل ہوتا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو، گھر والوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔
- ☆ بعض ڈرائیور گاڑی چلانے کے اصول وقوانین اور ڈرائیونگ کے نظام کی مخالفت کرتے ہیں جیسے تیز رفتار سے، غلط ومخالف سمت میں گاڑی چلانا، سگنل توڑنا، غلط جگہ پر گاڑی پارکنگ کرنا یا نیند کی حالت میں گاڑی چلانا وغیرہ امور سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے، ان تمام امور سے بچنا واجب ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: 2121۔

ان حالات میں گاڑی چلانے سے کتنے حادثات رونما ہوئے جس سے بہت سے لوگوں کی جان چلی گئی، اعضاء و جوارح خراب ہو گئے، بدن اور جسم عیب دار ہو گئے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہوگئی اور یہ سب ڈرائیوروں کی کوتاہی اور لاپرواہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور ان حادثات کی وجہ سے جو جانی و مالی نقصان ہوتا ہے اسکے ذمہ دار یہ ڈرائیو لوگ ہیں۔

بیشک یہ گاڑیاں اور کاریں تباہ و برباد کرنے والے اسلحہ و ہتھیاروں کی طرح ہے اس کا استعمال وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اس کے چلانے کا علم ہو اس کے ذریعے کھیلنا کودنا اور اس میں سستی و تساہلی کرنے سے بچنا واجب ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے نفس اور اپنے بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کے حقوق کا احترام کرو اور انہیں نقصان پہنچانے سے بچو۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں، بغیر کسی گناہ کے جو انھوں نے کمایا ہو تو یقیناً انھوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ الأحزاب:58)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو فضل و انعام والا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ ایک مسلمان پر حرام ہیکہ وہ مسلمانوں کے راستے میں ایسا کام کرے جس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہو، گھر کی تعمیر کے وقت تعمیراتی سامان کو راستے میں رکھنا جائز نہیں ہے، راستے پر گڑھا کھودنا اور راستے کو کسی بھی طرح سے بند کردینا جس سے گزرنے والے کو تکلیف و مشقت ہوتی ہے تو ایسا کرنا بھی جائز نہیں ہے، گھر والوں کیلئے جائز نہیں ہیکہ گھر کے باہر پانی کے کولر، گیس کا سلنڈر یا AC کی مشین رکھنا جس کا تھوڑا سا حصہ راستے کی طرف نکلا ہوتا ہے جس سے گزرنے والا ٹکرا جاتا ہے یا راستہ تنگ ہوجاتا ہے یا اس سے پانی ٹپک ٹپک کر راستے پر گرتا ہے، گھر کے استعمال شدہ پانی کو سڑک پر بہانا یا گھر میں داخل ہونے کی سیڑھی سڑک پر بنانا جائز نہیں ہے، راستے پر بیٹھنے کیلئے لکڑی کا چبوترا بنانا، یا گیلری یا بالکنی بنانا جب اس سے گزرنے والے کو تکلیف اور نقصان پہنچتا ہے تو یہ بنانا جائز نہیں ہے۔

سڑک پر جانور کو باندھنا اور گاڑیوں کو کھڑا کرنا جائز نہیں ہے، جب اس کی وجہ سے راستہ بند ہوجائے اور گزرنے والے کو تکلیف ہو اسی طرح سڑکوں پر یا صحراء میں گاڑیوں کے راستے میں جانوروں کو چھوڑ دینا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس کی وجہ سے حادثات ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، جانوروں کے دوڑنے کی وجہ سے کتنے خوفناک حادثات ہوئے، سڑکوں اور راستوں پر درخت لگانا یا بیل لگانا جائز نہیں ہے اسلئے کہ یہ راستے تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے کسی ایک کا اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور راستے میں تکلیف دینے سے بچو، تم سزا و عذاب سے محفوظ رہو گے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کردو، ہٹادو تو تم اجر و ثواب پاؤ گے۔

بارش نہ ہونے کی مناسبت سے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو اپنے بندوں کو مصیبت و پریشانی کے ذریعے آزماتا ہے تاکہ ان کو انکے اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ لوٹ جائے، پلٹ جائے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی سزا و عذاب سے بچو، اور اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرو، بیشک اللہ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود کو تبدیل نہ کرے۔

اللہ کے بندو! بیشک تم لوگ بارش کے نہ ہونے کی شکایت کرتے ہو جس کے ذریعے تمہاری، تمہارے جانوروں، درختوں اور کھیتوں کی زندگی ہے، تو جب بارش رک جائے تو اپنے گناہوں کو یاد کرو بیشک اللہ بے نیاز اور کریم ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ﴾(سورة الأعراف:96)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

یقیناً اللہ رب العزت نے بارش کے رکنے کے وقت گناہوں سے توبہ و استغفار کرنے کا حکم دیا اسلئے کہ گناہوں کی وجہ سے ہی بارش نہیں ہوتی، اللہ رب العزت نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کی زبانی فرمایا:

اللہ کا فرمان: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا [10] يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا [11] وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ﴾(سورة نوح:10-12)

اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمھیں باغات عطا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴾

اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، وہ تم پر بادل بھیجے گا، جو خوب برسنے والا ہوگا اور تمھیں تمھاری قوت کے ساتھ اور قوت زیادہ دے گا اور مجرم بنتے ہوئے منہ نہ موڑو۔ (سورة ھود:52)

بارش نہ ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے استسقاء کی نماز پڑھنے کو مشروع و جائز کیا ہے تاکہ لوگ اپنے رب کی طرف پلٹے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

صرف زبان سے توبہ و استغفار کے الفاظ ادا کر لینا یا استسقاء کی نماز پڑھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ گناہوں سے حقیقی توبہ اور گناہوں پر ندامت و شرمندگی ہونا ضروری ہے، رب العالمین کی عبادت کرنا اور اسکے سامنے جھکنا، برائی اور گناہوں کو چھوڑ کر نیکیاں کرنا ضروری ہے، استسقاء کی نماز کے بعد مسلمانوں کی حالت پہلے کے مقابلے میں بہت اچھی ہونا ضروری ہے جب وہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں گے اور اپنے

گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ نبی کریم ﷺ جب استسقاء کی دعاء کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو آپ کے دونوں ہاتھ نیچے ہونے سے پہلے ہی آسمان پر بادل آجاتا اور موسلا دھار بارش ہونے لگتی اور نہریں اور وادیاں بہنے لگتی اسلئے کہ آپ اپنے رب سے سچی توبہ کرتے، اسی طرح خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا کہ جب بھی وہ بارش کیلئے دعاء کرتے تو بارش ہونے لگتی، جب کسی چیز کا سوال کرتے تو انہیں وہ چیز دے دی جاتی اسلئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کی۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے بعض غزوات میں بارش کیلئے دعاء کی جب مشرکین پہلے ہی میدان جنگ پہنچ کر پانی پر قبضہ کرلیا اور مسلمان پیاسے ہوگئے تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی تو بعض منافقین نے کہا: اگر یہ نبی ہوتے تو اپنی قوم کیلئے بارش کی دعاء کرتے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے بارش کی دعاء کی جب نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ نے کہا: امید ہیکہ تمہارا رب تمہیں سیراب کریں گا پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا اور دعاء کی اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا یہاں تک کہ ایک سایہ دار بادل آیا اور بارش ہونے لگی اور نہریں اور وادیاں بہنے لگی اور لوگوں نے پانی پیا اور سیراب ہوگئے۔

- ☆ جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ، وَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ، وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ، ثُمَّ قَالَ : الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ، وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً، وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَبَ أَوْ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَنْشَأَ اللهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ، وَبَرَقَتْ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللهِ فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے منبر (رکھنے) کا حکم دیا تو وہ آپ کے لیے عیدگاہ میں لا کر رکھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ایک دن عیدگاہ کی طرف نکلنے کا وعدہ لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) اس وقت نکلے جب کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید کی پھر فرمایا: ”تم لوگوں نے بارش میں تاخیر کی وجہ سے اپنی آبادیوں میں قحط سالی کی شکایت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ (اگر تم اسے پکارو گے) تو وہ تمہاری دعا قبول کرے گا“، اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ، وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً، وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ یعنی "تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جو رحمن ورحیم ہے اور روز جزا کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، اے اللہ! تو ہی معبود حقیقی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، تو ہم پر باران رحمت نازل فرما اور جو تو نازل فرما اسے ہمارے لیے قوت (رزق) بنا دے اور ایک مدت تک اس سے فائدہ پہنچا"۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنا اوپر اٹھایا کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگی، پھر حاضرین کی طرف پشت کر کے اپنی چادر کو پلٹا، آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اتر کر دو رکعت پڑھی، اسی وقت (اللہ کے حکم سے) آسمان سے بادل اٹھے، جن میں گرج اور چمک تھی، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوئی تو ابھی آپ ﷺ اپنی مسجد نہیں آسکے تھے کہ بارش کی کثرت سے نالے بہنے لگے، جب آپ نے لوگوں کو سائبانوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يُغِيثُنَا. فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا. قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللهِ، مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ، وَلَا قَزَعَةً، وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ. قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ، فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ، فَلَا وَاللهِ، مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا، ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا. قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ، وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ". قَالَ: فَأَقْلَعَتْ، وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! مال (جانور) ہلاک ہو گئے، اور راستے بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئیے کہ وہ ہمیں سیراب کرے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اور دعا کی: اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا "اے اللہ! ہمیں سیراب فرما، اے اللہ ہمیں سیراب فرما"۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! ہم کو آسمان میں کہیں بادل یا بادل کا

---

[1] ابوداؤد: 1173۔

کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا، اور ہمارے اور سلع پہاڑی کے بیچ کسی گھر یا مکان کی آڑ نہ تھی، اتنے میں ڈھال کے مانند بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا، پھر جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچا تو پھیل گیا، اور برسنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر اگلے جمعہ میں اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے، تو وہ آپ کی طرف چہرہ کرکے کھڑا ہوگیا، اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کا سلام وصلاۃ (درود و رحمت) ہو آپ پر! مال ہلاک ہو گئے (جانور مر گئے)، اور راستے بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے اسے روک لے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، اور دعا کی:

اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا ، اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ ، وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ "اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں، چوٹیوں، گھاٹیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا" یہ کہنا تھا کہ بادل چھٹ گئے، اور ہم نکل کر دھوپ میں چل رہے تھے۔[1]

اللہ رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کی دعاء کو قبول کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ بہت قریب ہے اور دعاء کو قبول کرتا ہے اور جب بندے سچے دل سے اور اخلاص کے ساتھ اللہ سے دعاء کرتے ہیں تو اللہ اپنے بندوں کی دعاء کو قبول کرتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿**وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ**﴾ (سورۃ البقرۃ: 186)

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، تو لوگوں پر لازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

جب لوگ جھوٹی زبان سے، غافل اور سست دل سے دعاء کرتے ہیں، اور جھوٹی توبہ کرتے ہیں اور اپنے گناہوں معصیت ونافرمانی پر قائم رہتے ہیں اور ان کی حالت میں کچھ تبدیلی نہیں آتی تو ایسے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتی،

بعض سلف نے کہا کہ: تم بارش کے نازل ہونے کی جلدی کرتے ہو اور میں آسمان سے پتھروں کے نازل ہونے کو دیکھتا ہوں، اسی لیے آج تم دیکھتے ہوں گے کہ لوگ دعاء کرتے ہیں، مدد مانگتے ہیں لیکن ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اللہ کے خزانے میں کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے گناہوں اور معصیت ونافرمانی کی وجہ سے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ نمازوں کو ضائع کرتے ہیں، حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں، امانتوں کو ضائع کرتے ہیں، لوگوں کو بھلائی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے، سودی لین دین کرنا، گھروں اور بازاروں میں بلند آواز سے گانے اور موسیقی سننا، والدین کی نافرمانی کرنا، مسجدوں کی طرف رُخ نہ کرنا کیا ہم نے بارش کی دعاء کرنے سے پہلے ان گناہوں کو چھوڑا یا نہیں، کیا ہماری حالت میں کوئی تبدیلی آئی کی نہیں کہ اللہ ہماری حالت کو تبدیل کرے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ بری صفات تمام مسلمانوں میں پائی جاتی ہے بلکہ اللہ کے کچھ نیک بندے ان گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن وہ دوسروں کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے، اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق بھلائی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے اور جب سزا

---

[1] صحیح بخاری: 1014۔

وعذاب نازل ہوتا ہے اچھے اور برے تمام لوگ اس عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

اللہ کافرمان:﴿ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

اور اس عظیم فتنے سے بچو جو صرف ان لوگوں کو خاص طور پر نہیں پہنچے گا جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان لو کہ اللہ بہت سخت سزا والا ہے۔(سورۃ الأنفال:25)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ.

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک آدمی گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کردیا جاتا ہے۔[1]

اللہ کافرمان:﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں ان کے اعمال کے سبب پکڑنے لگے تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت دے رہا ہے۔(سورۃ فاطر:45)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ: "کاد الجعلُ یُعذَّبُ فی جحرِهِ بذنبِ ابنِ آدمَ".

اِبن آدم کے گناہ کی وجہ سے کیڑے مکوڑوں کو ان کی بلوں میں عذاب دیا جاتا ہے۔

اللہ کافرمان:﴿ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴾

اور سب لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔(سورۃ البقرۃ:159)

اس آیت کی تفسیر میں مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ہیکہ: جب خشک سالی ہوتی ہے بارش نہیں برستی تو چوپائے جانور کہتے ہیں یہ بنی آدم کے گنہگاروں کے گناہ کی نحوست سے ہے اللہ تعالیٰ بنی آدم کے گنہگاروں پر لعنت نازل کرے۔

اللہ کافرمان:﴿ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴾

اور بلاشبہ یقینا ہم نے فرعون کی آل کو قحط سالیوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔(سورۃ الأعراف:130)

یعنی اللہ نے ان کو قحط سالی کے ذریعے پکڑلیا اور ان کے پھلوں اور غلات کو آفت ومصیبت نے پکڑلیا تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

اور یہی اللہ کی سنت اور طریقہ رہا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی کتنے لوگ ایسے ہیکہ اللہ نے ان پر بارش کو روک لیا، ان کے پھلوں اور غلوں میں بیماری لگادی تو کیا ان لوگوں نے اپنے حالت کو تبدیل کیا، اپنے برے اعمال کی اصلاح کی کیا ان لوگوں نے اپنے گناہوں سے نصیحت حاصل کی؟ بیشک آج بھی اکثر لوگ غفلت وسستی میں ہے اور ہم ڈرتے ہیکہ ہم کو بھی وہی عذاب نہ لاحق ہو جو پہلے کے لوگوں کو لاحق ہوا۔

بعض جگہوں پر بارش کا نازل ہونا اور بعض جگہوں پر بارش کا نہ ہونا اس میں دیکھنے والوں کیلئے عبرت ہے اور گنہگاروں کیلئے وعظ ونصیحت ہے،

---

[1])ابن ماجہ:4022۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا [48] لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا [49] وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾

اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔[48] تاکہ ہم اس کے ذریعے ایک مردہ شہر کو زندہ کریں اور اسے اس (مخلوق) میں سے جو ہم نے پیدا کی ہے، بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پینے کے لیے مہیا کریں۔[49] اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اسے ان کے درمیان پھیر پھیر کر بھیجا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر اکثر لوگوں نے سخت ناشکری کرنے کے سوا کچھ نہیں مانا۔(سورۃ الفرقان:48).

بیشک اللہ بارش کے روکنے پر اور کنویں کے پانی کو گہرائی میں ڈال دینے پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے ڈراتے ہوئے فرمایا: ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے (پینے کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے نتھرا ہوا پانی لائے؟۔(سورۃ الملک:30)

اللہ کا فرمان: ﴿أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا﴾

یا اس کا پانی نیچے اتر جائے اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈ لائے۔(سورۃ الکھف:41)

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ﴾

اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔(سورۃ الحجر:22)

یعنی تم کنوؤں اور نہروں میں پانی کو محفوظ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ ہم ہی پانی کو اس میں ذخیرہ کرتے اور اسکی حفاظت کرتے ہیں،

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ﴾

ہم ایک صحیح انداز سے آسمان سے پانی برساتے ہیں، پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیتے ہیں، اور ہم اس کے لے جانے پر یقیناً قادر ہیں۔(سورۃ المؤمنون:18).

جس طرح ہم پانی کو نازل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اسی طرح ہم زمین کے اندر سے اس کے خزانے کو ختم بھی کر سکتے ہیں اور اسے زمین کی گہرائیوں میں اتار سکتے ہیں پھر تم کتنی بھی کوشش کرلو اسے حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک لوگ پیاس کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو جائے گے اور مویشی اور کھیتیاں بھی تباہ و برباد ہو جائے گی.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور ان دھمکیوں سے بچو اور اپنے رب سے توبہ کرو اور اس سے مدد مانگو اور بارش کی دعاء کرو بیشک وہ بہت قریب اور سننے والا ہے، دعاء کرنے والوں کی دعاء کو قبول کرتا ہے اور جو اس سے امید رکھتا ہے اسے رسوا نہیں کرتا.

مصیبتوں کے نزول کے وقت دلوں کی سختی سے بچو بیشک یہ ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔

اللہ کا فرمان:﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ[42] فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[43] فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ[44] فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے، پھر انھیں تنگ دستی اور تکلیف کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ عاجزی کریں۔[42] پھر انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، جب ان پر ہمارا عذاب آیا اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنا دیا جو کچھ وہ کرتے تھے۔[43] پھر جب وہ اس کو بھول گئے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں کے ساتھ خوش ہو گئے جو انھیں دی گئی تھیں، ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا تو اچانک وہ ناامید تھے۔ تو ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی جنھوں نے ظلم کیا تھا اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔ (سورۃ الأنعام:43-45)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

بارش نہ ہونے کے اسباب

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے جو حکمت والا اور جاننے والا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس سے توبہ و استغفار کرو اور جان لو کہ بندہ کتنا ہی زیادہ گنہگار کیوں نہ ہو اس کیلئے جائز نہیں ہیکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو اور گناہوں سے توبہ کرنا چھوڑ دے، بیشک اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر اور گمراہی ہے،

اللہ کا فرمان:﴿إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾

یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔ (سورۃ یوسف:87)

اللہ کا فرمان:﴿وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ﴾

اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ (سورۃ الحجر:56)

اللہ کا فرمان:﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ[53] وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ﴾

کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ۔ (سورۃ الزمر:53)

اللہ سے توبہ کرو، اس سے مدد مانگو اور استسقاء کی نماز قائم کرکے اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت کو زندہ کرو بیشک یہ سنتِ مؤکدہ ہے، اللہ کی طرف بھاگو، اور عیدگاہ کی طرف خشوع وخضوع کے ساتھ، عاجزی وانکساری اور اپنی فقر ومحتاجگی کا اظہار کرتے ہوئے نکلو جیسا کہ رسول اکرم ﷺ

کرتے تھے.

اِبن عباس رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کیلئے نبی کریم ﷺ کے نکلنے کی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیکہ:" خَرَجَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا، مُتَوَاضِعًا، مُتَضَرِّعًا متخشعا متضرعا فصلی رکعتین".

رسول اللہ ﷺ عاجزی وانکساری کے ساتھ پھٹے پرانے کپڑوں میں گریہ وزاری کرتے ہوئے نکلے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی.[1]

واعملوا أن خير الحديث كتاب الله

[1] نسائی:1507۔

بعض ممالک اور شہروں میں جو حادثات اور سیلاب آتے ہیں اس سے نصیحت حاصل کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس کیلئے آسمان وزمین کی ہر چیز ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اور جو حادثات رونما ہوتے ہیں اس میں غوروفکر کرو اور اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرو، بیشک عقلمند شخص ہی ان سے عبرت حاصل کرتا ہے،

ضروری ہیکہ جب تم سنو کہ بعض ممالک میں سیلاب کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کی جانیں چلی گئی، بکثرت جائداد اور اموال ضائع وبرباد ہوگئے، شہر اور بستیاں خراب ہوگئی یہاں تک وہاں کے باشندوں کے پاس نہ پناہ لینے کی جگہ ہے اور نہ ہی ان کے پاس لباس اور مکان ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی اشیاء ہیں، بعض ممالک کی امداد اور فلاحی تنظیموں کی مدد ان کی ضروریات کو پورا کرنے سے عاجز ہے، جب جب کسی مصیبت زدہ ملک کی مدد کی جاتی ہے تو پھر دوسرے ملک پر مصیبت آجاتی ہے جو پہلے سے زیادہ سخت ہوتی ہے، بعض حادثات بعض کو بھلا دیتے ہیں.

- ☆ پہلی قوموں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا عذاب نازل ہوا جسے اللہ نے قرآن مجید میں ہمارے لئے بیان کیا ہے کیا یہ حادثات ہماری نصیحت کیلئے کافی نہیں کہ ہم اس سے عبرت ونصیحت حاصل کرے؟
- ☆ نوح علیہ السلام کی قوم پر جو طوفان اور سیلاب آیا تھا پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گیا تھا اور اس سے صرف نوح علیہ السلام اور جو لوگ آپ کے ساتھ کشتی پر سوار تھے صرف وہی لوگ بچ سکے کیا اس میں ہمارے لیے نصیحت نہیں ہے؟
- ☆ اللہ رب العزت نے قوم عاد پر جو تیز رفتار ہوا بھیجی تھی کیا یہ ہماری یاددہانی کیلئے کافی نہیں ہے؟

اللہ کا فرمان: ﴿مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ﴾

وہ جس جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چوراچورا) کردیتی تھی۔ (سورۃ الذاریات:42)

☆ اللہ نے فرعون اور اسکے لشکر کو ایک ہی لمحے میں سمندر میں غرق کردیا کیا اس میں ہمارے لئے عبرت نہیں ہے؟

- ☆ قوم سبا جو اللہ رب العزت کی عظیم الشان نعمتوں میں تھے رزق کی فراوانی، پھلوں کی کثرت، وسیع وعریض کھیتی، خوبصورت باغات، جب اللہ نے ان کے طرف رسولوں کو بھیجا کہ وہ ان کو اس بات کا حکم دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے کھائے اور اسکا شکریہ ادا کرے، اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور بتوں کی عبادت کو چھوڑ دے تو ان لوگوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان پر سیلاب بھیجا جس کی وجہ سے ان کے گھربار، کھیتیاں اور اموال تباہ وبرباد ہوگئے اور ان کے گھر اور پوری بستی ڈوب گئی، عزت کے بعد وہ ذلیل ہوگئے، قوت وطاقت کے بعد وہ کمزور ہوگئے، امن وامان کے بعد وہ خوف وہراس میں مبتلا ہوگئے،

اللہ رب العزت نے ان کا قصہ بیان کیا: ﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ﴾

قوم سبا کے لئے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ عمدہ شہر اور وہ بخشنے والا رب ہے۔ لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کے سیلاب (کا پانی) بھیج دیا اور ہم نے ان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور (بکثرت) جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔ ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلہ انہیں دیا۔ ہم (ایسی) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں ۔(سورۃ سبا:15-17)

بعض سلف نے کہا کہ: گناہ ومعصیت کا بدلہ عبادت میں کمزوری، معاشی زندگی میں تنگی اور حلال چیزوں میں لذت محسوس نہیں ہونا.

اللہ کے بندو: ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہیکہ: جب ہم ان حادثات پر غور وفکر کرے اور اس کو قرآن میں مذکور واقعات سے جوڑے تو ہم اس بات کو پاتے ہیکہ بیشک اللہ کی سنت وطریقہ تبدیل نہیں ہوتا،

جیسا کہ اللہ کا فرمان:﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا﴾

ان سے اگلوں میں بھی اللہ کا یہی دستور جاری رہا۔ اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز ردوبدل نہ پائے گا۔(سورۃ الأحزاب:)

اس حادثات اور مصائب کے تعلق سے ہم پر کچھ باتیں واجب ہیں:

پہلی بات: یہ حادثات اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے اور گنہگاروں اور نافرمان لوگوں کو سخت سزا وعذاب میں مبتلا کرنا ہے اور ہم اس بات سے خوف کھاتے ہیکہ اس طرح کا عذاب ہمیں بھی نہ لاحق ہو تو ہم اللہ سے اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے لیکن انتہائی افسوس کی بات یہ ہیکہ کچھ لوگ ان حادثات اور مصائب کو طبعی وقدرتی حادثات، فطری عادات اور قدرتی مظاہر شمار کرتے ہیں نفس اور دلوں پر ان کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے حالات میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے،

جیسا کہ اللہ کا فرمان:﴿وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ﴾

آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ جن سے یہ منھ موڑے گزر جاتے ہیں ۔(سورۃ یوسف:105)

ان حادثات کو فطرت کی طرف، قدرتی مظاہر اور نظام فلکیات کی طرف منسوب کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور اس کا انکار کرنا ہے،

ایک حدیث میں اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ، فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ لوگ بولے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خوب جانتے

ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار فرماتا ہے آج میرے دوطرح کے بندوں نے صبح کی ۔ایک مومن ہے ایک کافر۔جس نے کہا اللہ کے فضل ورحم سے پانی پڑا وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے پانی پڑا اس نے میرا کفر کیا، تاروں پر ایمان لایا۔[1]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہیکہ: بارش کا نازل ہونا یا حادثات کا واقع ہونا اللہ رب العزت کی طرف سے ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور مقدر کیا ہے، جس نے ان سب چیزوں کو اللہ کی طرف منسوب کیا تو اس نے اللہ پر ایمان رکھا اور اس کی نعمت کا شکریہ ادا کیا اور جس نے اس کو اللہ کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کیا تو یقیناً اس نے اللہ رب العزت کا انکار کیا اور اس کی نعمت کی ناشکری کی اور اس کفر کی کچھ تفصیل ہے:

- ☆ جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ ان ستاروں، سیاروں، نظام فلکیات اور قدرتی مظاہر کی وجہ سے بارش نازل ہوتی ہے یا ان کی وجہ سے بارش نہیں ہوتی تو یہ کفر اکبر ہے اور یہ ان سائنسدانوں کا قول ہے جو اللہ رب العزت پر ایمان ویقین نہیں رکھتے۔
- ☆ جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ رب العزت بارش کو نازل کرتا اور روکتا ہے لیکن ساتھ میں یہ عقیدہ بھی رکھا کہ بارش کے ہونے یا نہ ہونے میں ان کا اثر وتاثیر ہے اور اللہ نے ان کو سبب بنایا ہے اور جس نے نعمتوں کو اسباب کی طرف منسوب کیا تو یہ کفر اصغر ہے اسلئے کہ اس نے اللہ کے فعل کو دوسرے کی طرف منسوب کیا۔

بارش کے نازل ہونے اور تمام نعمتوں یا عذاب کو اللہ کی طرف منسوب کرنا واجب ہے،

اللہ کا فرمان:﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ [68] أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ [69] لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾

پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟[68] کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟[69] اگر ہم چاہیں تو اسے سخت نمکین بنادیں، پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟۔(سورۃ الواقعہ:68-70)

اللہ کا فرمان:﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ﴾

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو چلاتا ہے، پھر اسے آپس میں ملاتا ہے، پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے، پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے اور وہ آسمان سے ان پہاڑوں میں سے جو اس میں ہیں، کچھ اولے اتارتا ہے، پھر انھیں جس کے پاس چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور انھیں جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو لے جائے۔(سورۃ النور:43)

دوسری بات: ہم پر واجب ہیکہ ہم یہ عقیدہ رکھے کہ یہ حادثات اور مصیبتیں اللہ رب العزت کی جانب سے جاری ہوتی ہے تاکہ اللہ رب العزت

---

[1]) صحیح مسلم:71۔

اس کے ذریعے اپنے بندوں کوتنبیہ کرے انہیں باخبر کردے،

جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾

خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔(سورۃ الروم:41)

تیسری بات: ہم پر واجب ہیکہ ہم اپنے ان مسلمان بھائیوں کی مدد کرے جو حادثات اور مصیبتوں کا شکار ہو گئے، ہم ان کیلئے امداد بھیجے تاکہ ان کی مصیبت و پریشانی کم ہو جائے تو اپنے مصیبت زدہ مسلمانوں کی مدد کرنے کیلئے جلدی کرو، احسان کرنے والوں کیلئے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے نفسوں کیلئے اچھے اعمال کو آگے بھیجے جس کا وہ اللہ کے پاس بہت زیادہ اجر وثواب پائے گے۔

چوتھی بات: تمام مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ اس خوفناک حادثات سے عبرت ونصیحت حاصل کرے اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور اللہ کی عظیم نعمتوں پر شکریہ ادا کرے اور دل سے ان نعمتوں کا اعتراف کرے، زبان سے ان نعمتوں کو بیان کرے اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ان نعمتوں کا استعمال کرے اور ان نعمتوں کے استعمال میں إسراف نہ کرے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (سورۃ الأعراف:31).

اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا [26] إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾

اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔ بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل:26-27)

بیشک بعض لوگ اللہ تعالی نے انہیں بہت زیادہ مال ودولت عطا کیا لیکن وہ شادی کے ولیموں یا پارٹیوں میں إسراف کے ساتھ بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں، مختلف أنواع واقسام کے کھانے، گوشت اور میوے جو اکثر رائیگاں اور برباد ہو جاتے ہیں اسلئے کہ وہ ایسے لوگوں کو دعوت میں بلاتے ہیں جنہیں کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بہت تھوڑا کھاتے ہیں اور یہ مختلف أنواع واقسام کے کھانے اور گوشت اسی طرح باقی رہتے ہیں پھر یہ رائیگاں اور برباد ہو جاتے ہیں اور انہیں کچرے میں پھینک دیا جاتا ہے،

ایسا کرنے سے اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم سے ہر اس دانے کے بارے میں سوال کیا جائے گا جسے تم برباد کرتے ہو، ہر ایک درہم ودینار کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا جسے تم بلا وجہ خرچ کرتے ہو، تم کچھ سال پہلے اپنی حالت کو یاد کرو کہ تمہارے پاس کھانے کیلئے اور رہنے کیلئے مکان نہیں تھا، بلکہ تم کام کرنے کیلئے، معاش کیلئے دوسرے شہر سفر کرتے تھے آج اللہ رب العزت نے تمہیں مال ودولت عطا کیا اور تمہیں مختلف قسم کی نعمتیں عطا کی تو تم ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرو اور تم ان بھوکے لوگوں کو یاد کرو، ان بیواؤں اور یتیموں کو یاد کرو، ان بوڑھے اور عاجز لوگوں کو یاد کرو جنہیں زلزلوں، سیلاب اور جنگوں نے گھیر رکھا ہے جو بغیر مال ودولت کے، بغیر گھر ومکان کے، ننگے اور بھوکے زندگی گزار رہے ہیں، ان کی حالتوں اور انکی فقیری ومحتاجگی سے عبرت حاصل کرو اور اس بات سے ڈرو کہ تم کو بھی وہی مصیبت نہ لاحق جو انہیں

لاحق ہوئی ہے،ان پر رحم کرو اللہ رب العزت تم پر رحم کریں گا،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔[1]

اللہ کا فرمان: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ [11] وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ [12] فَكُّ رَقَبَةٍ [13] أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ [14] يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ [15] أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾

سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا [11] اور کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ [12] کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا [13] یا بھوک والے دن کھانا کھلانا [14] کسی رشتہ دار یتیم کو [15] یا خاکسار مسکین کو [16] پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔ (سورۃ البلد: 11-17)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

حادثات سے نصیحت حاصل کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ان حادثات کو عقل مند لوگوں کیلئے عبرت و نصیحت بنایا....

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی سزا و عذاب سے بچو، نبی کریم ﷺ بارش کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے: "اللهم سقيا رحمة لا سقيا عذاب ولا بلاء ولا هدم ولا غرق".

اے اللہ اس بارش کو رحمت بنا نہ کہ عذاب اور مصیبت، گرنے والی اور غرق کرنے والی نہ بنا۔

اور جب بہت زیادہ بارش ہوتی اور نقصان کا ڈر ہوتا تو یہ دعاء پڑھتے: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ، وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ".

اے اللہ! ہمارے اطراف میں بارش برسا (جہاں ضرورت ہے) ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پہاڑیوں وادیوں اور باغوں کو سیراب کر۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيحِ وَالْغَيْمِ، عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ. فَإِذَا مَطَرَتْ، سُرَّ بِهِ، وَذَهَبَ عَنْهُ ذَلِكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ: إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلَى أُمَّتِي. وَيَقُولُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ: رَحْمَةٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بدلی اور بجلی کڑکتی تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا اور باہر نکلتے اور اندر آتے اور آگے آتے اور پیچھے جاتے۔ پھر اگر مینہ برسنے لگتا تو آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہتی۔ غرض اس بات کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہچانا اور آپ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھ کر کہ بدلی ہے جو ان کے آگے آئی ہے، کہنے لگے

---

[1]) ترمذی: 1924۔

کہ یہ بدلی ہم پر برسنے والی ہے۔"[1]

یہ نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیکہ: بیشک اللہ اس بارش کو عذاب بنا دیتا ہے اور اسکے ذریعے جسے چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے جس شہر اور کھیت کو چاہتا ہے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور اللہ اس بارش کو جس کیلئے چاہتا ہے رحمت بنا دیتا ہے اور اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس میں اللہ کی قدرت کی دلیل ہیکہ وہ جو چاہتا ہے تصرف کرتا ہے،

جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا [48] لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا [49] وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾

اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔[48] تاکہ ہم اس کے ذریعے ایک مردہ شہر کو زندہ کریں اور اسے اس (مخلوق) میں سے جو ہم نے پیدا کی ہے، بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پینے کے لیے مہیا کریں۔[49] اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اسے ان کے درمیان پھیر پھیر کر بھیجا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، مگر اکثر لوگوں نے سخت ناشکری کرنے کے سوا کچھ نہیں مانا۔ (سورۃ الفرقان: 48-50)

آج کے اس دور میں بعض ممالک میں جو مصیبت و حادثات رونما ہوئے ہم پر واجب ہیکہ ہم اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرے اور اللہ سے توبہ و استغفار کرے تاکہ ہم پر بھی یہ مصیبت نازل نہ ہو، بیشک گناہوں کی وجہ سے نعمتیں ختم ہو جاتی ہے عذاب نازل ہوتا ہے اور شہر برباد ہو جاتے ہیں، بعض پڑوسی ممالک خوشحال زندگی گزار رہے تھے، اس میں خوبصورت مناظر، مال و دولت کی فراوانی، لوگ سیر و تفریح کیلئے ان شہروں کا رُخ کرتے تھے پھر اللہ نے اپنا عذاب و سزا نازل کیا اور اس شہر میں زندگی کو اجیرن بنایا اور اس کے باشندوں کو ایکدوسرے پر مسلط کر دیا پھر لوگ آپس میں ایکدوسرے کو بلاوجہ قتل کرنے لگے اور لوگ گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور اکثر لوگ ہلاک ہو گئے کیا اس میں ہمارے لیے عبرت نہیں ہے کیا ہم نہیں ڈرتے کہ ہمیں بھی اس طرح کی مصیبت پہنچے؟

ہم تمام لوگوں سے یہ بات چھپی نہیں ہیکہ ہم ہمارے دین کے سلسلے میں بہت زیادہ غفلت اور سستی کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں ڈھیل اور سستی سے کام لیتے ہیں حتی کہ ہمارے گھروں میں ہم اس فریضہ کو ترک کر دیتے ہیں، ہم نمازوں کو ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں، ہم میں سے اکثر لوگ سودی لین دین، رشوت اور دھوکہ دہی کرتے ہیں، جھوٹ، گالی گلوچ بہت زیادہ ہے، عورتوں کا زیب و زینت کرکے بے پردہ اور چست و تنگ کپڑا پہن کر گھروں سے نکلنا، ہم میں سے اکثر لوگ اجنبی مرد و عورت کو کام کرنے کیلئے بلاتے ہیں اور انہیں اپنے گھروں میں داخل کرتے ہیں اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ ڈرائیور اور نوکر کا نام لیکر گھروں میں داخل کرتے ہیں، بہت سے گھروں اور دکانوں میں گانے اور موسیقی کی آواز کو بلند کرتے ہیں اور گندی فلمیں اور ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں۔

یہ تمام چیزیں ہمارے ملک میں بہت زیادہ ہے اور ہمارے گھروں میں یہ گناہ ہوتے ہیں اور ہم اس سے منع نہیں کرتے اور ہم اس بات

---

[1] صحیح مسلم: 899۔

سے نہیں ڈرتے کہ ہم پر بھی وہی مصیبت نازل نہ ہو جائے جو دوسروں پر نازل ہوئی۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس سے توبہ واستغفار کرو اور معاملے کو اسکے ختم ہونے سے پہلے ہی غنیمت سمجھو، بیشک ہم خطرناک موڑ پر ہے.

شادی کرنے پر ابھارنا اور شادی کو آسان بنانا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنی قدرت سے مذکر اور مؤنث کو پیدا کیا اور انتہائی عظیم مقصد کی خاطر شادی کو جائز کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ رب العزت نے انتہائی عظیم مصلحت اور فوائد کی خاطر شادی کو جائز قرار دیا:

- ☆ ایک مقصد حرام اور ناجائز چیزوں کی طرف دیکھنے سے نظر کی حفاظت کرنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو (یعنی نان ونفقہ دے سکتا ہو) تو چاہئیے کہ نکاح کرے، اس لیے کہ وہ آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور فرج کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے۔[1]

- ☆ دل کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذریعے انسیت ومحبت اور استقرار وسکون حاصل ہوتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورة الروم:21)

- ☆ شادی کرنا نیک وصالح اولاد کے حاصل ہونے کا سبب ہے جن اولاد کے ذریعے اللہ میاں بیوی اور مسلم معاشرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ.

آپ ﷺ نے فرمایا: "خوب محبت کرنے والی اور خوب جننے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ (بروز قیامت) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا"۔[2]

- ☆ شادی کا ایک فائدہ یہ بھی ہیکہ: شوہر عورت کے نان ونفقہ کے خرچ کی ذمہ داری کو انجام دیتا ہے، عورت کیلئے راحت وسکون مہیا کرتا ہے، عورت کی حفاظت کرنا اسکی عزت کرنا، اسکے مقام ومرتبہ کو بلند کرنا۔

اللہ کا فرمان: ﴿ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾

اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (سورة النور:32)

---

[1] صحیح بخاری:5065۔

[2] ابوداود:2050۔

أَيَامَى « جمع ہے »أَيِّمٍ « کی۔جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں اہل لغت کے نزدیک بے بیوی کا مرد اور بے خاوند کی عورت کو »أَيِّمٍ « کہتے ہیں، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

اللہ کے بندو! جب کتاب وسنت میں شادی کرنے کی اتنی زیادہ اہمیت اور فوائد ہیں تو مسلمانوں پر واجب ہیکہ وہ اس کا اہتمام کرے اور شادی کے طریقے کو آسان بنائے،اور شادی کرنے میں ایکدوسرے کی مدد کرے،اور جو بے وقوف اور ناداں لوگ شادی کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرکے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں انہیں منع کرے،یہ لوگ جب یہ سنتے ہیکہ فلاں آدمی نے فلاں عورت کو شادی کا پیغام دیا ہے تو یہ لوگ شادی توڑنے کی کوشش کرتے ہیں،کچھ لوگ اپنے خاص مفاد کیلئے شادی کا استغلال کرتے ہیں،کچھ لوگ جن کا مقصد فساد برپا کرنا اور نیک کاموں میں رکاوٹ پیدا کرنا اور نیک وصالح لوگوں کے تعلق سے ان کے دلوں میں جو کینہ کپٹ اور حسد ہے اسے نافذ کرنا،ان لوگوں کے مکروفریب کو روکنا واجب ہے،شرعی طریقے سے شادی کرنا اور اللہ رب العزت نے نیک اور صالح آدمیوں کو شادی کرانے کا حکم دیا۔

اللہ کا فرمان:﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ﴾ اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں،عورتوں کا نکاح کردو۔

اس میں عقلمند آدمیوں کو خطاب کیا گیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی عقلمند لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"تمہارے پاس جب کوئی ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے،جس کی دین داری اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کردو۔اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہوگا۔[1]

- ☆ شادی کے راستے میں ایک رکاوٹ یہ بھی کھڑی ہوتی ہیکہ:بہت زیادہ مہر کی رقم مقرر کرنا،ولیمہ کے پروگرام میں فخر کرنا اور خوب مہنگے مہنگے شادی ہال کرایہ پر لینا،جس کا مقصد عورتوں اور بے وقوف لوگوں کو خوش کرنا اور بے جا اِسراف کرنا اور ایسا کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں.

مسلمانوں پر واجب ہیکہ اس بری عادت کو ختم کرے اور سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے شادی کے خرچ کو آسان بنائے اور مہر کی رقم میں تخفیف وکمی کرے.

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : أَلَا لَا تُغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً وَفِي الدُّنْيَا ، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ، كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ، وَلَا أُصْدِقَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً ۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوسن لو عورتوں کے مہروں میں غلو نہ کرو کیونکہ اگر یہ زیادتی دنیا میں عزت کا باعث اور اللہ کے نزدیک

[1] ترمذی:1085۔

پرہیزگاری کا سبب ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے، رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنی کسی بیوی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ رکھا اور نہ ہی آپ کی کسی بیٹی کا اس سے زیادہ رکھا گیا۔[1]

بارہ (12) اوقیہ چاندی 120 سعودی ریال کے برابر ہے آج مہر کی یہ رقم کہاں پائی جاتی ہے.

نبی کریم ﷺ نے مہر ادا کرنے میں مبالغہ کرنے سے منع کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي عُيُونِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا؟ قَالَ: قَدْ نَظَرْتُ إِلَيْهَا. قَالَ: عَلَى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا؟ قَالَ: عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ؟ كَأَنَّمَا تَنْحِتُونَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هَذَا الْجَبَلِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے عقد کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اس کو دیکھ بھی لیا؟ اس لیے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب بھی ہوتا ہے۔" اس نے کہا: میں نے دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کتنے مہر پر؟" اس نے عرض کی چار اوقیہ چاندی پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "چار اوقیہ پر گویا تم لوگ اسی پہاڑ سے چاندی کھود لاتے ہو (یعنی جب تو اتنا زیادہ مہر باندھتے ہو)۔[2]

- ☆ فقیر آدمی کو بہت زیادہ مہر کا مکلف بنانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے بلکہ مہر کی رقم ادا کرنے کیلئے فقیر کا سوال کرنا حرام ہے.
- ☆ مالدار آدمی کا بہت زیادہ مہر ادا کرنا بھی مکروہ ہے جب وہ فخر کرنے کی خاطر اتنی زیادہ مہر ادا کرے، اس لیے کہ یہ دوسروں کیلئے بری سنت جاری کرنا ہے.
- ☆ شادی کی مناسبت سے ولیمہ کرنا مستحب ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض صحابہ سے کہا: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو.[3]

ولیمہ چھوڑنا مناسب نہیں ہے اور ولیمے میں اسراف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ آج کل ولیمے میں بہت زیادہ بکریوں یا اونٹ کو ذبح کیا جاتا ہے پھر اسے مکمل کھایا نہیں جاتا اور اس کے گوشت کو کچرے میں پھینک دیا جاتا ہے یا مٹی میں ملا دیا جاتا ہے، شادی کے ولیمہ کیلئے بہت مہنگے شادی ہال کو کرایہ پر لینا جائز نہیں ہے، شادی کے پروگرام میں جو مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے، ڈھول تاشا بجانا، ناچ گانا کرنا، میوزک بجانا، فوٹو کھینچنا، بے پردگی یہ سب برائیاں اور منکرات والے پروگرام میں حاضر ہونا ایک مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے ان برائیوں کو ختم کرنا واجب ہے.

---

[1] نسائی: 3351۔
[2] صحیح مسلم: 1424۔
[3] صحیح بخاری: 5167۔

- ☆ شادی کی ایک رکاوٹ یہ بھی ہیکہ کچھ لڑکیوں کے ولی اور ذمہ دار لڑکیوں کیلئے اعلیٰ تعلیم مکمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ بہت سی لڑکیوں کی زندگی کی اہم عمر ایسے ہی ختم ہوجاتی ہے اور اچھے اچھے رشتے آکر چلے جاتے ہیں جبکہ لڑکیوں کیلئے اعلیٰ تعلیم ضروری نہیں ہے بلکہ صحیح وقت پر اور اچھا رشتہ آنے پر ان کی شادی کردینا ضروری ہے، اسلئے کہ جب لڑکیاں اعلی ڈگری حاصل کرلیتی ہے تو پھر وہ مناسب وقت پر شادی نہیں کر پاتی، پھر اسے ازدواجی زندگی میں خسارے اور نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسلئے کہ لڑکیوں کی سعادت وخوش نصیبی نیک اور صالح شوہر کے حاصل ہونے میں ہے نہ کہ اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے میں اسلئے کہ یہ تعلیم سے تو بے نیاز کرسکتی ہے لیکن شادی سے نہیں.

اے مسلمانو! اپنی لڑکیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور تعلیم کی وجہ سے ان کی شادی کرنے کے موقع کو ضائع مت کرو یہاں تک کہ اگر لڑکی تعلیم کی وجہ سے شادی کرنے سے انکار کردے تو وہ کم عقل ہے اس کے ولی پر واجب ہیکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اور اسے تعلیم پر شادی کو اختیار کرنے پر ترجیح دے اور اسکے لیے تاخیر سے شادی کرنے کے نقصانات کو بیان کرے اسلئے کہ تعلیم یہ شادی کے فوائد وثمرات کا بدل نہیں ہے.

اس زیادہ خطرناک معاملہ یہ ہیکہ بعض لڑکیاں نوکری اور جاب کرتی ہے اور نوکری پر باقی رہنے کی خاطر شادی نہیں کرتی اور ان لڑکیوں کے ولی اور ذمہ دار بھی ان کی تنخواہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ان کی شادی نہیں کرتے اور ان لڑکیوں کی شادی نہ ہونے کی صورت میں جو فتنہ اور نقصان ہوگا اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے، کیا یہ نکاح اور شادی سے روکنا نہیں ہے جس سے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں منع کیا ہے؟ کیوں نہیں.

- ☆ عضل کہتے ہیکہ لڑکی کے ولی کا اس کی شادی کرنے سے منع کرنا جس کی شخصیت سے وہ راضی ہو.

علماء کرام نے کہا کہ: اگر قریبی ولی شادی سے منع کرے تو ولایت دور کے ولی کی طرف منتقل ہوجاتی ہے، اگر لڑکی کا کوئی ولی ہی نہ ہو یا اگر ولی ہو لیکن شادی کرنے سے منع کرے تو سلطان اور حکمران کی ذمہ داری ہیکہ وہ لڑکی کی شادی کرے، جیسا کہ نبی کریم صلى اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ.

اور اگر اولیاء میں جھگڑا ہوجائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حاکم ہوگا۔"[1]

یعنی جب ولی اور ذمہ دار اپنے ہم پلہ سے لڑکی کی شادی کرنے سے منع کرے تو بیشک سلطان اس کی شادی کرائے گا چاہے ولی کسی بھی برے مقصد کی خاطر لڑکی کی شادی نہ کرے.

جس سے تم راضی ہو لیکن وہ تمہارا ہم پلہ اور برابر کا نہیں ہے تو اس سے شادی سے منع کرنا برحق ہے اس کی ممانعت نہیں ہے اسلئے کہ یہ خاندان کا دفاع کرنا ہے۔

اے نوجوان لڑکی! اللہ سے ڈر اور تعلیم اور نوکری کی وجہ سے شادی کو ترک مت کر بیشک تو شرمندہ ہوگی اور نقصان اٹھائے گی بیشک شادی کا کوئی بدل نہیں ہے.

---

[1]) ترمذی:1102۔

اے لڑکیوں کے اولیاء! تم اپنی رغبات وخواہشات اور ذاتی مفاد کی خاطر اپنی لڑکیوں کی شادی کرنے سے منع مت کرو بیشک وہ تمہارے پاس امانت ہے اور اللہ نے تم کو ان کا ذمہ دار بنایا ہے اور اللہ ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کرے گا، بسا اوقات لڑکیوں کی شادی سے منع کرنا یا اس میں تاخیر کرنا عار اور رسوائی کا سبب بن جاتا ہے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس معاملے کا بہت زیادہ اہتمام کرو بیشک یہ اس کیلئے مناسب ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا [2] وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے [2] اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو. (سورۃ الطلاق:2-3)

تمہارا مقصد مہر کی لالچ نہ ہو اور نہ ہی فخر کرنا ہو اور ان معاشرے سے عبرت حاصل کرو جس معاشرے کی عورتیں تعلیم اور نوکری کرنے میں مشغول رہتی ہے اور شادی نہیں کرتی تو اس معاشرے میں اخلاقی بگاڑ، عزتوں کی پامالی اور بے حرمتی، خراب تربیت اور گھروں کا نیک وصالح بیویوں سے خالی ہونا یہاں تک کہ عورتیں مردوں کی طرح ہوگئی جو گھر میں کام نہیں کرتی بلکہ باہر کام کرتی ہے، بچوں کی تربیت نہیں کرتی، خوش بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور بد بخت وہ ہے جسے کوئی نصیحت فائدہ نہیں دیتی.

اللہ کا فرمان: ﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (سورۃ النور:32)

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

شادی کرنے پر ابھارنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ شادی کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ اور عورت پر انتہائی سخت ظلم یہ بھی ہیکہ بعض قبیلے کے لوگ عورت کو اپنے چچا کے لڑکے یا کسی قریبی رشتہ دار کیلئے روک کر رکھتے ہیں تا کہ اس سے اسکی شادی کرے اگر چہ عورت اس کو نہیں چاہتی اور جب عورت ان کی اجازت کے بغیر دوسرے سے شادی کر لیتی ہے تو اسے اس کے حق سے محروم کر دیتے ہیں اور یہ جاہلیت کی عادت اور عظیم ظلم ہے جس سے منع کرنا اور روکنا واجب ہے لوگ زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عورتوں کو روک کر رکھتے تھے، جب کوئی شخص مرجاتا اور اسکی بیوی ہوتی تو کوئی قریبی رشتہ دار اس کا وارث بن جاتا جس طرح مال کا وارث ہوتا ہے اگر وہ چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا یا دوسرے سے

اس کی شادی کرادیتااوراس کامہر لے لیتااور اگر چاہتا تو اسے باقی رکھتا یہاں تک کہ وہ اسے کچھ مال دیتی جو وہ اس سے طلب کرتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ (سورۃ النساء:)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

اللہ رب العزت نے جاہلیت کی اس عادت کو باطل قرار دے دیا اور عورت سے ظلم کو ختم کر دیا اور اسے یہ حق دیا کہ وہ اپنی پسند کے شوہر کو اختیار کرے اور عورت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اور آج یہ لوگ عورتوں کو روک کر اسلام میں جاہلیت کی سنت وطریقے کو دوبارہ لوٹانا چاہتے ہیں۔

ان پر اللہ سے توبہ کرنا اور اس قبیح عادت کو چھوڑنا واجب ہے اور جس نے اسے نہیں چھوڑا تو مسلم حکمرانوں پر واجب ہیکہ وہ اس سے منع کرے اور سزا دے۔

اے اولیاء کی جماعت اپنی لڑکیوں اور بہنوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو عورتیں تمہارے ماتحت ہیں اچھے اور نیک شوہر سے ان کی شادی کرو جن کے اخلاق اور دین سے تم راضی ہو۔ اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس جب کوئی ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہوگا۔[1]

عورتوں پر ایک عظیم ظلم یہ بھی ہیکہ عورت کا ولی اور ذمہ دار اس کی شادی اس شرط پر کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دے اسے لوگ" نکاحِ بدل" کہتے ہیں اور شریعت میں اس کا نام" نکاحِ شغار" ہے۔

اور اس میں عورت کیلئے مہر نہیں ہوتا ایک عورت دوسری عورت کے مقابلے میں دونوں کی شادی کر دی جاتی ہے اور یہ نکاح باطل ہے اور اگر اس میں مہر ہو تو اس نکاح کے صحیح ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح قول کے مطابق یہ نکاح باطل ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔[2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔[3]

---

[1]) ترمذی:1085۔

[2]) ترمذی:1124۔

[3]) ابن ماجہ:1883۔

وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ أَوْ زَوِّجْنِي أُخْتَكَ عَلَى أَنْ أُزَوِّجَكَ ابْنَتِي أَوْ أُخْتِي، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن نمیر کی روایت میں یہ ہے کہ شغار یہ ہے کہ آدمی کسی سے کہے کہ تم مجھے اپنی لڑکی بیاہ دو کہ میں اپنی لڑکی تم کو بیاہ دوں یا مجھے اپنی بہن بیاہ دو کہ میں تم کو اپنی بہن بیاہ دوں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں شغار نہیں ہے۔"[1]

اس لئے کہ اس نکاح میں عورت کو ایسے شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کرنا جسے وہ ناپسند کرتی ہے اور اولیاء کی مصلحت کو عورت کی مصلحت پر ترجیح دینا ہے، اسلئے کہ اس نکاح میں عورت کو مہر سے محروم کرنا ہے اور شادی کے بعد لڑائی جھگڑا ہوگا، اسلئے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک عورت کا اس کے شوہر کے ساتھ اختلاف ہو جائے تو اس کا اثر دوسرے جوڑے پر پڑے گا اور اگر اختلاف نہ بھی ہو تو ہر ایک دوسرے سے بندھا ہوا ہے.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ اور اسکے رسول نے جس سے منع کیا ہے اس سے بچو.

---

[1] صحیح مسلم:1415۔

اس دنیا میں انسان کی حالات

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون سب سے اچھا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو یونہی بیکار اور بے مقصد نہیں پیدا کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا، اس کی توحید اور اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم دیا، تمہیں اس دنیا میں وجود بخشا اور تمہیں عمریں عطا کی اور تمہارے لیے دن اور رات کو مسخر کر دیا، اپنی نعمتوں کے ذریعے تمہاری مدد کی، تا کہ تم اس کے ذریعے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری پر مدد حاصل کرو، اس نے تمہاری طرف رسول بھیجے اور تم پر کتاب نازل کی تا کہ تمہارے لیے حلال وحرام، نفع اور نقصان کو واضح کردے اور جو تم پر خطرات آنے والے ہیں تا کہ تم اس سے بچو اور تیاری کرو.

اللہ نے اس دنیا کو عمل کرنے کی جگہ بنایا اور آخرت کو بدلہ دینے کی جگہ، اور تمہیں اس دنیا سے دھوکہ کھانے اور آخرت سے غافل ہونے سے ڈرایا ہے اسلئے کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اور اے اللہ کے بندے جب تم نیک اعمال کے ذریعے آخرت کی طرف نہیں چلو گے اور اس کی جنت کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرو گے تو تمہارا اس دنیا سے جانے کا وقت قریب آجائے گا اور تمہیں علم بھی نہیں ہوگا،

اللہ کا فرمان: ﴿فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ [10] وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہر گز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔ (سورۃ المنافقون:10-11)

اِبن آدم کی اس دنیا میں تین حالات ہیں:

پہلی حالت: تم پر مسلسل اللہ کی طرف سے نعمتیں ہے جس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے،

شکر کے تین ارکان ہیں: دل سے اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا، زبان سے اسے بیان کرنا اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کے کاموں میں اسے خرچ کرنا استعمال کرنا اور شکر ان ہی تین ارکان کے ذریعے مکمل ہوتا ہے اور شکر کی وجہ سے نعمتیں باقی رہتی ہے.

دوسری حالت: اس دنیا میں بندے پر جو مصیبت اور آزمائش اللہ رب العزت کی طرف سے آتی ہے جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے تو اس مصیبت وآزمائش کے وقت صبر کرنا ضروری ہے،

صبر کی تین اقسام ہیں: نفس کو تقدیر سے ناراض ہونے سے روکنا، زبان کو لوگوں سے شکوہ وشکایت کرنے سے روکنا، اور اعضاء وجوارح کو نوحہ وماتم کرنے، گال پر تھپڑ مارنے اور گریبان چاک کرنے سے روکنا اور صبر کا دارومدار ان ہی تین اَقسام پر ہیں جس نے اسے پورا کیا تو اسے صبر کرنے والوں کا اجر دیا جائے گا۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾
صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔ (سورۃ الزمر:10)
اللہ رب العزت اپنے بندے کو اسلئے مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا تا کہ اس کو ہلاک کر دے بلکہ بندے کو اسلئے مصیبت و آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تا کہ اس کے صبر کا امتحان لے اور جب اس نے صبر کیا تو یہ آزمائش اسکے حق میں عطیہ اور اجر و ثواب بن گئی اور وہ اللہ کے مخلص و نیک بندوں میں سے ہو گیا اور اس کے دشمن میں سے نہیں ہے، جیسا کہ اللہ نے ابلیس سے کہا: ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾
میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل:65)
اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ [99] إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ﴾
بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ [99] اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شریک بنانے والے ہیں۔ (سورۃ النحل:99-100)
تیسری حالت: خواہشات نفس اور شیطان اور خواہشات کے ذریعے بندے کو آزمانا، شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ بندے کا شکار کر لیتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے جب بندہ اللہ کے ذکر اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری سے غافل ہوتا ہے، اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے لیکن اللہ نے اپنے بندوں کیلئے توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے جب بندہ اللہ رب العزت سے سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اسے اسکے دشمن اور اسکے مکر و فریب سے بچا لیتا ہے، اور جب اللہ اپنے بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے توبہ، ندامت و شرمندگی، عاجزی و انکساری، اللہ سے مدد مانگنا، اس سے دعاء کرنے اور نیکیوں کے مختلف دروازے کھول دیتا ہے اور اسے اسکے نفس کے عیوب اور اس پر اپنے فضل و اِحسان اور رحمت کو دکھاتا ہے۔ اور جب بندہ اپنے نفس کے عیوب اور نقص کو دیکھتا ہے تو اللہ سے شرماتا ہے اور اسکے سامنے جھکتا اور اس سے ڈرتا ہے، اور جب اللہ کے فضل و اِحسان کو دیکھتا ہے تو اس کی محبت اور جو اس کے پاس ہے اس کی لالچ و امید کرتا ہے پس وہ خوف اور امید کے ساتھ اپنے رب کو پکارتا اور اس سے دعاء کرتا ہے۔
اللہ کے بندو! انسان جب اپنے نفس کے عیوب سے باخبر ہوتا ہے تو وہ اس کی حقیقت اور اسکے حقیر ہونے کو جانتا ہے اور پھر اس کے نفس میں تکبر اور غرور و گھمنڈ نہیں ہوتا اور جب اپنے اوپر اپنے رب کے فضل و اِحسانات کو دیکھتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور اسکی تعظیم کرتا ہے۔
اللہ رب العزت کی تعظیم کرنے کا سب سے پہلا مرتبہ اللہ کے اَوامر اور نواہی کی تعظیم کرنا اور وہ اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا اس پر عمل کرنا اور جس سے منع کیا ہے اسے چھوڑ دینا۔
اِبن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: اللہ کی تعظیم کا سب سے پہلا مرتبہ اسکے اوامر اور نواھی کی تعظیم کرنا، اور وہ اس طرح سے کہ مومن اپنے رب کو اسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے وہ رسول جسے اللہ نے سارے لوگوں کیلئے بھیجا اور اسکی رسالت کا تقاضا یہ ہیکہ اللہ کے احکامات پر عمل

کرنا اور منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دینا ہے، اور یہ اللہ کے حکم کی تعظیم اور رسول کی اتباع و پیروی کے ذریعے ممکن ہے، اللہ کے اوامر اور نواھی کی تعظیم کرنا دراصل اللہ رب العزت کی تعظیم کرنا ہے اور اس تعظیم کے حساب سے اسکے ایمان وتصدیق اور صحیح عقیدے اور نفاق سے برآت و بیزاری کی گواہی ملتی ہے، آدمی کبھی کبھی لوگوں کو دکھانے کیلئے اور جاہ و مرتبہ کیلئے عمل کرتا ہے، اور لوگوں کی نظروں میں گرنے کے ڈر سے اور دنیوی سزا اور شرعی حدود سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے بچتا ہے، اسکا احکامات پر عمل کرنا اور گناہوں کو چھوڑنا اللہ کی عظمت و تعظیم اور اسکے اَوامر اور نواھی کی تعظیم کی وجہ سے نہیں،

احکامات کی تعظیم کی علامت یہ بھی ہیکہ اسکے اوقات اور حدود کی رعایت کرنا، اس کے ارکان، واجبات کو جاننا اور اسکے وقت پر جلدی سے اسے ادا کرنے کی کوشش کرنا، اور اسکے کسی حق کے چھوٹ جانے پر افسوس کرنا، غمگین ہونا جیسے کسی شخص کی جماعت کے ساتھ نماز چھوٹنے پر وہ غمگین ہوتا ہے اور وہ جانتا ہیکہ اکیلے نماز پڑھنے سے 27 گنا زیادہ اجروثواب اس سے چھوٹ جائے گا، جماعت کے ساتھ یا اَول وقت میں، پہلی صف میں نماز پڑھنے کا اہتمام نہ کرنا، بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھنا یہ سب اللہ کے احکامات کی تعظیم نہ کرنے کی دلیل ہے، بیشک بندے کیلئے اس کی نماز کا اتنا ہی اجروثواب ہے جتنا وہ سمجھتا ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبُعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا .

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "آدمی (نماز پڑھ کر) لوٹتا ہے تو اسے اپنی نماز کے ثواب کا صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا اور آدھا ہی حصہ ملتا ہے۔"[1]

وضاحت: جب نماز کے شرائط، ارکان یا خشوع وخضوع میں کسی طرح کی کمی ہوتی ہے تو پوری نماز کا ثواب نہیں لکھا جاتا بلکہ ثواب کم ہو جاتا ہے، بلکہ کبھی وہ نماز الٹ کر پڑھنے والے کے منھ پر ماری جاتی ہے۔

- ☆ اعمال کو برباد اور ضائع کرنے والی چیزیں بہت زیادہ ہیں جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا، عمل کر لینا بہت بڑی چیز نہیں ہے بلکہ اس عمل کو ضائع و برباد ہونے سے اسکی حفاظت کرنا بہت اہم وضروری ہے، ریاکاری اگرچہ بہت باریک چیز ہے لیکن وہ عمل کو برباد کر دیتی ہے، کسی عمل کا سنتِ نبوی کے مطابق نہ ہونا عمل کو برباد کر دیتا ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔"[2]

- ☆ عمل کر کے اللہ رب العزت پر احسان جتلانا اسے برباد کر دیتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ

---

[1] ابوداؤد: 796۔

[2] صحیح مسلم: 1718۔

﴿كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ (سورۃ الحجرات:17)

اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں۔آپ کہہ دیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو۔

- ☆ صدقہ وخیرات کرکے، احسان وبھلائی کرکے احسان جتلانے سے یہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ (سورۃ البقرۃ:264)

اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر برباد نہ کرو!

- ☆ کبھی کبھی انسان کے اعمال ضائع وبرباد ہوجاتے ہیں اور اسے احساس بھی نہیں ہوتا۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال برباد جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات:2)

اللہ رب العزت نے مومنوں کو اس بات سے ڈرایا ہیکہ اللہ کے رسول ﷺ سے بلند آواز سے بات کرنے سے نیک اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا اور یہ عمل مرتد ہونے کی وجہ سے برباد نہیں ہوتے بلکہ معصیت اور گناہ کی وجہ سے عمل برباد ہوجاتے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

- ☆ کبھی کبھی انسان گناہ اور معصیت کے تعلق سے بہت سستی اور کاہلی کرتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک اور بڑا گناہ ہوتا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾

اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا تمھیں کچھ علم نہیں اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ (سورۃ النور:15)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "حقیر و معمولی گناہوں سے بچو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا بھی مواخذہ ہوگا"[1]

بعض صحابہ نے کہا: بیشک تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ باریک اور ہلکے ہیں لیکن ہم اسے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں بہت بڑا اور ہلاکت خیز سمجھتے تھے۔

اللہ کے بندو! اللہ کے حرمات اور منع کردہ چیزوں کی تعظیم کی علامت یہ ہیکہ مومن گناہوں اور حرام کردہ چیزوں کو ناپسند کرتا ہے اور گنہکاروں کو

---

[1] ابن ماجہ:4243۔

بھی ناپسند کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے، اور گناہوں کے اسباب سے بھی دور رہتا ہے، اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اپنی نظر کو جھکا لیتا ہے، گانے، موسیقی، غیبت، چغلی اور جھوٹی بات سننے سے اپنے کانوں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی زبان کی بھی حفاظت کرتا ہے، جب اللہ کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو وہ غصہ ہوتا ہے، بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے، مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے اور دین کے معاملے میں سستی اور کاہلی نہیں کرتا اور نہ ہی بہت زیادہ تشدد سے کام لیتا کہ وہ اعتدال اور درمیانہ روی سے نکل جائے۔

بغیر ضرورت کے رخصت پر عمل کرنے سے بندہ سست وکاہل ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ دینی معاملات میں سختی کرنے سے بندہ سخت ہو جاتا ہے اور اللہ کا دین غلو اور کمی کے درمیان ہے، اللہ رب العزت جب بھی کسی چیز کا حکم دیتا ہے تو اس میں شیطان دو طریقے سے ورغلاتا ہے: یا تو تفریط اور کمی کرنا اور یا تو غلو وافراط سے کام لینا، بیشک شیطان بندے کے پاس آتا ہے اگر بندے میں کسی طرح کی کمی، فتور اور سستی کو دیکھتا ہے تو اسکے لئے تاویلات کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب دیکھتا ہیکہ بندہ خیر کو پسند کرتا ہے، نیک عمل کرنے میں رغبت رکھتا ہے، گناہوں سے ڈرتا ہے تو اسے شرعی حدود سے زیادہ عمل کرنے اور دین میں غلو کرنے اور سیدھے راستے سے آگے بڑھنے اور تجاوز کرنے پر ابھارتا ہے جس طرح پہلے کو سیدھے راستے پر چلنے سے منع کرتا ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ [5] إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

اے لوگو! یقینا اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہیں دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں دھوکے باز شیطان تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکا نہ دے جائے۔ [5] بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔ (سورۃ فاطر: 5-6)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

اس دنیا کی زندگی میں انسان کی حالات

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمیں ظاہر اور باطن بے شمار نعمتیں عطا کی اور دنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنی دنیا کے بارے میں غور وفکر کرو جو بہت جلد ختم ہونے والی ہے اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے، تم اپنے اوقات کو ختم ہونے سے پہلے غنیمت سمجھو۔

علامہ اِبن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: اگر نفس وقت کے بہت تھوڑا اور جلدی ختم ہونے کے بارے میں غور وفکر کرنے سے عاجز وکمزور ہو تو ان قرآنی آیات پر غور وفکر کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ﴾

دن کی ایک گھڑی ہی (دنیا میں) ٹھہرے تھے۔ (سورۃ الأحقاف: 35)

اللہ کا فرمان: ﴿قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ [112] قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ [113] قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

فرمائے گا تم زمین میں سالوں کی گنتی میں کتنی مدت رہے؟ [112] وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے، سو شمار کرنے والوں سے پوچھ لے۔ [113] فرمائے گا تم نہیں رہے مگر تھوڑا ہی، کاش کہ واقعی تم جانتے ہوتے۔ (سورۃ المؤمنون: 112-114)۔

اللہ کا فرمان: ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا [102] يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا [103] نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا﴾

جس دن صور پھونکا جائے گا اور گناہ گاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے [102] وہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو (دنیا میں) صرف دس دن ہی رہے [103] جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے ہم باخبر ہیں ان میں سب سے زیادہ اچھی راہ والا کہہ رہا ہوگا کہ تم تو صرف ایک ہی دن رہے۔ (سورۃ طہ: 102-104)

ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خطبہ دیا جب سورج پہاڑ کی چوٹی پر تھا اور غروب آفتاب کا وقت قریب تھا تو آپ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ إِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ.

ابوسعید خدری کہتے ہیں: ہم لوگ سورج کی طرف مڑ کر دیکھنے لگے کہ کیا ابھی ڈوبنے میں کچھ باقی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جان لو! دنیا کے گزرے ہوئے حصہ کی بہ نسبت اب جو حصہ باقی ہے وہ اتنا ہی ہے جتنا حصہ آج کا تمہارے گزرے ہوئے دن کی بہ نسبت باقی ہے۔"[1]

---

[1] ترمذی: 2191۔

ایک عقلمند شخص اس حدیث میں غور وفکر کرے اور جانے کہ اس دنیا کی مختصر سی زندگی میں اس نے کیا حاصل کیا اور یہ بھی جان لے کہ وہ دھوکے میں ہے کہ اس نے ہمیشہ کی سعادت اور نعمتوں والی زندگی کو دنیا کی حقیر اور کمتر چیز کے بدلے بیچ دیا.

ایک أثر میں ہیکہ: اے اِبن آدم، آخرت کی خاطر دنیا کو بیچ دے تجھے دنیا وآخرت دونوں جگہ فائدہ ملے گا اور دنیا کی خاطر آخرت کو مت بیچ ورنہ دونوں جگہ نقصان اٹھانا پڑے گا.

بعض سلف نے کہا: اے اِبن آدم، تو دنیا کے حصے کا محتاج ہے لیکن تو آخرت کے حصے کا زیادہ محتاج ہے، اگر تو نے دنیا کے حصے کو حاصل کرنا شروع کر دیا تو آخرت کے حصے کو ضائع کر دیا اور تو خطرے میں رہا اور اگر تو نے آخرت کے حصے کو حاصل کرنا شروع کر دیا تو تم دنیا کے حصے سے بھی گزر رو اور اسے حاصل کرو.

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک دنیا ایک پلیٹ فارم ہے جس میں تم اپنے سفر کے دوران آخرت کیلئے اترتے ہو تا کہ تم آخرت کے سفر کیلئے توشہ لے لو۔ ﴿فإن خير الزاد التقوى﴾۔

واعلموا أن خير الحديث كتاب الله.

حقیقی اور سچا دین

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگر چہ مشرکین اسے ناپسند کرتے ہو...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اس کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں بہترین امت بنایا جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہے، بیشک اسلام سب سے بڑی نعمت ہے جسے اللہ نے انسانیت کو دیا ہے،

اللہ کا فرمان: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (سورة المائدہ:3)

میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا.

اللہ کا فرمان: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾

اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے.(سورة آل عمران:103)

اللہ کا فرمان: ﴿وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے، زمین میں نہایت کمزور سمجھے گئے تھے، ڈرتے تھے کہ لوگ تمھیں اچک کر لے جائیں گے تو اس نے تمھیں جگہ دی اور اپنی مدد کے ساتھ تمھیں قوت بخشی اور تمھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، تاکہ تم شکر کرو۔(سورۃ الأنفال:26)

اے لوگو! اپنے ارد گرد دیکھو، نظر دوڑاؤ تو تم ملحدین اور خالق کا انکار کرنے والے ادیان ومذاہب کے ماننے والوں کو پاؤ گے، جو الگ الگ نام سے' شیوعیت'' '' اشتراکیت'' '' قومیت'' پائے جاتے ہیں، اللہ رب العزت نے انہیں ڈھیل دیا اور انہیں قوت وطاقت، غلبہ عطا کیا اور انہوں نے نئی نئی چیزیں ایجاد کی جس کے ذریعے دنیا والوں کو ڈرایا اور وہ لوگ اپنے آپ میں بہت خوش تھے تو اللہ نے انتہائی آسانی کے ساتھ ان کو ہلاک و برباد کر دیا، ان کی قوت وطاقت کو کمزور کر دیا، ان کے اتحاد واتفاق کو ختم کر دیا اور ان پر فقر وفاقہ کو مسلط کر دیا اور انہیں لوگوں کیلئے عبرت بنا دیا، ان کی قوت وطاقت نے، ان کے لشکروں اور مہلک ہتھیاروں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا،

شیوعیت ختم ہوگئی اسلئے کہ اس کی بنیاد دین پر قائم نہیں تھی، بلکہ اس کی بنیاد جہنم کے کنارے ایک گڑھے پر تھی جو اس میں گرنے والی تھی.

- ☆ کچھ لوگ دین کو اپنی ذاتی مفاد کیلئے لازم پکڑتے ہیں یا جن وشیاطین کیلئے دین کو اختیار کرتے ہیں، بتوں کی، قبروں کی، درخت اور پتھر کی عبادت کرتے ہیں جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ کمزور ہوتے ہیں جو انکی عبادت کرتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ [13] إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ

﴿وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔ [13] اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھے ایک پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔ (سورۃ فاطر: 13-14)

یہی لوگ بت پرست اور وثنیین ہے جن کے مختلف معبود ہوتے ہیں.

- ☆ کچھ لوگ منسوخ اور تبدیل کیئے ہوئے محرف آسمانی دین کو لازم پکڑتے ہیں جس پر عمل کرنا ختم ہو چکا ہے اور یہ لوگ یہود و نصاری ہے جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور جو لوگ گمراہ ہو گئے جن سے ہم ہماری ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے آخر میں ان کے راستے سے بچنے کیلئے ہم اللہ سے دعاء مانگتے اور سوال کرتے ہیں.
- ☆ کچھ لوگ ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور باطن میں کفر کو چھپائے رہتے ہیں تا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ زندگی گزارے اور انہیں دھوکہ دے، یہ لوگ منافقین ہیں جن کے بارے میں میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہیکہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا.
- ☆ کچھ لوگ اپنی زبان سے اسلام کا نام لیتے ہیں لیکن اپنے افعال اور اعمال سے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں، غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کرنا، مردوں سے مدد طلب کرنا، قبروں کی عبادت کرنا اور ایسی نئی نئی عبادات اور بدعات وخرافات کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا جسے اللہ نے جائز ومشروع نہیں کیا ہے، یہ لوگ اپنی عمریں برباد کرتے ہیں، اپنے جسموں کو تھکاتے اور دین واسلام کے نام پر بدعت وخرافات کو زندہ کرنے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے دور ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ نیک وصالح اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾

ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ (سورۃ الزمر: 3)

﴿وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾

اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (سورۃ یونس: 18)

یہی وہ لوگ ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا [103] الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

کہہ دے کیا ہم تمھیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔ (سورۃ الکھف: 103-104)

اللہ کا فرمان: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ [2] عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ [3] تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً [4] تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ [5] لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ [6] لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ﴾

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے [2] (اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے [3] وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے [4] اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا [5] ان کے لئے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانے کو نہ ہوگا [6] جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔ (سورۃ الغاشیہ: 2-7)

ان کی سزا اور آزمائش یہ ہیکہ یہ لوگ گمان کرتے ہیکہ یہ لوگ حق پر ہیں اور یہ کوئی بھی نصیحت قبول نہیں کرتے اور ان کو کوئی نصیحت فائدہ بھی نہیں پہنچاتی۔

﴿بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ﴾

بلکہ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا ہے اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پانے والے ہیں۔ (سورۃ الزخرف: 22)

- ☆ کچھ لوگ صحیح اسلام کی طرف منسوب تو ہوتے ہیں لیکن اس کے ارکان کو ادا نہیں کرتے، نماز نہیں پڑھتے، زکوٰۃ نہیں دیتے، روزہ نہیں رکھتے، حج نہیں کرتے، اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، اللہ اور اسکے رسول کی حرام کردہ چیزوں سود اور ناپاک کمائی کو حرام نہیں سمجھتے، یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہوتے ہیں جن کے پاسپورٹ پر صرف اسلامی نام لکھا ہوتا ہے اور ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے انہیں گمراہ کردیا۔
- ☆ آج بہت سے مسلمانوں نے دین کو مختلف فرقوں، گروہوں اور جماعات میں بانٹ دیا، ہر فرقے، جماعت اور گروہ کے کچھ مخصوص عقائد، عبادت کرنے کے طریقے اور دعوت وتبلیغ کے اصول وضوابط ہے جو دوسرے فرقے اور جماعت سے مختلف اور الگ ہے اور ان فرقوں اور جماعتوں میں سب سے صحیح اور حق پر وہ ہے جس نے کتاب وسنت کو اور سلف صالحین کے منہج اور طریقے کو لازم پکڑا،

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً. قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مخالف اور گمراہ فرقوں سے بری ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کردیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے

---

[1] ترمذی: 2641۔

ہے۔پھران کوان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔ (سورۃ الأنعام:159)

اور اللہ رب العزت نے اس اختلاف سے بچنے کا راستہ بیان کیا،

اللہ کا فرمان:﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ﴾

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ.(سورۃ آل عمران:103)

- ☆ اللہ کے عذاب سے بچنے اور اصلاح کا واحد راستہ صحیح اور سچے اسلام کو لازم پکڑنا، اس پر عمل کرنا اور اسکے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا:

اللہ کا فرمان:﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾(سورۃ آل عمران:19)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے.

اللہ کا فرمان:﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(سورۃ آل عمران:85)

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔

اللہ کا فرمان:﴿أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ ﴾

کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں؟.(سورۃ آل عمران:83)

اللہ کا فرمان:﴿ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا ﴾

تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور منصف تلاش کروں.(سورۃ الأنعام:114)

اللہ کا فرمان:﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (سورۃ المائدہ:50)

کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟۔

کچھ لوگ اسلام کے تعلق سے بہت پرجوش ہوتے ہیں اور اپنے گمان کے مطابق اس کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وہ اسلام کے احکامات کو جانتے نہیں یا لوگوں کو تنگ کرنا اور مسلمانوں کے درمیان فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور شکوک وشبہات کو پھیلاتے ہیں اور سلف صالحین کے علم سے دور بھاگتے ہیں اور کہتے ہیکہ علماء بہت تنگ نظر ہیں، علماء جدید دور کی فقہ کو نہیں سمجھتے اور اس کے ذریعے وہ عوام کو علماء سے الگ کرنا، دور کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کے ذہن و دماغ میں اپنی گمراہ کن افکار ونظریات داخل کردے اور اسکے لئے وہ بعض جوشیلے نوجوان کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے خبردار ہو جاؤ اور ان کے فتنے سے بچو اور اپنے درمیان ان کے اقوال ونظریات کی ترویج واشاعت مت کرو بیشک یہ فتنہ وفساد اور برائی کا سبب ہے، اللہ ہماری اور تمام مسلمانوں کی فتنہ وفساد سے حفاظت کرے، بیشک جو دور حاضر کے مسائل کو نہیں سمجھتا تو حقیقت میں وہ اسلام کے نام پر جو غلط دعوت دی جاتی ہے وہ اس سے باخبر نہیں رہتا جس کا مقصد فتنہ بھڑکانا اور تفریق پیدا کرنا ہے تو تم اس طرح کی دعوت اور برے داعیوں سے بچو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے.

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

دین حق کے بارے میں

تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس نے ہمارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اَقع اسکے علاوہ کوئی دین مقبول نہیں...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ انسان دین اسلام کو مضبوطی سے نہیں پکڑ سکتا یہاں تک کہ تمام ادیان ومذاہب سے برآت کا اظہار کرے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد دین اسلام ہی سب سے صحیح دین باقی ہے،

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لو أنَّ موسى كان حيًّا ما وَسِعَه إلا أن يَتَّبِعَني۔

"اللہ کی قسم اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع و پیروی کرتے۔"[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ (یعنی قرآن) تو جہنم میں جائے گا۔"[2]

اللہ کا فرمان: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ [1] لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ [2] وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ [3] وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ [4] وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ [5] لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ [6]﴾

کہہ دے اے کافرو! [1] میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ [2] اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ [3] اور نہ میں اس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم نے کی۔ [4] اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ [5] تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔ (سورۃ الکافرون)

بعض جاہل کہتے ہیکہ: اسلام کسی بھی دین ومذہب کو اختیار کرنے اور اسکے ماننے والوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دیتا ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے اسلام باطل ادیان ومذاہب کو قبول نہیں کرتا ہے اسلئے قدرت وطاقت کے وقت جہاد کرنے کا حکم دیا تاکہ باطل ادیان ومذاہب کے ماننے والوں کا خاتمہ کیا جائے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

اور ان سے لڑو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین سب کا سب اللہ کے لیے ہو جائے۔ (سورۃ الأنفال: 39)

اسلام نے یہود ونصاریٰ کو ان کے دین پر قائم رہنے کی اجازت دی جب یہ لوگ اسلامی حکومت کو جزیہ اور ٹیکس ادا کریں گے اور اسلام کے

---

[1] البدایہ والنہایہ: 1/185۔

[2] صحیح مسلم: 153۔

سامنے جھک جائیں گے اسلئے کہ یہ لوگ منسوخ آسمانی دین کو ماننے والے ہیں تو ان لوگوں کو ایک موقع دیا گیا تا کہ یہ لوگ غور وفکر کر کے اسلام کی طرف منتقل ہو جائے اسکے برخلاف مشرکین اور بت پرست قوم کو ان کے کفریہ دین پر چھوڑ دینا جائز نہیں ہے، مسلمان پر واجب ہیکہ ان سب خطرناک مسائل پر علم وبصیرت کے ساتھ گفتگو کرے۔

اللہ کے بندو! بیشک اسلام عزت والا دین ہے اور وہی غالب اور بلند رہے گا کبھی مغلوب نہیں ہوگا، بعض مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہیکہ وہ کفر وشرک کی خاطر اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

اور نہ کمزور بنو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب ہو، اگر تم مومن ہو۔ (سورۃ آل عمران: 139)

اللہ کا فرمان: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سورۃ المنافقون: 8)

سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی جب ہم اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کے ذریعے عزت چاہے گے تو اللہ ہمیں ذلیل کردیں گا، مسلمان پر واجب ہیکہ وہ اپنے دین کے ذریعے عزت چاہے اور ذلیل ورسواء نہ ہو، مسلمان پر واجب ہیکہ وہ اپنے دین کے ذریعے برے اخلاق اور صفات سے بلند ہو، لیکن کچھ مسلمان کافر ممالک کی طرف سفر کرتے ہیں اور انکے برے اخلاق اور صفات کی وجہ سے انہیں اسلام سے عار محسوس ہوتی ہے، وہ فحش اور برے کام کرتے ہیں، حرام کاموں سے نہیں بچتے، شراب پیتے ہیں لہولعب اور فسق فجور کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں، ان کی عورتیں ننگی اور بے پردہ باہر نکلتی ہے، یہ لوگ ان لوگوں کے سامنے اسلام کی شبیہ کو خراب کرتے ہیں جو اسلام نہیں جانتے، یہ لوگ اپنے نفس کو حقیر بنا کر پیش کرتے ہیں، اور ان کے دلوں میں جو نفاق کی بیماری ہے اس کا اظہار کرتے ہیں، اسلام ایسے لوگوں سے بری اور بیزار ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دین اسلام پر اس کی خوب تعریفیں کرو اور اس کے ذریعے عزت چاہو اور جہاں کہیں بھی ہو اسکی حقیقت کو واضح کرو اللہ تمہیں عزت عطا کریں گا اور تمہاری مدد کریں گا۔

واعملوا أن خير الحديث كتاب الله.

ایڈز کی بیماری کی مناسبت سے

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ظاہر و باطن ہر طرح کی برائیوں اور فحش کاموں کو حرام کر دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور گناہوں اور معصیت سے بچو بیشک یہ جلد عذاب وسزا کا سبب بنتی ہے اور دنیا میں کوئی بھی مصیبت گناہوں کی وجہ سے ہی نازل ہوتی ہے.

اِن دنوں میں عالمی خبر رساں ایجنسیوں اور عالمی میڈیا کے ذریعے یہ بات پتہ چلی ہیکہ ایک انتہائی خطرناک بیماری ظاہر ہوئی ہے جسے لوگ "جدید دور کا طاعون" کے نام سے جانتے ہیں اور یہ بیماری بہت تیزی سے پھیلتی ہے جس میں ہزاروں لوگوں کی موت ہوجاتی ہے.

ایک بیماری جسے "ایڈز" کے نام سے جانا جاتا ہے جس کی وجہ سے جسم میں قوت مدافعت ختم ہوجاتی ہے یہاں تک کہ مختلف قسم کی بیماریاں لاحق ہوتی ہے اور جلد ہی موت ہوجاتی ہے، طبی بحث اور اعلیٰ طبی سہولیات کے باوجود یہ ایک لاعلاج بیماری بن گئی اور ڈاکٹروں نے اس بیماری کی وجہ زنا، لواطت اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا بتایا ہے،

اللہ رب العزت نے صحیح فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: 32)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بےشک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق وفجور اور زناکاری) ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں.[1]

آج تمام دنیا والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں جو یہ آیت مبارکہ اور حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے لیکن کیا ہم اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں، بلکہ ڈاکٹروں نے ذکر کیا کہ یہ بیماری صرف مریض تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس سے اسکی کی بیوی، بچوں میں منتقل ہوجاتی ہے، بلکہ خون منتقل کرنے سے، مصافحہ کرنے سے، گلے ملنے سے یا مجالس یا بھیڑ بھاڑ کی جگہوں پر اختلاط کی وجہ سے یہ بیماری صحیح سالم شخص کو بھی ہوجاتی ہے، عالمی صحت کی تنظیم نے یہ اندازہ لگایا ہیکہ اس وقت ایک کروڑ سے زیادہ لوگ اس ایڈز کی بیماری کا شکار ہیں اور اگر جلدی سے اس بیماری کے اسباب زنا، لواطت اور نشہ آور اشیاء کو ختم نہیں کیا گیا تو پوری دنیا میں یہ بیماری پھیل جائے گی اور اس بیماری کے اسباب کو زنا، لواطت اور نشہ کرنے والوں پر شرعی حدود کو نافذ کرکے ہی ختم کرنا ممکن ہے، اللہ رب العزت نے شادی شدہ زانی کو پتھروں سے رجم کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مرجائے، لواطت کرنے والوں کو اللہ نے زمین میں دھنسا دیا اور ان پر پتھروں کی بارش برسائی اور نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے قوم لوط کا عمل کرنے والے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، اور تمام صحابہ کرام کا اسکے قتل کرنے پر اجماع ہے لیکن اس کے قتل کرنے کے طریقے میں اختلاف ہے، بعض کا کہنا ہیکہ اسے پتھروں سے مار مار کر قتل کر دیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ساتھ

---

[1] ابن ماجہ: 4019۔

کیا،بعض نے کہا کہ: اسے آگ سے جلا دیا جائے جیسا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے خالد نامی شخص کو جلا دیا گیا۔
بعض نے کہا کہ: تلوار سے اسے قتل کر دیا جائے۔
یعنی کسی بھی طرح سے لواطت کرنے والے کو قتل کیا جائے گا.
اللہ رب العزت نے زمین پر فساد پھیلانے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور نشہ آور اشیاء کی تجارت کرنا اور اسے لوگوں کے درمیان پھیلانا جس کے شر و برائی کی وجہ سے انسانوں کا چین وسکون ختم ہو گیا ہے اور جس کی وجہ سے مختلف قسم کے جرائم رونما ہوتے ہیں۔
اللہ رب العزت نے نگاہوں کو نیچی رکھنے کا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا اور عورتوں کو مردوں سے پردہ کرنے اور گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور عورتوں کیلئے بغیر محرم کے اکیلے سفر کرنا حرام کر دیا ہے، مرد وعورت کے اختلاط سے منع کیا اور تنہائی میں اکیلے میں مرد وعورت کو جمع ہونے سے منع کیا، اور یہ تمام چیزیں اس بیماری کو ختم کرنے اور اس کے برے نتائج سے لوگوں کو بچانے کیلئے ہیں لیکن جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ ان شرعی احکام کو عورتوں پر ظلم اور اسکے حقوق کو ہضم کرنے سے تعبیر کرتے ہیں.
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: جب زنا کے مفاسد اور نقصان اتنے خطرناک ہے جو حسب ونسب کی حفاظت، شرمگاہوں کی حفاظت اور حرمات کی حفاظت کے عالمی نظام کی مصلحت اور فائدے کے خلاف ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان بغض وعداوت اور نفرت پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے پوری دنیا خراب و برباد ہو جاتی ہے اسی زنا کے مفاسد کو قتل وغارت گری کے مفاسد کے بعد ذکر کیا گیا ہے اور اللہ نے اسے اپنی کتاب میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں ایک ساتھ بیان کیا ہے،
اللہ کا فرمان: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا [68] يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا [69] إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾
اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔ [68] اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔ [69] مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور کچھ نیک عمل کیا. (سورۃ الفرقان:68-69)
زنا کو شرک اور قتل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس کی سزا ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہنا ہے اور بندے سے یہ عذاب توبہ واستغفار اور نیک اعمال کے ذریعے ہی دور ہو سکتا ہے.
اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ عذاب وسزا سے بچنے کا سبب اللہ سے توبہ واستغفار کرنا اور برائیوں اور فحش کاموں سے اپنے نفسوں کی اور اپنے محارم کی حفاظت کرنا ہے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ.
بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس نے ہمیں اس دین کو لازم پکڑنے کا حکم دیا..

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اسکی سزا سے بچو اور جو لوگ وبائی مرض والے مصیبت زدہ ممالک کی طرف سفر کرتے ہو اپنے نفس، اپنے اہل وعیال اور اپنے معاشرے والوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس کو مصیبت میں مت ڈالو اور اپنے ملک میں بیماری کو مت کھینچ کر لاؤ، اس مکھی کی طرح جو نجاست اور گندگی میں بیٹھنے کے بعد پھر اس گندگی کو جسم کے اچھے حصے میں پھیلاتی ہے،

ڈاکٹر لوگ کہتے ہیکہ: اس خطرناک مرض کے جراثیم انسانوں کی وجہ سے منتقل ہوتے ہیں، انسان کیلئے مناسب ہیکہ وہ اپنے دین اور اچھے اخلاق کو لازم پکڑ کر اس بیماری سے بچے اور فساد اور برائی کی جگہوں اور برے ساتھیوں سے بچے دور رہے، حرام چیزوں کو سننے اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے سے بچے، اور کسی دوسرے شخص کو خون کا عطیہ دینے سے پہلے اسکی اچھی طرح جانچ کرلے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس صحیح و درست دین پر اللہ رب العزت کی تعریف کرو جس نے تمہارے لئے ہر خیر و شر کو بیان کردیا جس میں تمہارے لیے دنیا و آخرت میں سلامتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیکہ: بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کی ہے (لا عدوى ولا طيرة) جبکہ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیکہ: یہ بیماری متعدی ہے۔

تو ہم کہیں گے کہ: نبی کریم ﷺ نے اس متعدی کی نفی کی ہے جو جاہلیت میں لوگ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نفی کی ہے اور جو بیماری اللہ کی تقدیر اور فیصلے سے متعدی ہوتی ہے اسے ثابت کیا ہے اور یہ اللہ رب العزت کی طرف سے سزا ہے اور یہ بیماری بیماری میں مبتلا شخص سے اختلاط اور ملنے کی وجہ سے پھیلتی ہے تو ہم پر واجب ہیکہ ہم نجات و کامیابی کے اسباب کو تلاش کرے اور ہلاکت و بربادی کے اسباب سے بچے۔

واعلموا أن خير الحديث كتاب الله.

سورہ عصر میں غور وفکر کرنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے قرآن کو لوگوں کیلئے ہدایت بنا کر نازل کیا، جس میں واضح دلیلیں ہے جو فرق کرنے والا ہے...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کی کتاب میں غور وفکر کرو اس میں ہدایت اور نور ہے، سینوں کیلئے شفاء ہے، اس خطبے میں ہم قرآن کی انتہائی مختصر سورت سورہ العصر کے بارے میں گفتگو کریں گے جس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ: اگر لوگ اس سورت میں غور وفکر کرے تو ان کیلئے کافی ہے، اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ کرام جب ایکدوسرے سے ملاقات کرتے تو الگ ہونے سے پہلے ایکدوسرے کو سورۃ العصر پڑھ کر سناتے تاکہ لوگ اس پر عمل کرے،

اللہ کا فرمان: ﴿وَالْعَصْرِ [1] إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ [2] إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

زمانے کی قسم! [1] کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ [2] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (سورۃ العصر)

ان تین آیات میں نقصان اور فائدہ کے اسباب کو بیان کیا گیا ہے، ہر عقلمند شخص فائدہ چاہتا ہے نقصان نہیں لیکن وہ نقصان کی طرف لے جانے والے اسباب کو نہیں جانتا تاکہ اس سے اجتناب کرے اور فائدہ حاصل کرنے کے اسباب کو نہیں جانتا کہ وہ اسکے ذریعے فائدہ حاصل کرے، اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر احسان کیا اور اس نے اس مختصر سی سورت میں فائدے اور نقصانات کے اسباب کو بیان کیا جسے بڑا چھوٹا، عالم جاہل ہر کوئی اسے یاد کر سکتا ہے اور اسے سمجھ سکتا ہے تاکہ اللہ اسکے ذریعے اپنے بندوں پر حجت قائم کرے اور تاکہ جو شخص اپنے نفس کیلئے نجات چاہتا ہے وہ اس سورت پر عمل کرے۔ فللہ الحمد والمنۃ.

اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھائی ہے وہ وقت جس میں لوگ زندگی گزارتے ہیں اور اللہ اپنی مخلوقات میں جس کی چاہتا ہے قسم کھاتا ہے، اور مخلوق کیلئے اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اسلئے کہ کسی مخلوق کی یا غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اور جب اللہ اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز کی قسم کھاتا ہے تو اس میں کوئی بہت بڑا راز اور حکمت ہوتی ہے تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو یا اس سے عبرت حاصل کرے یا اس سے فائدہ اٹھائے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے زمان اور وقت کی قسم کھائی ہے جس میں لوگ زندگی گزارتے ہیں، دن اور رات کے الٹ پھیر اور جو کچھ اس میں حادثات اور تغیرات ہوتے ہیں اس میں انسانوں کیلئے بہت سارے فائدے ہیں جب وہ ان اوقات کو فائدہ مند چیزوں میں استعمال کرے۔

اللہ رب العزت نے قسم کھائی ہے کہ دنیا وآخرت میں ہر انسان خسارے اور نقصان میں ہے چاہے وہ بادشاہ ہو یا غلام، امیر ہو یا فقیر، عالم ہو یا جاہل، شریف ہو یا ذلیل، مذکر ہو یا مؤنث ہر کوئی خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے اوقات کو ان چار چیزوں میں خرچ

کیا۔

1)ایمان لانا۔

2)نیک عمل کرنا۔

3)ایکدوسرے کو حق کی وصیت کرنا۔

4)صبر کی وصیت کرنا۔

ایمان کا مطلب یہ ہیکہ دل سے تصدیق کرنا اور یقین رکھنا، اللہ کے بارے میں اور اسکی اسماء وصفات کے بارے میں جاننا علم حاصل کرنا، صرف اللہ تعالیٰ کو عبادت کا مستحق ماننا، اور زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء وجوارح کے ذریعے عمل کرنا.

نیک عمل سے مراد خالص اللہ رب العزت کیلئے اور سنت رسول کے مطابق اللہ رب العزت نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا اسے کرنا اور جن گناہوں اور معصیت ونافرمانی سے منع کیا ہے اسے چھوڑ دینا، اگرچہ عمل صالح ایمان میں داخل ہے لیکن الگ سے اس کا ذکر کرنا اس کی اہمیت وفضیلت کو بیان کرنا ہے اسلئے کہ بغیر عمل کے صرف دل سے تصدیق کرنا فائدہ مند نہیں ہے،

جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ: ایمان صرف تمنی وآرزو کرنا نہیں ہے لیکن ایمان یہ ہیکہ جو تمہارے دل میں پیوست ہو جائے اور عمل اس کی تصدیق کرے.

نیک عمل وہ ہے جس میں اللہ کیلئے اِخلاص ہو اور جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہو اور وہ عمل رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو اور بدعات وخرافات سے پاک وصاف ہو، کچھ لوگ نیک اعمال کرتے ہیں اور اسکے فائدے اور اجر وثواب کی امید بھی رکھتے ہیں لیکن یہ عمل انہیں اللہ اور اسکی جنت سے دور کر دیتے ہیں اور انہیں جہنم میں داخل کر دیتے ہیں اسلئے کہ اس میں یہ دونوں شرطیں یا کوئی ایک شرط نہیں پائی جاتی اخلاص اور متابعت رسول،

اللہ کا فرمان: ﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ [2] عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ [3] تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً [4] تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ [5] لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ [6] لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ﴾

اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے [2] (اور) محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے [3] وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے [4] اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا [5] ان کے لئے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانے کو نہ ہوگا [6] جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔ (سورۃ الغاشیۃ:2-7)

اِبن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہ نے کہا کہ: کچھ لوگ بہت زیادہ نیک اعمال کر کے تھکے ہوئے ہونگے لیکن ان کا عمل انہیں فائدہ نہیں دے گا اور وہ جہنم میں داخل ہونگے اسلئے کہ وہ اَعمال کتاب وسنت کے طریقے پر نہیں ہوگا جب عمل کرنے والوں کی یہ حالت ہوگی تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو عمل ہی نہیں کرتے، اس دنیا میں جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں اور اپنے پیٹ اور شرمگاہ کی بھوک و پیاس مٹانے میں لگے رہتے ہیں، نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی حرام اور گناہوں سے بچتے ہیں.

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ ایکدوسرے کوحق بات کی وصیت وتلقین کرنا یعنی بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور علم وبصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینا، جاہل کو علم سکھانا، غافل کو یاد دہانی کرانا، انسان کیلئے کافی نہیں ہیکہ وہ نیک عمل کرے اور صرف اپنے آپ کی اصلاح کرے بلکہ دوسروں کو بھی نیک عمل کرنے پر ابھارنا اور دوسروں کی بھی اصلاح کرنا بہت ضروری ہے اسلئے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائیوں کیلئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، انسان خسارے اور نقصان سے نہیں بچ سکتا اور فائدہ بھی حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی اصلاح کرے، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اور یہ لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کرنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خیر وبھلائی کی طرف رہنمائی کرنا اور اللہ کے عذاب سے بچانا ہے.

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ یقول: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ لَا يُغَيِّرُونَهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ کوئی بری بات دیکھیں اور اس کو دفع نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عام عذاب نازل کردے۔"[1]

اور اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل پر لعنت بھیجی ہے جو برائیوں کو دیکھ کر اس سے منع نہیں کرتے تھے،

اللہ کا فرمان: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ [78] كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ (سورۃ المائدہ:79)

بنی اسرائیل کے کافروں پر (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے.

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ صبر کہتے ہیکہ: اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری پر نفس کو روک کر رکھنا اور اسے اللہ کی معصیت ونافرمانی کرنے سے دور رکھنا،

صبر کی تین اقسام ہیں:

1) اللہ رب العزت کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر صبر کرنا۔

2) اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے صبر کرنا.

3) اللہ کی تقدیر اور مصیبت پر صبر کرنا۔

حق بات کی وصیت کرنے کا حکم دینے کے بعد صبر کرنے کی تلقین کا حکم اسلئے دیا گیا ہیکہ بیشک جو شخص لوگوں کی اصلاح کرتا ہے انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے تو اسے لوگوں کی طرف سے تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس پر لازم ہیکہ وہ لوگوں کی تکالیف پر صبر

[1] ابن ماجہ:4005۔

کرے، اسے برداشت کرے اور مسلسل لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا رہے اور برائی سے منع کرتا رہے اور اس عظیم فریضے کو نہ چھوڑے،

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: ﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم کراور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کراور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے، یقینا یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔ (سورۃ لقمان: 17)

انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں سے کہا: ﴿وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا﴾

اور ہم ہر صورت اس پر صبر کریں گے جو تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ گے. (سورۃ ابراہیم: 12)

جس کے پاس صبر نہ ہو وہ لوگوں کی اصلاح کا کام انجام نہیں دے سکتا بلکہ وہ خود اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا،

اسی لئے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: دین میں صبر کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو جسم میں سر کا مقام ومرتبہ ہے.

اِمام احمد نے کہا کہ: ہم نے صبر کے ذریعے ہمارے امور ومعاملات کو بہتر پایا.

بیشک سورۃ العصر انتہائی عظیم سورت ہے اپنے الفاظ میں مختصر اور معانی ومفہوم میں بڑی، جس میں سعادت اور خیر وبھلائی کے تمام اَسباب کو جمع کر دیا ہے اور شقاوت و بدبختی کے تمام اسباب سے ڈرانے والی سورت ہے،

اگر سب سے فصیح و بلیغ شخص لوگوں کیلئے سعادت وکامیابی کے اسباب اور شقاوت و بدبختی کے اسباب کو بیان کرتا تو اسے کئی مجلدات کی ضرورت پڑتی اور وہ مقصود کو نہیں پہنچتا، لیکن اللہ کا کلام ایسا ہے اسکے آگے اور پیچھے سے باطل آ نہیں سکتا اور جن اور انسان اسکے جیسی ایک سورت بھی نہیں لاسکتے.

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سورۃ العصر کو اپنی زندگی گزارنے کا منہج اور طریقہ بنالو جس پر چل کر تم اللہ رب العزت کیطرف آگے بڑھو گے اور اس سورت پر عمل کرنا مت چھوڑو ورنہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے.

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے دن اور رات کو بنایا۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے اوقات اور اعمال کو ضائع و برباد مت کرو، اور اپنی عمروں کو اطاعت وفرمانبرداری اور نیک اعمال کیلئے غنیمت جانو قبل اس کے کہ تم کو اسکے ضائع ہونے پر شرمندگی وندامت ہو جب کوئی فائدہ نہیں ہوگا،

اللہ کا فرمان: ﴿أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ [56] أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ [57] أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

(ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں ہی رہا [56] یا کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پارسا لوگوں میں ہوتا [57] یا عذاب کو دیکھ کر کہے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہو جاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہو جاتا۔ (سورۃ الزمر: 56-58).

اے انسان بیشک یہ زندگی اور یہ عمریں تمہارے لیے ایک فرصت اور موقع ہے جسے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے تاکہ تم فائدہ منداور نفع بخش چیزوں میں اسے خرچ کرو، اپنے مال کی حفاظت کرنے سے زیادہ اسکی حفاظت کرو اسلئے کہ اگر مال ضائع ہو جائے تو اس کا بدل ممکن ہے لیکن اگر عمر اور وقت ضائع ہو جائے تو اس کا بدل ناممکن ہے،۔بہت سے لوگ فارغ وقت کی شکایت کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیکہ اپنے وقت کو کسی بھی کام میں خرچ کرے اگرچہ وہ کام نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو، رات بھر کھیل کود اور لہو ولعب میں جاگ کر گزارتے ہیں اور نماز سے سوتے ہیں، سیر وتفریح اور گرمی کی چھٹیاں گزارنے کیلئے برائی والے ممالک کی طرف سفر کرتے ہیں اور اپنے نفس کی اچھی بری خواہشات کو پورا کرتے ہیں اور اپنے مستقبل کا محاسبہ نہیں کرتے، موت، قبر، حشر، حساب کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتے نہ سورۃ العصر میں غور کرتے ہیں اور نہ ہی برے انجام سے نصیحت حاصل کرتے ہیں.

عبادات کی شرعی شکل صورت کو تبدیل کرنے کی ممانعت کا بیان

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہے جس نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے اور اسکے رسول کی اتباع و پیروی کرنے کا حکم دیا اور بغیر علم کے ہمیں ہماری خواہشات کی پیروی کرنے سے منع کیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تمہارے رب نے جو تمہاری طرف نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو اور اس میں کچھ تبدیلی اور ردو بدل مت کرو،

اللہ کا فرمان: ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾

اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ. (سورة الحشر:7)

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا کوئی فیصلہ نہیں تھا تو وہ رد ہے۔[1]

- ☆ بیشک اس زمانے میں کچھ لوگ عبادات کی شرعی شکل وصورت بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسکی بہت ساری مثالیں ہیں،

جیسے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے اختتام پر صدقۃ الفطر میں غلہ اور طعام (کھانے کی اشیاء) نکالنے کا حکم دیا اور اسی ملک میں جس میں وہ شخص موجود ہو اور اسی ملک کے مساکین کیلئے لیکن کچھ لوگ صدقہ فطر میں قیمت نکالنے اور اسے دوسرے ملک کے فقراء ومساکین کو دینے کا فتویٰ دیتے ہیں یہ عبادت کی شرعی ھیئت وشکل کو تبدیل کرنا ہے، اور ایسا کرنے سے عبادت صحیح نہیں ہوتی اور بندہ اپنی ذمہ داری سے بری نہیں ہوتا، اسی طرح تمام عبادات کو اسکے شرعی تقاضے اور طریقے کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے چاہے وہ کسی بھی قسم کی عبادت ہو اسکی نوعیت اور وقت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے،

- ☆ ایک قسم کی مشروع عبادت کو دوسری قسم کی عبادت سے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔

جیسے مریض اور بوڑھا شخص اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے۔

اسی طرح دوسرے کفارات میں کھانا کھلانا، ظہار کے کفارے میں کھانا کھلانا، اسی طرح صدقہ فطر میں کھانے کی اشیاء نکالنا ان تمام عبادات میں کھانا وطعام نکالنا ضروری ہے اور طعام کے بدلے قیمت نکالنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ اس میں عبادت کی شرعی ھیئت وشکل کو تبدیل کرنا ہے، اسلئے کہ اللہ نے نصوص میں طعام وکھانا نکالنے کا حکم دیا ہے اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

- ☆ اسی طرح قربانی، عقیقہ اور ھدی میں مخصوص قسم کے جانور کا ذبح کرنا جائز ہے اور اسکے بدلے قیمت نکالنا یا صدقہ کرنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ جانور ذبح کرنا عبادت ہے۔

اللہ کا فرمان: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ (سورۃ الکوثر:2)

---

[1] صحیح مسلم:1718۔

اللہ کافرمان:﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾(سورۃالأنعام:162)
کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کارب ہے۔
ان جانوروں کا گوشت کھانا اور صدقہ کرنا بھی عبادت ہے،
اللہ کافرمان:﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴾
سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔(سورۃالحج:28)
جانور ذبح کرنے کے بدلے قیمت نکالنا یا صدقہ کرنا جائزنہیں ہے اسلئے کہ یہ عبادت کی شرعی ھیئت وشکل تبدیل کرنا ہے۔
- ☆ اسی طرح ھدی کے جانور کو حرم میں ہی ذبح کیا جائے گا،حرم کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ھدی کا جانور ذبح کرنا جائزنہیں ہے۔
اللہ کافرمان:﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾
پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ اس قدیم گھر کی طرف ہے۔(سورۃالحج:33)
اللہ تعالیٰ نے ان حاجیوں کے بارے میں فرمایا جولوگ اپنے ساتھ ھدی کا جانور لیکر آتے ہیں۔
اللہ کافرمان:﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ﴾
اپنے سروں کو نہ مونڈو، یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پہنچ جائے۔(سورۃالبقرۃ:)
عقیقے اور قربانی کا جانور اپنے ملک اور اپنے گھر میں ذبح کرنا، اسکا گوشت کھانا اور فقراء ومساکین میں تقسیم کرنا جائز ہے اور اس کی قیمت دوسرے ملک میں بھیج کر وہاں پر جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرنا جائزنہیں ہے،
آج بعض ابتدائی طلباء اور عوام یہ دلیل دیتے ہیکہ بعض ممالک میں فقراء ومساکین بہت زیادہ ہے ہم کہتے ہیکہ: مسلمانوں کے محتاج لوگوں کی مدد کرنا ہر جگہ مطلوب ہے لیکن عبادت کی معین جگہ ومکان اور مخصوص صفت کو تبدیل کرنا جائزنہیں ہے یہ لوگ لوگوں کو تشویش وشکوک وشبہات میں ڈالتے ہیں یہاں تک کہ لوگ پھر اسکے بارے میں بہت زیادہ سوالات کرتے ہیں۔
اللہ کے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رہ کر ھدی کے جانور کو مکہ بھیجا تا کہ اسے وہاں پر ذبح کیا جائے اور قربانی اور عقیقے کے جانور کو مدینہ میں ہی ذبح کیا اسے مکہ نہیں بھیجا جبکہ مکہ مدینہ سے أفضل ہے اور اس میں فقراء ومساکین مدینہ کے فقراء ومساکین سے زیادہ ہے، اسکے باوجود عبادت کو ادا کرنے میں شرعی جگہ ومکان کا اہتمام کرنا ضروری ہے،
ہاں ھدی کے جانور اور قربانی کا جانور ذبح کر کے اس کا گوشت دوسرے ممالک میں فقراء ومساکین کیلئے بھیجنا جائز ہے لیکن جانور کو اسی مخصوص جگہ پر ذبح کیا جائے گا جہاں پر ذبح کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔
جو شخص دوسرے ممالک میں اپنے مسلمان فقیر ومحتاج بھائیوں کی مدد کرنا چاہتا ہو تو مال کے ذریعے، کپڑوں اور کھانے پینے کی اشیاء کے ذریعے ان کی مدد کرے لیکن محتاجین کی مدد کرنے کا دعویٰ کر کے عبادت کے وقت اور جگہ میں تبدیلی نہ کرے۔
بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے ہمارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور ہم پر اپنی نعمت کا اتمام کیا اور ہمارے لئے احکامات کو واضح کر دیا...

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور کتاب وسنت کے مطابق اس کی عبادت کرو اور بغیر علم اور بغیر دلیل کے فتوی دینے اور دین کے بارے میں گفتگو کرنے سے بچو، بیشک یہ حرام ہے، اور جب دین کے بارے میں میں کوئی مشکل ہو، کوئی مسئلہ درپیش ہو تو علماء کرام کی طرف رجوع کرو اور ان سے سوال کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

پس ذکر والوں سے (علماء سے) پوچھ لو، اگر تم نہیں جانتے ہو۔ (سورۃ الأنبیاء: 7)

دین کے بارے میں ہر کسی سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا بلکہ کتاب وسنت کا علم رکھنے والے علماء سے فتویٰ پوچھا جائے گا، آج ہم اس بارے میں بہت سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہیں اور ہر کسی کے فتوے کو قبول کرنے لگتے ہیں.

جب خطیب خطبہ دیتا ہے اور کسی دینی مسئلے کے بارے میں گفتگو کرتا ہے تو اکثر لوگ علماء کی طرف رجوع کئے بغیر اس پر عمل کرنے لگتے ہیں یہ بہت خطرناک معاملہ ہے اس سے ڈرنا چاہئے، اکثر خطباء فقیہ اور سمجھدار نہیں ہوتے،

ایک حدیث میں ہیکہ آخری زمانے میں قاریوں کی کثرت ہوگی اور فقیہ لوگوں کی قلت ہوگی،

اللہ کے بندو! شرعی احکام میں تثبت اور تحقیق کرنا اور غور وفکر کرنا لازم ہے بیشک یہ تمہارے دین کا حصہ ہے.

واعملوا أن خير الحديث كتاب الله.

صحیح عقیدہ و منہج پر قائم رہنا

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس اٰمن اور ایمان کے ذریعے ہم پر احسان کیا اور اپنے فضل و کرم، اپنی نعمتوں اور احسانات میں ہم کو ڈھانپ لیا ہے۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہیکہ جو کوئی بھی اسکی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گا اللہ اسے مزید عطا کرے گا اور جو ناشکری کریں گا اللہ اسے سخت عذاب دیں گا۔

تم اس ملک کی نعمتوں کے بارے میں جانتے ہو کہ اللہ نے محمد بن عبد الوہاب کی دعوت اور آل سعود کی نصرت و تائید کے ذریعے اس ملک پر احسان کیا، اللہ رب العزت مرنے والوں پر رحم کرے اور زندہ لوگوں کو توفیق دے کہ اس مبارک دعوت کو قائم رکھے اسے آگے بڑھائے جس دعوت کے ذریعے اللہ نے اس ملک سے بہت ساری برائیوں اور فتنوں کو دور کر دیا، اور اسکی جگہ پر اتحاد و اتفاق، امن و سلامتی، صحیح عقیدہ و منہج اور صحیح اخلاق کو جگہ دی، اس ملک کے باشندے عقیدہ، اخلاق و سلوک اور مسلم حاکم کی قیادت میں ایک جماعت کی طرح ہے جو عقیدہ کی حفاظت کرتے ہیں، شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، شرعی حدود کو قائم کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں، عزتوں اور مال کی حفاظت کرتے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ بیشک یہ لوگ ہر چیز میں کامل ہے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کے یہاں مخالفت نہیں پائی جاتی، ان کے یہاں بھی بعض مخالفت پائی جاتی ہے لیکن الحمد للہ شریعت کی روشنی میں وہ اس کا علاج کرتے ہیں، اس طرح کے واقعات نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے، کوئی زنا کرتا، کوئی چوری کرتا، کوئی شراب پیتا تو اس پر شرعی حدود کو قائم کیا جاتا اسی طرح الحمد للہ یہ ملک بھی اسی صحیح راستے پر چل رہا ہے، آج کے اس آخری زمانے میں لوگوں کے اختلاط اور جدید میڈیا کے وسائل جو یہاں کی بات وہاں پھیلاتے ہیں اس کی وجہ سے اس ملک کے بہت سارے نوجوان خاص طور پر مغربی افکار و نظریات اور بعض اسلام کی طرف منسوب جماعات سے متاثر ہوتے ہیں، لیکن ان جماعات کے پاس جہالت اور مشکوک لوگوں کا اس میں داخل ہونا اور جو ان جماعت کی مخالفت کرتا ہے تو اسے گمراہ سمجھنا اور بلکہ بعض جماعات بعض جماعت کو گمراہ اور کافر کہتی ہے اور ہمارے نوجوان ان جماعتوں کے افکار سے متاثر ہو کر اس پاک ملک کے صحیح منہج و طریقے اور سلف کے منہج کی پیروی کرنے پر انکار کرتے ہیں اس ملک کے علماء اور حکمران کے تعلق سے بدگمانی پیدا کرتے ہیں، اور ان جماعات کے منحرف و گمراہ علماء کے افکار و نظریات کو جو اسلام کے مخالف ہے ان نظریات کی تطبیق کی کوشش کرتے ہیں، اس ملک کی چھوٹی سی غلطی اور دوسرے ممالک کی بڑی غلطیوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اس ملک کی نعمتوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس ملک میں اسلامی حکم اور شریعت اسلامیہ پر عمل کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے ممالک میں عقیدے کا انحراف و بگاڑ، شرعی احکامات پر عمل نہ کرنا جس کی وجہ سے بدامنی اور بے انتظامی ہے، بلکہ معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہیکہ بعض نوجوان علماء اور مسلم حکمران کے بارے بغیر سوچ سمجھے غلط باتیں کہتے ہیں۔

بلکہ ان نوجوانوں کے درمیان اختلاف اور متضاد باتیں پائی جاتی ہے، ان نوجوانوں کا الگ الگ گروہ ہے جو الگ الگ جماعتوں کی طرف منسوب ہے اور ہر جماعت کے کچھ افکار و نظریات اور منہج ہے اور ان افکار سے وہی نوجوان محفوظ اور صحیح سالم ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان

کیااور اسے صحیح منہج کو سمجھنے اور اسکی پیروی کرنے کی توفیق دی،
سلف صالحین کا وہ منہج اور طریقہ جس کی طرف محمد بن عبد الوہاب نے دعوت دی آپ کے بعد اس ملک کی سیاست اسی پر چلتی رہی لیکن جب معاملہ بہت آگے بڑھ گیا تو بعض لوگوں کا یہ مشغلہ ہوگیا کہ قیل وقال کرنا،عیوب کو یاد کرنا،نقائص کی چھان بین کرنا،فضائل کو دفن کرنا اور ایسے معاشرے میں زندگی گزارنا جن کے عقائد،تہذیب وثقافت اور افکار ونظریات اس ملک سے بہت مختلف تھے،تو ان اجنبی جماعتوں کے افراد اور قائدین نے ہمارے بعض دین سے جاہل نوجوانوں کا استغلال کیا اور ان کے ذہن ودماغ میں یہ افکار ونظریات کو پروان چڑھانے لگے تاکہ اس ملک کے چین وسکون کو ختم کرسکے اسلئے کہ یہ واحد اور اکیلا ملک ہے جو کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے،شرک وبدعات،گمراہ مذاہب اور جماعات کی مخالفت کرتا ہے،جو دنیا کے ہر کونے میں موجود مسلمانوں کی مدد کرتا ہے اور ان کے درمیان صحیح عقیدہ اور اسلام کے صحیح مفہوم کو پھیلاتا ہے،اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فاسد اور باطل عقائد کے حاملین اور منحرف افکار ونظریات والے اس ملک پر بہت غصہ ہوتے ہیں اسی لیے وہ اس ملک کے خلاف مختلف مکر وفریب اور حیلہ تلاش کرتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے نوجوانوں کو اس ملک کے علماء اور حکمران کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کردیا حتی کہ اس ملک کے بعض نوجوان علماء کی تنقیص اور بے عزتی کرتے ہیں اور ان پر یہ الزام لگاتے ہیکہ یہ علماء کم عقل اور جدید دور کی فقہ کو نہیں سمجھتے،جبکہ حقیقت یہ ہیکہ جو جدید دور کی فقہ کو نہیں سمجھتا وہ صحیح منہج وطریقہ اور منحرف منہج کے درمیان فرق نہیں کرسکتا اور وہ مشکوک افکار ونظریات کو قبول کرلیتا ہے اور کتاب وسنت کی فقہ کو چھوڑ دیتا ہے،اور یہ نقصان دہ اور فائدہ مند چیز کے درمیان تمییز نہیں کرتا اور اہل سنت والجماعت کے منہج کو جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس منہج کو دوسرے مشکوک مناہج سے بدل دیتا ہے جو فائدہ مند نہیں ہے اور اس ملک کیلئے درست نہیں ہے اور جو منہج محقق علماء سے صادر نہیں ہوا ہے بلکہ جاہل لوگوں سے صادر ہوا جو نفع بخش نہیں ہے۔
اے مسلمانو!بیشک جس چیز کی طرف ہم امت مسلمہ کو اور خاص طور پر نوجوانوں کو دعوت دیتے ہیں وہ ہے حق کی معرفت اور پہچان اور اس پر ثابت قدم رہنا اور سلف صالحین کے منہج وطریقے پر چلنا،
جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:اس امت کے آخر لوگوں کی اصلاح ودرستگی اس امت کے پہلے کے لوگوں کی اصلاح پر ہے۔
الحمد للہ اس ملک کو کسی نئے افکار ونظریات کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنے عقیدے اور صحیح منہج کو لازم پکڑنے کی ضرورت ہے جس پر یہ کئی سالوں سے کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں،اور واجب ہیکہ اپنی صحیح دعوت اور عقیدے کے ذریعے دوسروں پر اثر ڈالے نہ کہ دوسروں کے غلط عقائد اور منہج سے متاثر ہو۔
اے مسلمانو!اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کو سنو:﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾
اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو،اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے،تو

اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ (سورۃ آل عمران:103)

بارك الله لی ولكم فی القرآن العظيم

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کیلئے ہے جس نے قرآن نازل کیا۔۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ عنقریب بے شمار فتنے ہوں گے اور ہمیں ہمارے رب کی کتاب اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا تا کہ ہم ان فتنوں کے شر سے بچے،

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي: كتاب الله وسنتي".

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔[1]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"[2]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً. قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے"۔[3]

اللہ رب العزت نے سلف صالحین کی پیروی کرنے والوں کیلئے جنت اور رضامندی کا وعدہ کیا ہے۔

---

[1] ترمذی: 3788۔

[2] ابوداؤد: 4607۔

[3] ترمذی: 2641۔

اللہ کا فرمان: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ التوبۃ:100)

ہمارے لیے ان اختلافات اور گروہ بندی سے نکلنے کا راستہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام کر رکھنا اور عقائد اور دعوت وتبلیغ میں سلف صالحین کے منہج کو لازم پکڑنا ہے اور محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے ظہور سے لیکر اب تک اسی منہج پر یہ ملک چلتا آرہا ہے بحمد اللہ، ہم اللہ سے امید کرتے ہیکہ یہ خیر مسلسل جاری وساری رہے، اور ہر گز یہ خیر باقی نہیں رہے مگر یہ کہ ہم اندر سے اس کی حفاظت کرے اور ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں اسے مضبوط اور پیوست کر دے، اور ہم اس خیر کے مخالف چیلنجوں سے ان نوجوانوں کو بچائے، ان جاہل، بدعتی، قبر پرست، صوفی اور معتزلی وغیرہ مخالف جماعتوں میں کون سا خیر وبھلائی ہے جو صحیح عقیدے اور مذہب سلف کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ اپنی دعوت میں اپنے مخصوص افکار ونظریات اور مشکوک مقاصد اور اھداف کی طرف دعوت دیتے ہیں اسی لیے یہ لوگ فرقہ بندی میں بٹ گئے یہ خود دعوت کے محتاج ہے اور یہ لوگ صرف کتاب وسنت اور سلف صالحین کے منہج پر ہی جمع ہو سکتے ہیں اور جس پر نبی کریم ﷺ اور آپکے صحابہ کرام تھے اسی پر لوگ ایک جماعت پر متفق ہو سکتے ہیں اللہ تمام مسلمانوں کو اپنی کتاب اور اسکے نبی کی سنت کو لازم پکڑنے کی توفیق دے۔

فإن خير الحديث كتاب الله.